www.novelsclubb.com

قسوہ از قلم : دعا فاطمہ

ناولز کلب

WWW.NOVELSCLUBB.COM
FB/INSTA:NOVELSCLUBB

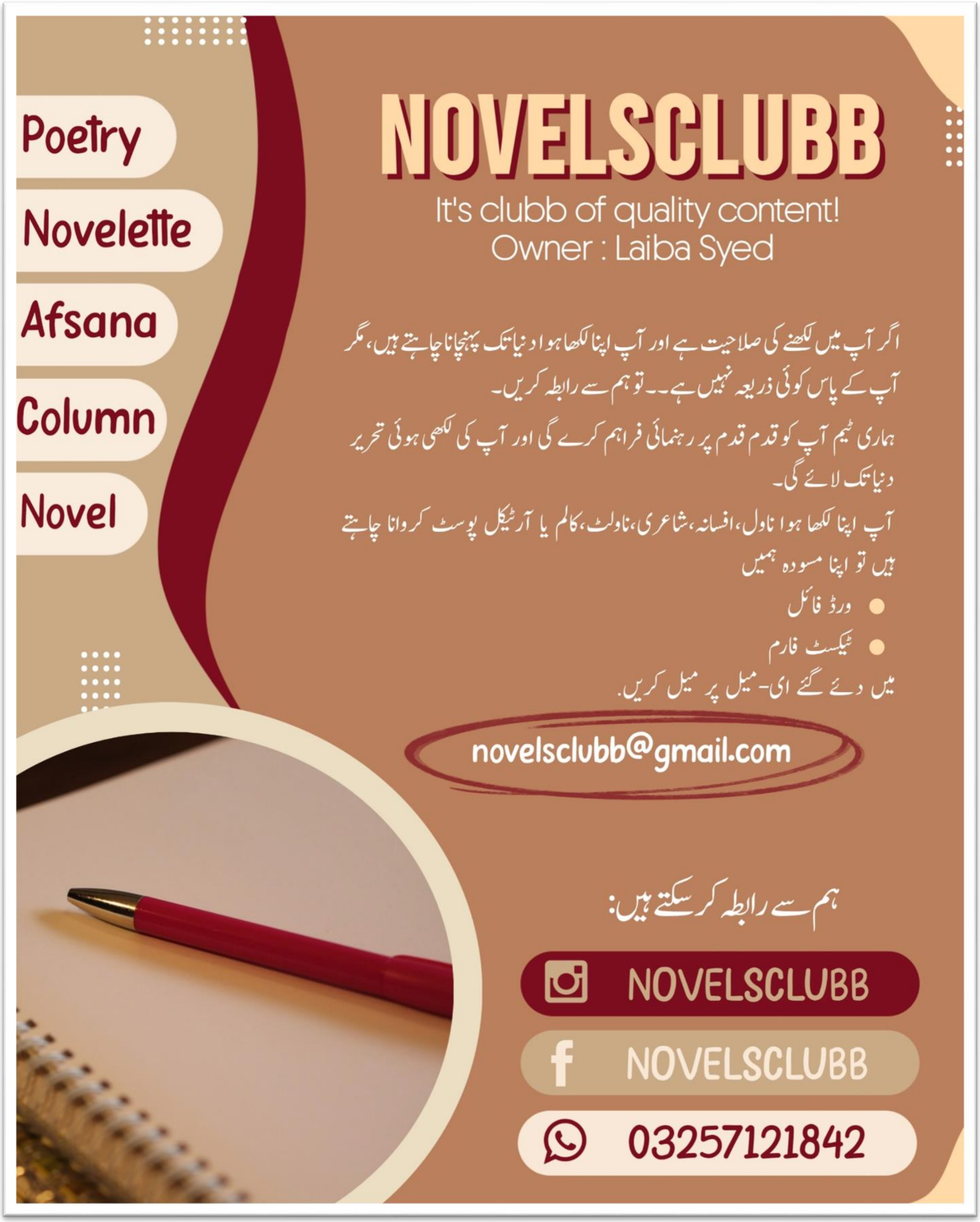
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیئے گئے ای-میل پر میل کریں۔
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

قسوہ

از قلم

دعا فاطمہ

www.novelsclubb.com

قسوہ

باب 1: غزہ- بہترین زندگی

زندہ ہے پر مانگ رہی ہے جینے کی آزادی
دیو کے چنگل میں شہزادی یہ کشمیر کی وادی

حد نظر تک سرو و صنوبر ہیں بھی اور نہیں بھی
ظالم کے دربار میں جیسے مہر بہ لب فریادی

چھینتے ہیں ہونٹوں سے دعائیں اور سروں سے ردائیں
دشمن نے جن بھیڑیوں کو جنگی وردی پہنادی

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

شاید ایسے اک میت پامالی سے بچ جائے

ماں نے کم سن بچی کی دریا میں لاش بہادی

سوئے ہوئے ضمیر نے ابتک دروازہ نہیں کھولا

ہم نے تو ظلم کے پہلے دن زنجیر عدل ہلادی

حسن لکیریں کھینچ رہا تھا سادہ سے کاغذ پر

آزادی کا لفظ لکھا کشمیر کی شکل بنادی

غلام محمد قاصر۔۔۔

رات کا اندھیرا ہر سو اپنے پنجے گاڑھے ہوئے تھا۔ ٹھنڈ سی محسوس ہوتی تھی۔ آسمان سے منعکس گہری نیلی نیلی سی روشنی ہر جگہ نظر آتی تھی۔ فضا میں عجیب طوفان سے پہلے والی خاموشی تھی۔ ذرا آنکھیں کھول کر دیکھا جاتا تو منظر وادی کشمیر کا نظر آتا۔ ہر جانب سناٹا چھایا ہوا تھا۔ ایک بھی

www.novelsclubb.com

زی روح گھر سے باہر نہ نظر آتا۔ ایسے میں دور سے اچانک ہی گولیوں کی تڑاتڑ آوازیں فضا میں گونجی تو گلی کے کونے میں ایک بڑے کوڑے دان کے پیچھے چھپی ایک ننھی سی نیلی آنکھوں والی گڑیا کی آنکھوں میں آنسو آ ٹھہرے۔ اس کے اوپر سامنے والے گھر کی کھڑکی سے ہلکی سی روشنی چھن کر آ رہی تھی، ایسے کہ اس کے چہرے کے خدو خال بھی واضح ہو رہے تھے۔

ہلکے گلابی رنگ کی پوری آستینوں والی فراک کے اوپر بغیر آستینوں والا سوئیٹر پہنے، وہ کنچے جیسی آنکھوں والی تھی۔ آنکھوں کے پپوٹے پانی سے بھرے نظر آتے تھے۔ ہلکے بھورے سے بال بکھرے ہوئے تھے۔ وہ کانپ رہی تھی۔۔۔ مگر کانپنے کی وجہ سردی نہیں تھی۔۔۔ بلکہ وہ آوازیں تھیں جو اس کی سماعت تک پہنچ رہی تھیں۔ وہ سڑک پر رہنے والی یتیم بچی تھی جسے کوئی گھر اسے میسر نہ تھا۔ ایسے میں اچانک ہی سامنے والے گھر کی کھڑکی کھلی اور ایک جوان لڑکی باہر جھانکی۔

ارے تسبیحہ۔۔۔ بیٹا۔ اتنی ٹھنڈ میں باہر نہ بیٹھو۔۔۔ امی تھوڑی دیر پہلے بھی بول کے گئی تھیں۔ آؤ اندر آؤ۔"، وہ لڑکی نرمی سے کہہ رہی تھی۔

مگر ننھی تسبیحہ جانتی تھی کہ اسے اندر بلانے کی وجہ ٹھنڈ نہیں، وہی وحشت ناک آوازیں تھیں جو اس کے ساتھ ساتھ ان کی سماعتوں تک بھی پہنچی تھیں۔ وہ روتے روتے اثبات میں سر ہلاتی

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اٹھ کھڑی ہوئی اور آگے بڑھ کر ان کے گھر کے دروازے کی طرف قدم بڑھا دیئے۔ ابھی وہ ان کے چھوٹے سے برآمدے میں ہی پہنچی تھی کہ پیٹھ پہ ایک زوردار جھٹکا محسوس ہوا۔ اچانک ہی ساتھ شدید درد کی لہر اس کی پیٹھ کے ایک حصے سے اسے اپنے پورے جسم میں سرایت کرتا محسوس ہوا تھا۔ وہ ساکت و جامد برآمدے میں کھڑی تھی۔ دل کی دھڑکنیں آہستہ ہو رہی تھیں۔۔۔ سانسیں بے قابو ہو چکی تھیں۔۔۔ آنکھوں سے چند آنسو ٹوٹ کر گرے تھے۔ اور اسی لمحے فضا میں اڑتی گولیوں کے درمیان ننھی تسبیحہ دھڑام سے زمین بوس ہوئی تھی۔ بند ہوتی آنکھوں کے ساتھ جو اس نے آخری چیز محسوس کی، وہ یہ تھی کہ وہ مر رہی تھی۔۔۔ بالکل اسی طرح جس طرح پچھلے سال اس کے خوبرو بھائی اور ماں باپ انہی ظالموں کے ہاتھوں مرے تھے۔ پھر وہ چمکدار اور متورم نیلی آنکھیں بند ہو گئی تھیں۔

www.novelsclubb.com

ہمیشہ کے لیے۔۔۔

گلی نہ اتنی تنگ تھی نہ اتنی چوڑی۔ اس گلی کے دونوں طرف چھوٹے بڑے گھروں کی قطاریں جو آگے چل کر مین روڈ سے مل جاتی تھیں۔ آج موسم اتنا ٹھنڈا تھا نہ اتنا گرم۔ خزاں ختم ہو رہی تھی اور سردیاں شروع ہونے والی تھیں۔ اس لمبی گلی میں ہلکی دھوپ کی کرنیں پڑ رہی تھیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اس گلی میں کچھ جگہوں پر دو تین چھوٹی کاریں کھڑی تھیں۔ابھی صبح کے ساڑھے بارہ بج رہے تھے۔

اس سب میں، آپ ہلکے نیلے رنگ کے گھر کے باہر مردوں کا ایک بڑا ہجوم دیکھ سکتے تھے۔ پینٹ شرٹ اور طرح طرح کے لباس میں ملبوس وہ ہر عمر کے مرد ایک دوسرے سے مختلف اور ایک طرح سے ایک جیسے لگ رہے تھے۔وہاں کھڑے تقریباً تمام مردوں کی رنگت گوری تھی۔بہت سے مردوں کے ہلکے بھورے یا گہرے سیاہ بال۔ان میں سے اکثر کی آنکھیں ہلکے رنگ کی تھیں لیکن ہاں،ان کی آنکھیں کالی بھی تھیں۔

وہ سب ایک دوسرے سے پچھلی رات ہونے والی کسی بری بات کے بارے میں بات کرنے میں مصروف تھے۔ان کے چہروں پر پریشانی،اداسی اور افسوس تھا۔

''اللہ جانے ہمیں یہ سب کب تک برداشت کرنا پڑے گا!''، سفید ہاف بازو والی بٹن والی شرٹ اور براؤن پینٹ میں ملبوس تقریباً ساٹھ برس کے ایک بوڑھے نے پریشان لہجے میں کہا۔

''ہاں...اللہ بچائے! یہ سب سن کر میرے بچے تو بہت ڈر گئے ہیں۔''دوسرے آدمی نے،جو بوڑھے سے نسبتاً چھوٹا تھا،زیادہ فکر مند لہجے میں کہا۔

ٹھیک ہے، کم از کم ہمیں اللہ پر یقین ہے کہ وہ ہمارے لیے بہترین کرے گا اور ان بھارتیوں کو سزا دے گا...اللہ تمہاری رسی کو اس لیے ڈھیلا نہیں چھوڑتا کہ وہ تمہیں سزا نہیں دینا چاہتا، بلکہ اس لیے کہ وہ تمہیں مزید وقت دینا چاہتا ہے۔مزید گناہ کرو تا کہ وقت آنے پر وہ اس سے بڑی سزا دے"، دوسرے آدمی نے کہا۔

ان سب کی ایک ہی فکر تھی، ایک ہی پریشانی اور ایک ہی خدا تھا! وہ سب اسی مسئلے پر بحث کرنے کے لیے وہاں جمع ہوئے تھے، جس کا سامنا ان سب کو برسوں سے تھا۔ان سب کے چہروں پر پریشانی کے تاثرات تھے۔

السلام علیکم برادران!"، فکر اور اداسی کی مختلف آوازوں میں، آپ نے ایک مختلف آواز سنی۔" وہ گہری، دھیمی، مہذب اور متوازن آواز ایک لڑکے کی تھی جو ابھی ابھی بھیڑ میں شامل ہوا تھا۔ بہت سے مردوں نے اس لڑکے کو دیکھنے کے لیے سر اور آنکھیں موڑی تھیں۔

نارنجی رنگ کی پوری بازو کی قمیض میں ملبوس، جس کی آستینیں کہنیوں تک لپٹی ہوئی تھیں، اور کالی پینٹ پہنے...وہ کافی لمبا لڑکا تھا۔بہت سے لوگوں کی طرح اس کی رنگت بھی گوری تھی، کنچے جیسی ہلکی بھوری سنہری آنکھیں جن میں چمک تھی اور سیاہ بال، پرفیکٹ جالائن اور کھڑی ناک،

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

آنکھوں کے نیچے ابھری ہوئی گال کی ہڈیاں اور گھنی کالی بھنویں، اس کے گلابی ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ بے حد خوبصورت لڑکا تھا۔

بہت سے مردوں نے اس کے ساتھ مصافحہ کیا اور اسے "وعلیکم السلام" کہہ کر جواب دیا۔

’’مصطفیٰ بیٹا، مجھے تمہارے بارے میں ایک بات بہت پسند ہے... تم برے وقت میں بھی مسکرانا نہیں چھوڑتے۔‘‘ ایک بوڑھے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’اللہ ایسے لوگوں کو پسند کرتا ہے جو مطمئن اور شکر گزار رہتے ہیں... یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بھی ہے۔‘‘، مصطفیٰ نے ایک بار پھر اپنی متوازن آواز میں جواب دیا۔ اس کی آواز اتنی اچھی، اتنی خوبصورت تھی کہ آپ گھنٹوں بغیر رکے یا بور ہوئے بغیر اس کی آواز سن سکتے تھے۔ اس کا بات کرنے کا انداز بھی نہایت شائستہ تھا۔

’’یہ وہ چیز ہے جو مجھے سب سے زیادہ پسند ہے، تمہاری مسکراہٹ سے بھی زیادہ... تم سب کچھ اللہ کے لیے کرتے ہو... ماشاءاللہ!‘‘، بوڑھے نے ایک بار پھر کہا۔

’’ٹھیک ہے بھائیوں اور چچاؤں، مجھے ابھی جانا ہے... دوبارہ ملیں گے، انشاءاللہ!‘‘، اس نے کہا اور آخری جملے پر اس نے بہت زور لگایا اور دل ہی دل میں ’’آمین‘‘ بھی کہا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ٹھیک ہے، مصطفیٰ...انشاءاللہ ہم دوبارہ ملیں گے، مگر تب ہی جب وہ ہندوستانی چاہیں گے...''، ایک آدمی نے مایوسی سے کہا۔ لیکن اس کی بات سن کر مصطفیٰ نے نفی میں سر ہلایا۔

مایوسی گناہ ہے... صرف اللہ جانتا ہے کہ کیا ہونے والا ہے۔ اللہ نے چاہا تو ہم ضرور ملیں گے۔ وہ ہندوستانی اللہ کے سامنے صرف خاک ہیں... بلکہ وہ ہمارے اللہ کے سامنے خاک سے بھی کمتر ہیں... پلیز مایوس نہ ہوں۔''، مصطفیٰ کا لہجہ نرم اور سادہ تھا۔

ٹھیک ہے... مجھے جانا چاہیے۔ خدا حافظ !''، اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا اور مسکرایا اور پھر وہاں سے چلا گیا۔ بہت سے مردوں نے اسے آخر تک دیکھا تھا۔ وہ ایسی ہی پرکشش شخصیت کا تو مالک تھا کہ لوگ دیکھتے تو دیکھتے ہی رہ جاتے اور آنکھیں جھپکنا بھول جاتے۔

مصطفیٰ سفید رنگ کی ایک کار کے پاس جا رہا تھا اور گاڑی کے پاس پہنچ کر چابی سے کار کا دروازہ کھولا۔ اس نے گاڑی میں بیٹھ کر اسے اسٹارٹ کیا۔ گیئر ڈالا اور اب گاڑی مین روڈ پر چلائی جا رہی تھی۔ کچھ اور کاریں بھی سڑک پر تھیں۔ اس نے کچھ دیر گاڑی چلائی اور پھر اپنا اسٹیئرنگ وہیل ایک گلی کی طرف گھمایا۔ چھوٹے چھوٹے گھر ہونے کی وجہ سے اس گلی کی حالت مصطفیٰ کی اپنی گلی جیسی اچھی نہیں تھی۔ گاڑی ایک چھوٹے سے سفید گھر کے باہر رکی جس میں لکڑی اور شیشے کی کھڑکیاں اور لکڑی کے دروازے تھے۔ وہ گاڑی کے باہر آیا، اسے بند کیا اور اس گھر کی طرف

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

چلا گیا۔اس نے تین بار دروازے پر دستک دی پھر دروازہ کھل گیا۔دروازے پر ایک سولہ یا سترہ سال کا نوجوان لڑکا کھڑا تھا۔مصطفی کو دیکھ کر اس کے لبوں پر ایک دلکش مسکراہٹ پھیل گئی۔

سادہ نیلی شرٹ اور نیلی جینز میں ملبوس،اس کے ہلکے بھورے بال اور ہلکی بھوری آنکھیں تھیں۔مصطفی جیسا خوبصورت اور اس سے کچھ کم لمبا،وہ لڑکا بہت اچھا تھا۔

مصطفی بھائی،السلام علیکم !اندر آئیں..."،لڑکے نے خوشی سے کہا۔مصطفی نے "وعلیکم السلام !" کے ساتھ جواب دیا،اور اس گھر میں قدم رکھا۔وہ گھر چھوٹا سا تھا،جس میں لکڑی کا فرش تھا،ایک لمبی راہداری تھی جس سے وہ لاؤنج کی طرف چل رہا تھا۔ایک طرف دو کمرے تھے اور ایک کمرہ دوسری طرف تھا،چھوٹی سی سیڑھیاں تھیں جو چبوترے تک جاتی تھیں۔ مصطفی ڈرائنگ روم میں چلا گیا۔وہ لڑکا بھی اس کے ساتھ ہی آیا تھا۔

امی...امی... مصطفی بھائی آ گئے ہیں۔"لڑکا چلا رہا تھا۔

ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہی اس نے دیکھا کہ ایک بوڑھی عورت صوفے پر بیٹھی ہے۔ سادہ کشمیری لباس میں ملبوس...یہ میکسی جیسا لمبا سیاہ لباس تھا،اور اس کے پاؤں تک آتا تھا۔ دوسرے کشمیری کپڑوں کی طرح سامنے اور نیچے سرخ کڑھائی ہوئی تھی۔سر پر دوپٹہ لیے

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

وہ اس لڑکے جیسی ہلکی بھوری آنکھوں میں خوشی لئے مصطفیٰ کو دیکھ رہی تھی۔ وہ عورت صوفے سے اٹھ کر اس کے پاس آئی اور مصطفیٰ کو گرمجوشی سے گلے لگالیا۔

کیسا ہے میرا بیٹا؟" عورت نے اپنی بوڑھی اداس آواز میں پوچھا۔

"میں ٹھیک ہوں خالہ۔" مصطفیٰ نے پیار سے جواب دیا۔ "آپ کیسی ہیں؟

الحمدللہ! میں ٹھیک ہوں۔" عورت نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "مصطفیٰ، تم نے میرے "

"بیٹے کو اپنا پرستار بنالیا ہے، یہ تو تمہاری محبت میں گرفتار ہو چکا ہے۔

مصطفیٰ نے مسکرا کر لڑکے کے کندھے پر نرمی سے ہاتھ رکھا اور پھر اسے ہلکا سا دبایا۔ "ہاں جعفر، مجھے معلوم نہیں تھا کہ اتنا باصلاحیت لڑکا میرا فین ہے، کیا میں صحیح سن رہا ہوں؟" اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

جعفر نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا اور دھیمی آواز میں جواب دیا، "جی بھائی، یہ ٹھیک ہے...

"میں اپنی بہن کے ہونے والے شوہر سے بہت محبت کرتا ہوں۔

مصطفیٰ خوشی سے مسکرایا اور پھر اس عورت کی طرف متوجہ ہوا جو شفقت اور محبت سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

مجھے پتہ ہی نہیں چلا کہ میرا چھوٹا بیٹا کب اتنا لمبا ہو گیا...اور اب وہ میری بیٹی کا شوہر بننے والا" ہے...میں اور میری بیٹی خوش قسمت ہیں کہ ہمارے خاندان میں ایسا باصلاحیت، ذہین اور محنتی لڑکا شامل ہو رہا ہے۔" بوڑھی عورت مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"یہ سب آپ کی دعاؤں کی وجہ سے ہوا ہے خالہ۔اور آپ دوسری بات میں غلط ہیں، میں خوش قسمت ہوں کہ میری زندگی میں آئیمان ہے۔اس کے ساتھ جنت کے دروازوں سے داخل ہونا میرے لیے ایک نعمت ہے...اور آپ جیسی اچھی ساس کس کو پسند نہیں ہوگی؟" مصطفٰی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

'ٹھیک ہے بیٹا یہاں بیٹھو میں تمہارے لیے کھانے کے لیے کچھ لاتی ہوں۔ جعفر تم جاؤ اور آئیمان کو بلا لاؤ۔' عورت اٹھ کر کمرے سے چلی گئی۔

مصطفٰی نے جیب سے فون نکالا اور اسکرول کرنے لگا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جب آئیمان کو بلایا جاتا ہے تو آپ اسے کم از کم دس پندرہ منٹ بعد دیکھ ہی سکیں گے۔اس لیے اس نے اپنی ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھ کر صوفے کی پشت پر ہاتھ پھیلا دیا تھا اور اب وہ فون پر سکرول کرنے میں مصروف تھا۔

دس منٹ کے بعد ڈرائنگ روم کا پردہ ایک طرف دھکیلا گیا اور ایک لڑکی کمرے میں داخل ہوئی۔ ہلکے گلابی فراک میں ملبوس جو نیلی جینز کے ساتھ گھٹنوں تک آتی تھی، ہلکے گلابی رنگ کا اسکارف سر کے گرد بندھا ہوا تھا، وہ بہت مہذب لگ رہی تھی۔اس کی بھوری آنکھیں جو جعفر کی آنکھوں سے مشابہت رکھتی تھیں، گوری رنگت، گلابی گال اور ہونٹ اور ایک چمکدار اور غالب پر کشش چہرہ جس کی خوبصورت خصوصیات تھیں، اسے خوبصورت کہنے کے لیے کافی تھیں۔وہ مسکراتے ہوئے سامنے کے صوفے پر آکر بیٹھ گئی۔ مصطفٰی نے مسکراتے ہوئے اپنا فون جیب میں رکھا اور اس خوبصورت لڑکی کی طرف متوجہ ہو گیا۔

السلام علیکم، آئیمان۔ کیسی ہو اب ؟‘‘مصطفٰی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ ”

وعلیکم السلام، اب میں ٹھیک ہوں... تو کیا آپ نے اپنی جاب سے شادی کی چھٹی لے لی ہے ؟"، آئیمان نے آنکھوں میں چمک لئے پوچھا۔

اوہ ہاں... میں یہاں یہی تو بتانے آیا تھا...اپنی تیاریوں پر مہر لگاؤ اور میرے گھر آنے کی ’ ’ تیاری کرو... جو تمہارا گھر ہونے والا ہے۔ میں اس گھر میں اکیلے رہنے سے تنگ آگیا ہوں اب۔“ مصطفٰی خوشی اور جوش سے کہہ رہا تھا اور آئیمان مسکراتے ہوئے سن رہی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اس کا فیصلہ آپ کو امی سے کروانا پڑے گا۔ میں اس سلسلے میں کچھ نہیں کر سکتی۔"آئیمان نے کندھے اچکاتے ہوئے معصومیت سے کہا۔ مصطفیٰ نے مسکرا کر کہا،"انہیں مجھ پر چھوڑ دو..."،اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

میں انہیں پہلے ہی آپ پر چھوڑ چکی ہوں۔"آئیمان نے مصطفیٰ کے ہی لہجے میں کہا۔ وہ دونوں مسکرائے۔

....

....

آج کوئٹہ کا موسم ٹھنڈا تھا... سردیوں کا ابھی صرف آغاز ہی تھا لیکن کوئٹہ کا موسم دیکھ کر اور محسوس کر کے یقین ہوتا تھا کہ سردیاں شروع ہو چکی ہیں۔ کوئٹہ کی ریتلی اور پہاڑی دھرتی کے آسمان پر سرمئی بادل بہ رہے تھے۔

تقریباً خالی سڑکیں جن پر صرف چند گاڑیاں چلتی ہوئی نظر آتی تھیں... سڑکوں کے اطراف میں قہوہ، چائے اور مختلف ریفریشمنٹ کے چھوٹے چھوٹے اسٹال اور ان اسٹالوں کے درمیان کچھ چھوٹی بڑی دکانیں، چند گلیاں جو ہاؤسنگ ایریا کے اندر جاتی تھیں۔ کوئٹہ میں سب بہت اچھا تھا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اور اس میں اگر آپ ایک گلی میں جائیں اور پھر ایک ہلکے سبز رنگ کے دو منزلہ مکان میں جائیں تو آپ کو بالکونی میں کرسی پر ایک لڑکی آنکھیں بند کیے بیٹھی نظر آئے گی اور اس کا سر کرسی کی پشت پر ٹیک لگائے ہوئے تھا۔ کالے رنگ کی شلوار قمیض میں ملبوس جس پر سفید پھول پرنٹ ہوئے ہوئے تھے، گلے میں سیاہ شیفون کا دوپٹہ، وہ شائستہ لباس میں ملبوس تھی۔ وہ ایک گندمی رنگت کی لڑکی تھی جس کی کھڑی ناک، چہرے کے پرکشش خدوخال اور لمبی اور گھنی کالی پلکیں تھیں۔ اس کا چہرہ بہت اداس اور غم زدہ سا لگ رہا تھا۔ اس کے لمبے، گھنے، ریشمی سیاہ بال آدھے کیچر میں بندھے ہوئے تھے اور آدھے کھلے تھے اور ہوا میں کرسی کی پشت سے نیچے گر رہے تھے۔ اس کے بازو بندھے ہوئے تھے اور وہ بہت آرام دہ سی ہو کر بیٹھی ہوئی تھی۔

لیکن اس کا چہرہ کچھ اور ہی کہہ رہا تھا۔ چند منٹوں کے بعد، اس نے اپنی آنکھیں کھولیں اور یہ وہ وقت تھا جب آپ اس کی آنکھوں کا رنگ دیکھ سکتے تھے... اس کی آنکھیں سیاہ تھیں۔ وہ کرسی پر سیدھی ہوئی اور بائیں طرف ہاتھ ہلایا تو ایک چھڑی اس کے ہاتھ میں آئی۔ وہ چھڑی پکڑ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ اور اُس پتلی چھڑی کو اِدھر اُدھر مارتے ہوئے وہ اپنے کمرے میں پہنچ گئی۔ دیواروں پر سفید پینٹ اور فرش پر سفید سنگ مرمر... وہ کمرہ بہت اچھے طریقے سے سجا ہوا تھا... بیچ میں

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM
FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ایک دیوار کے ساتھ لکڑی کا ڈبل بیڈ، لکڑی کی میزیں، دائیں طرف کی دیوار کے ساتھ ڈریسنگ ٹیبل، بائیں جانب دیوار پر ایک شیلف ڈھیروں ٹرافیاں اور تمغوں سے سجا ہوا تھا۔

وہ بائیں طرف چلی گئی، لیکن شیلف کی طرف نہیں، بلکہ شیلف کے بالکل ساتھ ایک چھوٹی سی شیشے کی میز کی طرف۔ اس نے جائے نماز میز سے اٹھا کر فرش پر بچھائی۔ اور پھر وہ اپنی چھڑی فرش پر رکھ کر جائے نماز پر کھڑی ہو گئی۔ اس نے اپنا کالا دوپٹہ پکڑ کر سر کے گرد باندھ لیا۔ وہ اپنے دونوں ہاتھ سیدھے کر کے نماز پڑھنے لگی۔

نماز ادا کرنے کے بعد اس نے دعا میں ہاتھ اٹھائے اور دعا کرنے لگی،

"اے اللہ! میرے اللہ! براہ کرم سب کچھ ٹھیک کر دے... مجھے صحت اور بینائی عطا فرما... مجھے یہ نعمت عطا فرما... مجھے تجھ سے بہترین کی امید ہے۔ میں جانتی ہوں کہ تو مجھ پر کرم فرمائے گا اور مجھے بینائی عطا فرمائے گا۔ سرجری ٹھیک سے ہو جائے اور اے صحت دینے والے، مجھے اچھا کر... مجھے تندرست کر... مجھے بینائی عطا کر۔"، اس نے کہا اور پھر کھڑی ہوئی اور جائے نماز کو تہہ کر کے فرش سے اپنی چھڑی اٹھالی۔ اس نے نماز دوبارہ چھوٹی میز پر رکھی، دوپٹہ کھول کر گلے میں ڈالا اور ادھر ادھر ڈنڈا مار کر وہ کمرے سے باہر نکلی اور جا کر لاؤنج میں کالے صوفے پر بیٹھ گئی۔ لاؤنج نہایت خوبصورت تھا۔ سفید چمکدار سنگ مرمروں سے سجا ہوا، پیچھے کی طرف وسیع

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

لگا ہوا تھا۔۔۔زیادہ تر فرنیچر، جیسے صوفے، LCD بالکونی تھی، سامنے دیوار پر ایک بہت بڑا میز، سائیڈ ٹیبل سیاہ تھے۔ بیٹھتے ہی اس نے اپنی چھڑی دائیں طرف رکھی اور اپنی ٹانگیں صوفے پر رکھ دیں۔وہ آنکھیں بند کر کے صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔

اسے سیڑھیوں سے کچھ قدم اپنی طرف آتے ہوئے سنائی دیے۔جو شخص آ رہا تھا وہ ایک پچپن سال کی خاتون تھی، ہلکے جامنی رنگ کی شلوار قمیض میں ملبوس، گلے میں ہلکے جامنی رنگ کا لان کا دوپٹہ ،ان کے بھورے بال نچلے جوڑے میں بندھے ہوئے تھے...وہ اس عمر میں بھی بہت خوبصورت تھیں۔وہ جا کر اس لڑکی کے پاس بیٹھ گئیں اور اس کا نازک سا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں پکڑ لیا۔لڑکی نے جلدی سے آنکھیں کھولیں اور اپنا سر اس عورت کی طرف موڑا۔

لیکن اس کی آنکھوں کا رخ کہیں اور تھا۔وہ عورت کی طرف متوجہ تھی لیکن اس کی نظریں کہیں اور تھیں۔

www.novelsclubb.com

امی!“اس نے اپنی خوبصورت آواز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ ' '

میری بیٹی...“عورت نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کی پیشانی چومی۔"تم ہمیشہ کیسے ' '

"جان جاتی ہو کہ میں آئی ہوں؟

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

آپ کی خوشبو سے... میری سب سے پسندیدہ خوشبو...اور آپ کے ہلکے اور نرم لمس ' '
سے... میں آپ سے بہت پیار کرتی ہوں امی۔"لڑکی نے شفقت سے کہا۔ عورت نے دوبارہ
اس کی پیشانی پر بوسہ دیا اور اس کی طرف شفقت سے دیکھا۔

تم میری دنیا اور زندگی ہو، میری زمل !"عورت نے شفقت سے کہا۔ ' '

اور آپ میرا سب کچھ ہیں میری عنیزہ۔"، زمل نے شرارتی آواز میں کہا۔ "

شرارتی لڑکی، تم اپنی ماں کو اس کے نام سے پکار رہی ہو"، عنیزہ نے کہا اور اس کے کندھے پر "
"! ہلکا سا چپت مارا۔ زمل نے ہنستے ہوئے کہا"سوری ! معذرت

بس تم ٹھیک ہو جاؤ، میری دنیا بھی روشن ہو جائے گی...مجھے دنیا میں ہی جنت مل جائے ' '
گی۔"عنیزہ نے شفقت سے کہا۔

انشاءاللہ ! اللہ بہتر کرے گا... کیا بھائی نے میری سرجری کی تاریخ لے لی ہے؟"زمل نے "
پوچھا۔

ہاں یہ تمہاری آخری سرجری ہے، زمل ! اللہ سب ٹھیک کرے گا۔۔۔اللہ تمہیں صحت اور "
بینائی عطا کرے گا۔"عنیزہ نے آنکھوں میں آنسو لئے ہوئے کہا۔

www.novelsclubb.com

"امی...اپنے آنسو پونچھ لیں۔جب میں نہیں رو رہی تو آپ کیوں رو رہی ہیں؟"، زمل نے اداسی سے کہا۔"اللہ نے مجھے صرف ایک بیٹی دی اور دیکھو وہ بھی غیر صحت مند ہے۔۔۔ کیوں؟ یہ صرف ہمارے ساتھ ہی کیوں ہوا؟"عنیزہ اداسی سے کہہ رہی تھی۔

'امی، اللہ کی ناشکری نہ کریں...اس کے پاس ہمارے لیے بہترین منصوبے ہیں۔' زمل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

انشاءاللہ وہ مستقبل میں بھی تمہارے لیے بہترین کرے گا۔"، عنیزہ نے کہا اور زمل کو گلے لگا لیا۔

....

....

آج رات کشمیر کا موسم خوبصورت تھا... ٹھنڈا موسم چونکہ نومبر کا آغاز تھا... ٹھنڈی ہوا جو آپ کے دانتوں کو نچانے کے لیے کافی تھی۔اس موسم میں اگر آپ سید مصطفیٰ بن صالح کے گھر جائیں تو آپ اسے اس کے ڈرائنگ روم میں ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھ سکتے ہیں جس کے بالکل سامنے کینوس تھا،اس کے گال اور ٹی شرٹ پر کچھ پینٹ تھا۔رف سی سفید ٹی شرٹ اور نیلے رنگ کے ٹراؤزر میں ملبوس اس کے کالے بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔وہ اس رف

www.novelsclubb.com

حلیے میں بھی خوبصورت لگ رہا تھا۔ ہاتھ میں پینٹ برش پکڑے، جس کے سرے پر نارنجی رنگ کا پینٹ تھا، وہ کینوس پر توجہ مرکوز کیے ہوئے تھا اور توجہ سے کینوس کو دیکھ رہا تھا۔ اور جب آپ کینوس دیکھیں گے تو آپ کو اس پر خوبصورت اور سنہری الفاظ رنگے ہوئے نظر آئیں گے... کن فیا کون۔

ان الفاظ کو اس طرح پینٹ کیا گیا تھا کہ ان کا خاکہ سیاہ پینٹ کی آؤٹ لائن سے بنایا گیا تھا اور الفاظ میں سنہری، پیلا اور نارنجی رنگ تھا۔ پس منظر سادہ سفید تھا۔ وہ خطاطی دراصل بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

اس نے اپنے پینٹ برش کا نارنجی رنگ ان الفاظ میں... اس جگہ پر رکھا جہاں کینوس کا سفید پس منظر کا رنگ جھلک رہا تھا۔ پینٹنگ اب مکمل ہو چکی تھی۔ وہ کھڑا ہوا اور جا کر ٹیبل سے اپنا فون اٹھایا۔ اس نے مختلف زاویوں سے پینٹنگ کی کچھ تصویریں لیں۔

وہ اب اپنے کمرے میں تھا اور اب دوسری آرام دہ نیلی ٹی شرٹ اور نیلے رنگ کی پتلون میں تھا۔ اس کا چہرہ اب تازہ اور دھلا ہوا تھا۔ اس کے سیاہ بال گیلے تھے اور پیچھے کو ہوئے ہوئے تھے۔ وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے آرام سے اپنے بیڈ پر بیٹھا تھا۔ وہ اپنے فون پر کچھ کرنے میں مصروف تھا اور جب آپ کچھ قریب جاتے ہیں تو آپ اسے اپنے اکاؤنٹ پر اپنی حالیہ خطاطی کی تصاویر

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

پوسٹ کرتے ہوئے دیکھ سکتے تھے۔ تصویریں پوسٹ ہوتے ہی نوٹیفیکیشن، لائکس، کمنٹس کی مسلسل آوازیں آئیں اور اس کے ہونٹوں پر ایک دلکش مسکراہٹ آ گئی۔

اختر کالنگ "، اس کے فون کی سکرین پر دکھائی دیا۔ اس نے فون اٹھایا اور سیدھا ہو گیا۔"

ہیلو السلام علیکم بھائی۔"، مصطفی نے کہا۔

وعلیکم السلام مصطفی... امید ہے تم خیریت سے ہو گے۔" دوسری طرف سے ایک آدمی کی آواز آئی۔

ہاں ظاہر ہے... اور تم مجھے میری اسکالرشپ کے بارے میں کب معلومات دے رہے ہو؟"، مصطفی نے پوچھا۔

آج رات... مطلب ابھی!"، اختر نے دوسری طرف سے کہا۔

ہاں... تو؟"، مصطفی نے بے صبری سے پوچھا۔

تو میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ آپ کو نسٹ میں سکالرشپ مل گئی ہے... اور میں نے ایک گھر بھی دیکھا ہے جو تمہارے اور تمہاری خالہ کی فیملی کے رہنے کے لیے کافی ہو گا۔"، اختر نے پرجوش انداز میں اسے بتایا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اوہ شکر الحمدللہ !،، مصطفی نے آنکھیں بند کرتے ہوئے کہا اور پھر گہرا سانس لیا اور مسکرا دیا۔

شکریہ اختر... ہر چیز میں میری مدد کرنے کا بہت شکریہ..."، مصطفی نے تشکر سے کہا۔

شکریہ کہنے کی ضرورت نہیں، مائی بوائی..."، اختر نے خوشی سے کہا۔

لیکن تم نے میرے لیے بہت کچھ کیا ہے... میں تمہارا شکر گزار ہوں۔"، مصطفی نے کہا۔"

ٹھیک ہے ٹھیک ہے... اسلام آباد پہنچ کر مجھے اطلاع دے دینا۔۔۔آخر میرے بھائی کی شادی ہو رہی ہے۔"، اختر نے کہا۔

کیوں نہیں !،، مصطفی نے خوشی سے کہا۔

ٹھیک ہے بھائی... خدا حافظ... جلد اسلام آباد میں ملتے ہیں۔"اختر نے کہا اور کال کاٹ دی۔

مصطفی نے فون سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور پر جوش انداز میں پیچھے کی طرف ٹیک لگا لیا۔ جو وہ ہمیشہ ...چاہتا تھا اسے حاصل کرنا ایک بہت ہی خوبصورت احساس تھا

وہ خوبصورت مسکراہٹ ایک لمحے کے لیے بھی اس کے لبوں سے غائب نہ ہو رہی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

....

....

کوئٹہ کا موسم ہمیشہ کی طرح اچھا تھا... جیسا کہ سردیوں میں ہوا کرتا تھا... منجمد درجہ حرارت اور ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں۔اس سرد موسم میں آپ ریٹائرڈ بریگیڈر جہانگیر سکندر کے ہلکے سبز رنگ کے دو منزلہ گھر میں جائیں تو آپ کو صوفے پر جہانگیر صاحب ہاتھ میں کھلا ہوا اخبار لیے بیٹھے نظر آئیں گے۔گیارہ بج رہے تھے۔

گندمی رنگت کا یہ شخص تقریباً پچپن چھپن سال کا تھا... سفید اور سرمئی بال، مونچھیں اور لمبی داڑھی... کالی آنکھیں اور جھریوں زدہ چہرہ۔ جن ہاتھوں سے اس نے اخبار پکڑا ہوا تھا ان پر بھی جھریاں تھیں۔ سفید شلوار قمیض پہنے وہ ایک لمبا قد آور آدمی تھا۔انتہائی وجیہہ اور شائستہ قسم کی شخصیت کا مالک۔۔۔

www.novelsclubb.com

ابو... ابو، جاہد کو دیکھیں... یہ ایک دن مجھے مار ہی ڈالے گا...''، تقریباً چھبیس یا ستائیس ' ' سال کا ایک لمبا لڑکا چیختا ہوا لاؤنج میں آیا۔ سفید ٹی شرٹ اور کالی پینٹ میں ملبوس، وہ ایک گورا چٹا لڑکا تھا جس کی آنکھیں بھوری اور بھورے بال تھے... اس کے چہرے کے خدوخال عنیزہ کے چہرے کے خدوخال سے کافی مشابہت رکھتے تھے۔ وہ بہت خوبصورت تھا۔ لیکن ابھی اس کے

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

چہرے پر شدید غصہ اور سنجیدگی تھی۔وہ تیز تیز چل کر جہانگیر کی طرف آیااور اس کے بالکل پاس بیٹھ گیا۔اس نے جہانگیر کی طرف منہ کر کے اسے غصے سے دیکھا۔

''اپنے بیٹے کو بتا اور سکھادیں کہ وہ میرے معاملات میں دخل اندازی نہ کرے ورنہ وہ میرے ہاتھوں سے پھانسی لٹک جائے گا...میں آپ سے کہہ رہا ہوں۔''،لڑکے نے غصے سے کہا۔

''عابر،بدتمیزی نہ کرو...یہ کیا ہے؟ہاں؟تم اسے پھانسی لٹکاؤ گے؟ہاں؟''جہانگیر نے اپنا سر تھوڑا سا عابر کی طرف موڑ کر سادہ اور سیدھے لہجے میں کہا۔عابر اچانک سنجیدہ ہو گیا اور اسے احساس ہو گیا کہ اس نے کیا کہا ہے۔

''اوہ سوری ابو...لیکن اس سے کہیں کہ میری عزت کیا کرے۔آخر میں ہم تین بہن بھائیوں میں سب سے بڑا ہوں،لیکن دیکھیں،میری تو کوئی عزت نہیں ہے۔"،عابر نے کراہتے ہوئے کہا۔

''عزت کمائی جاتی ہے بیٹا۔یہ ٹرے میں رکھ کر نہیں پیش کی جاتی۔۔۔آپ کو اپنے آپ کو اپنے بہن بھائیوں سے ملنے والی عزت کے لائق ثابت کرنا پڑے گا۔''جہانگیر کی آواز بہت متوازن اور پر سکون تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

لیکن میں ہمیشہ ان کا خیال رکھتا ہوں اور ان کے ساتھ کبھی بد تمیزی نہیں کرتا..."، عابر نے روہانسا ہو کر کہا۔

ہیں؟؟؟ کب؟ بھائی۔ کب؟ آپ نے ہمارا خیال کب رکھا؟ ہاں؟ میں نے آپ کو ہمارا خیال" رکھتے کیوں نہیں دیکھا؟"، جاہد کمرے میں آیا۔ وہ تقریباً سولہ سال کا ایک لمبا سا لڑکا تھا۔ گندمی رنگت... کالی آنکھیں اور بھورے لمبے بال جو اس کے کانوں کے نیچے تک آتے تھے، اس کے چہرے کے خدوخال زمل سے بہت مشابہت رکھتے تھے۔ ہاں اس بات کی تصدیق ہو گئی تھی کہ اس کے بالوں کا رنگ ان کی والدہ عنیزہ جہانگیر پر گیا تھا۔

عابر نے غصے سے سر موڑ کر جاہد کو دیکھا اور پھر منہ بنا کر اپنے والد جہانگیر سکندر کی طرف پلٹا۔

تم اس وقت سو رہے تھے جب میں تمہارا خیال رکھ رہا تھا... تمہیں یاد نہیں۔" عبیر نے ' ' کہا اور پھر جہانگیر کی طرف دیکھا۔ "اسے دیکھیں... یہ کتنی بد تمیزی کرتا ہے! میرے اللہ!"، عابر نے کہا اور اداکاری سے اٹھ کر کمرے سے نکل گیا۔ جاہد اور جہانگیر پیچھے سے ہنستے رہے اور ایک دوسرے کو ہائی فائیو کرتے رہے۔

انسان بنو جاہد... انسان بنو!" جہانگیر نے سختی سے ڈانٹا۔ ' '

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

میں پہلے سے ہی انسان ہوں ابو...“، جاہد نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔ ’ ’

تم دونوں ہمیشہ جانوروں کی طرح ایک دوسرے سے لڑتے رہتے ہو...ایک بار بتاؤ تم ’ ’ کیا چاہتے ہو؟ ہاں؟ مجھے ایک بار بتاؤ کہ میں تم دونوں کو چھریاں یا لاٹھیاں دے دوں تا کہ تم ایک دوسرے کو ایک بار ہی مار دو؟"، یہ عنیزہ تھی جو اندر آئی تھی اور اپنے بیٹے کو آتے کے ساتھ ڈانٹنے لگی تھی۔

امی امی... ہم ایک دوسرے کے ساتھ مذاق کرتے ہیں... ورنہ یقین جانیے، ہم ایک ” دوسرے سے بہت محبت کرتے ہیں... سیریسلی!“، جاہد نے سنجیدگی اور معصومیت سے کہا۔

ہیں؟ کون تم سے محبت کرتا ہے؟ برو۔ میں تم سے بالکل بھی محبت نہیں کرتا۔ ہاں یہ ممکن ” ہے کہ تم مجھ سے محبت کرتے ہو۔ آخر میں محبوب بننے کے لیے ہی تو پیدا ہوا ہوں اور میں محبت پانے کے ہی لائق ہوں... لیکن تم؟ کیا ہو گیا بھائی؟"، عابر کہتے ہوئے آیا اور پھر ہنس دیا۔ "میں تم سے محبت نہیں کرتا!"

نہیں بھائی...سچ بولیں نا۔ آپ واقعی مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں۔ دنیا کو بتا دو کہ عابر ’ ’ جاہد کو خود سے زیادہ پیار کرتا ہے۔“، جاہد بھی جاہد تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

’’ان دونوں کو دیکھو جہانگیر...اور تم ان پر ہنس رہے ہو...ایک یہ دونوں ہیں اور پھر میری زمل آتی ہے...اتنی معصوم بچی، وہ لڑتی بھی نہیں اور جھگڑتی بھی نہیں۔اتنی صابر بچیہے میری پیاری بیٹی۔‘‘، عنیزہ نے کروٹ کر کے کہا اور پھر سے اپنی دنیا کی معصوم ترین بیٹی کی تعریف کرنا شروع کر دی...خطاؤں اور گناہوں سے پاک...سب سے معصوم۔

ہونہہ! معصوم بیٹی؟؟؟امی آپ کہاں ہیں؟اس گھر میں ہیں بھی یا نہیں؟‘‘ جاہد نے غصے سے" کہا۔"صرف میں ہی ہوں جو اس شیطان کے اصلی چہرے کو جانتا ہوں! میں اسے برداشت کرتا ہوں...میں!‘‘، جاہد نے بے ساختہ رونا شروع کر دیا تھا، اور عابر کی طرف سے اس کے سر پر تھپڑ رسید کیا گیا تو اس نے اپنی اداکاری بند کر دی کیونکہ اس نے عابر کی لاڈلی اور پیاری بہن کو برا بھلا کہہ دیا تھا، جو کبھی اپنی بہن کے بارے میں ایک بھی بری بات نہیں سن سکتا تھا...وہ ہر وقت اس شخص کے منہ سے زبان نکالنے کے لیے تیار رہتا تھا جو زمل کے بارے میں کچھ بھی کہے۔

’’یہ آخری بار ہے جب میں تمہیں معاف کر رہا ہوں...دوبارہ نہیں! یہ بات اپنے ذہن نشین کر لو...‘‘، عابر نے انگلی اٹھا کر اسے دھمکی دی

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ٹھیک ہے بھائی... آپ ہمیشہ جذباتی ہو جاتے ہیں۔ میں تو مذاق کر رہا تھا۔"، جاہد نے کہا ' '

اور عابر جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا کیونکہ اب اس کا جم کا وقت تھا۔

لمبو!"، جاہد آخر میں اسے چھیڑنا نہیں بھولا تھا، لیکن کیا عابر کم تھا؟ اس نے اپنا بدلہ بھی اسی "

لمحے لے لیا، اپنا پسندیدہ ڈائیلاگ "کالا" دہرایا۔

دیکھیں امی، دیکھیں۔ پہلے یہ مجھے اور آپی کو کالا کہتے ہیں، پھر کہتے ہیں کہ یہ آپی سے پیار "

کرتے ہیں..."، جاہد نے احتجاج شروع کر دیا تھا۔

میں نے تمہیں کالا کہا ہے۔۔۔اور اگر میں زمل کو کالا کہوں تو یہ میری محبت ہے... تم ' '

ہماری محبت کے بیچ اپنی گندی ناک مت ڈالو۔" عابر نے گھر کا مین گیٹ کھولتے ہوئے کہا۔

ہونہہ!"، جاہد جل بھن ہی تو گیا تھا۔۔۔"

www.novelsclubb.com

....

....

بھارتی مقبوضہ کشمیر میں اس وقت برف باری عروج پر تھی۔ آسمان سیاہ بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا... چاندان بادلوں کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔ کپاس جیسی برف نے کشمیر کی سڑکوں کو مکمل طور پر ڈھانپا ہوا تھا۔ اس خوبصورت موسم میں اگر آپ سویرا صادق کے گھر جائیں تو... مصطفیٰ اپنے

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کپ سے کشمیری چائے پیتے ہوئے اور اپنی خالہ سویرا صادق کے ساتھ چائے پیتے ہوئے دیکھا جاسکتا ہے۔

وہ آج نارمل پینٹ شرٹ میں ملبوس تھا، جس پر اس نے بھورے رنگ کا اونی سویٹر پہن رکھا تھا، گلے میں مفلر ڈال رکھا تھا...اس کی ناک سرخ تھی اور اس کی آنکھوں میں پانی تھا...یہ ہمیشہ کی طرح تھا۔اگرچہ وہ اپنی پیدائش سے ہی اس سرد موسم میں زندگی گزار رہا تھا، لیکن ابھی تک اس سرد موسم کی عادت نہیں پڑی تھی۔ہر بار سردی تھوڑی بڑھ جاتی تو اس کا یہی حال ہوتا۔

اس کے سامنے سویرا سیاہ شلوار قمیض میں ملبوس بیٹھی تھی جس پر بھورے رنگ کا موٹا سویٹر پہنا ہوا تھا۔اس کے بھورے بال چوٹی میں بندھے ہوئے تھے اور وہ مسکرا کر مصطفیٰ کی بات سن رہی تھی۔ مصطفیٰ کی بات سن کر اس نے اثبات میں سر ہلایا اور کشمیری چائے کا ایک گھونٹ لیا اور پھر بولی۔

تم نے ٹھیک کہا مصطفیٰ...آپا بہت خوبصورت تھیں... تمہیں پتا ہے جب تم چھوٹے تھے تو" سب کہتے تھے کہ تم اپنے بابا سے بہت مشابہت رکھتے ہو... مگر میرے لیے تم ہمیشہ میری بہن جیسے ہی ہو۔تم اس کی پرچھائی ہو...اس کا عکس۔"سویرا نرمی سے کہہ رہی تھی جس سے مصطفیٰ ہولے سے مسکرایا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

لیکن مجھے بھی تو یہ لگتا ہے کہ میں بابا سے بہت مشابہت رکھتا ہوں... میں نے ان کی جوانی کی تصویریں دیکھی ہیں، وہ بالکل میرے جیسے ہی تھے۔“ مصطفیٰ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اچھا چھوڑو... بتاؤ تمہارے ٹکٹ کنفرم ہو گئے ہیں؟“ سویرا نے گھونٹ لیتے ہوئے پوچھا۔

صرف میری نہیں خالہ۔ ہماری! ہمارے ٹکٹ کنفرم ہو گئے ہیں... آپ اور جعفر بھی میرے اور آئیمان کے ساتھ اسلام آباد آرہے ہیں۔ میں نے وہاں ایک گھر بھی خریدا ہے... ہم اکٹھے رہیں گے، انشاءاللہ!“، مصطفیٰ نے مسکراتے ہوئے کہا، لیکن سویرا کے ہونٹوں تک چائے لے جاتے ہوئے ہاتھ رک گئے اور چونک کر اس کی آنکھیں پھیل گئیں اور اس کے ہونٹ کھل گئے۔

www.novelsclubb.com

کیا؟“ اس نے چونک کر پوچھا۔

تو کیا آپ کو لگتا ہے کہ میں اپنے خاندان کو یہاں ان ہندوستانیوں کے رحم و کرم پر چھوڑ کر جا رہا ہوں؟ کبھی نہیں خالہ۔“ مصطفیٰ بھی سنجیدہ تھا۔

لیکن یہ کیسے ممکن ہے؟“ سویرا نے الجھتے ہوئے پوچھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

سب کچھ ممکن ہے خالہ... آپ میری فیملی اور میرا سب سے قیمتی رشتہ اور اثاثہ ہیں۔ میں آپ کو یہاں نہیں چھوڑ سکتا۔ اگر ہم جا رہے ہیں تو آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں گے... اور جعفر بھی۔" ایسا لگ رہا تھا کہ وہ پہلے ہی طے کر چکا تھا اور اب صرف انہیں اپنے پلان کے بارے میں بتا رہا تھا۔ سویرا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور انہوں نے بے رحمی سے اپنے ہاتھوں کی پشت سے آنکھیں رگڑیں۔

" اس سوچ کو اپنے دماغ سے نکال دو مصطفیٰ۔ میں صادق کا گھر کبھی نہیں چھوڑوں گی۔۔۔ کبھی نہیں! یہ بات اپنے ذہن میں رکھنا!"، سویرا نے اعلان کیا۔

لیکن خالہ..."، مصطفیٰ کہہ رہا تھا جب وہ درمیان میں بات کاٹ کر بولیں۔ "بھول جاؤ" مصطفیٰ... آئیمان میرے لیے تمہاری امانت ہے اور میں کوئی خیانت نہیں کروں گی۔ تم نے مجھے خود اس سے شادی کرنے کو کہا اور اس چیز نے مجھے واقعی بہت خوشی دی تھی۔ بلاشبہ تم میری آئیمان کے لیے بہترین انتخاب تھے... تم میرے بیٹے اور میری زندگی ہو۔ تم مجھے اپنے بچوں کی طرح عزیز ہو۔ تم میرے بیٹے نہیں ہو لیکن خدا جانتا ہے، میں نے ہمیشہ تمہیں اپنا بچہ سمجھ کر پالا ہے... لیکن تم جو کہہ رہے ہو وہ ناقابل قبول ہے۔" انہوں نے غصے سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

یہاں بیٹھو۔ میں دستر خوان لگا رہی ہوں۔" سویرا نے کہا اور آنسو پونچھتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئیں۔ مصطفیٰ ش ہوا وہیں بیٹھا رہا۔ اس نے یہ نہیں سوچا تھا کہ سویرا کو پاکستان جانے میں کوئی آبجیکشن ہو گی... لیکن یہاں تو معاملہ ہی اتنا پیچیدہ تھا۔

چائے کے گھونٹ لیتے ہوئے وہ واپس صوفے سے ٹیک لگا کر اب اپنی سوچوں میں گم تھا۔

وہ ایک سرد دن تھا جب صالح اور سائرہ کار حادثے میں جاں بحق ہو گئے تھے۔ مصطفیٰ اس وقت دس سال کا تھا اور اپنے ہوش و حواس میں یہ جاننے اور سمجھنے کے قابل تھا کہ اب وہ یتیم ہو چکا تھا... اس کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہیں تھا۔ وہ اس ساری خود غرض دنیا میں اکیلا رہ گیا تھا۔

وہ فرش پر اپنے کمرے میں ٹانگوں کے گرد بازو باندھے، ٹھوڑی گھٹنوں پر رکھے بیٹھا تھا۔ ڈیڑھ گھنٹے سے اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے، جب سے اسے تھانے سے فون آیا تھا اور اسے اپنے والدین کے کار حادثے کے بارے میں بتایا گیا تھا۔

اس نے سویرا کو اس کی اطلاع دی تھی، یہ سوچ کر کہ ہو سکتا ہے، یہ محض ایک غلطی تھی اور سویرا جا کر اس کے والدین کو واپس لے آئے گی۔ لیکن وہ بالکل غلط تھا۔ سویرا یقینی طور پر اس کے والدین کو واپس تو لے آئی، لیکن زندہ نہیں۔ اور اب آدھا گھنٹہ ہو چکا تھا کہ لوگ اس کے

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

گھر جمع ہوئے ہوئے تھے، سویرا کو اس کی بہن اور بہن کے شوہر کی موت پر تسلی دے رہے تھے۔

اپنے کمرے میں روتے ہوئے دس سالہ مصطفٰی کو کوئی آکر تسلی دینے والا نہ تھا۔ وہ کافی دیر تک وہیں بیٹھا روتا رہا، یہاں تک کہ اس کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا گیا اور اس نے سویرا کو ہاتھ میں ٹرے لیے اندر آتے دیکھا۔ سرمئی رنگ کی شلوار قمیض میں ملبوس سر پر سرمئی رنگ کا دوپٹہ لیے، وہ اس وقت بہت جوان اور خوبصورت لگ رہی تھی۔ جیسی خوبصورت کشمیری عورتیں ہوا کرتی ہیں، چھوٹی بھوری آنکھوں اور گلابی ہونٹوں کے ساتھ... وہ بہت خوبصورت تھی۔ وہ آنکھوں میں ہمدردی لئے مصطفٰی کو دیکھ رہی تھی۔ آخر وہ اس کی بہن کا اکلوتا بیٹا تھا۔

مصطفٰی نے چند لمحے اسے روتی آنکھوں سے دیکھا اور پھر سر موڑ کر رونے لگا۔ اس کے آنسو رکنے کو تیار نہیں تھے۔ ظاہر ہے، غم بہت بڑا تھا۔ اس غم اور زندگی کے سب سے بڑے نقصان کو کم کرنے کے لیے کچھ گھنٹے کافی نہیں تھے۔

سویرا اس کی طرف بڑھی اور آکر اس کے ساتھ فرش پر بیٹھ گئی اور ٹرے فرش پر رکھ دی۔ اس نے دیکھا کہ پلیٹ میں بریانی تھی... ظاہر ہے بریانی ہی ہو گی... یہ ہی تو مرنے پر پیش کی جاتی ہے، ٹھیک؟ سویرا نے کچھ دیر اسے آنسوؤں بھری نظروں سے دیکھا اور پھر آگے آکر شفقت اور

WWW.NOVELSCLUBB.COM
FB/INSTA:NOVELSCLUBB

نرمی سے اسے گلے لگالیا۔ یہ عجیب بات تھی کہ اس نے ایسا سکون اور پیار صرف اپنی ماں کی گود یا گلے میں ہی محسوس کیا تھا، لیکن اس وقت وہ سویرا کے ہاتھوں میں بھی ایسا ہی محسوس کر رہا تھا۔

اس نے بھی اسے مضبوطی سے گلے لگایا کہ یہ بازو کبھی نہ چھوڑیں۔ یہ اس کے لیے ایک تحفظ معلوم ہوتے تھے۔ یہ سب سے گرم بازو تھے جو اسے اب تک کی اس ٹھنڈ میں ملے تھے۔

اس کے بعد سویرا نے ٹرے اس کے سامنے رکھ دی اور خود اسے کھانا کھلایا۔ کھانے کے چھوٹے چھوٹے نوالے کھلاتیں اور بار بار اسے پانی دیتیں۔ مصطفیٰ نے بھی خاموشی سے سارا کھانا کھالیا۔ کھانے کے بعد اس نے شکرانہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا اور دھیمی آواز میں کہا۔ "شکریہ خالہ۔ آپ بہت کائنڈ ہیں۔"

سویرا مسکرائی لیکن اس کے اگلے جملے نے ان کی مسکراہٹ کو غائب کر دیا۔

کہ وہ کہہ رہا تھا، "اس دنیا میں بہت کم لوگ ہیں جو یتیموں پر مہربانی کرتے ہیں اور آپ کو میرے ساتھ مہربانی کرتے ہوئے دیکھ کر بہت اچھا لگتا ہے۔ شکریہ خالہ۔"

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

سویرا کو یوں لگا جیسے کسی نے اس کے دل کو اس قدر مضبوطی سے جکڑ لیا ہو کہ وہ جی نہیں پا رہی، لیکن مصطفیٰ پھر بھی کہہ رہا تھا، ''آپ جانتی ہیں خالہ، میرے دوست احمد کے والدین پچھلے سال ایک طیارہ کے حادثے میں مر گئے تھے اور اس کے رشتہ دار اتنے ظالم تھے کہ انہوں نے اسے لے تو لیا۔ مگر اسے زندہ رہنے کے لیے کام کرنا پڑا۔ بہت محنت اور مشقت کرتا تھا وہ۔ آپ ابھی مہربان ہیں کیونکہ میرا درد تازہ ہے... آپ بھی مجھے احمد کے رشتہ داروں کی طرح چھوڑ دیں گی۔''

سویرا تیزی سے آگے بڑھی اور اسے مضبوطی سے گلے لگا لیا۔ لیکن مصطفیٰ کہتا رہا، ''میں جانتا ہوں خالہ... میں جانتا ہوں! بابا اور اماں کی موت حادثے سے نہیں ہوئی۔ ان کی موت اس لیے ہوئی کیونکہ میرے والد گاڑی چلانے کے قابل نہیں رہے تھے... کیونکہ وہ پہلے ہی اس گولی کی وجہ سے مر چکے تھے جو ان کے دل پر لگی تھی... گولی بھارتی فوجی کی بندوق سے چلی تھی۔ ان ظالموں نے میرے والدین کو مجھ سے چھین لیا... وہ انہیں چھین کر لے گئے... خالہ، وہ انہیں لے گئے۔''، وہ اب ہچکیوں سے رونے لگا تھا۔ سویرا اس کی پیٹھ پر تھپکی دیتی رہی۔

' ' اب کوئی تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا، میرے بیٹے... کوئی نہیں۔ تم میرے بیٹے ہو۔ میرا خون... میری بہن کا اکلوتے بیٹے۔۔۔ میرے بیٹے! وہ ظالم اپنے کیے کا بدلہ ضرور بھگتیں

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

گے... لیکن یہ بات ہمیشہ اپنے ذہن میں رکھنا کہ سویرا خالہ تمہیں کبھی نہیں چھوڑیں گی... کبھی نہیں، چاہے وہ مر جائیں... چاہے وہ اپنی آخری سانسیں لے رہی ہوں۔" سویرا آنسوؤں کے درمیان کہہ رہی تھی۔. اس ننھے بچے کی زبان سے کتنی دل آزاری والے کلمات ادا ہوئے تھے۔

جعفر کی آواز سے مصطفیٰ حال میں واپس آیا جو اسے دستر خوان پر کھانے کے لیے بلا رہا تھا۔ اس نے سر ہلایا اور خاموشی سے جا کر ان کے ساتھ کھانا کھایا۔ خالہ نے رات کے کھانے کے لیے کشمیری پلاؤ بنایا تھا۔

کشمیری پلاؤ گری دار میوے، خشک میوہ جات، زعفران اور تازہ پھلوں کے ساتھ بنائے جانے والے کشمیری کھانوں سے چاول کے پلاؤ کی ایک مزیدار قسم ہے۔ عام طور پر، ایک پلاؤ چاول ہے جو مختلف مسالوں کے ساتھ ذائقہ دار ہوتا ہے، پھر سبزیوں، گری دار میوے یا یہاں تک کہ گوشت کے اضافے کے ساتھ جمع کیا جاتا ہے۔

کشمیری پلاؤ مصطفیٰ کے پسندیدہ پکوانوں میں سے ایک تھا اور اس کے لیے کھانا پکاتے پکاتے وہ تمام پکوان جو اس کی پسندیدہ تھیں خالہ کی بھی پسندیدہ بن گئی تھیں۔

....

....

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کوئٹہ کا موسم شام اور صبح کی طرح اچھا تھا۔زمل کا کمرہ گھر کی اوپری منزل پر تھا اور اس کے کمرے کے بالکل ساتھ ہی عابر کا کمرہ تھا۔عابر نے وہ کمرہ اپنی مرضی سے لیا تھا کیونکہ وہ زمل کے قریب رہنا چاہتا تھا۔وہ ایک بہت ہی خیال رکھنے والا اور بااختیار بڑا بھائی تھا،جو زمل کی مدد کے لیے ہمیشہ موجود رہنا چاہتا تھا۔

زمل ابھی اپنے کمرے میں بیٹھی سورہ نور کی تلاوت سن رہی تھی...اسے اس سورت کا نام بہت پسند تھا۔نور سے وہ ہمیشہ روشنی یا بصارت کا مطلب لیا کرتی تھی... کیونکہ یہ اس کی سب سے بڑی کمزوری تھی اور اس کی سب سے بڑی خواہش تھی کہ وہ دوسرے لوگوں کی طرح نارمل ہو۔سورہ نور سنتے ہوئے وہ خود کو نارمل تصور کرتی تھی۔وہ تصور کرتی تھی کہ وہ دیکھ سکتی ہے... شاید یہی اس کی سب سے بڑی خواہش تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ سوچتی اور تصور کرتی تھی کہ رنگوں سے دنیا کتنی حسین لگتی ہو گی...وہ رنگ جو وہ اپنی پوری زندگی میں پہلے ہی بہت مس کرتی رہی تھی۔اس کی زندگی اسے اتنی ہی کالی گتی تھی جتنی اس نے اپنے اندھے پن میں دیکھی تھی۔

وہ سوچتی تھی کہ اس کے ماں باپ اور بہن بھائی کیسے ہوں گے ؟وہ کیسے دکھتے ہوں گے ؟وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ وہ خود کیسی دکھتی ہے !کیا وہ واقعی کالی تھی،جیسا کہ عابر کہتا تھا... یا وہ جھوٹ بولتا

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تھا! کیا جاہد بھی اس کی طرح کالا تھا؟ سب کہتے تھے کہ زمل اور جاہد جہانگیر سے بہت مشابہت رکھتے تھے لیکن وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ کیسے؟ وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ کیا واقعی ایسا تھا؟ وہ خود کو دیکھنا چاہتی تھی... وہ دنیا کو دیکھنا چاہتی تھی... وہ سب کچھ دیکھنا چاہتی تھی!

اے کالی! کیسی ہو؟"، وہ سن کر بتا سکتی تھی کہ عابر ہی کمرے میں آیا تھا۔ ساتھ ہی وہ اس کا انتظار کر رہی تھی کیونکہ ہر رات آٹھ بجے اس سے ملنا اس کا معمول تھا۔

اور لمبو کیسے ہو؟"" اب جاہد ہی کمرے میں آیا تھا۔ سادہ پینٹ شرٹ میں ملبوس عابر بہت ہینڈسم اور فریش لگ رہا تھا۔ اس کے بال ایسے گیلے تھے جیسے ابھی نہایا ہو۔ دوسری طرف، جاہد اپنے نائٹ سوٹ میں ملبوس تھے... جی ہاں، وہ ان لوگوں میں سے تھا جو رات کو جلدی سوتے ہیں اور صبح جلدی جاگتے ہیں۔ ہر رات اس وقت زمل کے کمرے میں اکٹھے ہونا ان کا معمول تھا۔

مائنڈ یور اون بزنس، کالے!""، عابر نے ناک چڑھاتے ہوئے کہا، لیکن جاہد نے کوئی اثر نہ لیا اور زمل کی طرف متوجہ ہوا، جس نے اب تلاوت کو روک دیا تھا۔

ہاں کالی، کیسی ہو؟"" جاہد نے زمل سے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تمیز سے، کالے... تم میری بہن کو کالی کہنے کی ہمت نہیں کرنا!"، عابر ایک بار پھر دنیا کا سب سے زیادہ خیال رکھنے والا بھائی بن گیا تھا۔

"ہہ! پلیز، میں اپنی بہن سے بات کر رہا ہوں، ٹھیک ہے؟" جاہد نے غصے سے پوچھا۔

"زمل کیا تم دنیا کو دیکھنے کے لئے ایکسائٹڈ ہو؟"، وہ اب دلچسپ انداز میں جواب حاصل کرنے کے لیے زمل کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"انشاءاللہ!"، زمل نے روح پرور جواب دیا۔

"انشاءاللہ!"، یہ دونوں بھائیوں کا مشترکہ جواب تھا۔

'پھر تم میرا حسین چہرہ دیکھ پاؤ گی، زمل،" عابر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اور پھر تم میری نیچر بیوٹی کو دیکھ پاؤ گی، زمل۔"، جاہد کیوں پیچھے رہتا۔

'ہاں ہاں... میں تمہارے خوبصورت چہرے دیکھوں گی لیکن اس سے پہلے میں اپنا خوبصورت چہرہ دیکھنا چاہتی ہوں۔"، زمل بھی زمل تھا۔

"ہاں ہاں کیوں نہیں! میرا خوبصورت چہرہ دیکھنے کے بعد تم اپنا تھوڑا کم خوبصورت چہرہ دیکھ لینا۔" جاہد نے ہنستے ہوئے کہا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ویری فنی، کالے!''، عابر نے غصے سے کہا اور پھر مسکرا دیا۔

....

....

کمرے کی بتیاں جل رہی تھیں اور آپ کو وہ بیڈ نظر آ رہا تھا، جس پر مصطفیٰ سیدھے لیٹے پنکھے کو گھومتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ اس کے بازو کھلے تھے اور بستر پر پھیلے تھے۔ وہ سوچنے میں مصروف تھا...

اختر کالنگ...''اس کے فون کی گھنٹی بجی۔

اس نے تھک ہار کر سائیڈ ٹیبل سے فون اٹھانے کے لیے بازو بڑھایا۔ فون کی سکرین کو دیکھے بغیر اس نے کال ریسیو کی اور سپیکر پہ آن کیا۔

ہیلو!''اس نے اداس لہجے میں کہا۔

ہیلو مصطفیٰ، آپ کی شادی کب ہو رہی ہے؟''اختر نے جلدی سے تنگ کرنے والے انداز میں پوچھا۔

کیوں؟ تمہیں میری شادی سے کیا لینا دینا بھائی؟''مصطفیٰ نے بے نیازی سے پوچھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

میرا تمہاری شادی سے کوئی تعلق نہیں ہے... میں صرف پوچھ رہا ہوں.. بتاؤ کب ہے؟"، "اختر نے پھر پوچھا۔

بیس نومبر کو۔‘‘مصطفٰی نے اسے بتایا۔ ’ ’

کیا تم خوش ہو؟‘‘اختر نے پوچھا۔ ’ ’

ہاں، میں خوش کیوں نہیں ہوں گا؟‘‘مصطفٰی نے الجھتے ہوئے پوچھا۔ ’ ’

نہیں میرا مطلب تھا کہ کیا تمہیں آئیمان واقعی پسند ہے؟ کیا تم اس سے خوش ہو؟‘‘اختر کو ” کچھ شک تھا اور مصطفٰی اس شک کو بخوبی سمجھ گیا تھا۔

ہاں... میں اس سے خوش ہوں... لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو؟‘‘مصطفٰی نے استفسار ’ ’ کرتے ہوئے پوچھا۔

میں پوچھ رہا ہوں کیونکہ تم نے ایک بار مجھے بتایا تھا کہتمیں کسی اور لڑکی میں دلچسپی ہے...اسی" لیے میں پوچھ رہا ہوں۔"، اختر نے کہا۔

یہ تو پرانی بات ہے...‘‘، مصطفٰی بس اتنا ہی کہہ سکا، لیکن دل کی گہرائیوں سے اس کے ’ ’ دل کو کچھ ہوا تھا... کسی چیز نے بے دلی سے اس کا ہاتھ پکڑا اور پھر ایک سیکنڈ میں چھوڑ دیا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ٹھیک ہے...ہمیشہ خوش رہو۔"اختر نے خوشی سے کہا۔

ٹھیک ہے اللہ حافظ۔"مصطفیٰ نے کہا اور کال کاٹ دی۔

اس نے اپنے دونوں بازو سر کے نیچے رکھے اور اب اپنی سوچوں میں گم تھا۔

اسلام آباد میں ایک خوبصورت دن تھا۔خوبصورت سفید بادل اور نیلا آسمان... لیکن موسم اچھا تھا...کچھ ٹھنڈ تھی۔

پمز میں آپ نے ایک لڑکے کوراہداری میں سیٹ پر بیٹھا دیکھا۔وہ سفید فل آستین کی شرٹ اور سرمئی پینٹ میں ملبوس تھا۔اس کے کالے بال پیچھے کو ہوئے ہوئے تھے اور اس کا چہرہ بہت بیمار لگ رہا تھا۔اس کی آنکھیں سرخ تھیں اور آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے تھے۔وہ بہت کمزور اور تھکا ہوا لگ رہا تھا۔سر کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر وہ اپنی باری کا انتظار کر رہا تھا۔وہ اپنی چٹ ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھے کہ اچانک اسے ایک آواز سنائی دی۔"مصطفیٰ صالح..."،ایک خاتون نرس آئی تھی اور اسے اندر آنے کو کہا کیونکہ اس کی باری تھی۔مصطفیٰ اٹھ کر کمرے میں چلا گیا۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے دیکھا کہ اندر ایک لیڈی ڈاکٹر بیٹھی ہے۔وہ تقریباً باون یا ترپن سال کی تھی اور ایک خوبصورت بوڑھی عورت تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اس کی بھوری آنکھیں اور بھورے بال تھے، جو ایک نچلے جوڑے میں بندھے ہوئے تھے۔ نیلے رنگ کی شلوار قمیض میں ملبوس، سفید ڈاکٹر کوٹ کے ساتھ، وہ بہت مہذب لگ رہی تھی۔

" السلام علیکم ڈاکٹر۔" مصطفیٰ نے دھیمی آواز میں کہا اور جا کر سیدھے ڈاکٹر کے سامنے بیٹھ گیا۔

" وعلیکم السلام مسٹر مصطفیٰ... مجھے بتائیں کہ آپ کو کیا ہوا ہے؟"، ڈاکٹر نے نرمی سے کہا اور اپنی نوٹنگ بک اٹھا کر نوٹ کیا جو وہ بتانے والا تھا۔

" میرا سر درد دن بدن بڑھتا جا رہا ہے ڈاکٹر۔ پہلے تو یہ قابل برداشت تھا لیکن اب یہ نا قابل برداشت ہوتا جا رہا ہے۔" مصطفیٰ نے بچے کے ڈاکٹر سے کہا۔

' 'اوہ ٹھیک ہے... مصطفیٰ، براہ کرم مجھے بتائیں کہ کیا آپ کو کوئی اور مسئلہ ہے جیسے ناک یا منہ سے خون آنا، یا کوئی اور چیز؟"، ڈاکٹر نے پوچھا۔

' 'نہیں ڈاکٹر... اور کچھ نہیں..." مصطفیٰ نے جلدی سے کہا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اچھا تو مصطفیٰ! میں آپ کے لیے کچھ دوائیں لکھ رہی ہوں۔ آپ کو انہیں دن میں دو بار لینے کی ضرورت ہے...اور اگر پھر بھی کوئی بہتری نہیں آتی ہے تو پھر یہاں آجائیں۔ ٹھیک ہے؟"ڈاکٹر نے نرمی سے کہا۔

ٹھیک ہے ڈاکٹر... ٹھیک ہے!"مصطفیٰ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ انتظار کر رہا تھا کہ ڈاکٹر لکھنا بند کرے تاکہ وہ اس سے دوائیوں کی فہرست لے سکے۔ ڈاکٹر نے لکھنا ختم کیا اور اسے دوائی کی چٹ دے دی۔

مصطفی اپنا بہت خیال رکھنا۔۔۔ تم کہاں سے ہو؟"مصطفیٰ کے لیے یہ سوال غیر متوقع تھا۔"

میں...میں کشمیر سے ہوں۔"، وہ"ہندوستانی مقبوضہ کشمیر"نہیں کہنا چاہتا تھا۔

دیکھئے مصطفیٰ، کشمیر جیسے علاقے اکثر سرد ہوتے ہیں... میرے خیال میں یہ سردی ہے جو آپ کے دماغ میں جارہی ہے، اسی لیے میں تصدیق کر کے اپنے شکوک کو دور کرنے کی کوشش کر رہی ہوں۔ یہ دوائیں ایک ہفتے تک کھائیں اور پھر آئیں۔ ٹھیک ہے؟"ڈاکٹر نے نرمی سے کہا۔

"جی ٹھیک ہے ڈاکٹر۔"مصطفیٰ نے کہا اور کھڑا ہو گیا۔"شکریہ ڈاکٹر۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

یہ میرا فرض ہے مسٹر مصطفیٰ۔"ڈاکٹر نے شفقت سے کہا۔

خدا حافظ ڈاکٹر۔"اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ڈاکٹر بھی جواباً مسکرا دی تھیں۔اسے یہ ڈاکٹر بہت پسند آئیں تھیں۔

باہر آکر وہ دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا اور ڈاکٹر کی تحریر دیکھنے لگا..."اوہ...ان کی ہینڈ رائٹنگ تو بہت اچھی ہے!"،اس نے خود سے مسکراتے ہوئے کہا۔

ہمم...ڈاکٹر عنیزہ جہانگیر۔اتنا خوبصورت نام...ماشاءاللہ!"اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ مصطفیٰ پہلے ہی ان کا مداح بن چکا تھا۔

وہ اب واپس اپنی موجودہ زندگی میں واپس آچکا تھا جہاں وہ اپنے بستر پر لیٹا تھا اور وہ انجانے میں مسکرا رہا تھا۔اسے اچانک احساس ہوا تھا کہ وہ دن بدن کتنا پاگل ہوتا جا رہا ہے۔

کیا میں پاگل ہوں؟"اس نے خود کو ڈانٹا اور پھر سے مسکرانے لگا۔

....

....

سویرا صادق کے گھر میں اندھیرا تھا کیونکہ ابھی بارہ بج رہے تھے اور سویرا اپنے کمرے میں سونے کے لیے چلی گئی تھیں جبکہ آئمان اور جعفر ابھی تک جاگ رہے تھے اور اپنے مشترکہ

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کمرے میں کانفرنس کر رہے تھے۔ آئیمان، لمبے سفید سویٹر اور اونی ٹراؤزر میں ملبوس، بالوں کو چوٹی میں باندھے، اپنا دوپٹہ صحیح طریقے سے کندھوں پر پہنے، اپنے بیڈ پر بیٹھی، نیچے زمین کی طرف دیکھ رہی تھی، جہاں جعفر بیٹھا تھا۔ آف وائٹ سویٹر اور اونی براؤن ٹراؤزر میں ملبوس، ماتھے پر بال بکھیرے وہ زمین پر بیٹھا اس وقت سرخ آنکھوں سے آئیمان کو سن رہا تھا... وہ نیند میں بہت تھا، لیکن سننے کے لیے جاگنا پڑ رہا تھا۔

اپنی آنکھوں میں فکر لیے آئیمان بہت اداس اور الجھی ہوئی لگ رہی تھی۔ مصطفیٰ اور سویرا کے درمیان ہونے والی گفتگو کے بارے میں اسے مصطفیٰ نے فون پر بتایا تھا۔

’’اب چھوڑو یہ سب اور بتاؤ ہم کیا کرنے والے ہیں؟‘‘ جعفر نے آخر میں یہ سن کر تھک کر کہا کہ وہ جانتا تھا کہ آئیمان اس مسئلے کی وجہ سے کتنی اداس اور پریشان تھی۔

’’میں نہیں جانتی کہ کیا کروں! اگر مجھے معلوم ہوتا تو کیا میں تم سے پوچھ رہی ہوتی؟‘‘ آئیمان نے سخت لہجے میں کہا۔

’’تو میں کیا کر سکتا ہوں؟‘‘ جعفر نے جمائی لیتے ہوئے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

''کچھ بھی کرو... کچھ بھی کرو... لیکن پلیز امی کو اس آئیڈیا پر راضی کردو۔'' آئیمان نے پریشانی سے کہا۔

''آئیمان! تم جانتی ہو کہ امی کو کچھ سمجھانا کتنا مشکل ہوتا ہے... پھر میں یہ کیسے کر سکتا ہوں؟'' جعفر نے تھکے ہوئے انداز میں کہا۔

''جعفر... تم میرے اچھے بھائی ہو نا؟ پلیز کچھ کرو... پلیز!''، آئیمان نے جعفر سے مدد مانگنے کا اپنا سب سے آزمودہ طریقہ دوبارہ شروع کر دیا تھا۔

''لیکن میں کیا کروں؟'' جعفر نے اس بار غصے سے پوچھا۔

''جعفر کیا تم میرے اور مصطفیٰ کے ساتھ نہیں رہنا چاہتے؟''، آئیمان اب غصے میں آنے لگی تھی۔

''لیکن میں اس سلسلے میں کچھ نہیں کر سکتا۔'' جعفر بھی ٹھیک کہہ رہا تھا۔

''ٹھیک ہے... کل اسکول کے بعد مجھ سے جھیل پر ملنا، ٹھیک ہے؟'' آئیمان نے کہا اور بیڈ سے ٹیک لگا لیا۔

www.novelsclubb.com

" ٹھیک ہے میں آجاؤں گا!"، جعفر نے شکرادا کیا کہ اب اسے سونے کے لیے اکیلا چھوڑ دیا گیا تھا۔اوہ خدایا! کوئی کتنا خوش ہوگا آئیمان کے جانے کے بعد!

جعفر جانتا تھا کہ آئیمان اب پوری رات نہیں سوئے گی اوراس معاملے کے لیے پلاننگ کرنے والیھے...ہاں! وہ ایسی ہی تھی۔

....

....

کوئٹہ میں اگلے دن بھی شدید سردی تھی، آسمان پر سرمئی بادل چھائے ہوئے تھے، جو سورج کی شعاعوں کو زمین پر واقع ہونے نہیں دے رہے تھے۔ ٹھنڈی ہوا جو آپ کی رگوں میں خون جما دینے والی تھی، اڑ رہی تھی۔

اس سرد موسم میں اگر آپ ایک سفید اونچی عمارت کی کھڑکی سے جھانکیں تو آپ کو ڈاکٹر عنیزہ جہانگیر اپنے ہسپتال کے کمرے میں بیٹھی نوٹ پیڈ پر کچھ لکھتے ہوئے اپنے سامنے بیٹھے مریض کو کچھ ہدایات دیتی ہوئی نظر آرہی تھیں۔ .

نارنجی رنگ کی شلوار قمیض میں ملبوس اوراس پر بھورے رنگ کا سویٹر، ان کے بھورے بال نچلے جوڑے میں بندھے، گلے میں نارنجی رنگ کا دوپٹہ پہنے، وہ اچھی لگ رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

وہ تقریباً پینسٹھ یا چھیاسٹھ سال کا ایک بوڑھا آدمی تھا جس کا چہرہ اور ہاتھ جھریوں زدہ تھا... وہ بہت ہی بیمار لگتا تھا۔ عنیزہ کی آنکھوں میں بے حد پریشانی تھی اور فکر مندی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"احسن صاحب آپ ٹال رہے ہیں جو آپ کو کرنا چاہیے تھا۔ اگر آپ ایسے ہی برتاؤ کرتے رہے تو پھر آپ کا صحت مند ہونا ناممکن ہو جائے گا۔" عنیزہ نے نوٹ پیڈ کو ایک طرف رکھتے ہوئے اور پھر میز کے دائیں طرف سے بوڑھے کی رپورٹس نکالتے ہوئے کہا۔

'میں نے آپ کی رپورٹیں دیکھی ہیں، اور مجھے یہ کہتے ہوئے دکھ ہو رہا ہے کہ اگر آپ وقت پر دوائیں نہیں لیتے ہیں، تو آپ سرجری کے بعد بھی زندہ نہیں رہ پائیں گے... دوائیاں ضروری ہیں۔ یہ کوئی فارمیلیٹی نہیں ہیں... یہ ضرورتیں ہیں... آپ کو زندہ رہنے کے لیے یہ دوائیاں درکار ہیں، ورنہ میں کچھ نہیں کر پاؤں گی۔' عنیزہ فکر مندی سے کہہ رہی تھی۔

'لیکن ڈاکٹر... میں یہ دوائیں نہیں کھا سکتا... یہ میرے حلق میں پھنس جاتی ہیں...' بوڑھے نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔

"تو انہیں پھنسنے دیں اور پھر پانی پی لیں... لیکن میں آپ کو، احسن صاحب، کہہ رہی ہوں، خیال رکھنا۔" عنیزہ نے پریشانی سے کہا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

احسن صاحب کچھ کہنے ہی والے تھے کہ عنیزہ نے بیچ میں کاٹتے ہوئے کہا"اور پلیز اب یہ مت کہنا کہ موت اور زندگی اللہ کے ہاتھ میں ہے...یہ ٹھیک ہے لیکن ہمارے پاس دماغ ہے یا نہیں؟ جب اللہ تعالیٰ نے جڑی بوٹیاں پیدا کی ہیں دوائیاں بنانے کے لئے، جن سے مریضوں کو شفا ملتی ہے تو کیا یہ بیکار ہیں؟"

"ٹھیک ہے ڈاکٹر صاحبہ...اب میں کھاؤں گا۔"احسن صاحب نے کہا۔

"میں روز آپ کے بیٹے کو فون کر کے پوچھتی رہوں گی کہ آپ نے دوائی کھائی ہے یا نہیں؟"، عنیزہ نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"ہاں ہاں ڈاکٹر صاحبہ، ٹھیک ہے۔"احسن صاحب نے کہا اور پھر اٹھ کر عنیزہ کو الوداع کہا اور پھر کمرے سے نکل گئے۔ جیسے ہی وہ کمرے سے باہر نکلے، عنیزہ نے انٹر کام اٹھایا اور کہا، "ہاں...صائقہ...میں آرام کر رہی ہوں۔ براہ کرم ابھی دس منٹ تک کسی مریض کو مت بھیجیں، ٹھیک ہے؟"اس نے انٹر کام واپس کر دیا اور پھر ٹیبل سے اپنا فون اٹھایا۔

اس نے کچھ نمبر ڈائل کیے اور پھر فون کان سے لگا لیا۔ گھنٹی جا رہی تھی...اور جا رہی تھی...اور پھر کال اٹھا لی گئی.

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

”السلام علیکم ڈاکٹر۔“، یہ ایک جانی پہچانی آواز تھی... گہری، متوازن اور مہذب بات کرنے کا انداز...اوہ ہاں! یہ مصطفٰی کی ہی آواز تھی۔ وہ ابھی اپنے دفتر کے کیبن میں بیٹھا تھا، سفید آفس شرٹ اور نیلی پینٹ پہنے...اس کے بال پیچھے کیے ہوئے تھے۔

”وعلیکم السلام بیٹا... کیسے ہو؟ تم ٹھیک ہو؟“عنیزہ نے شفقت سے پوچھا۔

’’جی ڈاکٹر... میں ٹھیک ہوں... ظاہر ہے آپ سے علاج کروا کر کون ٹھیک نہیں ہو گا؟“ مصطفٰی نے خوشی سے کہا۔

”ہمم... شکریہ ڈاکٹر...اب بتاؤ اسلام آباد کب آ رہے ہو؟ یوں تمہارا بے صبری سے انتظار کر رہی ہوں۔ تم نے کہا تھا کہ مجھ سے ملنے کوئٹہ بھی آؤ گے...اگلا مہینہ شروع ہونے سے پہلے آ جاؤ...اٹھارہ نومبر سے پہلے، پلیز!“، عنیزہ نے بے تابی سے کہا۔

’’اوہ ڈاکٹر... میں نے اپنے ٹکٹ تئیس کے لیے بک کرائے ہیں...کیونکہ میرا نکاح بیس تاریخ کو ہے...“، مصطفٰی نے پریشانی سے کہا۔

’’اوہ مصطفٰی... کیوں؟“، عنیزہ نے تڑپتے ہوئے پوچھا۔

’’آپ مجھے اٹھارہویں سے پہلے پہلے آنے کو کیوں کہہ رہی ہیں؟“ مصطفٰی نے پوچھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

درا صل، ہماری اٹھارہ تاریخ کو اسلام آباد کی فلائیٹ ہے اور ہم وہاں تقریباً پانچ دن قیام ' ' کریں گے...اور پھر ہمیں واپس آنا ہو گا۔"عنیزہ نے اداسی سے کہا۔

خیریت؟ پانچ دن کے لئے بریگیڈر صاحب اپنا کام چھوڑیں گے...کیا یہ بھی ممکن ہے اس " دنیا میں؟" مصطفیٰ نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

ہاں مصطفیٰ...جانا ضروری ہے۔میں اور جہانگیر زمل کی سرجری کے لیے وہاں جا رہے ' ' ہیں...بیسویں تاریخ کو اس کی سرجری ہے..."، عنیزہ نے اسے بتایا۔"میری بیٹی کے لیے دعا "کرو، مصطفیٰ...دعا کرو کہ سرجری کامیاب ہو۔

مصطفیٰ چند لمحے خاموش رہا اور پھر دھیمی آواز میں بولا،"انشاءاللہ، اللہ سب ٹھیک کر دے گا... وہ ٹھیک ہو جائے گی۔"

انشاءاللہ!"، عنیزہ نے خواہش سے کہا۔"

ٹھیک ہے ڈاکٹر...اب اگلے مریض کو بلا لیں جو میری وجہ سے آپ کے کمرے کے باہر ' ' انتظار کر رہا ہے۔" مصطفیٰ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

www.novelsclubb.com

ٹھیک ہے بیٹا۔اپنا خیال رکھنا۔اور ہاں، مجھے اپنے نکاح کی تصویریں بھیجنا مت بھولنا، ٹھیک ہے ؟" عنیزہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ہاں ہاں... بالکل۔میں اسے کیسے بھول سکتا ہوں ؟"، مصطفیٰ نے کہا اور ہنسا اور پھر کہا، "اللہ حافظ!

....

....

کوئٹہ کے ایک تقریباً خالی روڈ پر آپ ایک سرمئی رنگ کی کار چلتی ہوئی دیکھ سکتے تھے۔موسم قدرے ابر آلود تھا اور ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں۔اور جب آپ اس سرمئی رنگ کی گاڑی کی کھڑکی سے جھانک کر دیکھیں تو آپ عابر جہانگیر کو گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے دیکھ سکتے تھے۔ گاڑی میں خاموشی چھائی ہوئی تھی، جس میں خلل کسی کی ہلکی ہلکی ہچکیاں ڈال رہی تھیں۔

لیونڈر رنگ کی ہاف آستینوں والی شرٹ اور سفید پینٹ پہنے، بالوں کو پیچھے جیل کیے، وہ بہت تروتازہ لگ رہا تھا۔اس وقت وہ اپنی توجہ ڈرائیونگ پہ مرکوز کیے ہر کچھ دیر میں زمل پر ایک نظر ڈال رہا تھا، جو اس کے بالکل برابر میں پیسنجر سیٹ پر بیٹھی سوں سوں کر رہی تھی۔ سرمئی رنگ

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کی شلوار قمیض کے ساتھ سرمئی شفون کا دوپٹہ گلے میں ڈالے، اپنے سیاہ بالوں کو ڈھیلے جوڑے میں باندھے، وہ بہت چپ چپ اور دکھی لگ رہی تھی۔

زمل، پلیز میری طرف دیکھو۔"، یہ عابر تھا جس نے اس گہری خاموشی میں خلل ڈالا تھا۔" وہ زمل کو آنکھوں میں فکر لئے دیکھ رہا تھا اور اس کے جواب کا منتظر تھا مگر ایسا لگتا تھا کہ زمل نے تو چپ کر روزہ رکھا ہوا ہے۔

زمل۔۔۔میری طرف دیکھو!"، اس بار عابر نے کچھ تپ کر کہا۔ "

کیا میں دیکھ سکتی ہوں؟ آنکھیں ہیں میرے پاس؟"، زمل کی طرف سے یہ جواب ہی سننے کی امید تھی اسے۔ "

ہاں! بالکل۔۔۔آنکھیں ہیں تمہاری۔ بادام شکل کی گہری سیاہ آنکھیں۔۔۔ بالکل بابا کی آنکھوں جیسی۔"، اس نے ہلکا سا مسکرا کر کہا۔ "

مگر میں تو ان آنکھوں کو نہیں دیکھ سکتی نا عابر۔۔۔"، زمل نے یاسیت سے جواب دیا۔ "میں کیا کروں عابر بھائی؟ میں کہاں جاؤں؟"، وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔ "

WWW.NOVELSCLUBB.COM

FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تم دیکھو گی زمل۔۔۔ تم ضرور دیکھو گی۔۔۔امید مت ہارو۔۔۔انشاءاللہ تم دیکھو گی۔۔۔رو" مت ! تمہیں پتا ہے کہ تمہیں اس طرح روتا دیکھ کر کتنا دکھتا ہے میرا دل۔۔۔ تمہیں تو خوش ہونا چاہئے کہ تم اتنے اچھے مارکس لے کر، اتنے اچھے جی پی اے کے ساتھ ماسٹرز کمپلیٹ کر چکی ہو۔اپنے ڈیپارٹمنٹ میں ٹاپ کیا ہے تم نے۔۔۔یہ ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔"،عابر اسے سمجھاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"مگر اس کامیابی سے مجھے کیا فائدہ؟اس نے مجھے کیا دیا؟کوئی دوست دیا؟کوئی پیار دیا؟کوئی اٹینشن دی؟ہاں ویسے اٹینشن تو دی۔۔۔پر وہ اٹینشن میرے کس کام کی؟"،وہ روتے روتے کہہ رہی تھی اور عابر دکھ سے اسے چپ چاپ سن رہا تھا۔

کچھ دیر بعد اس نے گلا کھنکھارتے ہوئے کہنا شروع ہوا۔

"تم کہہ رہی ہو کہ یہ کامیابی تمہیں کیا دیتی ہے۔۔۔؟ چلو اب میں تمہارے اس سوال کا جواب دیتا ہوں۔اس کامیابی نے تمہیں ایک مثالی تعلیمی ریکارڈ دیا ہے۔۔۔ایک بہترین مستقبل،ان شاءاللہ۔۔۔ڈھیر ساری توجہ۔۔۔ڈھیر ساری تعریفیں۔۔۔ تمہیں اور کیا چاہئے؟"،وہ پریشانی سے پوچھ رہا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

آپ کو پتا ہے عابر بھائی۔۔۔؟ان ساری چیزوں کی میرے لئے کوئی اہمیت نہیں" ہے۔میری کوئی عزت نہیں ہے۔اور ویسے بھی۔۔۔یہ ڈگری۔۔۔یہ کامیابی۔۔۔یہ سب بے وقعت ہو گئی ہیں۔۔۔جو زہرہ اور اس کے دوستوں نے کہا ہے،اس کے بعد۔"،وہ کھ سے بھر پور لہجے میں کہہ رہی تھی۔آنسو جیسے اس کی آنکھوں بہہ نکلنے کو تیار کھڑے تھے۔

مگر تم نے دیکھا تو ہے کہ میں نے ان سب کو جواب دیا ہے۔۔۔ایسا جواب دیا ہے کہ آئندہ" کبھی تمہیں کچھ کہنے کی یا تم سے بدتمیزی کرنے کی جرات نہیں کر سکیں گے وہ۔"،عابر نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

ہاں مگر جو انہوں نے کہا،میں اس سب کو کبھی نہیں بھول سکتی۔۔۔بھائی،ہر چیز کی حد ہوتی" ہے۔۔۔پر لگتا ہے جیسے ان کی کوئی حد نہیں۔"،وہ روتے ہوئے کہنے لگی ہچکیوں کے ساتھ۔

اس کا ذہن ابھی کچھ ہی دیر پہلے ہونے والے واقعے کو یاد کر رہا تھا۔دل اندر ہی اندر کڑھ رہا تھا۔ دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا۔

اب سے کچھ دیر پہلے۔۔۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

آج زمل کے ماسٹرز کا رزلٹ نوٹس بورڈ پہ لگنا تھا جس کی وجہ سے آج وہ اور عابر یونیورسٹی گئے تھے۔اس وقت وہ دونوں راہداری میں سے گزرتے ہوئے نوٹس بورڈ کی جانب جا رہے تھے۔ دونوں نے ابھی وہی کپڑے پہنے ہوئے تھے جو ان دونوں نے گاڑی میں پہنے ہوئے تھے۔ زمل کے بال اس وقت آدھے کیچر میں بندھے ہوئے تھے۔

اپنے داہنے ہاتھ میں زمل کا ہاتھ تھامے، عابر نہایت وقار سے اس سے کچھ آگے چل رہا تھا جبکہ زمل اس کے پیچھے پیچھے قدم بڑھا رہی تھی۔ نوٹس بورڈ پر پہنچنے پر اس نے زمل کو ایک ستون کے ساتھ کھڑا کیا اور خود نوٹس بورڈ کی طرف بڑھ گیا۔ انگلش ڈیپارٹمنٹ کی فہرست ڈھونڈتے ہوئے دائیں سے بائیں نظریں گھماتے ہوئے اس کی نظریں ایک نام پر اٹک کے رہ گئیں۔ اور وہ نام تھا

www.novelsclubb.com

زمل جہانگیر ”جو انگلش ڈیپارٹمنٹ کی لسٹ کے سب سے اوپر تھا۔ پہلے اس کے لب گہری“ مسکراہٹ میں ڈھلے اور پھر اس کا منہ حیرت اور خوشی کے ملے جلے جذبات سے کھل گیا۔ ہاں یہ صحیح تھا کہ وہ ہمیشہ سے بہت اچھی اسٹوڈنٹ رہی تھی۔ ہمیشہ بہترین مارکس سے پاس ہوتی آئی تھی پر اتنا اچھا رزلٹ آج تک نہیں آیا تھا۔ اس نے جلدی سے رزلٹ شیٹ کی ایک تصویر لی اور زمل کے پاس جانے کے لئے مڑا۔ مڑنے پر جو منظر اس نے دیکھا، اس منظر نے اس کی رگوں

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

میں دوڑتا خون ابال دیا تھا۔اس نے دو لڑکیوں اور تین لڑکوں کو زمل کو گھیرے دیکھا۔زمل کے چہرے پر واضح بے چینی اور ڈر وہ دیکھ سکتا تھا جبکہ ان لڑکے لڑکیوں کے چہروں سے واضح شیطانیت ٹپک رہی تھی۔

وہ جانتا تھا کہ وہ شیطان صفت لوگ کون تھے اور کیا کہہ رہے تھے۔

جب عابر رزلٹ دیکھنے گیا تو زمل ستون سے ٹیک لگائے کھڑی تھی۔وہ اپنا دل تھامے ہوئے تھی کیونکہ رزلٹ کو لے کر وہ بھی کافی نروس تھا۔ظاہر ہے،یہ اس کی ماسٹرز کی ڈگری تھی جو اس کا مستقبل،اس کا کریئر اور اس کی زندگی بنانے والی تھی۔

اوہووو۔۔۔تو آج اندھے لوگ بھی آئے ہیں؟؟؟"،یہ آواز اس کے سامنے سے ابھری" تھی۔وہ اچھی طرح سے اس آواز کو پہچانتی تھی۔وہ زہرہ اقبال کی آواز تھی،جو ایک بار پھر زمل کا مذاق اڑانے وہاں پہنچ گئی تھی۔اس نے ضبط سے مٹھی بھینچتے ہوئے رخ موڑ لیا۔

نافائیل۔۔۔تم نے سنا کہ اس بار انگلش لٹریچر کے ڈیپارٹمنٹ میں کس نے ٹاپ کیا" ہے؟؟؟"،وہ اس آواز کو بھی پہچانتی تھی۔وہ روبینہ امجد کی آواز تھی۔زمل نے اپنے آنسو ضبط کرنے کے لئے زور سے لب بھینچے۔اس کی آنکھیں مکمل طور پر نم تھیں پر شکر ہے کہ اس وقت اس کی آنکھیں کالے چشموں سے ڈھکی ہوئی تھیں جو عابر نے اس کو راستے میں دیئے تھے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ہاں ظاہر ہے، روبی۔۔۔سنا تھا میں نے کہ کسی اندھی نے ٹاپ کیا ہے اس بار۔۔۔"، یہ زہر خند لہجہ نافائیل حیدر کا تھا۔

"اندھا آج کانارا جابن گیا ہے۔۔۔"، زہرہ کی ظالم آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی تھی۔

"آج بے بی اکیلی ہے؟ بے بی کا بے بی سٹر کہاں ہے؟ آیا نہیں؟ نظر نہیں آرہا؟"، یہ آواز سمیع آصف کی تھی۔

"ارے ارے، بے بی سٹر فیڈر لینے گیا ہو گانا۔۔۔کیوں بڑی بے بی؟؟؟"، یہ مذاق اڑاتا لہجہ رافع خان کا تھا۔

"نہیں میرے پیارے بھائیوں اور بہنوں۔بے بی سٹر ڈنڈے لینے گیا تھا ان کتوں کو پیٹنے کے لئے جو اس کی بہن پر بھونک رہے تھے۔"، اور یہ آواز کسی اور کی تھی۔اس شخص کی، جو زمل کے لئے سب سے خاص تھا۔ جس کی آواز ہمیشہ اسے تقویت دیتی تھی۔یہ آواز اس کے پسندیدہ شخص کی تھی۔یہ آواز عابر جہانگیر کی تھی۔ جہاں زمل کے دل پر بہار برسی، وہیں ان پانچوں کے پیروں کے نیچے سے زمین کھسکی۔ان پانچوں نے ایک ساتھ گردن موڑ کے شاک سے اس ہستی کو دیکھا جو ان کو پہلے بھی دو سو انتالیس بار ذلیل کر چکا تھا۔یا گنتی کا شمار بھی خود عابر جہانگی نے ہی پیش کیا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

لیٹس گو، فرینڈز۔آئی تھنک، ہمیں اب جانا چاہئے۔" نافائیل حیدر کھسیانا سا ہو کے بولا اور آنکھوں سے سب دوستوں کو کھسکنے کا اشارہ کیا اور عابر کے برابر سے نکل کے جانے لگا۔ تبھی عابر نے اسے کندے سے زور سے تھام کے پیچھے کو دھکیلا۔نہایت ڈر اور خوف کے ملے جلے تاثرات آنکھوں اور چہرے پہ سجائے اس نے عابر کی بھوری آنکھوں میں دیکھا۔وہ یقیناً شیر کی آنکھوں کی مانند خوفناک تھیں۔اس شیر کی آنکھوں کی مانند جو اس سے پانچ انچ لمبا تھا۔وہ شیر جس کی آنکھوں میں اس وقت ڈھیروں غصہ تھا۔جس کی آنکھیں اب غصے سے سرخ سی ہو رہی تھیں۔وہ شیر جو بس اب ان کو کھانے ہی والا تھا۔کم از کم تاثرات تو ایے ہی تھے!

"تم جیسے کتوں کو ہڈی دینا بہت ضروری ہے۔کیونکہ اگر ہڈی نہ دی گئی تو تم ہم پہ حملہ کرنے آؤ گے۔خیر حملے سے ڈر نہیں لگتا ہمیں۔اتنا تو خیر تم بھی جانتے ہی ہو۔ہاں مگر حملے کے بعد جو تمہارے ساتھ ہو گا،اس کی کوئی گیرنٹی نہیں ہے۔" وہ غصے سے دھاڑتا ہوا بولا۔

"سوری بھائی، ہم صرف مذاق کر رہے تھے۔"، یہ زہرہ تھی جس نے آگے بڑھ کر سیچوئیشن کو سنبھالنے کی کوشش کی تھی۔وہ تھوڑی ڈری ہوئی ہی تھی، کیونکہ وہ جانتی تھی کہ بریگیڈر جاہنگیر سکندر کا یہ بڑا بیٹا کسی کا لحاظ نہیں کرتا۔وہ لڑکیوں کو بھی اسی طرح بے عزت کرتا ہے جس طرح لڑکوں کو کرتا ہے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

آخری بار!"، وہ انگلی اٹھا کر غصے سے بولا۔"آخری بار جانے دے رہا ہوں۔ حالانکہ جانے" دینا نہیں چاہتا۔ تم لوگوں کی آخر ہمت کیسے ہوئی عابر جہانگیر کی بہن کو تنگ کرنے کی؟ مطلب میری؟ عابر جہانگیر کی بہن؟ کیا تم اپنے ماں باپ کو اس عمر میں رلانا چاہتے ہو؟ اور) وہ نافائیل کی جانب مڑا (نافائیل حیدر!"، وہ مسکرایا۔"کیا تم اپنے جیل میں بیٹھے ہوئے باپ کو بھی رلانا چاہتے ہو؟"، اس کا لہجہ زہر خند تھا۔ جہاں نافائیل کا چہرہ سپید و سرخ ہوا، وہیں اس کے دوستوں نے دکھ سے آنکھیں میچیں۔"کیا ہوا؟ اپنے یونیورسٹی کے دوستوں کو نہیں بتایا تم نے؟ کہ "تمہارا باپ ڈرگ اسمگلنگ کے کیس میں جیل گیا ہوا ہے؟

پلیز عابر بھائی۔ یہاں یہ ساری باتیں نہ کریں۔۔۔ہم بعد میں اس بارے میں بات کریں" گے۔"، سمیع آصف نے آگے بڑھ کر اس کو روکنا چاہا۔ پر ظاہر ہے۔ عابر جہانگیر کو کون روک سکتا ہے؟ ظاہر ہے کوئی نہیں!

یہ آخری بار ہے، سن لو سب۔ ورنہ اس بار تو سب کو صرف بتایا ہے۔ اگلی بار جیل سے" تصویریں کھینچ کر سوشل میڈیا پر بھی لگاؤں گا۔ سمجھے؟"، وہ غصے سے بولا اور زمل کا ہاتھ تھامتا ہوا اسے وہاں سے لے گیا۔ نافائیل حیدر بھی بھی سرخ سا کھڑا ہوا تھا۔ اس کے کانوں سے ابھی تک دھوئیں نکل رہے تھے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

عابر کی آواز پر وہ چونکتے ہوئے سوچوں سے باہر آئی تھی۔

"ہم گھر پہنچ گئے ہیں، زمل۔"، وہ کہہ رہا تھا۔ زمل کی سائیڈ کا دروازہ کھول کر تھامے وہ مسکرا کر اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ وہ تو خیر اسے کھڑے ہوئے نہیں دیکھ سکتی تھی۔ گاڑی سے باہر نکل کر وہ گھر کی طرف ہی بڑھ رہی تھی جب اس نے پیچھے نے کہا، "مسکراؤ بھی یار۔ ویسے بڑی ناشکری ہو۔"

اور وہ مسکرا دی۔ اپنے رزلٹ پہ خوش تو خیر وہ بھی بہت تھی۔

کشمیر کا آسماں سرمئی بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ برف کے گولے روئی کی مانند آ کے کشمیر کی زمین پر گر رہے تھے۔ سڑکیں اور گلیاں تقریباً خالی تھیں۔ سڑکوں کے ساتھ ہی کچھ ٹھیلے اور دکانیں بنی ہوئی تھیں جہاں کچھ لوگ قہووں کی مزے لے رہے تھے۔

ایسے ہی ایک ٹھیلے پہ ایک سولہ سترہ سال کا خوبصورت سا لڑکا کھڑا ابھی ابھی قہوہ لے کر جا کر بینچ پہ بیٹھا۔ سفید اونی سوئیٹر اور ٹراؤزر پہنے وہ برف کا ہی حصہ لگ رہا تھا۔ سر پہ اونی ٹوپی پہن رکھی تھی اور اب آہستہ آہستہ قہوہ کو حلق میں انڈیل رہا تھا۔ جبھی اس کی جیب میں پڑا اس کا فون بج

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اٹھا۔ جیب سے فون نکال کر دیکھا تو اس پہ ''مصطفی کالنگ'' کے الفاظ جگمگا رہے تھے۔ اس نے مسکرا کر کال پک کرتے ہوئے فون کان سے لگایا۔ ''ہیلو مصطفی بھائی۔''، اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اسلام علیکم، جعفر۔''، مصطفی نے دوسری طرف سے مسکرا کر کہا۔ وہ اس وقت اپنے گھر پر بیٹھا ہوا تھا۔ ناک اس کی سرخ ہو رہی تھی۔ ''کیسے ہو؟''

''الحمدللہ۔ میں ٹھیک ہوں۔ آپ سنائیے۔''، جعفر نے کہا۔

''می بھی ٹھیک ہوں الحمدللہ۔''، مصطفی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت اپنے گھر کے لاؤنج میں بیٹھا ہوا تھا۔ سیاہ فل آستین والی شرٹ پر بھورا سلیولیس سوئیٹر پہنے، ایک ہاتھ میں کافی کا مگ تھامے، دوسرے ہاتھ سے فون پکڑے ہوئے تھا۔ ناک ہمیشہ کی طرح سرخ ہو رہی تھی۔

''تو سید مصفی صالح کو محمد جعفر صادق تک کیا چیز لے آئی؟''، جعفر مسکرا کے پوچھنے لگا۔

''میرے پیارے بھائی۔۔۔ کچھ کرو نا۔ خالہ کو سمجھاؤ نا۔ یار پلیز۔ میں ان کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کبھی بھی ان کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ان کو سمجھاؤ نا۔ پلیز۔''، وہ تفریباً منت ہی کر رہا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"ہاں میں سوچ رہا تھا کہ کیسے اپنے بھائی اور بہن کے اس مسئلے کو حل کروں۔"، جعفر نے ایک اور گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں یار۔۔۔کچھ کرو نا۔ میں ان کے بغیر نہیں رہ سکتا۔"، مصطفی کہنے لگا۔

"سب لوگ سب کے بغیر رہ لیتے ہیں بھائی۔ ہمیں لگتا ہے کہ ہم نہیں رہ سکتے فلاں شخص کے بغیر۔ مگر حقیقت تو یہ ہے کہ سب رہ لیتے ہیں۔ شروع میں مشکل لگتا ہے۔۔۔پر پھر وقت انسان کو اس کی محرومیوں کے بغیر بھی جینا سکھا دیتا ہے۔"، جعفر کی یہ باتیں مصطفی کے سر کے اوپر سے گئی تھیں۔ پتا نہیں کیوں کرتا تھا وہ اتنی گہری باتیں؟

"اچھا میں اب فان رکھتا ہوں۔ اللہ حافظ۔"، مصطفی نے کہہ کر فون بند کر دیا۔

جعفر پھر سے قہوہ پینے لگا۔ ایک گونٹ۔۔۔دوسرا۔۔۔پھر تیسرا۔۔۔اور وہ چوتھا گونٹ لینے ہی والا تھا جب گولی کی اونچی آواز گونجی۔ اس گولی کی آواز کچھ سیکنڈز تک گونجتی رہی۔۔۔

لبوں تک قہوے کا کپ لے جاتا ہاتھ رکا اور اس کی آنکھوں میں حیرت اور شاک کی نمی امڈ آئی۔ آنکھیں ڈر کے مارے کھل گئیں۔ اور اس کا چہرہ سپید ہو گیا۔۔۔بالکل سڑک پہ پڑی برف کی طرح۔ وہ جانتا تھا کہ کیا ہوا ہے۔۔۔کانپتے ہاتھوں اور دل کی لڑکھڑاتی دھڑکنوں کے ساتھ اس

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

نے کپ بنچ پہ واپس رکھا اور کھڑا ہو گیا۔ چہرہ پہلے ہی زرد اور سپید سا ہو چکا تھا۔ اس نے گردن ہلکی سی موڑ کر آس پاس کے لوگوں کو خوف سے چیختے اور بھاگتے ہوئے دیکھا۔ اس کو بھی چیخنا چاہیئے تھا۔۔۔ اسے بھی بھاگنا چاہیئے تھا! پر پتا نہیں وہ کس چیز کا انتظار کر رہا تھا؟ موت کا؟ یا قتل ہونے کا؟

اس کی ٹانگوں کے ساتھ ساتھ اس کی رگوں میں دوڑتا خون بھی جم رہا تھا۔ وہ ہلنے سے بھی قاصر تھا۔ اور تب ہی اس نے گولی کی ایک اور آواز سنی، اور پھر اسے سمجھ آئی کہ ایسی صورتحال میں اس کا کیا ردعمل ہونا چاہیئے۔ ظاہر ہے اسے بھاگنا چاہیئے!

اس کے پیروں کا رخ ایک گلی کی طرف تھا۔ اور پھر وہ بھاگنا شروع ہو گیا۔ وہ سڑکوں پہ اندھا دھند بھاگتا جا رہا تھا۔ دل تھا کہ قابو میں آ ہی نہیں رہا تھا۔ دل کر رہا تھا کہ ابھی سڑک پہ ہی چیخ چیخ کر رونا شروع کر دے۔ پر رونے میں وقت ضائع بھی نہیں کر سکتا تھا۔ وہ اتنا گھبرایا ہوا تھا کہ اپنے ہی پیروں میں الجھ کر گر پڑا۔ سانسیں غیر متوازن تھیں۔ پھولی سانسوں کے درمیان اٹھا اور گلی کی جانب دوڑنا شروع کر دیا۔ گرتے پڑتے وہ ایک بار پھر گرا۔ اب تو یوں لگ رہا تھا جیسے وہ مزید بھاگ بھی نہیں سکتا۔ ٹانگوں سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ہوش آہستہ آہستہ واپس آ رہے تھے۔اس بار وہ تیزی سے بھاگ رہا تھا بغیر گرے۔انجانے میں چہرے پہ ہاتھ پھیرنے پر اسے اندازہ ہوا کہ اس ٹھنڈ میں بھی اس کا چہرہ بھیگا ہوا تھا۔۔۔پر نہیں، وہ پسینہ نہیں تھا۔وہ آنسو تھے جو اس کے چہرے کو تواتر کے ساتھ گیلا کر رہے تھے۔اس نے ان آنسوؤں کو صاف کرنے کی زحمت بھی نہیں کی۔وہ جانتا تھا کہ کچھ اور کرنا سیکنڈ کے حصوں کو ضائع کرے گا۔اور اس وقت وہ اپنا سارا وقت صرف بھاگنے میں گزارنا چاہتا تھا۔وہ زندگی کی دوڑ میں ایک کھلاڑی تھا۔جو اپنی زندگی کو جاتا ہوا محسوس کر رہا تھا۔تبھی ایک اور گولی کی آواز آئی۔گولیوں کی آوازیں اب ہر کچھ سیکنڈ میں آ رہی تھیں۔۔۔

بھاگتے بھاگتے وہ آخر کار اپنی گلی تک پہنچا۔سامنے ہی اسے اپنے گھر کے باہر سہارے کی چٹان اور ہمت کا مجسمہ کھڑا دکھائی دیا۔۔۔سویرا صادق۔

www.novelsclubb.com

موٹے اونی کپڑوں پر چہرے کے گرد اسکارف باندھے،اور ایک بڑی چوڑی شال اوڑھے،وہ آنکھوں میں پریشانی کے آنسو لئے اسی کی منتظر تھیں۔یقیناً گولیوں کی آوازیں سن چکی تھیں اور اب اسی کے لئے پریشان تھیں۔اسے دیکھتے ہی آنکھوں میں ٹھہرے آنسو کسی تواتر کے ساتھ بہنے لگے۔خود ہی کی طرف بڑھتے جعفر کی طرف تیزی سے بھاگنے لگیں۔۔۔کہ کہیں منظر آنکھوں سے اوجھل نہ ہو جائے۔۔۔کہیں ایسا نہ ہو کہ آنکھیں بند ہوں اور وہ زمین بوس ہو

جائے۔ایک دوسرے تک پہنچنے پر دونوں نے ایک دوسرے کو زور سے گلے لگالیا۔اس آغوش میں دنیا جہاں کی گرمجوشی سمائی ہوئی تھی۔آس پاس کے گھروں کے در و دیوار نے یہ منظر دیکھا تھا۔

برف باری ہنوز اب بھی جاری تھی۔اور پھر جب آپ مصطفی کے گھر کی کھڑکی سے جھانک کر اندر دیکھتے ہیں تو آپ اسے لاؤنج میں بیٹھے دیکھ سکتے تھے۔وہ ٹی وی کھولے، غور سے خبریں سن رہا تھا۔انہی کپڑوں میں ملبوس جو وہ کچھ دیر پہلے جعفر سے بات کرتے ہوئے پہنے ہوئے تھا۔وہ اکثر اپنا ایل سی ڈی پاکستانی نیوز دیکھنے کے لئے ہی استعمال کرتا تھا۔انڈین نیوز دیکھنے میں اسے قطعا کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

www.novelsclubb.com

"اور ہم آپ کو تازہ ترین خبروں سے آگاہ کرتے ہوئے بتاتے چلیں کہ انڈین آرمی کے فوجیوں نے ایک بار پھر کشمیر پر گولیاں برسانا اور تشدد کرنا شروع کر دیا۔" وہ خبر نئی نہیں تھی۔یہ تو منظر نیا تھا جس نے اس کے خون کو جمانا شروع کر دیا۔ٹی وی کی اسکرین پر چلنے والا منظر کہیں اور کا نہیں، بلکہ سویرا صادق کے گھر کے باہر کا تھا۔اس کے دل نے دھڑکن مس کی تھی اور بے اختیار اس کے دل سے ایک ہی لفظ نکلا۔"اللہ"

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اس کی آنکھیں جھپکنا بھول گئیں اور وہ جیسے سکتے میں آ گیا۔ کچھ دیر بعد اس نے نہایت مشکل سے سائیڈ ٹیبل پر رکھا اپنا فون اٹھایا اور سویرا کا نمبر ڈائل کیا۔ نمبر اس کو زبانی یاد تھا۔ چوتھی بیل پر فون اٹھا لیا گیا تھا۔

"سلام مصطفیٰ۔"، سویرا کی کانپتی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی تو جیسے ڈھیروں سکون اس کی روح میں اتر گیا۔

"سلام خالہ۔۔۔ آپ ٹھیک ہیں نا؟"، وہ پریشانی سے پوچھنے لگا۔

"ہاں میرے بیٹے۔ میں ٹھیک ہوں۔"، انہوں نے کچھ اطمینان سے جواب دیا۔

"اور جعفر؟"، کسی احساس کے تحت اس نے پوچھا۔ دل اب بھی زوروں سے دھڑک رہا تھا۔

"ہاں وہ بھی ٹھیک ہے۔"، سویرا نے جواب دیا۔

"اور آئیمان؟"، وہ دل تھامے پوچھنے لگا۔

"وہ بھی ٹھیک ہے۔"، انہوں نے جواب دیا۔

"شکر اللہ۔۔۔ شکر اللہ۔"، بے اختیار اس کے منہ سے نکلا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

موبائل سائیڈ ٹیبل پر رکھ کے وہ صوفے سے اٹھا اور پھر، اپنے پورے قد کے ساتھ زمین بوس ہوا اور جبین اللہ کے حضور جھکا دی اور پھوٹ پھوٹ کے رونے لگا۔ بچوں کی طرح۔۔۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ کتنی دیر تک رویا۔ مگر جب اس نے اپنا سر اٹھایا تو آنکھیں بری طرح سوجی ہوئی تھیں اور نہایت سرخ تھیں۔

کوئٹہ میں یہ ہی شام نہایت خوبصورت اتری تھی۔ زمل کا رزلٹ سب کے لئے خوشی کا باعث بنا تھا۔ وہ سب آج بہت خوش تھے اور رزلٹ کی خوشی میں ان سب نے آج کھانا باہر کھایا تھا اور ابھی ابھی ہی لوٹے تھے۔

پورے گھر میں خوشی کی ایک لہر سی دوڑ گئی تھی۔ نجانے کتنی ہی دفعہ عنیزہ نے اس کے ماتھے کو چوم کر اسے کتنی ہی دعائیں دی تھیں۔ "مائی بریلیئنٹ ڈاٹر۔"، کہتے کہتے ان کی زبان نہیں تھک رہی تھی۔

ابھی اس وقت وہ دونوں زمل کے ہی کمرے میں بیٹھی تھیں۔ وہی سرمئی شلوار قمیض پہنے وہ اب کافی خوش اور مطمئن لگ رہی تھی۔ اس کے برابر میں بیٹھی عنیزہ بھی نانجی شلوار قمیض اور

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ڈوپٹے کے ساتھ نچلا جوڑھا باندھے، وہ کافی اچھی لگ رہی تھیں۔ انہوں نے محبت اور شفقت سے اس کا ماتھا چوما اور اسے پیار کیا۔

بس بھئی بس، سارا پیار اور ساری محبت اس کالی کے لئے ہی ہے آپ کی۔"، یہ یقیناً جاہد ہی" تھا جو نہایت تپ کر کمرے میں داخل ہوا تھا۔ وہ تنگ آگیا تھا ان مثالی ماں بیٹی کی مثالی محبت کو دیکھتے دیکھتے۔

جی امی۔۔۔ یہ تو غلط بات ہے۔ اس جاہد کالے کے لئے کچھ نہیں ہے؟"، توقع کے برعکس" یہ عابر نہیں، بلکہ زمل جہانگیر تھی۔

پیاری بہنا، مجھے لگتا ہے تم غلط لوگوں کے ساتھ اٹھ بیٹھ رہی ہو۔ میں بتا رہا ہوں۔ عابر سے" دور رہو ورنہ وہ تمہیں بگاڑ دے گا۔"، جاہد نے چہک کر کہا۔

میرا بھائی بہت اچھا ہے۔ تمہاری طرح نہیں۔"، زمل نے بھی جواباً کہا۔ وہ کیسے سن لیتی" اپنے جان اور دل عزیز بھائی کے بارے میں۔ جواب دینا تو لازمی تھا۔

ویسے میری طرح تو بن بھی نہیں سکتا وہ۔ میں ہوں ہی اتنا یونیک اور کیوٹ۔"، وہ بھی کالر" جھٹکتے ہوئے بھرم سے بولا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

چھوڑو اسے۔بیٹا، میں تمہارے لئے کھانا لاتی ہوں۔"، عنیزہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئیں۔"

جاہد کچھ بڑبڑا کر کمرے سے باہر چلا گیا تھا۔عنیزہ بھی اس کے پیچھے ہی نکلی تھیں۔ان کے جاتے ہی جہانگیر صاحب کمرے میں داخل ہوتے ہوئے نظر آئے تھے۔سادہ سفید شلوار قمیض میں ملبوس وہ نہایت عالی شان شخصیت کے مالک لگ رہے تھے۔جوان اور ہینڈسم۔۔۔اور یقیناً بالوں کو سیاہ کلر کیا تھا۔کوئی بھی انہیں دیکھ کے یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ اتنے بڑے بڑے تین ڈھگوں کے ابا جان ہیں۔

میری زمل!"، وہ انتہائی خلوص اور محبت سے کہتے ہوئے اس کے ساتھ آ کر بیٹھے۔ان کی" آواز سنتے ہی زمل کے چہرے پر بھی دنیا جہاں کی خوشی اور محبت رقم ہو گئی تھی۔انہوں نے نرمی سے اس کے دونوں ہاتھوں کو تھاما اور لبوں تک لے جا کے ایک محبت اور اپنائیت بھرا بوسہ دیا۔

اسلام علیکم بابا۔"، وہ مسکرا کر بولی۔ "

وعلیکم السلام۔"، انہوں نے پیار سے کہا۔ "

بابا آپ خوش ہیں نا؟"، زمل نے پتا نہیں کس احساس کے تحت یہ سوال پوچھ لیا تھا۔ "

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ہاں میری جان۔آج تم نے مجھے صرف دنیا کی ہی نہیں۔میری اپنی نظر میں بھی عزت بخشی ہے۔میں کیوں خوش نہ ہوں؟"،وہ بہت محبت سے بولے۔ "

تھینک یو سو مچ بابا۔۔۔بابا!"،وہ کہہ کر رکی تھی۔ "

ہاں!"،انہوں نے پوچھا۔ "

سرجری کی ڈیٹ کب ہے؟ایگزیکٹ ڈیٹ؟"،اس نے پوچھا۔ "

بیس نومبر۔"،انہوں نے کچھ تکلیف سے جواب دیا۔یقیناً اپنی اکلوتی بیٹی کو اس حالت میں دیکھنا تکلیف کا باعث تھا۔ "

اور ہم اسلام آباد کب جائیں گے؟"،زمل کا دوسرا سوال بھی تیار تھا۔ "

اٹھارہ نومبر کو۔"،جہانگیر نے جواب دیا۔ "

بابا،اگر میں آپ سے ایک بات کہوں تو آپ مان لیں گے؟"،وہ اب گفتگو کسی اور سمت لے کر جا رہی تھی۔ "

ہاں ہاں بالکل۔۔۔"،انہوں نے محبت سے جواب دیا۔ "

"کیا ہم ہمیشہ کے لئے اسلام آباد شفٹ نہیں ہو سکتے؟"، اس نے بہت امید سے پوچھا تھا۔

"پھر ان کا ہاتھ مضبوطی سے تھاما اور جملہ مکمل کیا۔" دادا اور دادی کے پاس؟

جہانگیر کچھ لمحوں کے لئے اس کے چہرے کو خالی خالی نظروں سے تکتے رہے اور پھر ذرا آگے ہوئے اور گلہ کھنکھار کر گویا ہوئے، "دیکھو بیٹا۔۔۔ میں پہلے بھی بہت دفعہ کہہ چکا ہوں کہ میں نے انہیں نہیں چھوڑا تھا۔ انہوں نے خود غصے میں آ کے مجھ سے تمام تعلقات توڑے تھے، یہ کہہ کر میں آئندہ ان سے نہ ملوں۔ ان کو اپنا چہرہ نہ دکھاؤں۔ انہوں نے کہا تھا کہ اماں کو بھی اب میری ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے کہا تھا کہ صدیق، حفیظ اور مرحہ ان کے لئے کافی ہیں۔۔۔ پر یہ سب کہتے ہوئے انہوں نے ایک پل کے لئے بھی نہیں سوچا کہ انہیں میری ضرورت ہو یا نہ ہو، مجھے ان کی ضرورت تھی۔ اس وقت بھی تھی اور آج بھی ہے!"، انہوں نے ایک گہرا سانس لیا۔ دل دکھ رہا تھا اور روح اس ذکر پہ ایک بار پھر چھلنی ہو رہی تھی۔ بتیس سال۔۔۔ یہ کوئی کم عرصہ تو نہ تھا ساری تکالیف کو بھلانے کے لئے۔۔۔ مگر وہ آج بھی وہ سب نہیں بھلا پائے تھے۔ زمل نے گہرا سانس لیا اور ان سے مزید قریب ہوئی۔

"صحیح کہہ رہے ہیں آپ۔۔۔ مگر ان کو اب آپ کی ضرورت ہے۔ اور آپ یہ بات جانتے ہیں۔ حفیظ انکل کی ڈیتھ کے بعد اب ان کو آپ کی بے حد ضرورت ہے۔ آپ یہ بھی جانتے

www.novelsclubb.com

ہیں۔دادی آپ کے لئے تڑپتی رہتی ہیں۔آپ یہ بھی جانتے ہیں۔حفیظ انکل کے بچوں کو آپ کی ضرورت ہے۔آپ یہ بھی جانتے ہیں۔۔۔آپ کو وہاں جانا چاہیئے،کیونکہ آپ کو بھی ان کی ضرورت ہے۔اور آپ یہ بھی جانتے ہیں۔۔۔پھر سب کے لئے یہ بلاوجہ کی اذیت کیوں؟"،

اگر وہ جہانگیر تھے،توزمل بھی ان ہی کی بیٹی تھی۔اگر وہ لمبی تقریریں کرنا جانتے تھے،توزمل بھی جانتی تھی۔اور بولنے میں تو وہ ویسے بھی بہت ماہر تھی۔

جواب نہ ڈھونڈ کو وہ یکدم ہی کھڑے ہو گئے تھے۔

"یہ آخری دفعہ تھا زمل۔اب اس بارے میں کوئی بات نہیں ہو گی۔میں وہاں تب تک نہیں جاؤں گا جب تک بابا مجھے وہاں خود نہیں بلائیں گے۔اور یہ فائنل ہے۔"،ان کا لہجہ تیز تھا اور آنکھیں تکلیف سے سرخ ہو رہی تھیں۔"رزلٹ کے لئے جو گفٹ چاہیئے ہو بتا دینا۔"،وہ کہہ کر رکے نہیں تھے۔لمبے لمبے ڈگ بھرتے وہاں سے نکل گئے تھے۔

"دادا اور دادی ہی تو چاہیئے تھے مجھے۔"ان کے جانے کے بعد زمل نے سرگوشی کی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

بھارتی مقبوضہ کشمیر میں اگلا دن روشن سا اترا تھا۔ ٹھنڈ حد درجہ تھا اور سڑکوں، راستوں اور گھروں پر برف کی سفید چادر بچھی ہوئی تھی۔ آسماں کو سرمئی بادلوں نے ڈھک رکھا تھا اور ٹھنڈی ٹھار ہوا چل رہی تھی۔

ایسے میں اگر مصطفیٰ صالح کے گھر میں جھانکو تو وہ آپ کو اپنے کمرے میں بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے نظر آئے گا۔ وہ لیپ ٹاپ پہ اپنا آفس کا کام کرنے میں مصروف نظر آرہا تھا۔ پوری آستینوں والا بھورا سوئیٹر اور سفید ٹراؤزر پہنے وہ اچھا لگ رہا تھا۔ ناک اس کی اس وقت سرخ ہو رہی تھی۔

کمال مہارت اور تیزی سے لیپ ٹاپ کی کیز کو پریس کرتا ہوا، وہ اس لمحے بھی شاندار سا لگ رہا تھا۔ کچھ دیر کام کرنے کے بعد اس نے لیپ ٹاپ بند کر کے سائیڈ پر رکھا اور سائیڈ ٹیبل سے اپنا کافی کا مگ اٹھا کر ایک گھونٹ لیا۔ آج خلاف معمول کافی اچھی بنی تھی۔

"آخر مجھے کافی بنانا آ ہی گئی۔" وہ مسکراتے ہوئے خود سے ہی کہہ رہا تھا۔

"آئیمان کالنگ۔۔۔"، اچانک ہی اس کا فون بجا تھا۔ اس نے اسکرین دیکھی تو سامنے ہی یہ الفاظ جگمگا رہے تھے۔ اس نے مسکرا کے فون پک کیا اور کان سے لگاتے ہوئے سلام کیا۔

وعلیکم السلام مصطفیٰ۔۔۔وہ دراصل مجھے پوچھنا یہ تھا کہ تم نے میرا اسیلون کا اپائنٹمنٹ لے لیا ہے بیس نومبر کا؟" وہ دوسری طرف سے پوچھ رہی تھی۔

"اوہ سوری آئیمان! میں بھول گیا تھا۔ ابھی لے لیتا ہوں۔ ڈونٹ وری!" وہ تھوڑی پریشانی سے کہتا ہوا سیدھا ہو بیٹھا۔

"نہیں۔۔۔یہی تو کہنا تھا مجھے کہ اپائنٹمنٹ مت لو۔ میری دوست آرہی ہے آزاد کشمیر سے۔ وہی تیار کرے گی مجھے۔" آئیمان نے رسان سے کہا۔

"آر یو شیور کہ وہ تمہارا برائیڈل میک اپ کر سکتی ہے؟" اس نے پھر کنفرم کرنے کو پوچھا۔

"ہاں ہاں۔۔۔میک اپ آرٹسٹ ہی تو ہے وہ۔۔۔اور تمہاری آواز کو کیا ہوا ہے؟ بیمار ہو کیا؟" آئیمان نے کچھ پریشانی سے پوچھا۔

"ہاں ہاں ٹھیک ہوں۔۔۔پتا تو ہے تمہیں۔ یہ موسمی زخام ہے۔۔۔ معمول کا۔۔۔زیادہ کچھ نہیں۔" مصطفیٰ نے آرام سے کہا۔

"خیر یہ معمول کا نہیں تھا۔ تم نے ہی اسے معمول کا بنایا ہے۔ پہلے ہی دن سے کیئر کرنی چاہئے نا۔۔۔ہر چیز بڑھا دیتے ہو۔۔۔خود کا خیال رکھنا چاہئے نا۔" وہ ملائمت سے کہہ رہی تھی، اس

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

بات سے بے خبر کہ وہ اسے اس کی پرانی یادوں کی دنیا میں ایک بار پھر دھکیل چکی ہے۔ ہلکا سا خدا حافظ کہہ کے مصطفی نے فون بند کر کے سائیڈ ٹیبل پہ رکھا اور کسی غیر مرئی نقطے کو تکنے لگا۔ چہرہ اس کا ایک دم ہی جیسے بہت چمکنے لگا تھا۔ دنیا جہان کی خوشی نے اس کے چہرے کا احاطہ کر لیا تھا اور یہ ہینڈ سم چہرہ مزید منور لگ رہا تھا۔۔۔

اسلام آباد کا موسم خوبصورت اور کھلا کھلا سا تھا۔ ہلکی بوندا باندی نے صبح سے موسم خوشگوار کر رکھا تھا۔ سرمئی بادلوں نے فلک کو ڈھک رکھا تھا اور سورج کی تیز گرم کرنوں کو زمین پر پڑنے سے روکا ہوا تھا۔ ایک خوشگواریت کا سا احساس ہوتا تھا اس موسم میں۔

اسی موسم میں اگر پی ایم ایس ہسپتال کی ایک کھڑکی سے جھانکا جاتا تو نشستوں کی قطار میں ایک نشست پہ مصطفی صالح بیٹھا نظر آتا۔ وہ ایک کمرے کے سامنے بیٹھا تھا اور منتظر نظر آتا تھا۔

پوری آستینوں والی سرمئی شرٹ کے ساتھ سیاہ پینٹ پہنے وہ بہت ہینڈ سم مگر بیمار سا لگ رہا تھا۔ البتہ آنکھوں میں خوشی اور الوہی چمک تھی۔ بھوری سنہری آنکھوں کو دروازے پہ ٹکائے، لب بھینچے، وہ اضطراب میں لگتا تھا۔

اسی وقت دروازہ کھلا اور کمپاؤنڈر نے اسے اندر جانے کی اطلاع دی۔ وہ خوشی اور جوش سے اثبات میں سر ہلاتا اندر کی جانب بڑھا۔ اندر داخل ہوتے ہی اس کی نظر عنیزہ جہانگیر پہ پڑی جو

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

سفید و سیاہ شلوار قمیض کے ساتھ شانوں پہ سیاہ دوپٹہ پھیلائے، آنکھوں پہ سیاہ فریم والا نظر کا چشمہ لگائے، کام میں منہمک نظر آتی تھیں۔ بال معمول کی طرح نچلے جوڑے میں بندھے ہوئے تھے۔

دروازہ کھلنے کی آواز پہ انہوں نے سر اٹھا کے اسے دیکھا، انگلی سے سنجیدگی سے اسے سیٹ پہ بیٹھنے کا اشارہ کیا اور پھر دوبارہ فائل میں بزی ہو گئیں۔ وہ خاموشی سے آکے ان کے سامنے بیٹھ گیا اور انہیں دیکھنے لگا۔ کچھ منٹوں تک فائل کا سنجیدگی سے معائنہ کرنے کے بعد انہوں نے فائل بند کر کے سائیڈ پہ رکھی اور ہاتھ باہم ملائے پوری طرح سے اس کی طرف متوجہ ہوئیں۔ البتہ آنکھوں میں سختی اور غصہ صاف نظر آرہا تھا۔ گردن موڑ کر دیکھنے پہ مصطفیٰ کو اسی فائل پہ "سید مصطفیٰ صالح" لکھا ہوا نظر آیا۔

www.novelsclubb.com

اسے عجیب سی بے چینی نے یک دم ہی گھیر لیا تھا۔ بے چینی سے پہلو بدلتے ہوئے اس نے عنیزہ سے استفسار کیا، "ڈاکٹر عنیزہ۔۔۔ کیا ہوا؟ ان رپورٹس میں کیا ہے؟ سب ٹھیک تو ہے نا؟"، وہ کافی پریشان ہو گیا تھا یک دم۔

دیکھئے مصطفی۔۔۔ پچھلی دفعہ جب آپ آئے تھے تو میں نے آپ سے کہا تھا کہ آپ فکر مت کیجیئے۔آپ کا سر درد کوئی خطرناک چیز نہیں ہے۔ معمولی سر درد ہے۔" انہوں نے گہری سانس لی۔آنکھوں کے برعکس آواز تھوڑی نرم تھی۔

لیکن مصطفی۔۔۔ مجھے یہ کہتے ہوئے بہت دکھ ہے کہ یہ سر درد عام سر درد نہیں "ہے۔۔۔ بلکہ یہ برین ٹیومر کی علامت ہے۔۔۔ آپ کو برین ٹیومر ہے۔" وہ اس کے چہرے کے بدلتے ہوئے تاثرات کو دیکھتے ہوئے فکر سے کہے جا رہی تھیں۔

یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں ڈاکٹر؟" وہ بہت مشکل سے یہ الفاظ ادا کر پایا تھا۔آنکھیں شاک "سے پھیلی ہوئی تھیں اور دل کی دھڑکن کافی تیز ہو گئی تھی۔جسم کانپنے لگ گیا تھا۔

میں ٹھیک کہہ رہی ہوں۔۔۔ مصطفی، بہتر ہو گا کہ آپ سرجری کی تیاری کریں۔چونکہ یہ "ابھی اتنا خطرناک حد تک نہیں گیا تو اسے کیور کیا جا سکتا ہے۔" وہ پیشہ ورانہ انداز میں کہہ رہی تھیں۔ مصطفی تو ہونق بنا انہیں دیکھ کر رہ گیا تھا۔سماعت پہ یقین نہیں آ رہا تھا۔کچھ دیر کی "خاموشی کے بعد وہ ہمت جمع کر کے گویا ہوا،" ڈاکٹر، آپ سرجری کب کریں گی میری؟

پہلے آپ کے کچھ ٹیسٹ وغیرہ ہوں گے پھر ہی سرجری کی ایگزیکٹ ڈیٹ میں آپ کو " بتاؤں گی۔" ڈاکٹر عنیزہ نے سنجیدگی سے کہا تو وہ سر ہلا کے اٹھ کھڑا ہوا۔جانے کے لئے مڑا ہی

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تھا کہ پیچھے سے ڈاکٹر عنیزہ نے کہا، ''اور مصطفی، آپ اپنی میڈیسن بھی ٹائم پہ نہیں لے رہے۔ اگر میڈیسن نہیں لی تو وقت سے پہلے ہی۔۔۔''، آگے مصطفی خود سمجھدار تھا۔

''جی ٹھیک ہے۔اب میں میڈیسن ٹائم پہ لوں گا۔''، وہ کہہ کر آگے بڑھا ہی تھا کہ ان کے کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔آنے والی ایک لڑکی تھی جس کی عمر تقریباً اٹھارہ سال تھی۔وہ گندمی رنگت کی تقریباً پانچ فٹ پانچ انچ کی لڑکی تھی جس نے گھٹنوں تک آتی نارنجی فراک پہن رکھی تھی۔سیاہ ٹائیٹز اور سیاہ اسٹالر گلے میں گول گول کر کے ڈالے، وہ کافی اچھی لگ رہی تھی۔آنکھوں پہ سیاہ گلاسز لگائے ہوئے تھے۔

''ارے زمل۔۔۔تم یہاں کیا کر رہی ہو؟''، اس نے اپنے پیچھے سے عنیزہ کی آواز سنی تو مڑ کے ان کو دیکھا۔وہ کھڑی ہو کر زمل کو ہی دیکھ رہی تھیں۔میز کی آڑ سے نکل کر وہ زمل کی جانب بڑھیں اور اسے ہاتھ سے تھام کر کرسی پر بٹھایا۔پھر انہوں نے زمل کے ہاتھ سے اس کی اسٹک لی اور ایک طرف رکھی۔مصطفی حیرت اور ناسمجھی سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

''ایسا بھی کیا ہے اس لڑکی میں کہ اسے چھوٹے منوں کی طرح ٹریٹ کیا جا رہا ہے۔۔۔ہاتھ پکڑ کے چلنا سکھایا جا رہا ہے؟؟؟''، وہ خود سے یہ سوچ رہا تھا جبکہ نظریں اب بھی زمل اور عنیزہ پہ ٹکی ہوئی تھیں۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"تم یہاں کیوں آ گئیں؟ میں آ تو رہی تھی۔"، عنیزہ نے کہا تو وہ منہ پھلائے کہنے لگی۔

"امی، میں پچھلے ایک گھنٹے سے آپ کا انتظار کر رہی ہوں۔"

"ہاں میں بس اپنے آخری پیسنٹ کو دیکھ کر تمہارے پاس آ ہی رہی تھی۔"، عنیزہ نے کہتے ہوئے مصطفی کو دیکھا جواب تک نا سمجھی سے ان دونوں ماں بیٹی کو ہی دیکھ رہا تھا۔

"زمل، یہ میرے پیشنٹ ہیں۔ مسٹر مصطفی۔"، انہوں نے کہا تو اس نے زمل کے لبوں کو 'اوہ' میں ڈھلتے دیکھا اور وہ تھوڑی سیدھی ہو بیٹھی۔

"السلام علیکم، مسٹر مصطفی۔ وہ دراصل مجھے پتا نہیں تھا کہ آپ بھی یہاں موجود ہیں۔"، اس نے زمل کو کہتے سنا تو مزید حیرت نے اسے آ گھیرا۔

"یہ میری بیٹی ہے۔ زمل۔"، عنیزہ نے تعارف کروایا تو وہ جلدی سے کہہ اٹھا۔

"وعلیکم السلام، مس زمل۔ مگر میں تو یہیں تھا۔ آپ نے دیکھا کیسے۔۔۔"، وہ کہہ رہا تھا جب عنیزہ نے بات کاٹتے ہوئے جلدی سے کہا، "جی وہ اس کو پتا نہیں چلا کہ آپ بھی یہاں ہو۔"، وہ مزید کہہ رہی تھیں جب زمل نے ان کی بات کاٹتے ہوئے کہا، "جی، وہ دراصل میں دیکھ نہیں سکتی نا، اسی لئے مجھے پتا نہیں چل سکا کہ آپ بھی یہاں ہیں۔" وہ تو جیسے حیرت کے سمندر میں

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ڈوب چکا تھا۔آنکھیں شاک سے پھیل چکی تھیں اور لب بھی بے یقینی سے کھل گ ئے تھے۔ تبھی عنیزہ نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔

مصطفی،اب آٹ جائیں۔اگلے ہفتے پھر سے آنا ہے آپ کو۔اوکے؟سیٹرڈے کو!"،انہوں نے کہا تو وہ سر ہلا کے رہ گیا۔

"جی ڈاکٹر۔خداحافظ۔"،وہ کہہ کر باہر نکل گیا تو اسی وقت اس کی یادوں کا بلبلا بھی پھٹ گیا اور وہ یادوں کی دنیا سے واپس حال میں آپہنچا۔ہلکی سی مسکراہٹ اس کے چہرے پہ آئی تھی۔اور اس مسکراہٹ میں دکھ تھا،کرب تھا،تکلیف تھی۔۔۔اور شاید شکایت بھی تھی!

-

آج اسلام آباد کا موسم خاصا خوشگوار تھا۔۔۔ٹھنڈی سی تازہ ہوا چل رہی تھی۔۔۔نیلے آسمان میں بہتے سفید روئی کے گالوں کی مانند بہنے والے بادل بھی خوبصورت لگ رہے تھے۔اس وقت صبح کے نو بج رہے تھے۔۔۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ایسے میں اگر اسلام آباد کے ایک ایسے علاقہ میں جایا جاتا جہاں بڑے بڑے عالیشان محل نما گھر اپنی پوری شان و تمکنت سے سینہ تان کے کھڑے تھے، تو وہاں جاتے ہوئے ایک بڑا اور عالیشان بھورے رنگ کا قصر اپنی پوری شان کے ساتھ کھڑا نظر آتا۔ پھیلے سبزہ زار کے بیچ و بیچ "قصر شاہ" اپنا سینہ تان کے کھڑا تھا۔ سبزہ زار کے چاروں اور کی باؤنڈری کے ساتھ درختوں کی قطاریں تھیں۔ قصر کے وسیع سبزہ زار کے بیچ و بیچ کرسیاں اور میز رکھی ہوئی تھیں۔ باؤنڈری کے آخری کونے میں ایک دراز و عالیشان داخلی دروازہ تھا جو بھورے رنگ کا تھا۔

داخلی دروازہ کے اندر جا کر تھوڑا آگے جا کے پارکنگ لاٹ بنا ہوا تھا جہاں اس وقت چار گاڑیاں کھڑی ہوئی تھیں۔ اگر قصر کی پچھلی طرف جایا جاتا تو ایک اصطبل بنا نظر آتا جس میں اس وقت دو بھورے اور ایک سفید گھوڑا کھڑا تھا۔ اصطبل کے بالکل سامنے ایک وسیع گراؤنڈ تھا جس میں اس وقت ایک لڑکی ایک سفید گھوڑے پہ سوار نظر آ رہی تھی۔ کچھ قریب جایا جاتا تو وہ لڑکی صحیح سے نظر آتی۔ وہ ایک انیتس سال کی لڑکی تھی۔۔۔ گوری رنگت۔۔۔ بادام کی شکل کی ہلکے بھورے رنگ کی آنکھیں۔۔۔ سرخ گال اور گلابی لب۔۔۔ اس کے گال بھرے بھرے سے تھے۔ اس کے بھورے بالوں کی چوٹی اس کے لال ہیلمٹ سے گر رہی تھی۔ میرون رنگ

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کی پوری آستینوں والی شرٹ کے ساتھ سیاہ پینٹ پہنے، پیروں میں سیاہ رائیڈنگ بوٹز پہنے وہ کافی خوبصورت لگ رہی تھی۔اس وقت اس کا پورا دھیان رائیڈنگ پہ تھا۔

بولڈ۔۔۔کانفیڈنٹ۔۔۔خوبصورت۔۔۔اسمارٹ۔۔۔اور نہایت پرکشش۔۔۔وہ مرحہ سکندر شاہ تھی۔۔۔سکندر شاہ کی سب سے لاڈلی اور پیاری بیٹی۔۔۔ان کی اکلوتی بیٹی!

ایک راؤنڈ ختم کرے کے بعد اس نے گھوڑا ایک طرف روکا اور ایک ملازم کی مدد سے گھوڑے سے نیچے اتر آئی۔اتر کر اپنا ہیلمٹ اتارا اور ملازم کو پکڑا کر سر کو جھٹکا دے کر بالوں کو ہلایا تو اس کی بھوری چوٹی جھول گئی۔وہ اپنے ہاتھوں کو اسٹریچ کرتی ہوئی مسکراتے ہوئے چلتی ہوئی سکندر شاہ کی جانب بڑھی جو ایک طرف کلثوم سکندر شاہ کے ساتھ کرسیوں پہ بیٹھے، ہنستے ہوئے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

کیا تھے وہ۔۔۔کیا شان تھی ان کی۔۔۔کیا شخصیت تھی! وہ شاندار قسم کی شخصیت کے مالک بڑی عمر کے آدمی تھے۔۔۔رعب ان کی شخصیت کا حصہ تھا۔

نہایت باوقار اور پرکشش شخصیت کے مالک تھے وہ! سفید شلوار قمیض میں ملبوس وہ بہت ہی ڈیسنٹ سے انسان تھے۔اس وقت وہ مسکراتے ہوئے مرحہ کو دیکھ رہے تھے۔ان کے بالکل برابر میں کلثوم سکندر شاہ بیٹھی تھیں جو ان کی اہلیہ تھیں۔۔۔مرحہ کی والدہ! وہ بھی آنکھوں

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

میں نرمی اور محبت لیے مرحہ ہی کو دیکھ رہی تھیں۔ وہ ایک بوڑھی شائستہ خاتون تھیں جو اس وقت آف وائٹ شلوار قمیض کے شانوں اور سر پہ آف وائٹ دوپٹہ اوڑھے ہوئے تھیں۔ ان کے سر پہ پھیلے دوپٹے سے ان کے سرمئی سفید سے بال جھانک رہے تھے۔ گوری رنگت اور جھریوں زدہ چہرہ کے ساتھ وہ سکندر کے مقابلے تھوڑی چھوٹی لگ رہی تھیں۔

مرحہ مسکراتی ہوئی آکر ان دونوں کے ساتھ بیٹھ گئی۔

"مائی ڈاٹر، دن بہ دن اور خوبصورت ہوتی جا رہی ہو۔"، سکندر نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ بھی مسکرا کر اپنا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں رکھے، کہنیوں کو گھٹنوں پہ ٹکائے، انہیں دیکھ کر آنکھ مارنے لگی تو سکندر زور سے ہنسنے لگے۔

"تھینک یو مائی ہینڈ سم ینگ بابا۔"، مرحہ نے مسکرا کر کہا۔

"کون سے ہینڈ سم؟ کیسے ہینڈ سم؟ مرحہ بیٹا۔۔۔ نظر کا چشمہ لگوا لو۔۔۔ کیونکہ تمہارے بابا اب بوڑھے ہو چکے ہیں۔"، کلثوم نے مزے سے کہا تو اس نے ہونٹ بھینچ کے انہیں تڑپ کے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"چھوڑو بیٹا۔۔۔ تمہاری ماں تو ہے ہی جیلس انسان۔ ہمیشہ جیلس ہی رہتی ہے۔"، سکندر نے مزے سے کہا تو کلثوم حیرت سے منہ کھولے انہیں دیکھنے لگیں۔

"میں کیوں آپ سے جیلس ہونے لگی، ڈاگر مپی اولڈ مین۔"، انہوں نے کچھ ناراضگی سے کہا۔

"اچھا بھئی، یہ سب چھوڑیں۔۔۔ بابا، آپ یہ بتائیں۔۔۔ آپ نے زمل سے بات کی تھی؟"، مرحہ نے پوچھا۔

"ہاں، ہوئی تھی صبح میں بات۔۔۔"، وہ آنکھوں میں ڈھیروں محبت لیے کہہ رہے تھے۔ ان کی آنکھیں اس بات کی شاہد تھیں کہ جس شخص کا ذکر اس وقت کیا جا رہا ہے، وہ انہیں بہت عزیز ہے۔

ہمم۔۔۔"، مرحہ نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا اور مزید کہنے لگی۔"میری بھی کل بات ہوئی تھی اس سے۔ کہہ رہی تھی کہ جہانگیر بھائی آپ کو بہت یاد کرتے ہیں۔"

"چھوڑ ہی دو مرحہ۔۔۔ جانتا ہوں میں کہ مجھے کتنا یاد کرتا ہے وہ۔"، سکندر نے دکھ سے کہا۔ آنکھوں میں یکدم اداسی چھا گئی تھی۔ ویرانی صاف نظر آ رہی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"زمل کی سرجری ہے بیس نومبر کو۔"، مرحہ نے ان دونوں کو بتایا تو دونوں کی آنکھوں میں تشویش صاف نظر آنے لگی۔

"انشاءاللہ سب بہتر ہو گا۔"، کلثوم نے ہلکے سے کہا تو سکندر بھی کہنے لگے، "ہاں انشاءاللہ۔ پھر ہماری زمل بھی دیکھنے لگے گی۔اتنا عرصہ ہو گیا ہے ویسے بھی بچوں کو دیکھے ہوئے۔آخری بار تو تب ہی دیکھا تھا جب جہانگیر کی اسلام آباد پوسٹنگ ہوئی تھی۔"، سکندر اداسی سے کہہ رہے تھے۔

"اس بار جب وہ لوگ آئیں گے تو ہم عابر، زمل اور جاہد کو یہاں بلائیں گے۔۔۔پلیز سکندر۔"، کلثوم نے کہا تو وہ سر جھٹک کر دور کہیں خلا میں دیکھنے لگے۔

"جہانگیر انہیں آنے دے گا تو وہ آئیں گے نا۔"، ان کی آواز دکھ بھری تھی۔لہجہ بھی ٹوٹا ہوا تھا۔

"بابا، جہانگیر بھائی نے کہا ہے کہ اگر آپ انہیں خود بلائیں گے تو وہ آئیں گے۔"، مرحہ نے تھوڑی امید سے کہا تو کلثوم نے لب بھینچ لیے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اور تمہارے بابا تو اپنی انا کے آگے ہی ہار جائیں گے۔"،وہ طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ کہنے لگیں۔

"انا نہیں ہے مجھ میں، کلثوم۔۔۔انا نہیں ہے۔"،سکندر نے دھیرے سے کہا تو دکھ ان کے لہجے،ان کی آواز اور ان کی آنکھوں میں صاف عیاں تھا۔

"آرمی جوائن کرنا کوئی گناہ تھا کیا کہ اس کی خاطر آپ نے اپنے سب سے پیارے اور سب سے ٹیلنٹڈ بیٹے سے سارے تعلقات ہی توڑ لیے؟ یہ کہاں کا انصاف ہے؟"،کلثوم پھٹ پڑی تھیں۔

"آرمی جوائن کرنا گناہ نہیں ہے۔۔۔پر اسے مجھے سمجھنا چاہئے تھا۔میرا نظریہ سمجھنا چاہئے تھا۔وہ کتنا خوش ہوتا اگر میرا بزنس سنبھالتا اور اسے آگے بڑھاتا۔میں نے اسے گھر چھوڑنے کا کہا تو اس نے بھی چھوڑ دیا؟"،وہ شاید رونے ہی والے تھے۔"اور پھر ہم سے پوچھے بغیر۔۔۔ہماری مرضی جانے بغیر عنیزہ سے شادی کر لینا۔۔۔کیا یہ ہمارے ساتھ زیادتی نہیں ہے؟"

"بس کر دیں سکندر۔۔۔یہ بات میں بھی جانتی ہوں اور آپ بھی جانتے ہیں کہ عنیزہ بہت اچھی ہے۔۔۔جہانگیر کے منع کرنے کے باوجود اس نے آج تک بچوں کو ہم سے ملنے سے نہیں

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

روکا۔ اگر عنیزہ چاہتی تو آج ہم اپنے بچوں کی شکل دیکھنے کے لیے بھی ترس رہے ہوتے۔ مگر اس نے ہمیشہ خود بھی ہم سے کانٹیکٹ رکھا اور بچوں کو بھی کانٹیکٹ میں رہنے دیا۔ سب جانتے ہیں کہ وہ بہت ہمبل اور کائنڈ ہے۔"، وہ بھی زور سے کہنے لگی تھیں۔ ہر کچھ دنوں بعد یہ باتیں اس گھر میں ضرور دہرائی جاتی تھیں۔

اماں ٹھیک کہہ رہی ہیں بابا۔ بھابھی تو بہت اچھی ہیں۔"، مرحہ نے بھی کہا تو سکندر نے غصے سے ان دونوں کو دیکھا۔

"جو بھی ہے۔۔۔ یہ ڈسائڈڈ ہے کہ میں خود جہانگیر کو نہیں بلاؤں گا۔ گیا خود ہے تو آئے گا بھی خود۔"، سکندر نے حکمیہ انداز میں کہا تو سب چپ کر گئے۔ مگر شاید وہ یہ بات بھول گئے تھے کہ اگر وہ ڈھیٹ تھے اور اپنی بات پہ ہی قائم رہتے تھے، تو جہانگیر بھی انہی کے بیٹے تھے۔۔۔ اور بدقسمتی سے سکندر کی یہ ہٹ دھرمی وراثت میں جہانگیر کو بھی ملی تھی۔

کوئٹہ کا موسم معمول کے مطابق ٹھنڈا تھا۔۔۔ سرمئی بالوں نے آسمان کو ڈھک رکھا تھا اور سردی کافی حد تک بڑھ گئی تھی۔ ایسے میں اگر جہانگیر سکندر کے گھر میں جایا جاتا تو گھر کی بتیاں جلی ہوئی نظر آتیں۔

اس وقت کھانا کھایا جارہا تھا اور سب کھانے کی میز کے گرد موجود تھے اور بریانی کھا رہے تھے۔

"اوہ گاڈ ممی، بریانی بہت مزے کی بنی ہے۔"، عابر نے ایک نوالہ چمچ سے منہ میں رکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ممی، بھائی ٹھیک کہہ رہا ہے۔۔۔ بریانی واقعی بہت ہی مزے کی بنی ہے۔"، باقی سب نے اس کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"تھینکس بیٹا۔"، عنیزہ نے مسکراتے ہوئے تعریف وصول کی اور جہانگیر کی جانب دیکھا۔ انتظار اب ان کے کامپلیمنٹ کا تھا۔

"کیا؟"، جہانگیر نے نوالہ چباتے ہوئے کہا اور چمچ واپس پلیٹ میں رکھا۔

"آپ کچھ نہیں کہیں گے، جہانگیر صاحب؟"، عنیزہ نے سوالیہ انداز میں ابرو اٹھائی تو جہانگیر نفی میں سر ہلاتے مسکرانے لگے۔

"نہیں بیگم، میں کچھ نہیں کہوں گا۔"، وہ دوسرا نوالہ کھاتے ہوئے مزے سے کہنے لگے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

بہت ہی بری بات ہے بابا۔ ممی نے پہلی دفعہ بریانی بنائی ہے۔۔۔اور وہ بھی اتنی مزیدار۔" تعریف تو کریں ان کی۔"، یہ جاہد تھا جو آج اپنی ممی کی کوکنگ کا فین ہی ہو گیا تھا کیونکہ یہ پہلی دفعہ تھا کہ عنیزہ نے گھر پہ بریانی بنائی تھی، وہ بھی اتنی اچھی۔

"اوہ پلیز، بیٹے۔ مجھے اس تعریفی گروپ سے دور ہی رکھو۔ میں ایسی ہی خوش ہوں۔"، انہوں نے مزے سے ایک اور نوالہ لیتے ہوئے کہا۔

"یو آر سو مین، بابا۔"، زمل نے دکھ سے کہہ کر ایک نوالہ لیا۔

"اوہ یس۔۔۔ڈاٹر ڈیئرسٹ۔ آئی رئیلی ایم سو مین۔"، جہانگیر نے مزے سے ایک اور نوالہ کھاتے ہوئے کہا۔

"چھوڑو بچوں۔۔۔ تمہارے بابا کسی حال میں خوش نہیں ہونگے۔ بہت ہی ناشکرے انسان ہیں یہ۔"، عنیزہ نے جل کر کہا تو وہ ایک اور نوالہ لیتے ہوئے ہلکا سا کھنکھارے۔ نوالہ منہ میں ڈالا، پوری طرح چبایا، پھر کہنا شروع کیا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

میں خوش بھی ہوتا اور شکر گزار بھی ہوتا، اگر تم نے یہ بریانی خود بنائی ہوتی۔ اور میں سلمی " کے ہاتھ کی بریانی کی تعریف کرنے میں بالکل بھی انٹرسٹڈ نہیں ہوں۔ "، جہانگیر نے مزے سے ان سب کے سروں پہ بم پھوڑا تو سب کے نوالے حلق میں اٹکنے لگے۔

پانی پی کر عابر نے حیرت سے ان کو دیکھا۔ چہرے پہ بے یقینی واضح رقم تھی۔

سلمی؟ "، اس نے پوچھا۔ "

جی ہاں، سلمی۔۔۔ ہماری نئی ملازمہ۔ "، جہانگیر نے مزے سے نوالہ چباتے ہوئے عنیزہ کو " دیکھا جو سرخ ہو رہی تھیں، نہ جانے شرمندگی سے یا خفت سے۔ ان میں ہمت نہیں تھی اپنے بچوں کو دیکھنے کی جو بہت ہی حیرت سے کھانے سے ہاتھ روکے انہیں دیکھ رہے تھے۔ عنیزہ کی آنکھیں صرف اور صرف جہانگیر پہ اٹکی ہوئی تھیں جو بہت ہی مزے سے کھانا نوش فرما رہے تھے۔ وہ وہاں واحد تھے جو کھانا کھا رہے تھے۔ عنیزہ انہیں کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھیں جو بیوی کو پوری طرح سے تنگ کرنے کے بعد بہت مزے سے انہیں ہی دیکھ رہے تھے۔

امی، کیا یہ سچ ہے؟ "، جاہد نے شاک کے عالم میں استفسار کیا۔ اس انکشاف پہ سب سے " زیادہ شاک اسے ہی تو لگا تھا۔ یہ پہلی بار تھا کہ اسے عنیزہ کے ہاتھ کی بھی ہوئی کوئی چیز پسند آئی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"جی میری جان۔۔۔یہی سچ ہے۔"، جہانگیر نے مزے سے کہا۔

"ارے، تم سب نے کھانے سے ہاتھ کیوں روک لیا ہے؟ کھانا کھاؤ جلدی۔۔۔ ٹھنڈا ہو رہا ہے۔ ویسے کہنا پڑے گا عنیزہ۔۔۔ سلمی کھانا بہت اچھا بناتی ہے، ماشاءاللہ۔"، انہوں نے مزے سے ایک اور نوالہ کھاتے ہوئے کہا۔

"یہ ایموشنل ڈیمیج ہے، امی۔۔۔ایموشنل اٹیک ہے۔"، جاہد تو واقعی بہت دکھی ہوا تھا۔

"میں سلمی کو ہی اپنی امی بنا رہا ہوں۔۔۔ یہ زیادتی ہے۔۔۔آپ نے ٹھیک نہیں کیا میرے ساتھ۔ میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گا، کبھی نہیں۔"، وہ کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"چپ چاپ بیٹھ کے کھانا ختم کرو۔"، جہانگیر نے سنجیدگی سے کہا تو وہ بیٹھ گیا۔ اور جب جہانگیر کوئی بات سنجیدگی سے کہہ دیں تو کس کی ہمت ہے پھر ان کی بات ٹالنے کی؟ تینوں بچوں نے دوبارہ کھانا شروع کیا۔ وہ خود بھی کھانا کھا رہے تھے لیکن ہر کچھ دیر میں نظر اٹھا کر عنیزہ کو ضرور دیکھ رہے تھے جو کھانے سے ہاتھ روکے، لب بھینچے انہیں ہی دیکھ رہی تھیں۔

"کھانا کھائیں، بیگم۔"، انہوں نے کہا تو عنیزہ منہ چڑا کے کھانا کھانے لگیں۔

....

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کشمیر کی دھرتی کے اوپر بہتا آسمان اپنے اندر بہت سے روئی کے گالوں جیسے سفید بادل بہا رہا تھا۔ موسم آج قدرے سرد تھا کیونکہ گزشتہ رات بارش ہوتی رہی تھی۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکے آ کے لگتے تو کچھ دیر کے لیے کپکپی طاری ہو جاتی۔

ایسے میں اگر سویرا صادق کے چھوٹے سے مکان کے چھوٹے سے باورچی خانے میں نظر ڈالی جاتی تو وہ چولہے کے ساتھ کھڑی دیگچی میں چمچ ہلاتی نظر آتیں۔ انہوں نے نیلا کشمیری فیران پہن رکھا تھا اور سر پہ دوپٹہ کچھ اس طرز سے ڈالا ہوا تھا کہ ان کے بال پوری طرح سے ڈھکے ہوئے تھے۔ البتہ شانوں پر دوپٹہ اس وقت نہ تھا۔ ان سے کچھ قدم پیچھے ہی آئیمان کھڑی روٹیاں بیلنے اور بنانے میں مصروف نظر آتی تھی۔ سفید شلوار قمیض کے ساتھ سفید ہی دوپٹہ سر پر اور شانوں پر پھیلا کے اوڑھا ہوا تھا۔ ماتے پہ پسینے کی بوندیں بھی واضح نظر آ رہی تھیں۔ وہ کام میں پوری طرح سے منہمک نظر آتی تھی۔

سویرا نے پیچھے مڑ کر پریشانی سے اسے دیکھا اور کہنے لگیں، "آئیمان، میرا بچہ۔ تم رہنے دو۔ میں کر لوں گی۔"

"ارے امی، میرا یقین کریں۔۔۔ گندی روٹیاں نہیں بنا رہی میں۔ بہت اچھی روٹیاں بن رہی ہیں۔"، آئیمان نے مسکراتے ہوئے کہہ کے بیلی ہوئی روٹی توے پہ ڈال کے ہاتھ سے پھیلائی۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"مجھے پتا ہے کہ بہت اچھی روٹیاں بنا رہی ہو تم۔ مگر کل تمہارا امتحان ہے۔ جا کے پڑھو۔"،
سویرا نے کہا تو آئیمان نے مسکرا کر چہرہ موڑ کر ان کو دیکھا۔

"امی، میں نے سب پڑھ لیا ہے۔ صرف رات میں اور کل صبح میں فائنل ریوائس کرنا ہے۔"، وہ آئیمان وا اور اس کے پاس کوئی جواب نہ ہو، ایسا کیسے ممکن تھا؟

"مگر میں نہیں چاہتی کہ کسی بھی وجہ سے تمہارے رزلٹ پہ اثر پڑے۔"، انہوں نے آخری کوشش کرتے ہوئے کہا جبکہ جانتی تھیں کہ یہ کوشش بھی ناکام جائے گی۔

"نہیں پڑے گا اثر۔۔۔ نہیں پڑے گا۔"، اس نے زور دے کر کہا اور مسکرائی۔

روٹی توے سے ہٹا کر ہاٹ پاٹ میں ڈالی اور پیچھے مڑ کر ہاتھ جھاڑے۔

"ہاہ۔۔۔ ہو گیا کام۔"، اس نے مزے سے کہا۔ پھر سویرا کو دیکھا جو سالن کا چولہا بند کر کے اب سلاد بنا رہی تھیں۔ خاموشی سے کچھ قدم چلتی ہوئی ان کے قریب گئی۔

"ویسے امی۔۔۔ آپ سے ایک بات پوچھوں۔"، اس نے محتاط انداز میں پوچھا تو سویرا بھی مسکرانے لگیں۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ہاں۔۔۔پوچھو سوائے پاکستان جانے کی بات کے۔"، سویرا نے مزے سے کہا تو آئیمان نے "افسردگی سے انہیں دیکھا۔

"امی یار، آپ پاکستان جانے سے منع کیوں کر رہی ہیں؟"، وہ روہانسی ہو گئی تھی۔"آپ میرے بغیر رہ لیں گی؟ آپ کیا واقعی ایسا کر سکتی ہیں؟"

"یہ مشکل ہو گا میرے بچے، پر میں ایڈجسٹ کر لوں گی۔۔۔"، انہوں نے مڑ کر اس کو دیکھا۔ آنکھوں میں محبت اور افسردگی بیک وقت تھی۔"دیکھو۔۔۔میں وہاں نہیں جا سکتی۔ میں وہاں کیسے کماؤں گی؟ کیا کھاؤں گی؟ اپنے بچے کو کیسے کھلاؤں گی؟ پڑھائی کے اخراجات ہیں۔ وہ کیسے اٹھاؤں گی؟ یہاں تو مجھ کم پڑھی لکھی کو جاب مل گئی۔ وہاں کیسے ملے گی؟"

"آپ کو وہاں کمانے کی کیا ضرورت ہے؟"، آئیمان نے پوچھا تو وہ آنکھیں کو لے غصے سے اسے دیکھنے لگیں۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟ میں نہیں کماؤں گی تو کیا مصطفی کی کمائی پہ پلوں گی؟ دماغ خراب ہو گیا ہے کیا تمہارا؟"، انہوں نے غصے سے پوچھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"ارے میری بھولی ماں۔۔۔آپ مصطفی کی کمائی کیوں کھائیں گی؟آپ کی بیٹی مر گئی ہے کیا؟میری پڑھائی کا آخری سال تھا یہ۔اب پیپرز کے بعد ختم ہو جائے گی پڑھائی تو میں وہاں جا کے جاب کروں گی۔اپنے بھائی اور ماں کو میں کھلا بھی سکتی ہوں اور ان کے اخراجات بھی اٹھا سکتی ہوں۔"،وہ اعتماد سے کہتی ہوئی انہیں گہری سوچ میں مبتلا کر گئی۔ابھی انہوں نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ وہ ہاتھ اٹھا کے مزید کہنے لگی،"دیکھیں،اب وہ دقیانوسی باتیں مت کریئے گا کہ میں بیٹی کی کمائی نہیں کھا سکتی۔امی،اگر ایک ماں اپنی زندگی کی پوری جمع پونجی اپنے بچوں کے لیے صرف کر سکتی ہے،دن رات محنت کر کے اس کو تعلیم دلوا سکتی ہے،تو اولاد کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ وقت آنے پر جتنا ممکن ہو سکے،اپنے ماں باپ کو آسانی اور آرام مہیا کرے۔"،اپنی متوازن آواز میں کہتی وہ سویرا کو خاموش کروا گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"اب مجھے واقعی احساس ہو رہا ہے کہ مجھے تمہیں وکالت نہیں پڑھنے دینی چاہئے تھی۔"،وہ مسکراتے ہوئے کہنے لگیں۔"تم میں تو واقعی کسی کو بھی لاجواب کر دینے کی قابلیت ہے۔"

آئیمان مسکراتی ہوئی قریب آئی اور ان کے دونوں ہاتھ محبت اور عقیدت سے تھامے۔"تو، سویرا صادق،مجھے بتایئے۔کیا میں مصطفی سے دو اور سیٹز بک کروانے کا کہہ دوں؟"،وہ بلند آواز میں کہتی بہت خوش لگ رہی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

رکو، ابھی مجھے تھوڑا وقت دو سوچنے کے لیے۔"، سویرا ہاتھ چھڑوا کر پھر سے سلاد بنانے لگیں۔ مگر آئیمان اب جانتی تھی کہ ان کا جواب 'ہاں' میں ہونا ہے کیونکہ ایک بار پھر، سویرا صادق نے آئیمان کے آگے گھٹنے ٹیک دیے تھے۔ اور کسے نہیں پتا تھا کہ سویرا صادق اپنی آئیمان کی کوئی بات نہیں ٹالتیں؟

یہ ایک چھوٹا سا اسکول تھا جو کشمیر کے بلند اور سرسبز پہاڑوں کے درمیان واقع تھا۔ یہ رہائشی علاقے سے چند میل کے فاصلے پہ تھا۔ پورے اسکول پہ ہلکا سرمئی رنگ ہوا ہوا تھا۔

راہداری سے منسوب جماعتوں میں سے ایک جماعت میں اس وقت دہم کلاس کے طالب علم ٹیچر کے الفاظ میں محو تھے۔ وہ سب سفید شرٹ اور سیاہ پینٹ میں ملبوس تھے۔ گلے سے بلیک ٹائی لٹک رہی تھی۔ ٹیچر روسٹم کے پیچھے کھڑا کیمل رنگ کی شلوار قمیض میں ملبوس تھا۔ لمبی سفید و سیاہ داڑھی اور مونچھیں اور سفید ٹوپی پہنے وہ بہت باوقار معلوم ہوتے تھے۔

انہی طالب علموں کے بیچ جعفر صادق بھی بیٹھا نظر آرہا تھا۔ اس کی پوری توجہ اس وقت ٹیچر کے الفاظ پر تھی۔ آج ان کے فیزکس کے سر چھٹی پہ تھے تو ان کی جگہ فکسچر لینے کے لیے سر کامران

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ایوبی آئے تھے۔وہ چھوٹی جماعتوں کو اسلامیات پڑھاتے تھے۔اور بچوں کی ہی خواہش پر انہوں نے آج کی ڈسکشن کا ٹاپک جہاد رکھا تھا۔

"شہادت تحفہ ہوتا ہے، میرے بچوں۔"، وہ کہہ رہے تھے اور سب دم سادھے انہیں سن رہے تھے۔

"یہ سچ ہے۔۔۔کہ تمام مسلمان شہادت کی خواہش کرتے ہیں۔۔۔شہادت کی موت بہترین موت ہوتی ہے۔۔۔پر کوئی بھی غزہ کے بارے میں بات نہیں کرتا۔۔۔آپ اللہ کے لیے لڑتے ہیں۔۔۔آپ اسلام کے لیے لڑتے ہیں۔۔۔اپنی جان اسلام کی راہ میں لٹاتے ہیں۔۔۔کیا شہادت سے زیادہ افضل بھی کوئی موت ہو سکتی ہے؟ یہ ایک ظاہر سی بات ہے کہ اس کا جواب نہ میں ہے۔ مگر جب ہم غزہ کے بارے میں بات کرتے ہیں، تو ہمارا مطلب ہوتا ہے کامیاب اور فتح یاب ہو کر جنگ و جہاد سے لوٹنا۔ کیا یہ ضروری ہے کہ ہمیشہ مرے ہوئے لوگوں کو ہی ویلیو کیا جائے؟ان کا کیا جو زندہ بچ گئے؟ان کا کیا جنہوں نے ایک شہید جتنی ہی محنت اور لگن سے کام لیا، پھر بھی شہادت نوش نہیں کر پائے؟ وہ بچ گ ئے اور واپس زندہ لوٹے۔ تو کیا ان کی ساری محنت اور لگن رائیگاں گئی؟ کیا ایسا ہے؟"، انہوں نے رک کر سب ہی مسحور اسٹوڈنٹس پہ ایک نگاہ گھمائی، مسکرائے اور کہنا جاری رکھا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM
FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کوششیں کبھی ضائع نہیں جاتیں اگر وہ دل سے کی جائیں۔)انہوں نے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا(وہ آپ کو کچھ نہ کچھ ہمیشہ دیتی ہیں۔جو شخص اللہ کی راہ میں لڑتے لڑتے مرا،اللہ نے اسے اس کی کوششوں کا صلہ شہادت کی صورت میں عطا کیا۔۔۔شہادت،بہترین موت۔اور وہ لوگ جو زندہ اور فتح یاب اور کامیاب ہو کر جنگ سے لوٹے،اللہ نے انہیں ان کی کوششوں کا صلہ غزہ کی صورت میں دیا۔۔۔انہیں غازی بنایا۔غزہ،بہترین زندگی۔"،اسی سمے گھنٹی بجی اور وہ مسکرا کر "خدا حافظ" کہتے کلاس سے چلے گئے۔تمام طلباء بستے پیک کرتے گھروں کو روانہ ہو رہے تھے جبکہ جعفر گہری سوچ میں ڈوبا ہوا کہنی میز سے ٹکائے،ہاتھ کے پیالے میں اپنا چہرہ ڈالے بیٹھا تھا۔سر کے الفاظ اب تک اس کی سماعت میں گونج رہے تھے۔

"شہادت-بہترین موت

غزہ-بہترین زندگی"

باب 2: تنفیذ جدید

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ڈوبنا ہی پڑتا ہے ابھرنے سے پہلے

غروب ہونے کا مطلب زوال نہیں ہوتا۔

)نامعلوم(

اس وقت کوئٹہ کی سرزمین کے آسمان پہ بہنے والے سیاہ و سرمئی بادل بڑی بڑی پانی کی بوندیں تواتر کے ساتھ کوئٹہ کی سرزمین پہ برسا رہے تھے۔ہر کچھ سیکنڈز کے بعد بجلی کڑکنے کی زوردار آواز آتی۔نومبر کے مہینے میں تیز اور ٹھنڈی ٹھار بارش۔۔۔موسم کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔پہلے سے بڑھی ہوئی ٹھنڈ آج کی بارش کے بعد اور زیادہ بڑھنے والی تھی۔فی الوقت بھی بہت زیادہ ٹھنڈ تھی۔

اگر اس موسم میں جہانگیر سکندر کے گھر کے پورچ میں دیکھا جاتا تو وہاں جہانگیر کی گاڑی میں اس وقت جہانگیر،عنیزہ اور عابر بیٹھے نظر آئیں گے۔سیاہ شلوار قمیض پہ بھورا سوئیٹر پہنے جہانگیر ڈرائیونگ سیٹ پہ تھے۔ان کے برابر میں پیسنجر سیٹ پہ عنیزہ بیٹھی تھیں۔سیاہ شلوار قمیض کے ساتھ سیاہ ہی سوئیٹر پہنے،سرخ دوپٹہ شانوں پہ پھیلائے وہ کافی اچھی لگ رہی تھیں۔بال ہمیشہ کی طرح نچلے جوڑے میں بندھے ہوئے تھے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM
FB/INSTA:NOVELSCLUBB

پچھلی سیٹ پہ عابر بیٹھا تھا۔ سفید شرٹ کے اوپر سیاہ سوئیٹر کے ساتھ سیاہ پینٹ پہنے وہ ہمیشہ کی طرح تازہ دم اور ہینڈسم لگ رہا تھا۔ البتہ چہرے پہ پھیلی خفگی کسی سے بھی چھپی ہوئی نہیں تھی۔

"عابر، میں تمہیں بتا رہی ہوں کہ آج میں تمہای ناں نہیں سنوں گی۔ بہت ہو گیا۔"، عنیزہ نے پیچھے مڑ کے غصے سے کہا تو عابر کے لبوں پہ ایک تپانے والی مسکراہٹ رینگ گئی۔

وہ سر جھکائے انہیں سنا گیا۔

"اگر لڑکی کو ریجیکٹ ہی کرنا ہے تو ابھی ہی بتا دو۔ ہم واپس گھر چل لیتے ہیں۔"، عنیزہ نے کہہ کر اسے دیکھا۔

"اماں۔۔۔ میری پیاری اماں۔ پہلے میں لڑکی دیکھوں گا۔ پھر ہی بتا سکتا ہوں نا۔۔۔ میں چہرہ نہیں دیکھتا۔ میں یہ دیکوں گا کہ وہ میرے ساتھ چل سکتی ہے یا نہیں۔ پھر ہی بتاؤں گا۔"، عابر نے تمیز اور تہذیب کے سارے ریکارڈز توڑتے ہوئے کہا تو عنیزہ کا پارہ مزید چڑھ گیا۔

"اوہ کم آن عابر۔۔۔ تیرہویں لڑکی دیکھنے جا رہے ہیں ہم۔۔۔ اور ہر بار خالی ہاتھ ہی واپس آتے ہیں۔ اس بار بھی ایسے ہی واپس آئیں گے۔"، جہانگیر نے مسکراہٹ دبائے گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔ "پتا نہیں تمہاری ماں کیوں ضد کرتی رہتی ہے۔"

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

جی امی، میں تو کہہ رہا ہوں کہ واپس چلتے ہیں۔ کیوں لے کے جا رہی ہیں آپ مجھے؟ میرا "جب دل چاہے گا تب میں شادی کر لوں گا۔ ابھی فی الحال مجھے اپنی لائف انجوائے کرنی ہے۔"، عابر نے بھی ضد کرتے ہوئے کہا۔

"تو تمہیں کس نے کہا کہ شادی کے بعد لائف انجوائے نہیں ہو سکتی؟"، عنیزہ نے غصے سے کہہ کے پیچھے مڑ کر اسے کہا۔ "مجھے اور اپنے بابا کو دیکھ لو۔۔۔ ہم نے کتنی انجوائمنٹ کی ہے۔۔۔ ہے نا؟" انہوں نے جہانگیر کی طرف دیکھ کر یقین دہانی چاہی۔

"جی جی بابا بتائیں نا۔۔۔ کتنی لائف انجوائے کی آپ نے؟"، عابر نے بھی جہانگیر کی طرف دیکھ کر کہا جو پہلے ہی اپنے قہقہے کا گلا گھونٹنے کی ناکام کوشش کر رہے تھے۔ عنیزہ بھی فوراً ہی ان کی طرف متوجہ ہوئی۔

عنیزہ کو خود کی طرف دیکھتا پا کے انہوں نے مذاق کسی اور وقت کے لیے ادھار رکھا اور لبوں پہ ہاتھ رکھ کے مسکراہٹ چھپاتے ہوئے کھنکھارے۔

"جی جی عابر بیٹا۔ تمہاری ماں نے میرے ساتھ بہت انجوائے کیا۔"، جہانگیر نے ہاں میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"پوری بات بتائیں نا۔۔۔بتائیں اسے کہ آپ نے بھی میرے ساتھ بہت انجوائے کیا۔"، عنیزہ نے تیوری چڑھا کے کہا تو جہانگیر گڑبڑا گئے۔

"ہاں ہاں، عابر تمہاری ماں ٹھیک کہہ رہی ہے۔"، انہوں نے کہتے ہوئے گاڑی گھر کے باہر نکالی۔ گاڑی اب روڈ پر رواں تھی۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ دیکھوں گا میں۔"، عابر نے ہار مانتے ہوئے کہا۔ نظریں شیشے سے باہر نظر آتے مناظر پہ ٹکا دیں۔ وہ جانتا تھا کہ آج کی ملاقات کا انجام بھی پچھلی تمام ملاقاتوں جیسا ہی ہو گا۔

سڑک پہ زیادہ رش نہیں تھا۔ کہیں کہیں اکا دکا لوگ آتے جاتے نظر آتے۔ اس سڑک کے دونوں اطراف میں چھوٹے چھوٹے مکان بنے ہوئے تھے۔ کہیں کہیں ایک دو ٹھیلے نظر آتے۔

اس سب میں آپ کو جعفر جاتا ہوا نظر آئے گا۔ وہ اسکول کی وردی پہنے بیگ کاندھوں پہ لٹکائے گم سم سا جا رہا تھا۔ وہ یقیناً اسکول سے واپس آ رہا تھا۔ سر کے الفاظ اب تک اس کے کانوں میں باز

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

گشت کر رہے تھے۔ وہ الفاظ اس کے ذہن میں اب تک اٹکے ہوئے تھے۔۔۔ وہ سنہرے الفاظ جنہوں نے جعفر صادق کے دل کی دنیا ایک دم سے بدل کے رکھ دی تھی۔

"اللہ نے انہیں ان کی کوششوں کا صلہ غزہ کی صورت میں دیا۔۔۔ انہیں غازی بنایا۔"

"شہادت۔۔۔ بہترین موت"

"غزہ۔۔۔ بہترین زندگی"

"کیا شہادت سے زیادہ افضل بھی کوئی موت ہو سکتی ہے؟"

کیا یہ ضروری ہے کہ ہمیشہ مرے ہوئے لوگوں کو ہی ویلیو کیا جائے؟ ان کا کیا جو زندہ بچ گئے؟"

"کوششیں کبھی ضائع نہیں جاتیں اگر وہ دل سے کی جائیں۔"

کتنی خوبصورتی سے وہ بولتے تھے اور کتنا خوبصورت بولتے تھے!!!

کتنی نرم اور سکون دہ تھی ان کی آواز!

www.novelsclubb.com

یوں محسوس ہوتا تھا کہ ان کی آواز ہمارے سینے چیرتی ہوئی دل تک جا پہنچتی ہے۔۔۔یا شاید وہ ان کے الفاظ تھے جو اتنے سکون دہ تھے۔۔۔یا شاید ان الفاظ کے پیچھے چھپا مقصد۔۔۔وہ عظیم مقصد!

جعفر!"، جبھی اسے اپنے پیچھے سے آواز سنائی دی اور وہ جانتا تھا کہ وہ آواز کس کی ہے۔وہ "اس شخص کی آواز تھی جو جعفر کا آئیڈیل تھا۔۔۔جس کا جعفر فین تھا۔۔۔جس سے جعفر بہت پیار کرتا تھا۔۔۔مگر اس وقت اس نے پیچھے مڑ کے اسے دیکھنے تک کی زحمت نہ کی۔وہ بس چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا گیا۔اسے اپنے پیچھے بھاگنے کی آواز سنائی دی اور پھر اس نے اسے کاندھے سے تھام کے پیچھے موڑا۔

ہیلو بھائی؟ کیا ہو گیا؟ کہاں کھوئے ہوئے ہو؟"، مصطفیٰ نے اس سے پوچھا تو وہ ب اسے دیکھے "گیا۔"آواز نہیں آرہی تھی کیا میری؟"

آرہی تھی۔۔۔السلام علیکم بھائی!"،اس نے جھکے سر کے ساتھ کہا، بالکل ہلکی آواز میں۔ "

جعفر، تمہیں پتا چلا۔۔۔؟سویرا خالہ مان گئیں ہیں میرے ساتھ چلنے پہ۔"، مصطفیٰ کے "چہرے کی خوشی دیکھنے لائق تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"جی بھائی۔۔۔آئیمان نے بتایا تھا مجھے۔"،اس نے آہستہ سے جواب دیا۔ ہلکی سی مسکراہٹ بھی اس کے چہرے پہ ایک سیکنڈ کے لیے نمودار ہونے کے بعد غائب ہو گئی تھی۔

تم خوش نہیں ہو؟"، مصطفی نے پتا نہیں کیا سمجھ کے یہ سوال کیا۔"

"ارے نہیں۔۔۔میں تو بہت خوش ہوں۔۔۔بہت زیادہ!"، جعفر نے مسکرا کر کہا تو مصطفی کے کاندھے تھوڑے ڈھلکے۔

"چلو پھر تم بھی اپنی پیکنگ شروع کرو۔۔۔میں بتا بھی نہیں سکتا کہ میں کتنا خوش ہوں۔"، مصطفی نے خوشی سے کہا۔ وہ واقعی بہت پرجوش تھا۔

"بھائی، آپ پاکستان کیوں جانا چاہتے ہیں؟"، جعفر کا یہ سوال مصطفی کے ساتھ ساتھ خود جعفر کے لیے بھی غیر متوقع تھا۔"یہاں سے کیوں جانا چاہتے ہیں؟"

مصطفی نے رک کر اسے ذرا حیرت سے دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں واضح ناسمجھی ابھری تھی جسے جعفر نے بھی خوب دیکھا تھا۔ وہ عجیب ہی حالت میں معلوم ہوتا تھا۔ اس کی سوال کرتی آنکھیں جو جواب کی منتظر تھیں، وہ مصطفی پہ ہی جمی تھیں۔ چہرے پہ کوئی تاثر نہ تھا۔ بالکل بے تاثر سا چہرہ معلوم ہوتا تھا اس کا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"تمہیں نہیں پتا کیا جعفر؟"، مصطفی کا لہجہ دکھ لیے ہوئے تھا۔زندگی کے تمام تکلیف دہ مناظر اچانک ہی اس کی آنکھوں کے سامنے آگئے تھے۔ماں باپ کا کفن میں لپٹا چہرہ۔۔۔اپنے کمرے میں فرش پہ بیٹھا،اپنے گھٹنوں اور بازؤوں میں چھپا وہ چھوٹا سا بچہ۔۔۔جو راتوں کو اپنی خوبصورت ماں اور جینٹل اور ہینڈسم باپ کو سوچ کے بلک بلک کر روتا تھا۔۔۔کتنی مکمل لگتی تھی اس کی فیملی۔۔۔اور پھر کیسے اس کی وہ مکمل فیملی ایک ہی جھٹکے میں،ایک ہی پل میں نامکمل ہو کر رہ گئی تھی۔

اس کی آنکھوں میں نمی چھلکی تھی۔جعفر نے وہ نمی دیکھی تھی اور اب اسے اپنے ہی سوال کا جواب مل گیا تھا۔

"میں بتاتا ہوں آپ کو کہ کیوں آپ یہاں سے جانا چاہتے ہیں۔کیونکہ کشمیر نے آپ کو بہت رلایا ہے۔راتوں کو۔۔۔کمرے میں چھپ کر۔۔۔ہمارے گھر کی چھت پر۔۔۔سوتے میں جگایا ہے آپ کو۔۔۔مگر آپ کو غلط لگتا ہے۔آپ کو کشمیر نے نہیں رلایا۔آپ کو بھارتیوں نے رلایا ہے۔آپ کو انہوں نے نیند میں بے چین کیا ہے۔۔۔آپ کو ان ظالموں نے زخم دیئے ہیں۔کشمیر نے نہیں۔کشمیر تو جنت ہے۔۔۔دنیا کی جنت۔اور بھلا جنت میں بھی کبھی تکلیف ہوا کرتی ہے؟"،جعفر بہت آرام آرام سے،مضبوط لہجے میں کہہ رہا تھا۔رک رک کر، مصطفی کی

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

آنکھوں میں آنکھیں ڈالے وہ وہ چھوٹا بچہ ہرگز نہیں لگ رہا تھا جو مصطفی کا فین تھا۔ آج تو مصطفی اس کا فین بنتا جا رہا تھا۔

"کبھی سوچا آپ نے۔۔۔ کہ وہ انڈینز صرف ہم پر ہی کیوں حملہ کرتے ہیں؟ ہر روز خبر سننے کو ملتی ہے کہ فلاں جگہ پر اتنے کشمیریوں کو مار دیا گیا۔ فلاں جگہ پر اتنی عورتوں کو گھر سے نکال دیا گیا۔۔۔ کبھی سوچا کہ یہ سب ہمارے ساتھ ہی کیوں ہوا؟ کیوں کبھی ان بھارتیوں نے بنگلادیشیوں پہ یوں کھلم کھلا حملہ کرنے کا نہیں سوچا؟ مسلمان تو وہ بھی ہیں۔ کیوں کبھی یہ سب پاکستانیوں کے ساتھ نہیں کیا گیا؟"، وہ آنکھوں میں درد لیے کہہ رہا تھا، جبکہ مصطفی کا چہرہ سپاٹ تھا۔

"آپ نے نہیں سوچا ہوگا کبھی اس بارے میں۔۔۔ میں جواب دے دیتا ہوں آپ کو۔ وہ یہ سب مظالم کبھی بنگلادیشیوں پہ نہیں ڈھا سکتے۔۔۔ ہمت ہی نہیں کر سکتے۔۔۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ وہ سیلف میڈ قوم ہے۔ وہ اپنے حق کے لیے بولنا اور آواز اٹھانا جانتے ہیں۔ وہ خود پر ہوتے ظلم پہ خاموش رہنے والی قوم نہیں ہے۔۔۔ وہ اپنے لیے لڑنا جانتے ہیں۔ انڈینز جانتے ہیں کہ اگر انہوں نے بنگلادیش پر پتھر پھینکا، تو بدلہ اینٹوں کے انبار سے اتارا جائے گا۔"، جعفر سانس لینے کو رکا۔ آنکھیں اب بھی مصطفی کے چہرے پر ہی جمی تھیں۔ اس کی آنکھیں اب بے تاثر نہ

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تھیں۔ہلکی سی نمی چھلک رہی تھیں۔ساتھ میں چلتے لوگوں کی باتیں،ریڑھی پہ کھڑے لوگوں کی گفتگو کی آوازیں،سب پس منظر میں چلی گئیں۔رہ گئی تو بس جعفر صادق کی باتیں۔

اور اگر پاکستان کی بات کی جائے تو ہم سب ہی یہ جانتے ہیں کہ چاہے پاکستان کے لوگ جیسے بھی ہوں، مگر ان کا ملک مضبوط ہے۔۔۔ایٹمی لحاظ سے انڈیا سے زیادہ مضبوط ہے۔انڈیا جانتا ہے کہ پاکستان آسان دشمن نہیں ہے۔وہ جانتے ہیں کہ اگر ان پر ایک بمب پھینکا تو وہ دو سے جواب دیں گے۔بھائی۔۔۔آپ کو پتا ہے کہ ہم پہ ہی کیوں ظلم ہو رہا ہے؟کیونکہ ہم ظلم سہہ رہے ہیں۔ہم دھرنے دے کے چپ ہو جاتے ہیں۔ہم خوفزدہ ہوتے ہیں کہ اگر کچھ بولا یا کیا تو ہمارے لوگوں کو قتل کیا جائے گا۔یا پھر ہمارے گھروں کی عزتوں کو اچھالا جائے گا۔بہت سے کشمیری پاکستان کے منتظر ہیں کہ پاکستان بچائے گا ہمیں۔پاکستانی ہماری مدد کریں گے۔ہم کو ان ظالموں سے آزادی دلوائیں گے۔یا پھر اور کوئی ملک۔۔۔ہم نے کبھی خود لڑنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ہم نے خود کبھی غزہ کرنے کی کوشش ہی نہیں کی۔۔۔ہم نے ہمیشہ آواز یہ سوچ کر اٹھائی کہ آخر میں شہید ہو جائیں گے۔کبھی غازی بننے کا تو سوچا ہی نہیں۔ہم کبھی اپنے آپ اور اپنی دھرتی کو آزاد نہیں کروا سکتے اگر ہم ایک قوم بن کر ان کا مقابلہ نہ کریں۔۔۔اگر ایک قوم بن کر ان سے لڑیں۔پھر اگر کچھ ہو جائے،تو اللہ تو ہے ہی نا ہمارے ساتھ۔۔۔یہ صحیح ہے کہ اللہ

WWW.NOVELSCLUBB.COM
FB/INSTA:NOVELSCLUBB

نے ایسے حالات میں ہجرت کرنے کا بھی کہا ہے۔۔۔ مگر کیا اللہ نے یہ بھی نہیں کہا کہ ظلم سہنے والا خود بھی ظالم ہی ہوتا ہے؟؟؟ کیا ایسی صورتحال میں جہاد بھی فرض نہیں؟"، جعفر نے رک کر گہرا سانس لیا۔ کچھ دیر پہلے تا اس کی بھوری آنکھوں میں پنہاں درداب آنسوؤں کی صورت چہرے سے لڑھک رہا تھا۔۔۔ اور اب اس درد کی جگہ غصے اور بدلہ کی آگ نے لے لی تھی۔

"فیصلہ کر لیا ہے میں نے۔۔۔ شہید نہیں بنوں گا۔۔۔ غازی بنوں گا۔۔۔ غازی!"، اب کے وہ بولا تو لہجے میں مضبوطی اور ہمت تھی۔ مصطفیٰ کچھ دیر تک تو اسے پریشانی سے دیکھتا رہا، پھر سر جھکا کر ہلکا سا مسکرایا۔ جب چہرہ پھر سے اوپر کیا تو آنکھوں میں پتا نہیں کہاں سے آنسو آ ٹھہرے تھے۔ ایک زکام زدہ سانس اندر کھینچی پھر اسے دیکھ کر مسکرایا۔ اس نے آگے بڑھ کر جعفر صادق کو شانون سے مضبوطی سے تھاما اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے گویا ہوا۔

"ٹھیک کہتے ہو۔۔۔ کبھی کبھی میں یہ سوچتا تھا مگر شاید فیصلہ نہیں کر پاتا تھا۔ تم نے میرا فیصلہ آسان کر دیا۔ غزہ ہو گی اور بالکل ہو گی۔ اور ہم کریں گے غزہ۔ انشاءاللہ۔"، مصطفیٰ نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

رات نے جب کوئٹہ کو اپنے پہلوؤں میں چھپا لیا تو ٹھنڈ میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہو چکا تھا۔ایسے میں جہانگیر سکندر کے لاؤنج میں سورۃ رحمن کی تلاوت تیز آواز میں لگی ہوئی تھی۔بڑی سی ایل سی ڈی پر سورۃ رحمن عربی میں لکھی نظر آرہی تھی۔سامنے بڑے صوفے پر زمل اور جاہد بیٹھے نظر آتے تھے۔

سیاہ شرٹ اور گرے پاجامے کے ساتھ سر پہ سیاہ دوپٹہ رکھے،زمل ریلیکس سی لگتی تھی۔ساتھ ہی اپنے نائٹ ڈریس میں ملبوس جاہد بھی ایک ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ آنکھیں بند کیے،سر صوفے کی پشت سے ٹکائے،بیٹھی زمل کو دیکھ رہا تھا۔اسے وہ ہمیشہ بہت پیاری لگا کرتی تھی۔۔۔ایسے جیسے پرفیکٹ ہو وہ۔

تبھی باہر پورچ میں ہارن اور پھر گاڑی رکنے کی آواز آئی تو وہ دونوں سیدھے ہو بیٹھے۔ایک اور نئی کہانی تیار تھی کہ کیسے عابر جہانگیر نے اپنے ماں باپ کی عزت پھر سے پانی میں ڈبو دی۔

"آگئے۔"،جاہد نے شرارت بھری آواز میں کہا تو زمل بھی سر ہلانے لگی۔

"ہماری عزت کے جنازے کی ایک اور نئی کہانی،جس کا ذمے دار صرف اور صرف عابر جہانگیر تھا۔"،اس نے بھی مسکرا کر لقمہ دیتے ہوئے کہا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

دروازہ کھلا اور عنیزہ اندر آتی دکھائی دیں۔اور ان کے چہرے کو دیکھ کر کوئی بھی اس بات کا اندازہ لگا سکتا تھا کہ وہ کتنی غصے میں ہیں۔وہ سیدھی لاؤنج میں آئیں،پرس پرے پھینکا اور صوفے پر دھڑام سے آ کے بیٹھ گئیں۔جاہد لب دبائے مسکراہٹ روکنے کی پوری کوشش کرتے ہوئے ان کو دیکھنے لگا۔

پھر جاہد نے جہانگیر کو اندر آتے دیکھا۔مگر زمل انہیں صرف ان کی بوٹوں کی آواز سے ہی پہچان گئی تھی۔وہ برہمی سے آ کے جاہد کے برابر بیٹھے۔

پھر عابر اندر آتا نظر آیا تھا۔۔۔وہ واحد تھا جو ہنستا مسکراتا،ہاتھ میں مزے سے چابی گھماتا لاؤنج میں آ رہا تھا۔آ کے مزے سے زمل کے برابر میں بیٹھا۔

”کیا ہوا وہاں؟“،جاہد نے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر ایسے پوچھا جیسے اسے تو پتا ہی نہ ہو کہ کیا ہوا ہو گا۔

”تمہاری ماں نے طے کیا ہوا ہے کہ مجھے ذلیل کروانا ہے۔۔۔بھئی اگر بیٹے کو شادی کرنی ہی نہیں ہے تو کیا ضرورت ہے بار بار جا کر ادھر ادھر لڑکیاں دیکھ کر۔۔۔پھر ان کو ریجیکٹ کرنے کی؟“،جہانگیر بہت شدید غصے میں تھے۔دو انگلیوں سے پیشانی دبائی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اس بار کیا ہوا؟"، زمل نے معصومیت کے سارے ریکارڈ توڑتے ہوئے کہا تو عنیزہ نے غصے "
سے سر اٹھایا۔

مسٹر عابر کا کہنا ہے کہ لڑکی کی ناک بہت بڑی ہے۔۔۔ زمل، تم خود بتاؤ۔۔۔ کیا یہ بھی کوئی "
کرنے یا بولنے والی بات تھی؟"، عنیزہ کھا جانے والی نظروں سے عابر کو دیکھ رہی تھیں جو
مزے سے ٹانگ پہ ٹانگ رکھے صوفے کی پشت پر ہاتھ پھیلائے بیٹھا تھا۔ زمل اور جاہد نہایت ہی
مشکل سے اپنے زوردار قہقہوں کا گلا گھونٹنے کی پوری کوشش کر رہے تھے۔

ناک بڑی تھی تو اس میں میری کیا غلطی؟۔۔۔ بھئی صاف سی بات ہے۔۔۔ میں اپنی پوری "
زندگی ایسی لڑکی کے ساتھ ہرگز نہیں گزار سکتا جس کی ناک اتنی بڑی ہو۔۔۔ سوری۔"، عابر
نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے بے نیازی سے کہا۔

بھئی اس کی ناک سے کیا کرنا تھا تمہیں؟ ویسے بھی، اچھی خاصی خوبصورت ناک تھی۔"، "
عنیزہ تو تپ کر چیخ کر بول اٹھیں تو عابر نے آنکھیں میچ کر کانوں میں انگلیاں گھسائیں۔ بہرے
ہونے کا خدشہ تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"ہاں بھائی؟ ناک بڑی ہونے سے کیا ہوتا ہے؟"، اب کے زمل کو بھی تجسس ہوا تھا۔ عابر نے ایک برہم نظر اس پر ڈالی اور پھر ایک نظر عنیزہ کو دیکھا جو غصے سے سرخ چہرہ لیے اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔

"یار۔۔۔ نوس پن پہنی ہوئی تھی نا اس نے۔"، اس کا یہ کہنا تھا اور زمل اور عابر کے لب 'اوہ' میں ڈھلے تھے۔ یہ تو بچپن سے سب جانتے تھے کہ عابر جہانگیر کو نوس پنز سے نفرت ہے۔ بلکہ اسے تو وہ لڑکیاں بھی پسند نہیں جنہوں نے نوس پن پہنی ہوئی ہو۔ خود عنیزہ کو بھی اس کی اس قدر ناپسندیدگی کے باعث اپنی نوس پن اتارنی پڑی تھی۔

وہ کیسے یہ بات بھول گئی تھیں؟

"ہاں تو۔۔۔ عابر۔۔۔ اس میں کون سی بڑی بات تھی؟ نوس پن اتار دیتی وہ۔"، اب کی بار عنیزہ نے بولا تو ان کے لہجے اور آواز میں سے سارا غصہ پتا نہیں کہاں اڑن چھو ہو گیا تھا۔

"دیکھیں امی۔۔۔ جب مجھے شادی کرنی ہو گی تو میں آپ کو بتا دوں گا۔ آپ پلیز میرے لیے لڑکیاں ڈھونڈنا بند کر دیں۔"، وہ عام سے لہجے میں کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

کشمیر پہ رات اتری تو ہر چیز گہرے اندھیرے میں ڈوب گئی۔ ٹھنڈ تھی مگر بہت زیادہ نہیں۔ ایسے میں اگر مصطفی کے کمرے کی کھڑکی سے جھانکا جاتا تو اندھیرا نظر آتا۔

گپ اندھیرا چھایا ہوا تھا اور پنکھے کی ہلکی آواز سماعت سے ٹکرا رہی تھی۔ ایسے میں پلنگ کے قریب جایا جاتا تو پلنگ پہ اس کا ہیولہ سا بیٹھا نظر آتا۔ وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے، چمکتی سنہری آنکھوں کو خلاء میں اٹکائے گہری سوچ میں محو لگتا تھا۔

اس کی ساکت آنکھوں میں ایک بھولی بسری یاد بہتی نظر آتی تھی۔۔۔اور اگر وہ جاننی ہے، تو یہ لو۔۔۔

جس دن سے وہ زمل سے ملا تھا، اس کے ہی بارے میں ہی سوچتا رہا تھا۔

اس کا خوبصورت چہرہ۔۔۔حسین مسکراہٹ۔۔۔لمبا قد۔۔۔اس کی خوبصورت متوازن سی آواز۔۔۔سب کچھ سوچ میں نقش ہو کر رہ گیا تھا۔۔۔کچھ بھی بھلایا نہیں جا رہا تھا۔ لیکن اس کی سوچ آکر ایک نقطے پر ٹھہر جاتی تھی۔۔۔اس کی آنکھیں۔۔۔اس کی نظر!

یہ سوچ کر افسوس سا ہو رہا تھا کہ وہ خوبصورت لڑکی دیکھ نہیں سکتی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

وہ آج پھر اپائنٹمنٹ کے باعث ہسپتال آیا تھا۔آج اس کا چوتھا اپائنٹمنٹ تھا۔اور اس وقت وہ عنیزہ کے کمرے میں ان کے سامنے بیٹھا انہیں ہی دیکھ رہا تھا، جو اس کی رپورٹز اسٹڈی کرنے میں منہمک نظر آتی تھیں۔نیلے شلوار قمیض کے ساتھ نیلا دوپٹہ شانوں پہ پھیلائے، بالوں کو ہمیشہ کی طرح نچلے جوڑے میں باندھے، وہ اچھی لگ رہی تھیں۔

ذرا کی ذرا نظر اٹھا کے اپنے سامنے بیٹھے مصطفی کو دیکھا تو اس کی سنہری آنکھوں میں واضح پریشانی کے آثار تھے۔

'آپ کی رپورٹز ٹھیک ہیں۔"، ہلکا سا گلا کھنکار کر گویا ہوئیں۔ نظریں مصطفی پر ٹکی تھیں۔

""ہم اس بدھ کو آپ کی سرجری کرنا چاہتے ہیں۔۔۔ٹھیک ہے؟

"جی جی ٹھیک ہے۔"، مصطفی نے ہلکے سے کہا۔آواز میں پریشانی اور خوف تھا۔

اوکے دین۔۔۔اپنے کسی قریبی رشتہ دار کو بلا لیں۔۔۔اور خود کو بھی تیار کریں۔"، عنیزہ" نے نہایت پیشہ ورانہ انداز میں کہا۔

"رشتہ داروں کو کیسے بلاؤں؟ وہ سب تو بھارتی مقبوضہ کشمیر میں رہتے ہیں۔وہ کیسے آئیں گے؟"، مصطفی نے پریشانی سے کہا تو عنیزہ نے آنکھیں پھیلائے حیرت سے اسے دیکھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

آپ بھارتی مقبوضہ کشمیر سے آئے ہیں؟ تو پاکستان میں کیسے آگ ئے؟"، عنیزہ نے بے پناہ "
حیرت سے پوچھا۔

"دراصل میرے بابا پاکستانی تھے اور میرے پاس پاکستان کی نیشنیلٹی بھی ہے۔"، مصطفیٰ "
نے بتایا تو وہ سمجھ کر سر ہلانے لگیں۔

"کسی دوست کو بلالیں پھر۔"، انہوں نے تجویز پیش کی تو اس نے نفی میں سر ہلایا۔"

"میرا یہاں کوئی دوست نہیں ہے۔"، وہ کہہ رہا تھا۔ عنیزہ نے گہری سوچ سے اسے دیکھا پھر "
ایک گہرا سانس لیا۔

"ٹھیک ہے پھر۔۔۔ میں وہ سارے معاملات دیکھ لوں گی۔ آپ سرجری کی تیاری کریں۔"، "
عنیزہ نے کہہ کر فائل سائیڈ پر رکھی اور ہلکا سا مسکرائیں۔

"آپ کا بہت بہت شکریہ ڈاکٹر۔"، مصطفیٰ تشکر سے بولنے لگا تو وہ دھیرے سے مسکراتے "
ہوئے نفی میں سر ہلانے لگیں۔

"اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ پتا نہیں کیوں مجھے آپ میں اپنا بیٹا دکھتا ہے۔"، عنیزہ "
نے نرمی سے کہا تو وہ بھی مسکرانے لگا۔ آج وہ اسے واقعی بہت اچھی لگی تھیں۔

www.novelsclubb.com

وہ اب اور کچھ اہم چیزیں ڈسکس کر رہے تھے جب عنیزہ کا میز پر پڑا فون چنگھاڑا۔

زمل کالنگ۔۔۔" اسکرین پر جگمگا رہا تھا۔ "

وہ اس سے ایکسکیوز کرتی فون اٹھا کے کان سے لگانے لگیں۔

ہیلو زمل۔۔۔جی؟" انہوں نے پوچھا تھا۔ مصطفی ہاتھوں کی انگلیوں سے ٹیبل پر ہاتھ پھیرتا "
ان کو دیکھ رہا تھا۔

تو بیٹے آپ عابر کو بلالو نا۔" انہوں نے ذرا توقف کے بعد نرمی سے بولا پھر دوسری طرف "
سے کچھ سننے لگیں۔

تو پھر جہانگیر کو کال کرو۔" انہوں نے کہا تو دوسری طرف سے کچھ سن کر پھر سے کہنے "
لگیں۔"تو ڈرائیور کو بھیجوں میں؟"

شاید دوسری طرف سے ناں کی گئی تھی۔

بیٹے میں ڈیوٹی پر ہوں۔ میں کیسے آؤں؟" انہوں نے ذرا پریشانی سے پوچھا۔ "

اچھا کیا آدھا گھنٹہ انتظار کر سکتی ہو؟۔۔۔تو پھر ٹھیک ہے۔ میں آدھے گھنٹے تک آتی ہوں۔ "
او کے؟" انہوں نے کہا تو دوسری طرف سے بھی کچھ کہا گیا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"ہاں ٹھیک ہے۔آپ ویٹ کرو۔کہیں جانامت۔میں آدھے گھنٹے میں آتی ہوں۔۔۔خدا حافظ۔"،انہوں نے کہہ کر فون بند کیااور پھر ہاتھ باہم پھنسائے میز پر رکھے اور مصطفی کو دیکھا۔

"تو مسٹر مصطفی۔۔۔خود کو پریپیئر کریں۔"،وہ نرمی سے کہہ رہی تھیں۔

"سب ٹھیک ہے،ڈاکٹر؟"،پتہ نہیں کیوں اس نے یہ پوچھ لیا۔"کیا میں آپ کی کسی طرح مدد کر سکتا ہوں؟"

"جی جی سب ٹھیک ہے۔بس اپنی بیٹی کو یونیورسٹی سے پک کرنا ہے۔ڈیوٹی کے بعد پک کر لوں گی۔نتھنگ مچ۔"،انہوں نے نرمی سے سر نفی میں ہلاتے ہوئے کہا۔

"اگر کوئی ایمرجنسی ہے تو آپ مجھے بتا سکتی ہیں۔شاید میں آپ کی کچھ مدد کر سکوں۔"،وہ آہستہ سے انہیں دیکھ کر بولا تو وہ پھر سے منع ہی کرنے لگیں۔

"ارے نہیں،ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"،انہوں نے مسکرا کر سر نفی میں ہلاتے ہوئے کہا تو وہ پھر بھی اصرار کرنے لگا۔

"دیکھیں ڈاکٹر۔۔۔میرا یقین کریں۔آپ مجھ پر بھروسہ کر سکتی ہیں۔"،اس نے اتنے اعتماد سے کہا کہ وہ چند سیکنڈ اسے حیرت سے دیکھے گئیں۔اس کا لہجہ اتنا مضبوط تھا کہ کوئی بھی اس پر

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

آنکھیں بند کر کے بھروسہ کر لے۔انہوں نے پریشان نظروں سے کچھ دیر تک اسے دیکھا، پھر ایک کہرا سانس لے کر جیسے ہار مان لی۔

"میری بیٹی یونیورسٹی میں پڑھتی ہے۔اس کا یونیورسٹی کا دوسرا سال چل رہا ہے۔۔۔لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اس کی یونیورسٹی کے بہت سے بچے اسے بلی کرتے ہیں۔۔۔اتنی دفعہ کہہ چکے ہیں ہم سب اسے کہ یونیورسٹی بدل لو مگر وہ کہتی ہے کہ جہاں بھی جائے گی، بلی تو ہر جگہ ہی ہو گی تو اس لیے وہ اصرار کر کے وہیں پڑھ رہی ہے۔"، عنیزہ بول کر تھوڑا رکیں تو اس نے گلا کھنکارا اور تھوڑا آگے کو ہوا، پھر اپنی سنہری آنکھیں ان کی بھوری آنکھوں میں گاڑھیں۔

"ایک بات پوچھ سکتا ہوں آپ سے؟"، اس نے متوازن آواز میں پوچھا تو عنیزہ نے سر اثبات میں ہلا دیا۔کچھ ہچکچا کر اس نے کہا۔"وہ پڑھتی کیسے ہے؟؟؟ آئی مین۔۔۔"، وہ مزید کہہ رہا تھا جب عنیزہ نے بیچ میں بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"وہ انگلش میں ڈگری لے رہی ہے اور انگلش میں دیکھ کر پڑھنے والی ایسی کوئی چیز نہیں ہے۔ سب کچھ سن کر ہی پڑھتی ہے اور جہاں تک بات ہے ایگزام وغیرہ کی، تو میرا بڑا بیٹا اس کے ساتھ جاتا ہے۔یونیورسٹی سے اجازت لی ہوئی ہے تو وہ بتاتی رہتی ہے اور میرا بیٹا لکھتا رہتا ہے۔"، عنیزہ نے نم آواز میں کہا۔ان کی بھوری آنکھوں میں بھی نمی چھلک رہی تھی۔"بہت ٹیلنٹڈ ہے میری

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

بیٹی۔۔۔اور ذہین بھی۔اس نے اپنا اسکول" بلائنڈزا سپیشل اسکول" سے کیا ہے الگ طرح سے۔۔۔ مگرانٹر اسی طرح کیا ہے جیسے یونیورسٹی کر رہی ہے۔

اوہ۔۔۔اچھا۔"، مصطفی نے سمجھ کر سر ہلایا۔

"عام طور پر جب اسے کوئی بلی کرتا ہے تو اس کی دوست اس کی ساتھ ہوتی ہے تو وہ اسے پروٹیکٹ کرتی ہے۔ مگر آج اس کی دوست کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی سو وہ یونیورسٹی نہیں گئی۔ابھی بھی اسے اس کے کلاس فیلوز بلی کر رہے ہیں اور اسی لیے اس نے مجھے بلایا ہے۔وہ گھبرا جاتی ہے فورا۔ لیکن میری ڈیوٹی چل رہی ہے اور کم سے کم بھی مجھے وہاں پہنچنے میں آدھا گھنٹہ لگ جائے گا۔یا اس سے بھی زیادہ۔"، عنیزہ اسے دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھیں جو سمجھ کر مسلسل سر ہلا رہا تھا۔سنجیدہ سنہری آنکھیں انہی پر جمی تھیں۔

کچھ دیر کی خاموشی کے بعد جب وہ بولا تو آواز ویسی ہی متوازن تھی۔البتہ لہجے میں کچھ تشویش تھی۔

"اگر آپ مجھے اجازت دیں۔۔۔تو میں اسے پک کر لوں؟"، عنیزہ شاید پہلے سے جانتی تھیں کہ وہ کیا کہنے والا ہے، سو خالی خالی نظروں سے کچھ دیر تک اسے دیکھنے کے بعد انہوں نے دھیرے سے نفی میں سر ہلایا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"نہیں بیٹا۔۔۔آپ بہت اچھے ہو گے۔اس بات میں مجھے کوئی شبہ نہیں ہے۔مگر زمل کے معاملے میں، میں کسی پر بھروسہ نہیں کر سکتی۔کسی پر نہیں۔"، وہ سر نفی میں ہلاتی، سنجیدگی سے کہہ رہی تھیں۔

"تو پھر میرے ساتھ اپنے کسی بھروسے والے شخص کو بھیج دیں۔"، فوراً مشورہ آیا تھا۔اس کی تجویز پہ وہ خاموش سی ہو گئی تھیں۔آنکھیں بتاتی تھیں کہ وہ اس بارے میں سوچ رہی ہیں۔ ہاتھ باہم ملائے وہ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد سر ہلاتی کچھ آگے ہوئیں اور کہنے لگیں۔

"ٹھیک ہے پھر۔۔۔تم ایسا کرو کہ سسٹر روزی کو ساتھ لے جاؤ۔"، انہوں نے کہا تو اس نے فرمانبرداری سے سر ہلایا۔انہوں نے انٹر کام پر سسٹر روزی کو اندر آنے کا کہا تو کچھ ہی دیر میں دروازہ کھٹکھٹا کر سسٹر روزی اندر داخل ہوئیں۔وہ تقریباً تیس پینتیس سال کی نرس تھیں۔ نرسوں والا ہی سفید لباس اور سر پر دوپٹہ اوڑھے وہ اپنے ہاتھ میں اپنا چھوٹا سا کلچ بھی تھامے ہوئے تھیں۔ایک بھوری شال بھی لپیٹی ہوئی تھی۔ مصطفیٰ انہیں لیے گاڑی میں بیٹھ کر زمل کی یونیورسٹی پہنچا تھا۔انہوں نے ہی زمل کی یونیورسٹی کا راستہ بتایا تھا۔

وہ اور سسٹر روزی یونیورسٹی کی طویل راہداری سے گزر کر زمل کو ہی ڈھونڈ رہے تھے جب مصطفیٰ کو دور سے ہی وہ طلباء کے ایک جھمگٹے میں کھڑی نظر آئی تھی۔وہ تمام طلباء یقیناً اس کو بلی

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ہی کر رہے تھے۔ پتا نہیں کیا اس کے جسم میں گیا تھا کہ اس کی رگوں میں دوڑتا خون بھی جیسے ابل گیا تھا۔ لب سختی سے ایک ساتھ سیے وہ مٹھیاں بھینچ کر ان سب کی طرف ہی بڑھا تھا۔ آنکھیں دہک کر سرخ ہو رہی تھیں۔ روزی بھی اس کے پیچھے ہی جلدی سے دوڑتی ہوئی آئی تھیں۔ انہوں نے بھی زمل کو دیکھ لیا تھا۔

اس مجمعے تک پہنچ کر اس نے اپنے سامنے کھڑے لڑکے کو شانے سے تھام کر پرے دھکیلا تھا اور زمل کی طرف بڑھا تھا۔

ہائے اللہ۔۔۔ یہ کون سا ہیرو بچانے آگیا زمل جہانگیر کو؟؟؟"، ایک لڑکے نے مذاقاً کہا تو" باقی سب بھی ہنسنے لگے۔ بے اختیار زمل کے لبوں پر ایک مسکراہٹ آئی تھی۔

عابر بھائی؟؟؟"، وہ خوشی سے سرگوشی میں بولی تھی۔"

ارے نہیں نازمل۔۔۔ یہ تمہارا ہینڈسم بھائی نہیں ہے۔ یہ تو کوئی اور ہیرو ہے۔"، ایک" لڑکی نے مصطفی کو دیکھتے ہوئے باقی ساتھیوں کو آنکھ مارتے ہوئے کہا تو زمل کے چہرے پہ بھی الجھن اور نا سمجھی آئی۔ عابر نہیں آیا تھا تو اور کون آیا تھا؟

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

چلو زمل۔"، مصطفیٰ غصے سے زمل سے بولا تھا۔ تبھی روزی آگے بڑھ کر زمل کے پاس آئی "
تھی اور اس کا نازک سا ہاتھ تھاما۔

زمل۔۔۔ چلو آ جاؤ۔"، انہوں نے کہا تو زمل کو تھوڑا آسرا ہوا اور وہ مسکرائی۔ "

روزی؟ یہ آپ ہیں نا؟"، وہ خوشی سے پوچھنے لگی تو روزی نے اس کا ہاتھ مضبوطی سے "
تھاما۔

ہاں میں ہی ہوں۔ مصطفیٰ صاحب کے ساتھ آئی ہوں۔ چلو جلدی چلو۔"، کہہ کر روزی "
نے مصطفیٰ کو دیکھا جو غصے سے بھری آنکھوں سے ان تمام لوگوں کو گھور رہا تھا۔"، مصطفیٰ
صاحب، چلیے۔"، وہ جیسے اسے تنبیہ کر رہی تھی۔ کچھ بھی کرنے سے باز رکھنا چاہ رہی تھی تبھی
آواز میں سختی تھی۔

مصطفیٰ صاحب؟ یہاں؟"، اب کے حیران ہونے کی باری زمل کی تھی۔ وہ کنفیوژن سے "
کہہ رہی تھی۔ روزی اس کا ہاتھ تھام کر آگے بڑھنے لگی تو مصطفیٰ نے بھی قدم آگے بڑھا
دیئے۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

نہیں جاؤ نازمل۔۔۔میرے دل کی دھڑکنیں رک جائیں گی۔"،ایک لڑکے نے دل پر ہاتھ رکھ کر دلفریبی کی ساری حدیں پار کرتے ہوئے کہا تو مصطفی کے برداشت کا جام بھی لبریز ہو گیا۔اب حد ہو چکی تھی!

وہ پیچھے مڑا تھا اور مکہ زور سے اس لڑکے کے منہ پر جڑ کر غصے سے دھاڑا تھا۔

"بیہیو!!!"،اتنی سختی تو اس کی آواز میں پہلے کبھی نہیں آئی تھی۔اتنا ضبط تو اس نے پہلے کبھی نہیں کھویا تھا۔وہ لڑکا لڑھک کر زمین پر جا گرا تھا اور خونخوار نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ جبکہ اس کے باقی تمام ساتھی پیچھے ہو گئے تھے۔وہ اس سے محتاط سے ہو گئے تھے۔

مجمعے نے چھٹ کر ان کو جانے کے لیے جگہ دی تو وہ تینوں آگے بڑھ آئے۔

"آپ کا شکریہ، مصطفی۔"،یہ وہ الفاظ تھے جو زمل نے آخری میں اس سے تب کہے جب اس نے اسے اس کے گھر ڈراپ کیا تھا۔

"نو نیڈ۔"، مصطفی نے نہایت شائستگی اور اپنائیت سے بس یہی جواب دیا تھا۔

ان یادوں کے زیر اثر کب نیند نے اسے اپنی آغوش میں لیا، علم ہی نہ ہو سکا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اسلام آباد ہمیشہ کی طرح روشن روشن سا تھا۔ صبح کا وقت تھا اور تازہ ہوائیں چل کر موسم کو خوشگوار بناتی تھیں۔ نیلے آسمان میں بہتے سفید روئی جیسے بادل بھی الگ ہی منظر دیتے تھے۔

ایسے میں قصر شاہ کے وسیع و عریض لان میں دیکھا جاتا تو سکندر شاہ اور مرحہ سکندر ساتھ واک کرتے نظر آتے۔ سیاہ ٹی شرٹ اور سیاہ ہی ٹراؤزر پہنے، وہ ہنستے ہوئے مرحہ سے کچھ کہہ رہے تھے، جو سفید ٹریک سوٹ پہنے، بھورے بالوں کو دو چوٹیوں میں باندھے، ہنستے ہوئے ان کی بات سن رہی تھی۔ زندگی سے بھرپور مسکراہٹوں نے ان کے چہروں کا احاطہ کیا ہوا تھا۔

"پھر حفیظ سر پکڑ کر اتنا رو یا، اتنا رو یا کہ بس!"، سکندر ہنستے ہوئے بتا رہے تھے مگر دور کہیں سیاہ آنکھوں کی سمندر کی سی گہرائیوں میں اگر جھانکا جاتا تو نمی کے پہاڑ نظر آتے۔ دل کو چیر کے دیکھا جاتا تو خون بھل بھل بہتا نظر آتا۔ وہ اداس ہو جاتے تھے ہمیشہ حفیظ اور جہانگیر کے ذکر پر۔

"حفیظ بھائی اتنے بے وقوف کیوں تھے بابا؟"، ہنسنے کے درمیان مرحہ نے پوچھا تو وہ سر ہلکا سا جھکا کر نم مسکراہٹ کے ساتھ سر نفی میں ہلانے لگے۔

"وہ بے وقوف نہیں تھا، مرحہ۔۔۔ وہ بس ہر کسی پر جلدی اعتبار کر لیا کرتا تھ۔ بہت کوشش کرتا تھا میں بھی اور تمہاری ماں بھی کہ اس کی اس عادت کو ختم کروائیں، مگر دیکھو۔۔۔"، انہوں نے سر دوسری طرف موڑا تو آنکھوں میں نمی در آئی تھی۔ "اپنی اسی عادت کی وجہ سے

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اس کی جان گئی۔ کیا کیا جا سکتا ہے؟"، وہ گہری سانس لے کر آگے بڑھ گئے تو وہ اس آنکھیں لیے مرحہ بھی ان کے پیچھے آئی تھی۔

سکندر شاہ کی آنکھوں میں تکلیف بھی تھی اور دکھ بھی۔ آج بھی وہ لمحہ جوں کے توں ذہن کے پردہ پہ نقش تھا جب انہوں نے اپنے بیٹے کے مردہ وجود کو ہاتھوں میں اٹھا کر آنسو بہائے تھے۔۔۔

وہ ابر آلود سا دن تھا۔ سرمئی بادلوں نے سورج کو ڈھانپ رکھا تھا۔ اسلام آباد کے ایک انڈر کنسٹرکشن روڈ پر ایک بڑی سیاہ کار رکی اور اس میں سے سکندر شاہ باہر آتے دکھائی دیے۔ وہ نائٹ سوٹ میں ملبوس تھے، جیسے وہ شاید ابھی سوتے میں سے ہی اٹھے ہوں۔ اب کے مقابلہ وہ کافی ینگ نظر آتے تھے۔ وہ روڈ کے داہنے طرف بنی عمارت میں داخل ہوئے تھے اور سیدھا پارکنگ لاٹ کی طرف بڑھے تھے۔ سانسیں رک رک کر آ رہی تھیں۔ پیشانی اور پورا جسم پسینے میں شرابور ہو رہا تھا۔ ہاتھ پیر پھول رہے تھے اور دل کی دھڑکنیں بھی بے ترتیب تھیں۔

پارکنگ لاٹ میں داخل ہوتے ہی وہ ایک کونے کی جانب بھاگے تھے جیسے جانتے ہوں کہ انہیں وہ وہیں ملیں گے۔۔۔ وہ۔۔۔ یعنی۔۔۔ حفیظ سکندر شاہ!

تین گاڑیوں کی ایک قطار کے پیچھے سے انہیں کسی کی گہری گہری سانسیں لینے کی آواز آئی تھی۔ ان کے کلیجے پا جیسے کسی نے پیر رکھ دیا تھا۔ آنکھوں سے نہ جانے کیسے ایک آنسو بھی ٹپک پڑا تھا۔ اس کے بعد تو تواتر کے ساتھ آنسو بہہ نکلے تھے۔ اور پھر انہیں حفیظ وہاں زمین پر پڑے تڑپتے ہوئے نظر آئے تھے۔ خوبصورت اور وجیہہ شخصیت کے مالک وہ تقریبا تیس سال کے تھے۔ سیاہ پینٹ کوٹ کے اندر سفید ڈریس شرٹ پہن رکھی تھی۔

جہانگیر کے بالکل ہم شکل چہرے پر پسینے کی بوندیں چمک رہی تھیں۔ بھوری آنکھیں بند ہونے کو تھیں جب سکندر کو اپنے سامنے دیکھ کر ان کے تکلیف زدہ چہرے پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔

ان کی صرف آنکھیں ہی جہانگیر سے مختلف تھیں۔ باقی ہر لحاظ سے وہ دونوں بالکل ایک جیسے تھے۔ سکندر بے ساختگی کے عالم میں آ کر ان کے سرہانے بیٹھے تھے اور ان کا سر اپنی گود میں رکھا تھا۔

حفیظ، ایمبولینس آ رہی ہے۔ تھوڑی ہمت کرو۔" "وہ کہتے ہوئے ان کے ہاتھ مسل رہے تھے۔ مگر وہ تو جیسے سب سے بیگانہ کچھ بولنے کی کوشش میں تھے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"آنل۔۔۔آنل شیخ۔۔۔نے کیا ہے یہ۔۔۔ بابا۔اس نے دھوکے سے مجھے۔۔۔ یہاں بلایا تھا۔۔۔اور۔۔۔آپ کی پراپرٹی۔۔۔پہ سائن بھی کروالیا۔۔۔مجھے نشہ آور گولیاں دیں۔۔۔اور آخر میں زہر۔۔۔کی سیرنج بھی دی۔۔۔میں نہیں بچوں گا بابا۔۔۔میں۔۔۔میں جانتا ہوں۔۔۔میری فجر اور حیات۔۔۔آپ کی اور۔۔۔جہانگیر کی ذمے داری ہیں اب۔۔۔ان۔۔۔کا۔۔۔خیال۔۔۔رکھنا۔۔۔" اٹکتی اور بھاری ہوتی سانسوں کے درمیان کہہ کر انہوں نے کچھ پر سکون ہو کر آنکھیں موندی تھیں۔۔۔اور پھر کلمہ پڑھنا شروع ہو گئے تھے۔سکندر کا دل حلق میں آاٹکا تھا۔شاید حفیظ سے زیادہ تکلیف میں اس وقت وہ تھے۔کلمہ بھی پورا نہ ہوا تھا جب ایک ہچکی کی سی صورت انہوں نے آخری سانس لی تھی اور پھر وہ بے جان ہوئے اپنے بوڑھے باپ کے ہاتھوں میں پڑے تھے۔ان کی بھوری آنکھیں بند ہو گئی تھیں۔

سکندر شاہ کی زندگی کا ایک اور چراغ بجھ گیا تھا۔ان کا دوسرا بیٹا بھی موت کی نیند سو چکا تھا۔۔۔

اس کے بعد آنل شیخ کے ساتھ جو ہوا تھا، وہ پوری دنیا نے دیکھا تھا۔اس کو ایک اونچی عمارت کی چھت پہ پانی کی ٹنکی میں ڈبو کر اس کے سر اور اس کے پیٹ کے ساتھ ساتھ جسم کے لاتعداد حصوں میں گولیاں ماری گئی تھیں۔اور وجہ اور قاتل۔۔۔نامعلوم؟

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

چلیں بابا، اب اس ٹاپک کو چینج کریں، یہ بتائیں، آپ نے میڈیسن لی؟"، مرحہ کی آواز ان کو ماضی کے تلخ اور دردناک صفحوں سے واپس حال میں لائی تھی۔ وہ سر جھٹک کر آنکھوں میں آئی نمی کو رگڑ کر اسے دیکھنے لگے۔ اور پھر ہلکے سے مسکرائے۔

"میری بیٹی میری بہت فکر کرتی ہے۔ ہے نا؟"، وہ پیار سے چور لہجے میں بولے تو وہ تاسف سے سر ہلا کے انہیں دیکھنے لگی۔

"مکھن لگانا کبھی نہیں ختم کریں گے آپ۔ ہیں؟"، وہ لڑاکا عورتوں کی طرح کمر پر ہاتھ رکھے بولی تو وہ ہنس پڑے۔ ان کی یہ اکلوتی بیٹی بھی بڑی چیز تھی۔

"مکھن تو نہیں لگا رہا میں۔۔۔ خیر، فجر اور حیات کب آئیں گی؟"، سکندر نے پوچھا تو مرحہ نے مسکرا کر ان کے کاندھے پر کہنی رکھی اور بولی۔

"رات کے نو بجے تک پہنچے گی۔"، اس نے بتایا تو انہوں نے سر اس کی طرف موڑا۔

"اور حیات؟"

"ہاں ہاں، وہ بھی آ رہی ہے۔"، مرحہ کے بتانے پر وہ مسکرا کر سامنے دیکھنے لگے۔ پھر دوبارہ سے سر موڑ کر اسے دیکھا جو بغیر کسی میک اپ کے بھی حسین پری لگ رہی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"میر سے بات ہوئی تمہاری؟ معافی مانگ رہا تھا وہ۔"، سکندر نے کہا تو بغیر کسی جذباتی تاثر کے مرحہ نے سر نفی میں ہلا دیا۔

"وہ شرمندہ ہے، مرحہ۔"، انہوں نے ایک بار پھر کچھ امید سے کہا تھا۔

"ہونا بھی چاہئے۔"، مرحہ نے دوبدو جواب دیا تو وہ پھر سے رک کر اس کو دیکھنے لگے۔

"مرحہ، وہ شوہر ہے تمہارا۔"، وہ کچھ سختی سے کہہ رہے تھے۔

"اور میں بیوی تھی اس کی، بابا۔ اس نے مجھے چیٹ کیا۔ مجھے ذلیل کیا۔۔۔ میری روح اور کردار کی تذلیل کی۔۔۔ میری روح کو ایک بار نہیں، کئی بار چھلنی کیا۔"، وہ بھی اب کچھ سخت لہجے میں بولی تو انہوں نے اس کے گال پہ ہاتھ پھیرا۔

"مگر اب تو وہ شرمندہ ہے نا۔"، انہوں نے ایک اور کوشش کی۔ بیٹی کا گھر وہ ٹوٹتے نہیں دیکھنا چاہتے تھے۔

"ٹھیک ہے، شرمندہ ہے تو اس سے کہیں کہ یہاں آئے۔۔۔ میرے پیروں میں پڑ کر مجھ سے معافی طلب کرے۔ میں معاف کر دوں گی۔"، مرحہ نے اپنی ڈیمانڈ سامنے رکھی تو سکندر شاہ کا دماغ کچھ پل کے لیے واقعی گھوم کر رہ گیا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کیا کہہ رہی ہو؟"، وہ پریشانی سے بولے۔ "

آپ کو پتا ہے؟ جب مجھ سے کوئی چھوٹی سی غلطی ہو جاتی تھی، تو وہ بھی مجھے یہی کہا کرتا تھا۔۔۔اور میں۔"، مرحہ نے اپنے سینے پر دستک دی۔ آنکھوں میں کرب تھا۔"میں نے۔۔۔ مرحہ سکندر شاہ نے۔۔۔اس کے پیروں میں گر کر اس سے کئی بار معافیاں مانگی ہیں۔ اب وہ ایک بار بھی ایسا نہیں کر سکتا تو لعنت ہے اس کی مردانگی پر۔"، وہ کہہ کر مڑ گئی تھی۔ سکندر شاہ کے چہرے پر دکھ نمودار ہوا تھا۔ کچھ دیر بوجھل سی خاموشی دونوں کے درمیان حائل رہی، پھر انہوں نے پھر سے گفتگو کا آغاز کیا۔

میں جہانگیر سے ملنا چاہتا ہوں۔ اس سے معافی مانگنا چاہتا ہوں۔"، انہوں نے دھیرے سے " کہا تو مرحہ نے اتنی زور سے گردن موڑی کہ ہڈی چٹخنے تک کی آواز آئی۔ وہ آنکھوں میں حیرت لیے انہیں دیکھ رہی تھی جو ابھی مزید کہہ رہے تھے۔

میں نے اس سے کہا تھا جانے کو۔ غلطی میری ہے۔ وہ تو بس میرا حکم مان رہا ہے۔ لیکن اسے " ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اسے بحث کرنی چاہیے تھی۔ میرے پوائنٹ کو غلط ثابت کرنا چاہیے تھا۔ مگر وہ بھی چپ چاپ بوریہ بستر سمیٹ کر چلا گیا۔" وہ دکھ سے کہہ رہے تھے۔ مرحہ نے نرمی سے ان کے کاندھے پہ ہاتھ رکھ کر ان کا رخ اپنی جانب کیا

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ایسا کبھی ہوا ہے کہ سکندر شاہ نے کوئی حکم صادر کیا ہو اور جہانگیر سکندر نے اس کی حکم عدولی کی ہو؟"، مرحہ نے نرمی سے پوچھا تو سکندر نے نم آنکھوں سے اسے دیکھتے سر نفی میں ہلایا۔

مجھے اس کی یاد آتی ہے۔ بہت زیادہ یاد آتی ہے۔"، وہ اداسی سے کہہ رہے تھے۔"

تو پھر جائیں اور انہیں واپس لے آئیں۔۔۔ان کی اصل جگہ یہ ہے، بابا۔ ہم سب کو ان کی ضرورت ہے۔"، مرحہ نے کہا تو وہ نم آنکھوں سے مسکرا دیئے۔"

فجر آ جائے ایک بار، پھر ہم دونوں ساتھ ہی جائیں گے۔"، سکندر نے ابھی کہا ہی تھا کہ ایک آواز پورے لان میں گونجی تھی۔"

دادا۔۔۔پھپھو۔"، یہ آواز سن کر انہوں نے گردن موڑ کر وہاں دیکھا تھا جہاں سے یہ آواز آئی تھی۔ لب حیرت سے کھلے تھے اور چہرے پر بھی خوشی کے تاثرات نمودار ہوئے تھے۔ قصر کے اونچے گیٹ کے پاس وہ دونوں کھڑی تھیں۔"

فجر حفیظ شاہ اور حیات حفیظ شاہ۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

درمیانے قد کی گوری چٹی سی لڑکی، جس کی عمر تقریباً پچیس چھبیس سال لگتی تھی۔ لمبے ہلکے بھورے رنگ کے بال جو اس وقت کھل کر پیٹھ پہ جھول رہے تھے۔ چھوٹی اور ہلکی بھوری سی آنکھیں اور گالوں میں ابھرتے گہرے گڑھے، جو اس کو مزید کیوٹ لک دیتے تھے۔۔۔ ناک میں ہیرے کی نوس پن پہنے، سرمئی شلوار قمیض پہنے، گلے میں سرمئی ہی دوپٹہ ڈالے، وہ کافی اچھی لگ رہی تھی۔ وہ فجر حفیظ شاہ تھی۔

اس کے بالکل برابر میں حیات حفیظ شاہ تھی۔ سولہ سترہ سال کی وہ لڑکی فجر سے قد میں کچھ انچ بڑی تھی۔ گورا رنگ فجر سے کچھ کم گورا تھا۔ بھورے لمبے بال ہائی پونی ٹیل میں بندھے ہوئے تھے۔ سیاہ کرتی اور بیل باٹم پاجامے کے ساتھ سفید دوپٹہ مفلر کی صورت گلے میں لپیٹے وہ بھی بہت خوبصورت تھی۔

www.novelsclubb.com

"میری جان۔"، سکندر مسکرا کر کہتے ہوئے ان کی جانب بڑھے تو وہ بھی دوڑتی ہوئی ان تک آئیں۔ ان تک پہنچ کر فجر اور حیات نے انہیں ایک ساتھ ہی گلے لگایا تو انہوں نے بھی سر جھکا کر ان کے ماتھے چومے۔

"مجھے مس کیا میری پوتیوں نے؟"، انہوں نے مسکرا کر پوچھا تو انہوں نے جوش اور خوشی کے ملے جلے جذبات سے سر اثبات میں ہلا دیا۔

اور مجھے ؟"،اب کے مرحہ نے پوچھا تو فجر مسکراتے ہوئے اس کے گلے لگ گئی اور کان میں "
"سرگوشی کی سی صورت بولی،"آبو یسلی۔

میں نے سنا کہ آپ لوگ کہیں جانے کی باتیں کر رہے تھے،ہمم ؟"،حیات نے ابرو اچکا کر"
تفتیشی انداز میں پوچھا تو سکندر شاہ نے مسکراتے ہوئے سر اثبات میں ہلاتے ہوئے اسے شانے
سے تھاما۔

صحیح سنا ہے تم نے۔۔۔تمہارے جہانگیر بابا کو لینے جا رہے ہیں ہم کچھ دنوں میں۔"،سکندر "
نے کہا تو جہاں حیات خوشی سے ان کے گلے لگی،وہیں فجر بھی ذرا مسکرا کر کہیں اور دیکھنے لگی۔
آنکھوں میں یک دم ہی بہت سا دکھ امڈ آیا تھا۔پھر کسی احساس کے تحت پلٹ کر ان دونوں کو
دیکھا تو پوچھے بنا نہ رہ پائی۔

کیا وہ آجائیں گے ؟"،وہ جیسے کچھ جتانا چاہ رہی تھی۔آنکھوں میں چیلنج تھا۔ "

ہاں بالکل۔۔۔وہ آئے گا۔"،سکندر نے مسکرا کر کہا تو وہ پھر سے سر دوسری طرف موڑ "
گئی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اس باران کو لے کر ہی آیئے گا، دادا۔" حیات نے نم آنکھوں کے ساتھ ان سے کہا تھا جبکہ "سر موڑے فجر کی آنکھوں میں بھی کچھ چھلکا تھا۔۔۔شاید حسرت، درد، دکھ، محبت، یا امید۔۔۔یا شاید اور بھی کچھ جسے کوئی نام نہیں دیا جا سکتا!

ٹھنڈی ہواؤں کا کوئٹہ پر راج تھا۔آسمان گھنے سرمئی بادلوں سے ڈھکا نظر آتا تھا۔ہوائیں تیز تھیں۔۔۔ہواؤں سے درختوں کے پتے بھی لہلہا رہے تھے۔ایسے میں جہانگیر سکندر کے لان میں دیکھا جاتا تو عنیزہ ایک پودے کے پاس کھڑی کٹنگ کرتی نظر آتیں۔آف وائٹ رنگ کے شلوار قمیض پہنے، ہم رنگ دوپٹہ شانوں پہ پھیلائے، ہمیشہ کی طرح بال نچلے جوڑے میں باندھے، وہ مسکرا کر پیچھے کرسی پہ بیٹھی زمل سے کچھ کہہ رہی تھیں۔

آسمانی رنگ کی ٹی شرٹ اور نیوی بلیو رنگ کا ٹراؤزر پہنے، گلے میں دوپٹہ مفلر کی طرح لپیٹے وہ بھی مسکراتے ہوئے عنیزہ کی بات سن رہی تھیں۔اس وقت ان دونوں کے علاوہ گھر میں اور کوئی نہ تھا۔

ایسا کچھ میں نے کبھی اور کسی کے ساتھ نہیں کیا۔مصطفیٰ ہی پہلا تھا اور وہی آخری "ہے۔" عنیزہ کہنے کے بعد آخر میں سر جھٹک کر ہنسی تھیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ہاں صحیح کہہ رہی ہیں۔اور مصطفی بھی بے وقوف بن گیا تھا۔۔۔لیکن اماں،ایسا رویہ آپ جیسی پروفیشنل ڈاکٹر کو زیب نہیں دیتا تھا۔۔۔بہت ہی ان پروفیشنل تھا یہ۔"،زمل نے بھی ہنس کر کہا تو عنیزہ پھر سے پیچھے مڑیں اور اسے دیکھ کر ہنسیں۔

وہ یہ ڈیزرو کرتا تھا۔"،کہہ کر انہوں نے مزے سے شانے جھٹکے۔"

لیکن پھر بھی۔۔۔"،زمل نے بھی مسکرا کر کہا تو عنیزہ کٹر زمین پر رکھ کر اس کے سامنے آ بیٹھیں۔

جانتی ہوں۔۔۔مگر پھر بھی مجھے آج تک سمجھ نہیں آیا کہ میں نے کیسے۔۔۔اور کیوں وہ سب کیا۔پتا نہیں کیوں مگر،شروع سے ہی وہ مجھے بہت سچا اور ایماندار سا لگا تھا۔بالکل اپنے ہی بیٹے کی طرح۔۔۔فرینڈلی قسم کا۔۔۔ٹرسٹ وردھی۔"،کہہ کر وہ مسکرائی تھیں۔

ہاں یہ تو ٹھیک کہہ رہی ہیں آپ۔"،زمل نے بھی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے سر اثبات میں ہلاتے ہوئے کہا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اوہ ہاں۔۔۔ بابا نے کیا کہا؟ مرحہ سے بات ہوئی تمہاری؟" اچانک ہی یاد آنے پر عنیزہ نے " پوچھا۔ زمل کے چہرے پر بھی اچانک پورے جہاں کی خوشی اور ایکسائٹمنٹ امڈ آئی تھی۔ وہ کچھ آگے ہو بیٹھی۔

بوجھو تو جانو؟؟؟" زمل نے خوشی سے پوچھا تو عنیزہ اور ایکسائٹڈ سی آگے ہو بیٹھیں۔ "

کیا؟" انہوں نے پوچھا تو دل بہت زوروں سے دھڑک رہا تھا۔ "

دادا جان کل ہمیں۔۔۔ میرا مطلب ہے، اپنے بیٹے کو اپنے ساتھ لے جانے آرہے ہیں۔" " زمل نے کہا تو عنیزہ کچھ قریب ہوئیں۔

مذاق مت کرو۔" وہ پھر سے یقین دہنی چاہتی تھیں کہ ابھی انہوں نے جو سنا، وہ سچ ہی " تھا۔

سچ کہہ رہی ہوں۔" زمل نے کہا تو انہوں نے آگے بڑھ کر خوشی سے اسے گلے لگالیا۔ وہ " اس سب کے لیے رب کا جتنا شکر ادا کرتیں، اتنا کم تھا!

پھر پلٹ رہی ہیں سردیوں کی سہانی راتیں

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

پھر اس کی یاد میں جلنے کے زمانے آئے

اتنی جلدی ہی کشمیر کی سرسبز و شاداب زمین پر برف پڑنے لگی تھی۔ برف باری نے پہلے سے ٹھنڈے موسم کو مزید ٹھنڈا بنا دیا تھا۔ پہلے کبھی نومبر کے مہینے میں ایسی برف باری کشمیر میں نہیں ہوئی تھی جیسی اب ہو رہی تھی۔ مگر دنیا ہے یہ، اور دنیا میں تو سب ممکن ہے نا!

اپنے کمرے ہیں بیٹھا مصطفی لیپ ٹاپ میں کام کرنے میں منہمک نظر آتا تھا۔ سفید شرٹ پر بھورا سوئیٹر پہنے، گردن کے گرد سفید مفلر لپیٹے، وہ ہیٹر آن کیے ہوئے تھا۔ مگر ہیٹر آن ہونے کے باوجود اس کی ناک سردی سے سرخ پڑ رہی تھی۔ ابھی سردی کی آمد متوقع ہی ہوتی تھی کہ اس کی ناک سردی کا سن کر ہی سرخ پڑ جایا کرتی تھی۔ آج بھی کچھ ویسا ہی حال تھا۔ سیاہ بال ماتھے پہ بکھرے ہوئے تھے۔

www.novelsclubb.com

وہ کام میں اتنا منہمک اور کھویا ہوا تھا کہ اچانک فون کی بجنے والی گھنٹی پر ڈر کر ہل گیا تھا۔ پھر نظریں پھیر کر سائیڈ ٹیبل پر پڑے فون کو دیکھا جو اس سے تین چار فٹ کے فاصلے پر تھا۔ ہائے! یعنی اٹھ کے جانا پڑے گا۔ وہ سستی سے فون کی بجتی گھنٹی کو اگنور کر کے پھر کام میں مصروف ہو گیا۔ مگر فون کی مسلسل بجتی گھنٹی نے اس کو چین سے بیٹھنے نہیں دیا تھا۔ وہ سستی سے ایک ٹھنڈی سانس خارج کرتا لیپ ٹاپ کو سائیڈ پر رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ چھوٹے چھوٹے سست قدم

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اٹھاتا وہ سائیڈ ٹیبل کی جانب بڑھا۔ ابھی وہ ایک دو قدم کے فاصلے پر ہی تھا کہ اسکرین پر چمکتے نام کو دیکھ کر اس کا سانس ہی اٹک کر رہ گیا تھا۔ آنکھیں شاک اور حیرت کے مارے کھل گئی تھیں۔ منہ بھی حیرت سے کھل گیا تھا۔ قدم وہیں جم کر آگے بڑھنے سے انکاری ہو گئے تھے۔

ڈاکٹر صاحبہ کی بیٹی۔۔۔" کے الفاظ اسکرین پر جگمگ کر رہے تھے۔ ہلکا سا سر جھٹک کر وہ قریب آیا اور کانپتے ہاتھوں سے فون پک کر کے کان سے لگایا۔

السلام علیکم مصطفی۔" زمل کی نرم اور نازک سی آواز اگلی طرف سے گونجی تو وہ کچھ پتھرا گیا۔ اسے چاہ کر بھی یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ زمل کی ہی آواز ہے جو وہ سن رہا تھا۔ کتنی خوبصورتی سے بولتی تھی وہ! اور کتنا خوبصورت بولتی تھی!

اس کی آواز مصطفی کی پسندیدہ ترین آواز تھی۔ وہ کچھ پل کے لیے کچھ نہ بولا تو زمل نے اگلی طرف سے پھر سے بولا۔

مصطفی؟ کیا سب ٹھیک ہے؟ تم مجھے سن سکتے ہو؟" وہ پوچھ رہی تھی۔۔۔ ہاں کتنی خوبصورتی سے پوچھ رہی تھی نا! ارے اسی سے تو پوچھ رہی تھی! اف "

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ہاں۔۔۔ہاں۔۔۔وعلیکم السلام۔“، کہتے ہوئے اسے اپنے دل کی دھڑکنیں تیز ہوتی محسوس ہورہی تھیں۔

”کیسے ہو تم مصطفیٰ؟“، زمل نے اگلی جانب سے نہایت نرمی سے پوچھا تو وہ لب کاٹنے لگا، پھر بولا تو آواز ہلکی سی نم تھی۔

”میں۔۔۔میں ٹھیک ہوں۔۔۔آپ کیسی ہیں؟“، وہ پوچھ رہا تھا۔۔۔نہایت ادب سے۔۔۔تمیز سے۔۔۔عزت سے!

”میں بھی ٹھیک ہوں۔۔۔ تمہیں پتا ہے مصطفیٰ؟ ہم سب اسلام آباد شفٹ ہورہے ہیں۔“، وہ مسکرا کر بتا رہی تھی۔اس وقت وہ اپنے کمرے میں بیڈ پر بیٹھی انہی کپڑوں میں ملبوس تھی جو اس نے کچھ دیر پہلے عنیزہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے پہن رکھے تھے۔

”اسلام آباد؟ آپ بھی؟“، وہ کافی شاک سے پوچھ بیٹھا تو وہ اگلی جانب سر جھٹک کر ہنس دی تھی۔

”ہاں ظاہر ہے۔۔۔میں بھی!“، زمل نے جواب دیا تو وہ کچھ پل کے لیے خاموش ہو گیا۔

”مصطفیٰ؟“، زمل نے پھر سے پوچھا تو وہ ہوش میں آیا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"جی؟جی زمل؟"، جلدی سے پوچھا تو اگلی جانب وہ نم آنکھوں سے ہلکا سا مسکرائی تھی۔"

مبارک ہو۔"،اس نے کہا تو مسکرا کر مگر دل کا حال اس کے سوا صرف اللہ جانتا "

تھا۔۔۔آواز میں بھی کچھ تھا شاید۔۔۔شاید کوئی درد اور دکھ! شاید!

کچھ پل کی نا سمجھی کے بعد مصطفیٰ کو بخوبی یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ اسے کس بات کی مبارک باد دی جا رہی ہے۔یقیناً عنیزہ نے زمل کو اس کی شادی کے بارے میں بتا دیا تھا۔کوئی پوچھتا اس کے دل سے کہ کیا گزر رہی تھی اس کے دل پہ۔یہ صرف وہ جانتا تھا کہ کس بھاری دل کے ساتھ اس نے اسے جواب میں "شکریہ" کہا تھا۔

ہمم۔۔۔پھر اسلام آباد میں ملاقات ہو گی۔۔۔اپنی وائف کو بھی لے کر آنا۔تب تک تو "میری سرجری بھی ہو چکی ہو گی نا۔پھر ملیں گے۔"،زمل نے اداس مسکراہٹ کے ساتھ کہا تھا۔

ہاں بالکل! کیوں نہیں۔"،اب کی بار مصطفیٰ نے جذبات سے عاری لہجے میں کہا تھا۔ "

چلو، پھر بعد میں بات ہو گی۔"،زمل کہہ کر فون رکھنے والی تھی جب وہ پکار اٹھا۔"

زمل!"،لہجے میں عجیب سی تڑپ تھی۔ "

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"ہاں بولو؟"، وہ بھی ٹھہر گئی تھی۔

"کیا میں جان سکتا ہوں کہ تین سال بعد کیسے آپ نے یوں مجھے فون کر لیا؟"، وہ پوچھ رہا تھا۔ آنکھیں جل رہی تھیں۔

"نہیں! تم نہیں پوچھ سکتے۔ خدا حافظ!"، کہہ کر زمل نے ٹھک سے فون بند کر کے بیڈ پر پھینکا تھا۔ اس کا دل ٹوٹا ہوا تھا! اداس تھا! مگر اپنے جذبات چھپانے میں زمل جہانگیر کافی ماہر تھی! ہمیشہ سے ہی۔۔۔ تب بھی جب اسے اپنا آپ اپنی بینائی کی وجہ سے کم تر لگتا تھا اور اب بھی! جب اس کو اپنی ماں سے مصطفی صالح کی شادی کا علم ہوا تھا

اس نے کبھی مصطفی صالح کو نہیں دیکھا تھا مگر وہ جانتی تھی کہ وہ خوبصورت ہی ہو گا۔۔۔ چہرے سے نہیں بھی تو دل سے تو ضرور ہی!

ہاہ! کبھی کبھی یادیں بھی کتنی خوبصورت ہوتی ہیں نا! اور کبھی کبھی اتنی ہی تکلیف دہ! مگر وہ تو صرف یادیں ہی ہوتی ہیں۔۔۔ وہ یادیں جن کے سہارے میں زندہ رہتی ہوں! وہ یادیں جن کے سہارے مصطفی صالح زندہ تھا۔۔۔ اور وہی یادیں جن کے سہارے زمل جہانگیر زندہ تھی! اور تھا ہی کیا ان کے پاس؟ صرف یادیں ہی تو تھیں!

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اسلام آباد کا موسم اچھا تھا۔۔۔ٹھنڈی ہوائیں چل کر موسم کو خوشگوار بناتی تھیں۔ایسے میں اسلام آباد کے مین روڈ پر بنی ایک تین منزلہ بک شاپ جو کہ کافی اچھی بنی ہوئی تھی، وہاں ایک کونے میں ایک کرسی پر زمل جہانگیر بیٹھی نظر آئے گی۔سفید رنگ کی گھٹنوں تک آتی فراک کے ساتھ سیاہ ٹائٹز پہنے، دوپٹے کو مفلر کی صورت گردن میں لپیٹے، سیاہ سلکی بالوں کو اونچی پونی ٹیل میں مقید کیے، وہ ٹھوڑی ہتھیلی میں گرائے، کہنی میز پہ ٹکائے جاہد کی منتظر تھی۔آنکھوں کو سیاہ چشمے کے پیچھے چھپایا ہوا تھا۔وہ اب سے کافی چھوٹی لگتی تھی۔جاہد اپنی اور اس کی کورس کی کتابیں لینے گیا ہوا تھا اور وہ یہاں اس کی منتظر تھی۔

تبھی اسے کچھ آوازیں آئی تھیں۔۔۔وہ مردانہ آوازیں تھیں۔۔۔ہنسنے کی۔۔۔سیٹیوں کی۔۔۔اور باتیں کرنے کی۔وہ جانتی تھی کہ یہ آوازیں کیا ہیں اور کس کے لیے ہیں۔یہ باتیں کس کے لیے ہیں! تبھی لب بھینچ کے وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنی اسٹک تھامتی اٹھ کے آگے بڑھ گئی تھی۔آوازیں ریب آتی سنائی دیں اور پھر کسی نے اس کے دائیں ہاتھ کی کلائی کو پکڑ زور کا جھٹکا دیا تو ہاتھ میں پکڑی اسٹک گر گئی۔اتھ میں درد بھی ہوا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

آپ رکیں گی نہیں، میڈم؟"، ایک لڑکے کی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی تھی۔"

کنفیوژن اور خوف کے ملے جلے تاثرات اس کے چہرے پہ نمودار ہوئے تھے۔اس نے اپنا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کی مگر بدسمتی سے ہاتھ کی گرفت بہت مضبوط تھی۔

چھوڑو۔"، وہ کچھ ہلکی سی آواز میں منمنائی تھی۔ساتھ ہی ہاتھ چھڑوانے کی کوششیں بھی جاری تھیں۔ "

آپ کی آواز بہت خوبصورت نہیں؟"، ایک اور لڑکے کی آواز دوسری جانب سے گونجی تھی۔ "

اس کی آنکھوں میں اب آنسو جمع ہو کر گالوں پر لڑھکنے لگے تھے۔"چھوڑو۔"، وہ اب ذرا تیز آواز میں بولی تھی۔

Oh! The maiden's afraid!"، ایک لڑکے کی آواز آئی۔ "

لیو!"، اب کی بار وہ پوری وت سے چلائی تھی۔ساتھ ہی اپنا پرس زمین پر پھینک کر ایک زوردار تھپڑ سامنے کھڑے لڑکے کے منہ پہ بنا دیکھے ہی مارا تھا۔ابھی وہ لڑکا کچھ کہنے ہی والا تھا کہ ایک اور آواز گونجی تھی۔ "

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تم لوگ اونچا سنتے ہو کیا؟ سمجھ نہیں آتا انہوں نے کیا کہا؟ لیو!"، ایک بھاری سی مردانہ آواز گونجی اور یہ آواز شناسا تھی۔ وہ اس آواز کو پہچانتی تھی۔ وہ کسی اور کی نہیں، سید مصطفیٰ صالح کی آواز تھی!

مصطفیٰ آگے بڑھ کر آیا تھا اور پھر اس نے ان لڑکوں کی اچھی خاصی خاطر تواضع کی تھی۔ یہ سب وہ دیکھ تو نہیں سکتی تھی، مگر بعد میں جاہد سے اسے علم ہوا تھا۔ کافی دیر اچھا خاصا مارنے کے بعد زمل کو ایک لڑکے کی بالکل روتی ہوئی آواز سنائی دی تھی۔

"سوری میڈم۔"، وہ روتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ شاید زمین پہ بھی بیٹھا ہوا تھا۔

"سسٹر بول!"، مصطفیٰ کی دھاڑ سنائی دی تھی۔

"ہاں ہاں۔۔۔ سوری۔۔۔ سوری سسٹر!"، دوبارہ سے اس لڑکے کی روتی اور کپکپاتی آواز آئی تھی۔

"ٹھیک ہے۔"، زمل نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے مضبوط لہجے میں کہا تھا۔ جیسے ہی وہ تینوں لڑکے گئے، اسے مصطفیٰ کی شرمندہ سی آواز سنائی دی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

سوری زمل۔۔۔آپ کا جب دل چاہے، آپ یہاں آسکتی ہیں۔ آئندہ ایسا کچھ نہیں ہو گا۔" وہ پتا نہیں کیوں شرمندہ ہو رہا تھا۔

"آپ کیوں شرمندہ ہو رہے ہیں، مصطفی؟ آپ کی اس میں کوئی غلطی نہیں ہے۔" زمل نے کہا تو وہ پھر سے بولا۔ "نہیں۔ یہ میری شاپ ہے اور کسٹمرز کی حفاظت میری ذمے داری ہے۔"

"ایسی کوئی بات نہیں۔ میں تو آپ کی شکر گزار ہوں کہ آپ نے صحیح وقت پر آکر مجھے بچایا۔" زمل نے مسکرا کر جواب دیا۔ تبھی جاہد بھی وہاں آیا تھا۔ اب وہ اس سے پوچھ رہا تھا کہ وہ ٹھیک تو ہے۔ وہ بھی اسے مطمئن کر رہی تھی۔

"یہ کون ہیں؟" تبھی جاہد نے اس سے پوچھا تھا۔

"میں مصطفی ہوں۔" مصطفی نے ہی جواب دیا تو جاہد کچھ قریب آیا۔

"مصطفی کون؟" اس نے ایک بار پھر تفتیشی انداز میں پوچھا تھا۔

"یہ امی کے پیشنٹ بھی ہیں اور اس شاپ کے اونر بھی۔ پہلے بھی مل چکی ہوں میں ان سے۔ انہوں نے ہی مجھے بچایا ہے۔" جواب زمل کی طرف سے آیا تو جاہد مسکرایا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تھینک یو سو مچ، مصطفی بھائی میری بہن کو بچانے کے لیے۔" جاہد نے تشکر آمیز لہجے میں "
کہا تو وہ بھی بلاوجہ شرمندہ ہو گیا۔

ارے نہیں۔ شکریہ کی ضرورت نہیں، میرے بھائی۔"، مصطفی نے کہہ کر اس کے "
کاندھے پر ہاتھ رکھا۔

زمل اپنے خیالوں کی دنیا سے فون کی گھنٹی پر واپس آئی تھی۔ رنگ ٹون سن کر اس کے لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی کیونکہ یہ رنگ ٹون خاص سکندر شاہ کے نمبر کے ساتھ محفوظ تھی۔ ہاتھ آگے بڑھا کر اس نے فون اٹھایا تھا اور پک کر کے کان سے لگایا۔ وہ جانتی تھی کہ ویڈیو کال ہی ہو گی کیونکہ سکندر اسے ہمیشہ ویڈیو کال ہی کیا کرتے تھے۔ کال پک کر کے اس نے موبائل سامنے کیا اور مسکرائی۔

السلام علیکم دادا۔۔۔ میری جان۔"، اس نے مسکرا کر کہا تو وہ بھی مسکرائے۔ "

وعلیکم السلام میری جان۔۔۔ کیسی ہو؟"، وہ آنکھوں اور لہجے میں محبت کی چاشنی لیے پوچھ "
رہے تھے۔

میں تو ٹھیک ہوں۔۔۔ آپ کیسے ہیں؟"، زمل نے بھی مسکرا کر پوچھا۔ "

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

میں کیسا ہو سکتا ہوں اس وقت؟ میرا بیٹا اور اس کے بچے کل کے بعد میرے ساتھ رہیں گے۔۔۔مجھے تم سب بہت یاد آتے ہو۔۔۔بہت زیادہ!"، وہ مسکرا کر کہہ رہے تھے مگر زمل صرف ان کی آواز میں گھلی نمی محسوس کر سکتی تھی۔

"مجھے بھی آپ کی بہت یاد آتی ہے، دادا۔۔۔انشاءاللہ کل کے بعد ہم ہمیشہ کے لیے ساتھ ہوں گے۔"، وہ مسکرا کر کہہ رہی تھی۔ سکندر بھی مسکرائے تھے۔

"انشاءاللہ۔۔۔اور تم اپنا بہت خیال رکھنا۔ ویسے بھی اب تو بہت جلد میری جان مجھے دیکھے گی۔"، وہ بہت محبت سے کہہ رہے تھے۔ ایک حسرت سی تھی ان کی آواز میں۔

جی دادا! آپ ٹھیک ہی کہہ رہے ہیں۔۔۔مگر۔"، وہ اب کچھ اداس نظر آ رہی تھی۔ "اگر سرجری کامیاب رہ ہوئی اور میں نے اپنی خوبصورت سیاہ آنکھیں کھو دیں تو؟"، وہ جانتے تھے کہ وہ پریشان تھی، بہت زیادہ۔ اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ اس نے یہ پریشانی سب سے پہلے انہی سے شیئر کی ہے۔ انہوں نے دھیرے سے سر نفی میں ہلایا۔

"نہیں میری بچی۔ انشاءاللہ تم ٹھیک ہو جاؤ گی۔ تمہاری کورنیئل سرجری ہے۔ یہ کوئی خطرناک سرجری نہیں ہے۔"، انہوں نے اسے تسلی دینے کی خاطر کہا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"نہیں دادا!"، وہ نفی میں سر ہلانے لگی۔"میں جو سوچتی ہوں، ہمیشہ اس کے الٹ ہو جاتا ہے۔۔۔اسی لیے میں صرف اللہ سے دعا کرتی ہوں کہ میں ٹھیک ہو جاؤں۔مجھے اور کچھ نہیں چاہئے۔"، وہ پریشان لگتی تھی اور دلبرداشتہ بھی۔

"بڑا سوچو، میری بچی۔اللہ سے زیادہ مانگا کرو۔اس کے خزانے میں کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔"، وہ کہہ رہے تھے۔مگر زمل نے پھر سے نفی میں سر ہلایا۔

"کیا فائدہ بڑا سوچنے کا؟ کیا فائدہ زیادہ کی دعا مانگنے کا؟ جب پتا ہے کہ ملنا کچھ نہیں ہے؟"، وہ شاید جانتی نہیں تھی کہ وہ کیا کہہ رہی ہے۔سکندر کی مسکراہٹ پھیکی پڑی تھی۔دل میں اچانک ہی پریشانی جاگی تھی۔

"کیا اس کو کسی شے کی کمی ہے؟ کیا اس کو ہر چیز پہ کنڑول اور آتھارٹی حاصل نہیں؟ کیا وہی وہ نہیں ہے جس نے تمہیں پیدا کیا؟ کیا وہی نہیں ہے جو تمہاری دل کی ہر ایک دھڑکن پر قادرو مطلق ہے؟ کیا اس کے خزانے کم ہیں؟"، وہ نرمی سے آہستہ آہستہ کہہ رہے تھے اور وہ سر جھکائے سن رہی تھی۔محسوس ہوتا تھا کہ کوئی سختی سے دل پکڑ کر زور سے بھینچ رہا ہو۔جھنجھوڑ رہا ہو۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

میں کچھ نہیں جانتی دادا۔ اگر خدا نے ہی مجھے بنایا ہے۔۔۔ اگر اسی کے پاس ساری طاقت ہے۔۔۔ اگر وہی ہے جو مجھے زندہ رکھے ہوئے ہے، تو کیا وہی سب سے زیادہ مجھ سے پیار نہیں کرتا ہوگا؟"، وہ اب اپنے آنسوؤں پر قابو نہیں رکھ پائی تھی۔ گرم پانی جیسا مائع اس کے گالوں پر لڑھک گیا تھا، مگر بات اب بھی ختم نہیں ہوئی تھی۔ "اگر وہی مجھ سے سب سے زیادہ پیار کرتا ہے، تو اس نے مجھے ہی کیوں نامکمل بنایا؟ مجھے ہی کیوں آخر؟"، وہ روتے روتے کہتی ان کو بھی پریشانی میں مبتلا کر گئی تھی۔ وہ ہمدردی سے اسے دیکھ رہے تھے۔ "پتا ہے کیا دادا؟ مجھے تو لگتا ہے کہ اللہ مجھ سے ناراض ہے۔ یا وہ مجھ سے پیار ہی نہیں کرتا۔"

"چپ کیوں ہو گئی؟ مزید بولو نا۔۔۔ دکھاؤ اور سناؤ مجھے کہ تمہارے اندر کتنا زہر بھرا ہے۔"، وہ تکلیف سے کہہ رہے تھے۔ دل دکھتا تھا اپنے جسم کے ایک حصے کو یوں تکلیف میں دیکھ کے۔

"پتا ہے دادا! میں ہر چیز، ہر طعنہ، ہر مذاق چپ چاپ برداشت کر لیا کرتی تھی۔۔۔ نہیں دادا! آپ کو نہیں پتا! آپ جان ہی نہیں سکتے۔۔۔ کوئی نہیں جان سکتا میرا درد، میری تکلیف! صرف میں اور میرا دل جانتا ہے کہ میں نے وہ سب کیسے سنا اور برداشت کیا۔"، وہ آنسوؤں کا دریا بہاتی کہہ رہی تھی۔ دل پھٹنے کو تھا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

دل میں کون رہتا ہے، زمل؟"، سکندر کے اس سوال پر اس کے آنکھوں کو مسلتے ہاتھ تھمے "

تھے۔ سانس ساکت ہوئی تھی۔ چہرے پر حیرت اُمڈ آئی تھی۔ لگتا تھا جیسے وہ منجمد ہو گئی

ہو۔۔۔جامد!

بتاؤ مجھے، کون رہتا ہے دل میں؟"، وہ اب بھی بالکل سنجیدگی سے پوچھ رہے تھے۔ "

مجھے نہیں پتا۔"، زمل نے کچھ تیز لہجے میں کہہ کر ہاتھ مسلے۔"

مگر مجھے پتا ہے۔۔۔اور تمہیں بھی پتا ہے۔ تمہارا دل خود اپنے مکین کی گواہی دیتا ہے۔ خدا "

رہتا ہے دل میں۔ خدا! تمہیں یہ لگتا ہے کہ تم دکھ اور تکلیف میں ہو تو تمہارا اللہ اس تکلیف سے

بے خبر ہے؟"، وہ جیسے حیرت اور بے یقینی سے پوچھ رہے تھے۔ زمل ساکت ہوئی ان کو سن

رہی تھی۔"غلط لگتا ہے تمہیں۔۔۔بالکل غلط! اللہ تو ان چیزوں سے بھی باخبر ہے جن سے تم

خود باخبر نہیں ہو۔ اگر تکلیف میں ہو۔۔۔دکھ میں ہو، تو اس تکلیف کو یہ سوچ کر جھیلو کہ یہ

تکلیف اور یہ درد اللہ کی طرف سے ہے۔ اور صرف یہی نہیں، جب تم خوش ہو تب بھی اس

خوشی کو یہ سوچ کر ہی انجوائے کرو کہ یہ خوشی بھی اللہ کی ہی طرف سے ہے۔"، وہ چپ چاپ

دم سادھے انہیں سن رہی تھی جو گویا اس کے کانوں میں سحر پھونک رہے تھے۔"تم نے ٹاپ

کیا۔۔۔سہی؟ تم اس پر خوش ہوئی؟ ہوئی نا؟) زمل کی گردن بے اختیار ہی اثبات میں ہلی تھی(

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تو کیوں تم نے اس خوشی کو انجوائے کیا جب تم جانتی تھی کہ یہ خوشی بھی اسی خدا کی طرف سے ہے جس کی طرف سے تم پر تکلیف اور دکھ آتا ہے؟ تمہیں اس خوشی سے بھی انکار کرنا چاہئے تھا جس طرح تم نے اس دکھ سے انکار کیا۔ کیوں تم اس اچھی چیز کو پا کر خوش ہو اور دکھ کو پا کر افسردہ؟ میری زمل۔۔۔ میری بچی۔ یاد رکھو۔ دکھ اور سکھ، دونوں اللہ کی طرف سے ہیں۔ اور اگر بات کی جائے کہ صرف تم ہی کیوں؟ تو مجھے بتاؤ کہ جب تم نے ٹاپ کیا تھا، کیا تب بھی تم نے یہ سوچا تھا؟ تمہارے ڈیپارٹمنٹ میں تین سو طلباء اور بھی تھے۔ تب ٹاپ کرتے وقت تم نے یہ کیوں نہیں سوچا کہ صرف تم نے ہی کیوں ٹاپ کیا؟"

"دادا، آپ غلط سمجھ رہے ہیں۔۔۔ مجھے۔۔۔ مجھے اللہ پر بھروسہ ہے۔۔۔ اس سے محبت ہے۔۔۔ اس پر یقین ہے۔"، وہ اپنی پوزیشن کلیئر کرنا چاہ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"مگر تم اس سے شکوے کرتی ہو۔۔۔ تم اس کے منصوبوں پر بھروسہ نہیں کرتی۔"، انہوں نے جیسے دو ہی جملوں میں پوری بازی جیت لی تھی اور اسے لاجواب کر دیا تھا۔ آخر وہ بھی سکندر شاہ تھے۔

"نہیں دادا۔"، جب وہ بولی تو اس کی آواز پست تھی۔ لہجہ شکست خوردہ تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تم کفر کررہی ہو، زمل۔"، انہوں نے کہا تو وہ شاک سے منہ کھولے حیرت میں گھری بیٹھی رہ گئی۔اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ انہوں نے اس کو کیا کہا ہے۔وہ اتنے روڈ کیسے ہو سکتے تھے؟ اتنے سنگدل؟

دادا!"، اس نے جیسے بہت ہی ہلکی آواز میں بے یقینی سے کہا تھا۔اسے یقین نہیں آیا کہ سکندر اسے کافر کیسے کہہ سکتے ہیں، وہ بھی اتنی سی بات پہ؟

صحیح کہہ رہا ہوں میں، زمل۔۔۔ جس طرح شرک کی تین قسمیں ہوتی ہیں، بالکل اسی طرح کفر کی بھی قسمیں ہوتی ہیں، مگر ایٹ دا اینڈ، وہ کفر ہی ہوتا ہے۔۔۔"، انہوں نے اس کے افسردہ چہرے کو دیکھا اور بولنا جاری رکھا۔"ذات میں کفر، صفات میں کفر اور صفات کے تقاضوں میں کفر۔۔۔ تم اللہ کی ذات کو تو مانتی ہو، اس کی صفات پر بھی ایمان رکھتی ہو مگر صفات کے تقاضوں میں کفر کررہی ہو، میری بچی۔"

زمل کی آنکھیں متورم تھیں۔سانس جیسے تھمی ہوئی تھی۔

تمہیں اللہ کے منصوبوں پر یقین نہیں ہے۔۔۔ جبکہ تمہیں یہ بات معلوم ہونی چاہئے کہ منصوبہ بندی اللہ کی ایک اہم صفت ہے۔"، سکندر کا لہجہ انتہائی نرم تھا، جبکہ الفاظ اتنے ہی ظالم

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

میں اللہ پر بھروسہ کرتی ہوں، دادا۔اس کے منصوبوں اور کاموں پر بھی بھروسہ کرتی ہوں۔"وہ جیسے ان کے ساتھ ساتھ خود کو بھی یقین دلا رہی تھی۔

اچھا ٹھیک ہے۔"وہ بالآخر چپ ہو رہے تھے۔"شاید میں غلط ہوں۔۔۔خیر، پانچ دن بعد تمہاری سرجری ہے۔بیسٹ آف لک۔خدا حافظ۔"کہہ کر انہوں نے بغیر کچھ کہے سنے فون آف کر دیا تھا۔

دادا غلط نہیں تھے! وہ ٹھیک تھے اور زمل یہ بات جانتی تھی۔انہوں نے تو بس یک دم اس کے خیالات کو گردن سے پکڑ کر اس کے سامنے لا کھڑا کیا تھا۔اور یقین جانو، یہ سچ زہر سے بھی زیادہ کڑوا تھا! وہ کیسے کفر کر سکتی تھی؟ کیسے وہ اللہ کی طرف سے بے یقین ہو سکتی تھی؟

۔

اگلا دن مصطفی کے لیے مصروف سا اترا تھا۔پراپرٹی وغیرہ کے سارے معاملات وہ دیکھ چکا تھا۔اپنا کشمیر والا گھر وہ بیچ چکا تھا۔ایک ہفتے بعد اسے یہ گھر چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے اسلام آباد جانا تھا۔سویرا کے کہنے پر اس نے ان کا گھر بھی فروخت کر دیا تھا اور سارے پیسے ان کے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر بھی کروادیئے تھے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

چار دن بعد، بیس نومبر کو اس کا اور آئیمان کا نکاح تھا پھر ولیمہ اسلام آباد میں ہونا تھا۔ اسلام آباد میں اپنے خاندان والوں کے علاوہ اس کے بہت سے دوست وغیرہ بھی تھے۔ وہ خوش تھا مگر مطمئن نہیں۔ زمل کی ایک کال نے اس کا سارا سکون نچوڑ لیا تھا۔

سویرا کی خواہش پر نکاح یہاں ہی ہو رہا تھا۔ اس وقت شام کے چھ بج رہے تھے اور وہ پورے دن کا تھکا ہارا، اس وقت ٹی وی لاؤنج میں بیٹھا کافی پی رہا تھا۔ اس دن کے بعد سے برف باری بھی نہیں ہوئی تھی تبھی موسم اتنا زیادہ سرد نہ تھا۔ البتہ سرمئی گھنے بادلوں نے آسمان کا احاطہ اب بھی کر رکھا تھا۔

سیاہ موٹی شرٹ اور ٹراؤزر پہنے، پیشانی پہ بال بکھیرے، وہ اس حلیے میں بھی کافی پرکشش لگ رہا تھا۔ ٹی وی کھلا ہوا تھا اور اس پر نیوز چل رہی تھی، مگر وہ کہاں نیوز دیکھ رہا تھا؟

وہ تو کسی غیر مرئی نقطے کو تکتے ہوئے خالوں اور سوچوں کی دنیا میں کھویا ہوا تھا، اور اس کی سوچوں کا رخ، ظاہر ہے، زمل جہانگیر کی جانب ہی تھا۔

شام کا پہر تھا اور سورج غروب ہونے کے درپے تھا۔ ٹھنڈی ہواؤں نے موسم کو خوشگوار بنا رکھا تھا۔ ایسے میں اگر اسلام آباد کی وسیع و چوڑی سڑک کے ساتھ میں بنی ایک تین منزلہ بک شاپ میں جھانکا جاتا تو کاؤنٹر کے سامنے ایک کرسی پہ جاہد بیٹھا نظر آتا۔ کاؤنٹر والا لڑکا کسی کا بل

www.novelsclubb.com

بنانے میں مصروف تھا جبکہ جاہد کے سامنے کاؤنٹر بوائے کی جگہ پہ مصطفی بیٹھا اسے مسکرا کر سن رہا تھا۔

اب زمل اور جاہد کا وہاں آنا جانا لگا رہتا تھا۔ ہر کچھ دن بعد جاہد زمل کو لیے وہاں پہنچ جایا کرتا تھا۔

"آپی اتنی معصوم ہیں کہ کیا بتاؤں!!! میں ہر بار ان کی چیزیں چھپا دیتا ہوں اور وہ بیچاری پھر میرے پاس آکر کہتی ہیں کہ میں ان کے ساتھ اسٹیشنری لینے چلوں۔۔۔ہاہاہا۔۔اور میں ان کو یہاں لے آتا ہوں۔"، وہ ہنس کے ایک دفعہ مصطفی کو بتا رہا تھا۔ اسے بہت اچھا لگا تھا مصطفی صالح۔ اسے ویسے بھی شروع سے اپنے سے بڑی عمر کے لوگوں کو دوست بنانے میں دلچسپی رہا کرتی تھی۔ مصطفی اس کی بات سن کر مسکرایا تھا۔

ایسے ہی آج بھی وہ تینوں بک شاپ میں ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے محو گفتگو تھے۔ موضوع گفتگو جاہد جہانگیر کا رزلٹ تھا جو کہ بہت برا آیا تھا۔ قابل ترس!

"کین یو بیلیواٹ، مصطفی؟ ڈی گریڈ؟ مطلب بھئی یہ بھی لینے کی کیا ضرورت تھی؟ ایف ہی لے لیتے۔"، زمل نے ہنستے ہوئے کہا تھا جس پہ جاہد نے غصے سے ہاتھ باندھ لیے تھے۔ اسے اپنا یوں مذاق اڑاتا دیکھ وہ اسے کچا چبا جانا چاہتا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"اگر آپ پڑھائی میں اچھی ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہر کوئی اچھا ہو گا۔ کچھ لوگوں کے پاس دوسرے ٹیلنٹز بھی ہوتے ہیں۔"، جاہد کا تپا ہوا جواب موصول ہوا تو زمل اور زور سے ہنس دی۔

"ٹیلنٹز؟ کیسے ٹیلنٹز؟ مجھے آج تک تمہارے ٹیلنٹز کا کیوں نہ معلوم ہو سکا، جاہد؟"، وہ پھر سے اس کا مذاق اڑا رہی تھی۔ مصطفی بھی ہنستے ہوئے ان کی نوک جھوک سن رہا تھا۔

"مصطفی بھائی۔۔۔ یہ میرا مذاق اڑا رہی ہیں اور آپ بھی ان کو کچھ نہیں کہہ رہے یار؟ میں ناراض ہوں۔ اب کوئی مجھ سے بات نہ کرے۔"، وہ نروٹھے پن سے کہہ کر بک شیلف کی جانب بڑھ گیا۔ اب ڈی گریڈ سے ہی سہی، پاس تو ہو گیا تھا نا؟ کتابیں تو لینی تھیں۔

"کیوں اتنا تنگ کرتی ہیں اس کو؟ آپ کا چھوٹا بھائی ہے۔"، مصطفی نے ہنستے ہوئے ذرا اس کو بھی سنائی تو وہ مسکرا کر کاندھے اچکا گئی۔

"یہی۔۔۔ بالکل یہی وجہ ہے جس لیے میں اس کو تنگ کرتی ہوں۔ وہ میرا چھوٹا بھائی ہے نا، اسی لیے۔ جس طرح عابر بھائی مجھے کالی کہہ کر تنگ کرتے ہیں کیونکہ وہ مجھ سے بڑے ہیں، بالکل ویسے ہی میں بھی اس کو تنگ کرتی ہوں۔۔۔ اف مصطفی، تم نہیں جانتے۔ بہن بھائیوں کو

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تنگ کرنے میں جو مزا ہے نا وہ دنیا کی کسی چیز میں نہیں ہے۔"، وہ مزے اور چسکے لے کر کہہ رہی تھی۔ چہرے پر ایک مسکراہٹ تھی۔۔۔ شرارتی سی!

وہ ہنسا تھا۔۔۔ ویسے ہی جیسے ہنسا کرتا تھا۔ مدھم سا۔۔۔ جاندار سا! پھر مسکراتے ہوئے اسے سر موڑ کر دیکھا۔

" خیر، آپ سب چھوڑیں۔۔۔ یہ بتائیں کہ آپ کی خالہ چلی گئیں؟"، مصطفیٰ نے ہلکا سا مسکرا کر کہا۔ جاہد اور زمل نے اسے بتایا تھا کہ کینیڈا سے ان کی امی کی سوتیلی بہن، فریحہ آرہی ہیں، جن کی شادی ان کے تایا سے ہوئی ہوئی تھی۔

" ہاں آئی تھیں۔۔۔ پھر کل چلی بھی گئیں۔۔۔ لیکن مجھے ان کا آنا ذرا بھی پسند نہیں ہے۔"، وہ کہتی ہوئی ذرا تلخ ہو گئی تھی اور اس کی یہ تلخی مصطفیٰ نے نوٹ نہیں کی تھی۔۔۔ لو اگر وہ نوٹ کر لیتا تو کہانی آگے کیسے بڑھتی؟؟؟

"کیوں؟ سوتیلا پن دکھاتی ہیں کیا؟"، وہ ذرا حیرت اور تجسس سے پوچھ بیٹھا تو زمل ہنسی تھی۔ پھر ہنسی قابو کرتے ہوئے اس کی جانب مڑی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

نہیں نا۔۔۔ضرورت سے زیادہ سگی ہیں وہ۔۔۔جب بھی آتی ہیں یہی کہتی ہیں کہ زمل کی سرجری کرواؤ تاکہ جلدی ہی اپنے بیٹے، ہمایوں، سے میرا نکاح کروائیں۔" اور اس کی اس بات پر مصطفی صالح کا دل تھم کر اب بہت ہلکے ہلکے دھڑک رہا تھا۔ چہرے پہ کچھ دیر تک پہلے پھیلی نرم مسکراہٹ ایک ہی جھٹکے میں غائب ہوئی تھی۔ آنکھوں میں بے پناہ حیرت اور شاک تھا۔ حلق میں کچھ اٹکنے لگا تھا۔ سانس جیسے تھم سا گیا تھا۔

"ن۔۔۔نکاح؟؟؟" وہ بدقت بس یہی پوچھ پایا تھا جس پر زمل نے سہولت سے سر اثبات میں ہلایا تھا۔ مصطفی کی سنہری آنکھوں میں نمی در آئی تھی۔

"ک۔۔۔کیوں۔۔۔؟ تمہارا نکاح کیوں ہوگا اس سے؟" اس نے زمل کی آنکھوں کو دیکھ کر کہا تھا۔ اگر جو زمل اس کو دیکھ سکتی ہوتی، تو اس کی غیر ہوتی حالت دیکھ کر اس کے دل کا حال جاننے میں اسے ایک لمحہ نہ لگتا۔

"کیونکہ وہ میرا بچپن کا منگیتر ہے۔" زمل نے گویا ایک اور دھماکہ اس کے سر پر کیا تھا۔

"ایک منٹ! کیا میں نے تمہیں پہلے نہیں بتایا اس بارے میں؟" وہ شاید کچھ خجل سی ہوگئی تھی۔ شرمندگی نے الگ آ گھیرا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

نہیں۔۔۔زمل، تم نے مجھے نہیں بتایا تھا۔"، وہ بس ہلکی سی شکست خوردہ آواز میں کہہ کر" سر جھکا گیا تھا۔اس کے اکڑے ہوئے شانے ڈھلک گ ئے تھے۔اسے آج اپنا آپ بے حد کمزور اور بے بس محسوس ہو رہا تھا۔

یادوں کے اس طوفان کی زد میں گھرے سمندر سے وہ اب واپس آگیا تھا۔اس سے زیادہ نہیں سوچا جاتا تھا۔آج تین سال بعد پھر سے ایک گرم آنسو اس کی آنکھ سے ٹپک کر اس کے ہاتھ پر گرا تھا۔وہ تکلیف جاتی ہی کہاں تھی؟

اس نے آنکھوں کو رگڑ کر گٹاگٹ کافی حلق میں انڈیلی پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

کچھ دیر بعد وہ اپنے بستر پر سونے کے لیے لیٹا تھا، اس بات سے بے خبر کہ یہ رات سونے کے لیے نہیں تھی۔آج کی رات سکون سے سونا اس کی قسمت میں نہ تھا۔۔بلکہ آج کی رات تو کیا، اسے اب ان گنت دن سکون کی نیند میسر نہیں ہونی تھی۔اپنی سنہری آنکھیں بند کرتے وقت وہ نہیں جانتا تھا کہ اس کی آنکھوں کے ساتھ ساتھ اس کی زندگی کی تمام خوشیاں بھی ایک اندھیر پڑے صندوق میں بند ہونے والی تھیں۔اور پھر نہ جانے کب یہ قدیم، اندھیر صندوق کھلنا تھا؟ کھلنا بھی تھا یا نہیں؟ یہ تو آگے ہی پتا چلنا تھا نا!

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

رات کے اس پہر اگر کوئٹہ کی طرف اڑان بھری جاتی تو آسمان سیاہ بادلوں سے ڈھکا نظر آتا۔ ٹھنڈی ٹھار ہوائیں چل رہی تھی۔ بارش کی خوشبو بھی نتھوں سے ٹکرا رہی تھی البتہ ابھی تک بارش شروع نہیں ہوئی تھی۔

ایسے موسم میں اگر جہانگیر سکندر کے گھر میں جھانکا جاتا تو کچن کے سلیب کے ساتھ کھڑی عنیزہ کام کرتی نظر آتیں۔ ہلکے گلابی رنگ کے جوڑے کے ساتھ ہم رنگ دوپٹہ سر پر ڈالے وہ بہت ہی خوش لگ رہی تھیں۔

سارے جہان کی خوشی اور مسکراہٹ نے ان کے نرم چہرے کا احاطہ کر رکھا تھا۔ آنکھوں میں اطمینان نظر آتا تھا۔ تبھی وہاں جامنی رنگ کی لانگ شرٹ اور سیاہ ٹائٹز میں ملبوس مرحہ آئی تھی۔ بال اونچے جوڑے میں باندھ رکھے تھے۔ چہرے پر عنیزہ ہی کی طرح سکون اور طمانیت جھلکتی نظر آتی تھی۔

بھابھی، آپ بھی وہیں آجائیں نا۔ ہم سب کے ساتھ آکر باتیں کریں نا۔"، وہ مسکرا کر بولی"

تو عنیزہ نے گردن موڑ کر اسے دیکھا پھر نفی میں سر ہلا کر پھر سے کام میں جت گئیں۔

www.novelsclubb.com

نہیں مرحہ۔جہانگیر آنے والے ہیں۔مجھے ان کاری ایکشن دیکھنا ہے۔اتنے خوش ہونگے نا "
وہ؟مجھے توسوچ سوچ کر ہی خوشی ہورہی ہے۔"،وہ جیسے بہت ہی ایکسائٹمنٹ اور خوشی سے بول رہی تھیں۔ان کی بات سن کر مرحہ نے بھی ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ سر اثبات میں ہلایا تھا۔

تبھی باہر سے گاڑی کے ہارن کی تیز آواز آئی توان دونوں کے مسکراتے چہروں پر یک دم ہی بہت سی خوشی امڈ آئی تھی۔ایک دوسرے کو دیکھ کر وہ مسکرائی تھیں۔ تبھی اندر ڈرائنگ روم سے سکندر شاہ باہر آتے دکھائی دیے تھے۔ان کے ساتھ زمل،عابر اور جاہد بھی تھے۔سب ہی کے چہرے دمک رہے تھے۔ گرے رنگ کے شلوار قمیض پہنے سکندر کا رعب آج بھی الگ ممتاز ہی دکھ رہا تھا۔وہ گھر کے داخلی دروازے کے بالکل سامنے آ کھڑے ہوئے تھے۔پھر پیچھے مڑ کر لاؤنج کے صوفے پر جابیٹھے جہاں سے داخلی دروازہ صاف دکھتا تھا۔ نظریں اب گیٹ پر تھیں جو ابھی ابھی باہر سے کھولا گیا تھا اور سفید شلوار قمیض پہنے، بالوں کو سلیقے سے جمائے، جہانگیر اندر آتے دکھائی دیے تھے۔وہ ہاتھ جھلاتے ہوئے ادھر ادھر نظریں گھماتے ہوئے اندر داخل ہوئے تھے اور دو قدم چل کر ہی ایک جھٹکے سے ان کے قدم رکے تھے۔آنکھوں میں شاک اور حیرت یکدم ہی امڈ آئی تھی۔منہ مارے حیرت کے کھل گیا تھا۔وہ بے حد حیران تھے

www.novelsclubb.com

اور سما نے صوفے پہ بیٹھے سکندر شاہ کو دیکھ رہے تھے جو بڑے مزے سے صوفے کی پشت پر ہاتھ پھیلائے انہیں ہی دیکھ رہے تھے۔

لاؤنج میں کھڑی مرحہ اور عنیزہ، ڈرائنگ روم کے دروازے پہ کھڑے وہ تینوں بھی دم سادھے مسکرا کرا نہیں دیکھ رہے تھے، سوائے زمل کے۔ وہ دیکھتی بھی کیسے ؟

جہانگیر کی آنکھوں میں اب کے حیرت کی جگہ دبے دبے غصے نے لے لی تھی۔ آنکھوں میں ناراضگی در آئی تھی۔ ایک ہلکی سی نمی بھی گھلی تھی۔ کھلا منہ بند ہو گیا تھا اور ماتھے پہ چند بل نمودار ہوئے تھے۔

تبھی سکندر بازو پھیلائے اٹھ کھڑے ہوئے اور محبت پاش نظروں سے انہیں دیکھے گئے۔ کچھ دیر یونہی غصے سے دیکھنے کے بعد وہاں موجود تمام نفوس نے جہانگیر کی آنکھوں میں پنپتے غصے کو محبت میں بدلتے دیکھا تھا۔ محبت غصے اور پچھلے تمام سالوں میں جھیلی ہر زیادتی، ہر خواہش، ہر تڑپ پر غالب آگئی تھی اور جہانگیر نے قدم ان کی جانب بڑھا کر اچک کر ان کو خود میں بھینچ لیا تھا۔ وہ دونوں اب نم آنکھوں سے ایک دوسرے کی پیٹھ تھپتھپا رہے تھے۔ سکندر جہانگیر سے ایک دو انچ ہی چھوٹے تھے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

سب نے اس خوبصورت منظر کو آنکھوں اور ذہنوں میں قید کیا تھا۔اتنے سالوں کی بے جا ضد اور ناراضگی اپنے اختتام کو پہنچی تھی۔

اس کی آنکھیں دروازے پہ ہونے والی مسلسل دستک سے کھلی تھیں۔پلکیں بھاری ہو رہی تھیں اور آنکھیں نیند سے سرخ۔بستر پہ چت لیٹا وہ چھت کو تکتا ہوا کہنی کے سہارا اٹھ بیٹھا اور سائیڈ ٹیبل سے موبائل اٹھا کر ٹائم دیکھا۔رات کے ایک بج رہے تھے۔

وہ سر جھٹک کر اٹھ بیٹھا اور حواس اور ہوش بحال کرنے کو آنکھیں مسل کر ایک دو بار پلکیں جھپکائیں۔دماغ جگہ پر آیا تو احساس ہوا کہ باہر دروازے کو بہت زور و شور سے بجایا جا رہا تھا۔ آنے والے کا ارادہ شاید سب کچھ تہس نہس کرنے کا تھا۔

وہ اٹھ کر چپل پیروں میں اڑستا باہر کی جانب بڑھا تھا۔لاؤنج تک پہنچ کر اسے باہر سے کچھ لوگوں کی آوازیں سنائی دیں۔کوئی دروازے پر کھڑا ہو کر پریشانی سے کچھ کہہ رہا تھا۔

مصطفی!"،یہ ایک عورت کی پریشان سی آواز تھی۔ "

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"دروازہ کھولو مصطفیٰ!!!"، یہ ایک مرد کی بھاری اور پریشان سی آواز تھی۔ وہ ابھی اتنی نیند میں تھا کہ آوازیں پہچاننے میں بھی دقت ہو رہی تھی۔ آگے بڑھ کر اس نے دروازہ کھولا تو دروازے پر تین لوگوں کو کھڑا پایا۔ وہ تینوں ہی اس کے پڑوسی تھے۔

"مصطفیٰ، تم سو رہے ہو؟؟؟"، چالیس پینتالیس سال کی ایک چھوٹے قد کی عورت نے اس سے پوچھا تو اس نے تنک کر انہیں دیکھا۔ ایک تو انہوں نے اس کی نیند خراب کر دی اوپر سے اتنا فضول سوال؟

"ظاہر ہے فرزانہ باجی۔۔۔ رات کے اس پہر ہر شریف انسان سو ہی رہا ہوتا ہے۔"، اس نے تھوڑا تنگ آ کر کہا تو ان کے ساتھ ہی میں کھڑے ایک عمر رسیدہ صاحب بھی بولے، "مصطفیٰ، تم فوراً سے پہلے سویرا بہن کے گھر جاؤ۔۔۔ بھارتی فوجیوں نے وہاں حملہ کر دیا ہے۔۔۔ اور خبر کے مطابق وہاں بہت سے لوگوں کو اب تک قتل بھی کر دیا ہے۔"، اور مصطفیٰ کی سانس جہاں تھی، وہیں تھم گئی۔ وہ شل سا کھڑا ان کو تک رہا تھا، آنکھوں میں بے یقینی کے ساتھ ساتھ خوف بھی جھلکا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ک۔۔۔کیا۔۔۔ کہہ رہے۔۔۔ہیں آپ؟"،اٹک اٹک کر اس نے بھاری ہوتی سانسوں کے درمیان بمشکل کہا تھا۔اس کے پیروں کے نیچے سے زمین کھسک گئی تھی اور سر سے آسمان سرک گیا تھا۔ محسوس ہوتا تھا کہ اگر اس کو کاٹا جائے تو بدن میں لہو کا ایک قطرہ نہ ملے گا۔

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں، مصطفی۔ فرزانہ بہن کے بھائی بھی وہیں رہتے ہیں۔۔۔وہ بھی رات کے اس پہر اپنی بیوی اور بیٹی کو لیے یہاں آئے ہیں۔ حالت بھی بہت خراب ہے ان کی۔۔۔میرے بچے۔۔۔ تم جاؤ اور ان سب کی خیریت معلوم کرو۔۔۔ جاؤ میرے بچے۔"،وہ سب ہی جانتے تھے کہ وہ اپنے خاندان کو لے کر کتنا حساس تھا۔ تبھی بہت نرمی سے اسے دیکھ کر کہہ رہے تھے۔ مصطفی سے اپنی ٹانگوں پر کھڑا رہنا محال ہو گیا تھا۔بے اختیار اس نے دروازے کی چوکھٹ کا سہارا لیا تھا۔آنکھوں میں نمی در آئی تھی۔ذہن میں صرف ایک چیز چل رہی تھی۔

"سویرا خالہ اور ان کے بچے مشکل میں ہیں۔"،اور وہ دوڑا تھا،گھر کے اندر۔۔۔پوری قوت سے۔قریب ہی بنے ایک شیلف کے اوپری خانے سے اس نے چابیوں کا گچھا جھپٹنے کے سے انداز میں اٹھایا تھا۔وہ کپکپا رہا تھا اور اس کا جسم پسینے میں شرابور ہو رہا تھا۔دل کی دھڑکنیں بے ترتیب ہو رہی تھیں اور سانس رک رک کے آ رہا تھا۔ جس انسان کا واحد خاندان موت کے منہ میں ہو، اس کا حال تو پھر یہی ہوا کرتا ہے نا؟

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

گاڑی کی طرف بے جان ہوتے قدم اٹھاتے ہوئے، گیلی ہتھیلی کو بھینچے ہوئے، گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے، اندر بیٹھ کر گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے، ایکسیلیریٹر پر دباؤ ڈالتے ہوئے، وہ اپنے ہوش میں تو تھا ہی نہیں!

"ماؤف ہوتے دماغ میں صرف ایک لفظ گردش کر رہا تھا۔" خطرہ!

گاڑی اب تیز رفتار سے روڈ پر رواں تھی۔ اس کی نظریں تو روڈ پر تھیں لیکن دماغ کہیں اور ہی تھا۔ کیا ہو جو اگر وہ دیر سے پہنچا؟ کیا ہو جو اگر ان بھارتیوں نے اب تک وہ کر ڈالا ہو جس سے وہ خوفزدہ تھا؟ کیا ہو جو اگر وہ آج اپنا سب کچھ کھو دے؟ کیا تب وہ سانس لے پائے گا؟ یہ لگتا تو ناممکن ہی تھا۔ بالکل ناممکن!

اس نے کانپتے ہاتھوں سے ایک ہاتھ سے اسٹیئرنگ وہیل کو تھامے ہوئے اپنا چھوٹا سا فون اٹھایا جو وہ اکثر گاڑی میں رکھا کرتا تھا اور سویرا صادق کا نمبر ڈائل کیا۔ گھنٹی اگلی طرف جا رہی تھی۔۔۔ جا رہی تھی۔۔۔ جا رہی تھی۔۔۔ مگر آج فون نہیں اٹھایا جا رہا تھا۔ کوئی جا کر اس دیوانے سے پوچھتا کہ زندگی کا سب سے برا اور تکلیف دہ لمحہ کیا ہوتا ہے؟ اور وہ تمہیں بتائے گا کہ زندگی کا سب سے برا اور تکلیف دہ لمحہ وہ ہوتا ہے جب آپ اپنی آنکھوں سے سب کچھ ختم ہوتے

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ہوئے دیکھ رہے ہوتے ہو اور کچھ بھی کرنے سے قاصر ہوتے ہو۔۔۔جی ہاں! وہ ہوتا ہے بد ترین لمحہ!

اس کی آنکھیں نیند کی وجہ سے سرخ انگارہ ہو رہی تھیں۔بے دھیانی میں اس نے اپنا ہاتھ اپنے چہرے پر پھیرا اور یہ تبھی تھا جب اسے پتا چلا کہ وہ رو رہا ہے۔اس کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا۔مگر کیا اسے ابھی اور کسی چیز کی پرواہ تھی؟ جواب فوراً آیا تھا اور وہ بہت بڑا بڑا جلی حروف میں لکھا "نہیں" تھا۔

ہر گزرتے سیکنڈ کے ساتھ اس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہوتی جا رہی تھیں۔سویرا صادق کے گھر کی گلی کے باہر پہنچ کر اسے لوگوں کی آہ وزاری اور بھارتیوں کو بددعائیں دینے کی آوازیں آئی تھیں۔۔۔پولیس اور ایمبولینس کے سائرن کی آوازیں آئی تھیں۔۔۔لوگوں کی چیخنے چلانے کی آوازیں آئی تھیں اور یہ ساری آوازیں اس کے پیروں کے نیچے سے زمین سرکانے کے لیے کافی تھیں!

اس نے گاڑی سویرا صادق کے گھر کی گلی کے باہر ہی روکی اور تھرتھراتا وجود لیے گاڑی سے باہر آیا اور سیدھا سویرا کے گھر کی جانب بڑھا۔۔۔سرخ انگارہ آنکھیں اور سپید و زرد چہرہ لیے۔۔۔اس کی حالت وہاں موجود تمام لوگوں سے کچھ مختلف نہ تھی۔وہاں آہ وزاری کرتے

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تمام لوگوں کی حالت اس سمے ایسی ہی ہوئی تھی۔ کانپتی ٹانگوں اور ہر پل تیز ہوتی دل کی دھڑکنوں کے درمیان وہ سویرا کے گھر کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔۔ آنکھیں اب بھی گرم گرم آنسو بہارہی تھیں۔۔۔ مگر وہ چل رہا تھا۔۔۔ کیسے چل رہا تھا؟ یہ تو وہ خود بھی نہیں جانتا تھا!

دل دہلا دینے والا منظر تھا۔۔۔ ہر جانب آہ و بکا۔۔۔ ہر جانب اندھیرا۔۔۔ ہر جانب دھند۔۔۔ لوگوں کی چیخ و پکار۔۔۔ ایک جانب روتے ہوئے آدمی، جو گھر والوں سے شاید چھپ کر رونا چاہتے تھے۔۔۔ مگر ہائے! وہاں سب ہی جانتے تھے کہ ان کے غم کا اشتہار سرعام لگا ہے۔۔۔ وہاں سب ہی اس بات سے باخبر تھے کہ دکھ سب کا بڑا ہے۔۔۔ وہاں سب ہی جانتے تھے کہ آج کی رات، اٹھارہ نومبر کی یہ سرد رات، ان کی زندگی میں اندھیرے لے کر آئی تھی۔

مصطفی کے قدم بڑھ رہے تھے۔۔۔ کچھ آگے ہی زمین پر ادھر ادھر لاشیں بکھری پڑی تھیں۔۔۔ یوں جیسے وہ بے وقعت و بے مول ہوں۔۔۔ لوگ لاشوں سے لپٹ لپٹ کر رو رہے تھے۔۔۔ اس کا وجود پتھرانے لگا تھا۔۔۔ آنکھوں کی تپش بڑھنے لگی تھی۔۔۔ سانسیں رکنے لگی تھیں۔۔۔ ان لاشوں اور ان کے گھرانوں کو پھلانگتا وہ اب سویرا صادق کے گھر کے بالکل باہر کھڑا تھا۔۔۔ یہ فاصلہ اتنا طویل آج سے پہلے کبھی نہ لگا تھا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

سویرا صادق کا چھوٹا مکان اندھیر پڑا تھا۔۔۔کوئی بھی بتی جلی ہوئی نہیں تھی۔۔۔تاریک اور سرد۔بھاری ہوتے دل اور قدموں کے ساتھ وہ ابھی اندر داخل ہونے ہی لگا تھا، کہ اسی وقت اپنے پیچھے سے اسے یہ آواز آئی تھی۔

"مصطفی بھائی!"، وہ پکار رہی تھی پیچھے سے۔۔۔وہ اس آواز کو پہچانتا تھا۔۔۔یہ کسی قریبی شخص کی آواز تو نہ تھی، البتہ جانی پہچانی تھی۔ایک جوان سی لڑکی بھاگتی ہوئی اس کے پیچھے سے ہوتی ہوئی اس کے سامنے آکھڑی ہوئی تھی۔وہ رحمہ تھی، آئیمان کی پڑوسی اور دوست۔وہ آئیمان کی ہی جتنی تھی۔ مصطفی نے اسے بہت امید سے دیکھا تھا۔کہ ابھی وہ بول دے کہ آئیں مصطفی بھائی، سویرا خالہ لوگ یہاں ہیں۔۔۔آپ فکر نہ کریں۔۔۔وہ سب بالکل ٹھیک ہیں۔ سلامت ہیں!

اس کی امید بھری نگاہوں کے برعکس رحمہ کی متورم سرخ آنکھیں افسردہ دکھتی تھیں۔ان آنکھوں میں دکھ تھا، کرب تھا!

رحمہ۔۔۔"، اس نے شکست خوردہ لہجے میں نہایت آہستہ سے کہا تھا۔رحم کی آنکھوں سے "آنسو ٹوٹ کر گرا تھا اور وہ اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

مصطفی بھائی۔۔۔م۔۔۔مجھے۔۔۔بہت افسوس ہے۔۔۔آئیمان۔۔۔آئیمان۔۔۔"، وہ اس سے آگے نہیں کہہ پا رہی تھی۔ مصطفی کے دل کو جیسے کسی نے پکڑ کر بھینچ دیا تھا۔ وہ روتی ہوئی رحمہ کو دل گرفتگی سے دیکھے گیا۔ وہ رو رہی تھی، بہت زیادہ۔ اور کر بھی کیا سکتی تھی؟ وہاں رونے کے علاوہ کوئی کچھ کر سکتا تھا کیا؟

کہاں۔۔۔کہاں ہے آئیمان؟"، اس نے بہت ہی ہمت سے یہ سوال کیا تھا۔۔۔یا اللہ! ایسا کچھ بھی نہ ہو جو وہ سوچ رہا ہے۔۔۔دل یہی دعا کر رہا تھا۔

رحمہ نے متورم آنکھیں لیے اسے دیکھتے ہوئے اس کے پیچھے اشارہ کیا تھا۔۔۔اور مصطفی جانتا تھا کہ اب اسے کیا منظر دیکھنے کو ملے گا۔ اس نے ضبط اور درد سے اپنی سرخ پڑتی آنکھیں بند کی تھیں۔ ہتھیلی بند آنکھوں پہ جمائی تھی۔۔۔مڑنا آسان نہ تھا۔۔۔کبھی کبھی صرف مڑنا بھی کتنا مشکل ہو جایا کرتا ہے نا! جب دنیا آپ کی پشت کے پیچھے ختم ہو رہی ہو، تو مڑنا بھی مشکل لگا کرتا ہے۔ اس کی دنیا بھی ختم ہو رہی تھی۔۔۔سب جیسے دھول ہو رہا تھا۔

وہ مڑا تھا! آنکھیں اب بھی بند تھیں۔۔۔کانپتا وجود لیے جب اسے محسوس ہوا کہ وہ پوری طرح مڑ چکا ہے، اس نے آہستہ سے اپنی آنکھیں کھولی تھیں جن کا سنہرا پن آج گہرا ابھورا دکھتا تھا۔

باب 3: لیلۃ الدم

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

نازل کر اب عیسی کو“

اب بھیج خدایا مہدی کو

دیکھ دجال آزاد ہوئے

”پھولوں کے کیا حال ہوئے

آنکھیں کھولنے پر جو منظر اس کے سامنے آیا تھا وہ دل دہلا دینے والا تھا۔۔۔دل اجاڑ دینے والا تھا۔۔۔دل کپکپا دینے والا تھا۔اس کو آج تک اندازہ نہ ہو سکا تھا کہ آئیمان کو کھونا اتنا مشکل ہو گا۔۔۔اتنا دردناک ہو گا۔۔۔

آئیمان۔۔۔وہ آئیمان جو ہمیشہ سے اس کے لیے صرف ایک کزن رہی تھی،اس کے بعد صرف ایک منگیتر،ہاں! صرف ایک منگیتر! وہ آئیمان جو منگیتر اور مستقبل کی بیوی سے بڑھ کر کبھی اور کچھ نہیں رہی تھی۔۔۔وہ آئیمان جو مصطفی سے خود سے بھی زیادہ پیار کرتی تھی۔۔۔وہ آئمیان جس نے شادی کے لیے اسے خود پرپوز کیا تھا۔۔۔وہ آئیمان جو اپنی تمام تر خوبصوتی،سادگی اور معصومیت کے بعد بھی کبھی اس کے دل میں موجود زمل جہانگیر کے مقام تک نہ آپائی تھی۔۔۔ہاں! بالکل! وہی آئیمان آج اس کے سامنے ساکت اور جامد پڑی تھی۔۔۔بے

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

روح۔۔۔اور یہ دردناک تھا۔۔۔بہت زیادہ! آئیمان صادق کو اس حالت میں دیکھنا دکھ اور اذیت دے رہا تھا۔یہ وہ لمحہ تھا جب مصطفی کے ذہن سے باقی سب کچھ غائب ہو گیا تھا۔۔۔ہر شخص اس لڑکی کے سامنے بے معنی ہو کر رہ گیا تھا جو اس کے لیے کبھی کوئی معنی نہیں رکھتی تھی!

سیفد گھیر دار سالباس پہنے ہوئے، جس پر جابجا بڑے بڑے سرخ دھبے لگے تھے۔خون کی مانند سرخ۔۔۔ہاں وہ خون ہی تو تھا۔چہرے پر بھی جابجا نیل اور زخموں کے نشان تھے۔ہونٹ کناروں سے سوجے ہوئے تھے۔۔۔پیشانی سے بھی بہت خون بہہ رہا تھا۔۔۔آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور ایک ہی سمت میں ساکت تھیں۔دوپٹہ غائب تھا۔۔۔اسے دوپٹے کی فکر بھی کہاں تھی۔۔۔اسے تو صرف آئیمان کی فکر تھی،جس کے ماتھے اور دل کی مقام سے اسے خون بہتا نظر آرہا تھا۔۔۔وہ اذیت سے اس لاشے کو دیکھ رہا تھا اور سوچنے کی کوشش کر رہا تھا کہ ایسا دکھ اور ایسی اذیت اسے اور کب ہوئی تھی۔۔۔مگر ایسی اذیت تو اسے پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔۔۔تب بھی نہیں جب اس نے اپنے ماں باپ کو کھو دیا تھا!

کچھ دیر پہلے تک تواتر کے ساتھ بہتے آنسو اب سوکھ کر رک گئے تھے۔۔۔اور پھر اس کے جمے ہوئے وجود میں جنبش ہوئی تھی۔اس نے قدم اس شناسا سے غیر شناسا لاشے کی طرف بڑھائے

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تھے جو ساکت سا زمین پر بکھرا ہوا تھا۔ سر د پڑتا جسم جب اس لاشے تک پہنچا تو وہاں کے درو دیوار نے اس چھ فٹ کے لڑکے کو پورے قد کے ساتھ گھٹنوں کے بل گرتے دیکھا تھا۔ وہ کانپتے ہاتھ آئیمان کے ہاتھ تک لے کر گیا اور دونوں ہاتھوں میں اس نے آئیمان کے سرد پڑتے ہاتھ کو تھاما اور ماتھے تک لایا۔۔۔ اس نے رونے کی کوشش کی تھی۔۔۔ وہ آنسو بہانا چاہتا تھا۔۔۔ وہ چاہتا تھا کہ جو آنسو اس کے دل سے بہہ رہے ہیں، وہ اس کی آنکھوں سے بھی بہہ نکلیں، مگر ایسا ناممکن لگ رہا تھا!

وہ دھاڑیں مار مار کر رونا چاہتا تھا، مگر آنسوؤں کا گولہ گویا کہیں اٹک کر رہ گیا تھا۔ سر جھکائے، آئیمان کا ہاتھ ماتھے پر ٹکائے، اس نے اپنے سرد پڑتے لبوں کو جنبش دی تھی۔

آئیمان۔۔۔" وہ جانتا تھا کہ وہ سن نہیں سکتی، مگر وہ پھر بھی کہہ رہا تھا۔ "میں نے تمہیں کھو دیا۔۔۔ اپنی اتنی قیمتی شے کو میں نے کھو دیا۔" وہ سرگوشی نما آواز میں کہہ رہا تھا۔ پھر سر ذرا سا اٹھا کر اس نے اپنا سرد پڑتا ہاتھ آئیمان کی سرد پیشانی پر رکھا جس پر گولی کا نشان صاف نظر آ رہا تھا۔

" آئیمان۔۔۔" وہ دکھ اور درد سے یہ نام بار بار دہرائے جا رہا تھا، جب اس کو اپنے پیچھے سے رحمہ کی آواز پھر سے سنائی دی تھی۔

مصطفی بھائی۔۔۔مجھے۔۔۔مجھے آپ کے لیے بہت افسوس ہے۔"،رحمہ کا یہ کہنا تھا اور وہ " بپھرے شیر کی مانند مڑ کر دھاڑا تھا۔

نہیں۔۔۔اب یہ مت کہنا۔۔۔تم جب بھی یہ کہتی ہو تو میرے غم کا سامان مجھے تیار ملتا " ہے۔۔۔ابھی تم نے یہ کہا تھا تو مجھے آئیان ملی۔۔۔تم یہ مت کہو۔۔۔میں اب سویرا امی کو بھی ایسی حالت میں نہیں دیکھنا چاہتا۔"،رحمہ نے اس کی سنہری بھوری سی آنکھوں میں گھلی نمی کو دیکھ سے دیکھا تھا۔۔۔آخر میں اس کا لہجہ اور اس کی آواز ہلکی ہو گئی تھی۔وہ جانتا تھا کہ اب چاہے وہ اس کڑوی حقیقت سے جتنا بھی منہ پھیر لے،وہ اسے جھٹلا نہیں سکتا!

www.novelsclubb.com

مصطفی بھائی۔۔۔آپ ہمت کریں۔۔۔"،رحمہ روتے روتے کہہ رہی تھی۔وہ جانتی تھی " کہ یہ کہنا بالکل فضول ہے۔بھلا کوئی ایسا انسان ہمت کرنے کی کوشش کر کے بھی ہمت کیسے کر سکتا ہے؟

آپ اتنی جلدی ڈھے جائیں گے تو کیسے چلے گا۔۔۔؟"،وہ بیچاری خود اتنا خون خرابہ دیکھ کر " پتا نہیں کیسے اب تک اپنے پیروں پر کھڑی تھی۔مصطفی نے اسے سر اور نظریں اٹھا کر عجیب بے بسی سے دیکھ تھا۔۔۔اور اٹھ کھڑا ہوا تھا۔اس کا انداز شکست خوردہ تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اور غم دکھاؤ مجھے، رحمہ۔"، وہ عجیب بے بسی سے کہہ کر رحمہ کے پیچھے ہی سویرا صادق کے گھر کی طرف چل پڑا تھا۔ آج تو اسے بہت کچھ دیکھنا تھا۔۔۔ اپنے دل کو مرتے ہوئے دیکھ کر اپنے ہی ہاتھوں سے دفنانا بھی تھا۔۔۔ کیونکہ یہ رات تو خون کی رات تھی۔۔۔ یہ دھواں اور موت کی رات تھی۔۔۔ یہ لہو کی رات تھی۔۔۔ یہ لیلۃ الدم تھی!

سویرا کے گھر میں قدم رکھتے ہوئے اسے آج پہلی بار احساس ہوا تھا کہ یہ مکان مکینوں کی آوازوں کے بنا کتنا ڈراؤنا لگتا تھا۔۔۔ آج آئیمان اور جعفر کے لڑنے کی کوئی آوازیں نہیں تھیں۔۔۔ آج سویرا کے ڈانٹنے کے کوئی آوازیں نہیں تھیں۔۔۔ سلام دعا کی کوئی آوازیں نہیں تھیں۔ یہ ایک عجیب اکیلے پن کی دہائیوں کی آوازیں تھیں۔۔۔ یہ خاموشی بھی عجیب صور پھونکتی تھی۔ اسے خاموشی آج سے پہلے اتنی بری کبھی نہیں لگی تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ خاموش نڈھال انداز میں رحمہ کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ ڈرائنگ روم میں داخل ہو کر رحمہ اس کی جانب مڑی تھی۔ پھر متورم آنکھوں اور آواز میں دائیں جانب والے صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے دھیرے سے، بالکل ہلکی سی آواز میں کہا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

سویرا خالہ۔"،اور مصطفی نے ضبط سے دہکتی آنکھوں کو بند کیا تھا اور دھیرے سے اتنا وجود اس جانب ہی موڑا تھا۔۔۔اور پھر اس نے آنکھیں کھولی تھیں۔آنکھیں کھولنے پر جو منظر اس کی بصارت سے ٹکرایا تھا،وہ اس کے سینے سے روح چھیننے کی قوت رکھتا تھا۔

صوفے پہ پھیلا ان کا بے جان وجود۔۔۔سیاہ و سفید لباس اور سفید دوپٹہ نماز کے انداز میں بندھا ہوا تھا۔۔۔چہرہ خاموش تھا۔۔۔بالکل بے تاثر۔۔۔یہ اگلا لاشہ بیک وقت شناسا اور غیر شناسا تھا۔ان کی آنکھیں بند تھیں۔۔۔ مصطفی نے چھوٹے چھوٹے قدم اپنی زندگی کی جانب بڑھائے تھے،جو کہ ختم ہو چکی تھی۔رحمہ بھی پیچھے کھڑی اسے ہمدردی سے تک رہی تھی۔

سویرا کے بے جان وجود کے پاس پہنچ کر وہ گھٹنوں کے بل بیٹھا اور ان کے سفید پڑتا سرد ہاتھ اپنے گرم ہاتھ میں رکھ کر دبایا۔۔۔محسوس ہوتا تھا کہ ٹھنڈک اس سرد ہاتھ سے ہوتی ہوئی اس کے ہاتھ میں سرائیت کر کے اس کے ابلتے وجود کو بھی ٹھنڈا کر دے گی۔

"کتنی حسین ہیں نا یہ؟"، مصطفی نے عجیب درد سے مسکرا کر کہا تھا۔رحمہ بھی درد سے اسے دیکھ رہی تھی۔وہ بچپن سے ان سب لوگوں کو دیکھتی آئی تھی۔۔۔ان کی موت اس کے لیے بھی بہت تکلیف دہ تھی۔ مصطفی نے دھیرے سے اپنا بایاں ہاتھ سویرا کے بالوں میں پھیرا تو اپنا ہاتھ گیلا ہوتا اس کو بخوبی محسوس ہوا تھا۔اس نے سرخ پڑتی آنکھیں بند کی تھیں۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

توان کو سر میں گولی ماری تھی، ہمم؟"، وہ تکلیف سے پوچھ رہا تھا۔اس کی آنکھ نم تھی۔آنکھیں بند کر کے کھولیں تو دو آنسو پلکوں کی باڑ کو توڑتے ہوئے سویرا کے سر دہاتھ پر گرے۔۔۔وہ آنسو جو کتنی ہی دیر سے حلم میں گولہ کی صورت اٹکے ہوئے تھے،اب لڑھک لڑھک کر پورے چہرے کو بھگو رہے تھے۔

جعفر غائب ہے بھائی۔۔۔ہم نے اسے ڈھونڈنے کی کوشش کی۔۔۔لیکن شاید بھارتی فوجی اسے اپنے ساتھ لے گ ئے ہونگے۔۔۔مگر یہ کنفرم ہے کہ جب بھارتیوں نے حملہ کیا تھا،وہ یہیں تھا۔۔۔میرے بھائی نے اسے سویرا کے ساتھ روتے دیکھا تھا جب آئیمان کو باہر لے جایا جا رہا تھا۔"، رحمہ اب پیچھے سے رک رک کر نم آواز میں،آہستہ آہستہ کہہ رہی تھی۔

میں نے سب کھو دیا،رحمہ۔۔۔میرے پاس موجود ایک ایک شے مجھ سے کھو گئی ہے۔۔۔وہ چند چیزیں جو میرے پاس تھیں،آج وہ بھی کھو گئی ہیں۔۔۔آج سید مصطفی صالح نے خود کو بھی کھو دیا ہے۔"، وہ بے ربط جملے ادا کرتا رو رہا تھا۔۔۔رونے کی دھاڑیں گھر کے باہر تک جاتی محسوس ہو رہی تھیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

رحمہ ترحم سے اسے دیکھ رہی تھی۔ تبھی باہر سے بہت زور کی گولی چلنے کی آواز آئی تو رحمہ سہم کر اسے دیکھتے ہوئے کھڑکی کی جانب بڑھی اور کھول کر باہر دیکھنے کے لیے جھانکا کہ باہر کیا ہو رہا ہے۔

وہ پھر سے آگ ئے۔"، مصطفی نے شکست خوردہ انداز میں سرگوشی نما آواز میں کہا تھا۔"

مصطفی بھائی، زمین پہ لیٹ جائیں۔"، رحمہ خوف کے مارے نم آنکھوں سے کہتی کچھ " قریب آئی تھی۔اس کے چہرے پہ ڈر صاف واضح تھا۔

ٹھاہ!"، تبھی ایک اور زوردار آواز ان دونوں کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی اور مصطفی صالح " نے رحمہ عزیز کے نازک و کمزور وجود کو بری طرف سے جھٹکا کھاتے دیکھا تھا۔رحمہ کی آنکھیں اسی پل ساکت ہوئی تھیں اور ایک لمحہ پہلے نظر آنے والا وف اور ڈر ایک لحظہ میں ہی اس کی آنکھوں سے عنقا ہوا تھا۔ مصطفی کو چند پل لگے تھے سمجھنے میں کہ ہوا کیا ہے۔۔۔اور پھر اس نے رحمہ کے وجود کو ایک جھٹکے سے منہ کے بل زمین بوس ہوتے دیکھا تھا۔اس کے گرنے پر ساکت نظریں پھیر کے مصفی نے اس کی کنپٹی سے بہنے سرخ مائع کو دیکھا تھا۔۔۔تو رحمہ کا قصہ بھی ختم ہوا چاہتا تھا!

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اس نے اذیت سے آنکھیں میچی تھیں۔۔۔یہ تبھی تھا کہ اس نے ایک اور ٹھاہ کی آواز سنی تھی اور اسی پل اسے اپنے پیٹ میں کچھ دھار سے پیوست ہوتا محسوس ہوا تھااور تکلیف کی ایک نا قابل برداشت لہر اس کے پورے وجود میں دوڑ گئی تھی۔۔۔یہ درد اور یہ تکلیف ایسی تکلیف تھی جو اسے سویرا اور ائیمان کے مردہ وجودوں کو دیکھ کر بھی نہیں اٹھی تھی۔۔۔یہ درد اس کے دل میں نہیں اٹھا تھا۔۔۔یہ تو اس کے پورے جسم میں اٹھا تھا۔۔۔اور یہ پہلی بار تھا کہ اسے اندازہ ہوا تھا کہ درد در حقیقت ہوتا کیا ہے!

درد وہ نہیں ہوتا جو ہمیں ایک چھوٹے سے کٹ یا زخم پر محسوس ہوتا ہے۔۔۔درد وہ ہوتا ہے جو مصطفی صالح کو اپنے پیٹ میں اس وقت محسوس ہوا تھا۔۔۔اپنے پیٹ سے اپنی پورے جسم میں سرا عیت کرتا ہوا۔۔۔اس نے درد سے اس جگہ پر ہاتھ رکھا تھا جہاں درد تھا۔۔۔اپنا ہاتھ اسے خون میں گیلا ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔۔اس کی ساکت آنکھوں میں بہت کچھ پنہاں تھا۔۔۔کچھ پل پہلے تک آنکھوں میں نظر آنے والے درد، دکھ اور امیدوں کے تمام تر جذبات مٹی ہو گئے تھے اور ان سب جذبات پر ایک درد حاوی ہوتا نظر آیا تھا۔۔۔وہ درد جو اسے اپنے پورے جسم میں سنسناتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اسے اپنی آنکھیں بند ہوتی محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔اسے اپنا سر بھاری ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔۔۔مناظر دھندلا رہے تھے۔اندھیرے ہر سو چھانے لگے تھے۔۔۔اسے اپنی لپٹ میں لینے لگے تھے۔۔۔اسے گھر کے دروازے کی طرف کچھ بھاری قدموں کی آوازیں آتی سنائی دے رہی تھیں۔۔۔کچھ مردوں کے بولنے کی بھاری آوازیں۔۔۔گھر کا نیم وا دروازہ کھلنے کی آوازیں۔۔۔اور اسی لمحہ اسے محسوس ہوا تھا کہ کوئی اس کے پیچھے چلتا ہوا آیا ہے۔۔۔اسے شانوں سے تھام رہا ہے۔۔۔پیچھے کی اور گھسیٹ رہا ہے۔۔۔وہ خود کو پیچھے کی اور گھسیٹتا محسوس کر سکتا تھا۔۔۔وہ اپنے حواس کھو رہا تھا۔۔۔ساری آوازیں دم توڑنے لگی تھیں۔۔۔سب کچھ بے معنی ہونے لگا تھا۔۔۔سارا درد دھواں ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔۔بصارت میں تاریکیاں گھلتی نظر آ رہی تھیں۔۔۔اور پھر وہ سنہری آنکھیں بند ہو گئی تھیں۔۔۔سب کچھ جیسے ایک ہی پل میں ختم ہو گیا۔۔۔حسیات مر گئیں!

اسلام آباد کا موسم آج کافی اچھا تھا۔۔۔سرمئی گھنے بادلوں نے آسمان کو ڈھک رکھا تھا اور سورج کی کرنوں کو اسلام آباد کی دھرتی پر گرنے نہیں دے رہے تھے۔وقفے وقفے سے کب سے

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

جاری بوندا باندی رفتار پکڑتی تو بارش کی تیز آواز سماعتوں سے ٹکراتی۔۔۔ساتھ ہی ٹھنڈی ٹھار ہوا نے چل کر ٹھنڈ کو دو بالا کر دیا تھا۔۔۔سیاہ و سرمئی سڑکیں کافی پہلے ہی بھیگ چکی تھیں۔

اگر اس موسم میں قصر شاہ میں جھانکا جاتا تو سکندر شاہ کے بلند قصر کے وسیع لان سے منسلک پورچ میں ایک کے بعد ایک چار سیاہ گاڑیاں رکتی نظر آتیں۔۔۔دو ویگو اور دو بی ایم ڈبلیو ایک کے بعد ایک قصر کے دروازے سے اندر داخل ہونے کے بعد ایک دوسرے کے پیچھے ہی ایک قطار میں کھڑی ہوئی تھیں۔باری باری کر کے ان گاڑیوں میں سے سکندر شاہ کی فیملی نکل کر قصر کے داخلی دروازے کی جانب بڑھے تھے۔سکندر اور جہانگیر ایک ساتھ تھے جبکہ باقی سب بھی ساتھ ساتھ ہی آرہے تھے۔

زمل نے عابر کا ہاتھ تھام رکھا تھا جبکہ عابر نے دوسرے ہاتھ سے چھاتہ پکڑ رکھا تھا۔

گھر میں داخل ہوتے ہی سکندر شاہ کا ایک ملازم ان کے قریب آیا تھا اور ان کے سامنے مؤدب سا ہو کر ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔وہ تقریبا بیس اکیس سال کا خوش شکل نوجوان تھا۔۔۔شکل سے کشمیری لگتا تھا۔۔۔شاید کسی کشمیری نے ہی اسے وہاں نوکری دلوائی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

جی بابا سائیں؟"، وہ ادب و احترام سے پوچھ رہا تھا۔ سکندر مسکرائے تھے اور مسکرا کر انہوں " نے اس کی پیٹھ تھپتھپائی تھی پھر ان سب کی طرف اشارہ کر کے نرمی سے کہا تھا۔

"قیوم۔۔۔یہ میرا بیٹا ہے، جہانگیر۔۔۔اور یہ میری بہو ہے، عنیزہ۔۔۔یہ سب میرے پوتے پوتیاں ہیں۔۔۔کلثوم بی بی کو ابھی نہ بتانا کہ یہ سب آئے ہیں۔۔۔تم جا کر انہیں بس ڈرائنگ روم میں آنے کا کہو۔اور ملازمین سے کہہ کر ان سب کا سامان اوپر کمروں میں رکھواؤ۔"، وہ نرمی سے اس کا شانہ تھپکتے ہوئے اندر ڈرائنگ روم کی جانب بڑھ گئے تھے جبکہ وہ اب پھرتی سے خود کو سونپے گئے کام نمٹا رہا تھا۔

ڈرائنگ روم خوبصورتی سے آراستہ تھا۔۔۔سنہری اور سیاہ رنگ کا کنٹراسٹ ڈرائنگ روم کو اور خوبصورت بنا رہا تھا۔۔۔لیٹسٹ فرنیچر۔۔۔سفید چمکتے ماربلز سے فرش سجا تھا۔

زمل عابر اور جاہد کے ساتھ ہی ایک صوفے پر بیٹھ گئی تھی جبکہ عنیزہ اور مرحہ ایک صوفے پر تھیں۔۔۔سکندر اور جہانگیر ایک صوفے پر بیٹھ کر اب گفتگو میں محو ہو چکے تھے۔

جبھی کچھ ہی پل بعد وہاں کلثوم آئی تھیں۔۔۔سادہ سبز رنگ کے شلوار قمیض کے ساتھ سبز ہی دوپٹہ پہنے، بالوں کو چوٹی میں گوندے، وہ تھوڑی نیند میں ہی لگتی تھیں۔۔۔اتنی صبح صبح جو اٹھا دیا تھا انہیں۔۔۔وہ ہاتھ پہلو میں لہراتیں ابھی ڈرائنگ روم کے دروازے سے اندر داخل ہی

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ہوئی تھیں کہ سکندر شاہ کے برابر بیٹھے شخص کو دیکھ کے ان کا سانس گویا تھم سا گیا۔آنکھیں شدت بے یقینی سے پھیل گئیں اور پہلو میں گرے ہاتھ ساکت ہو گئے۔۔۔وہ ساکت سی ہوئیں جہانگیر کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔سانس روکے۔

انہوں نے آج اپنے بیٹے کو تقریباً بتیس سال بعد دیکھا تھا۔۔۔پہلے دیکھ تو چکی تھیں مگر یوں، اتنے قریب۔۔۔اپنے سامنے دیکھ کر وہ کچھ پل ساکت کذرے رہنے کے بعد کانپتے قدموں کے ساتھ تھوڑا آگے بڑھی تھیں۔۔۔ان سے قدم آگے بڑھانا دوبھر ہو گیا تھا۔۔۔آنکھوں میں نمی چھلکی تھی۔گلے میں گلٹی ڈوب کر ابھری تھی۔۔۔یہ فاصلہ طے کرنا مشکل ہو گیا تھا۔۔۔

تو یہ فاصلہ بھی جہانگیر ہی کو طے کرنا تھا۔۔۔اور انہوں نے کر بھی لیا تھا۔۔۔کھڑے ہو کر وہ ایک ہی جست میں ان تک پہنچ کر ان کو گلے لگا چکے تھے۔۔۔

"آپ کے شوہر مجھے گھر سے نکال رہے ہیں، اماں۔۔۔میں خود نہیں جا رہا۔۔۔میں ان کی نافرمانی کیسے کر لوں؟"، اٹھارہ سالہ نوجوان سے جہانگیر کا جملہ سماعتوں میں گونجا تو ساتھ ہی ان کا چہرہ بھی نظروں کے سامنے لہرایا۔۔۔جانگیر اب ان کے پاس تھے۔۔۔ان کے بازوؤں کے حصار میں۔ان کی مامتا کو جیسے آج سکون آیا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

وہ ان کے گلے سے لگی ہچکیاں لے کر رو رہی تھیں۔۔۔آج بتیس سال بعد انہوں نے ان مضبوط بازوؤں کی گرماہٹ اور محبت محسوس کی تھی۔۔۔دل میں گویا سکون اتر آیا تھا۔۔۔مامتا کی جلتی آگ آج کچھ پر سکون ہو گئی تھی!

دوبارہ اس کی آنکھ بازو میں سوئی چبھنے پر کھلی تھی۔۔۔بھاری ہوتی پلکوں کو اٹھانا دوبھر ہو گیا تھا۔۔۔سر اس سے زیادہ بھاری ہو رہا تھا۔گہری سانسیں لے کر اس نے پلکوں کو ایک دوسرے سے جدا کرتے ہوئے بمشکل آنکھیں کھولیں تو سفید چھت اس کی نظروں کے سامنے آئی۔۔۔

حواس تھوڑے سے ہی واپس آئے تھے کہ پیٹ میں ایک شدید درد اٹھا تھا۔۔۔بے اختیار وہ کراہا تھا۔۔۔اس کے دائیں طرف ایک نوجوان سا، تقریباً بیس اکیس سال کا کشمیری لڑکا کھڑا تھا۔۔۔سفید کمپاؤنڈر کا لباس پہنے، ہاتھ میں انجیکشن پکڑے، وہ اس کی نیم وا آنکھوں کو دیکھ رہا تھا۔

اس سے زیادہ دیر دیکھا بھی نہیں گیا۔۔۔کیونکہ آنکھیں پھر بند ہونے لگی تھیں۔۔۔بصارت پھر دھندلانے لگی تھی۔۔۔وہ بس سر ایک جگہ ٹکائے ادھ کھلی آنکھوں سے اس لڑکے کو دیکھ رہا تھا، جو شاید اس سے کچھ کہہ رہا تھا۔۔۔یا شاید کسی اور سے۔۔۔آنکھیں کھلی رکھنا مشکل سا ہو گیا

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تھا۔۔۔اور پھر وہ سنہری آنکھیں پھر سے بند ہو گئی تھیں۔۔۔حسیات ایک بار پھر سے سو گئی تھیں۔۔۔دنیا پھر سے اندھیر ہو گئی تھی۔

-

سرزمین اسلام آباد پر چھائے گھرے سرمئی سے بادل آج بارش تو نہیں، مگر ٹھنڈ ٹوٹ کر برسا رہے تھے۔۔۔آج سردی کافی حد تک بڑھی ہوئی تھی۔ٹھنڈی ٹھار ہواؤں کا زور تھا۔۔۔دانت بجنے پر مجبور کیے دے رہی تھیں۔

ایسے میں پی آئی ایم ایس ہسپتال کے ایک کمرے کے باہر رکھی نشستوں پر نظر دوڑائی جاتی تو نکھری نکھری سی زمل جہانگیر بیٹھی نظر آتی۔سبز رنگ کے شلوار قمیض پہنے، گلے میں سبز دوپٹہ ڈالے، بالوں کو فرانسیسی چوٹی میں گوندے، وہ کافی اچھی لگ رہی تھی۔

آج وہ سرجری سے پہلے اپنے فائنل چیک اپ کے لیے یہاں آئی تھی۔اس کے بالکل برابر والی نشست پر ہی عنیزہ بیٹھی تھیں۔نارنجی اور سبز امتزاج کے شلوار قمیض کے ساتھ نارنجی دوپٹہ شانوں پر پھیلائے، ہمیشہ کی طرف بال نیچے جوڑے میں باندھے ہوئے تھیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

زمل اپنے خیالوں میں کھوئی ہوئی تھی جب انہوں نے اس کا شانہ ہلا کر اسے اپنی جانب متوجہ کیا تھا۔وہ جیسے خیالوں کے جہاں سے واپس دھرتی پر آئی تھی۔

”زمل۔۔۔“، عنیزہ کہہ رہی تھیں۔

”ہمم؟؟؟جی امی؟“،وہ تھوڑی بوکھلاہٹ سے پوچھ رہی تھی۔

”کہاں گم ہو تم؟“، عنیزہ نے شفقت سے پوچھ کر اسے دیکھا تھا۔

”وہ۔۔۔وہ کچھ نہیں۔۔۔میں تو بس ایسے ہی۔۔۔“،زمل نے لب کاٹتے ہوئے سر جھکایا تھا اور پھر انگلیاں مروڑتے ہوئے سر پھر سے اٹھا کر عنیزہ کو دیکھا تھا۔

”اس کی شادی ہو جائے گی ناپرسوں؟“،زمل نے پتا نہیں کیا سوچ کر یہ سوال کیا تھا کہ عنیزہ ایک پل کے لیے چپ سی ہو گئی تھیں۔۔۔پھر چہرے پر مسکراہٹ لا کر سر اثبات میں ہلایا تھا۔

”ہاں انشاءاللہ۔۔۔پرسوں اس کی شادی آئیمان سے ہو جائے گی۔۔۔مگر تم کیوں پوچھ رہی ہو؟“، عنیزہ نے نرمی اور شفقت سے پوچھا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

امی۔۔۔وہ کتنا مطلبی ہے نا۔۔۔ہمیں بلایا بھی نہیں اپنی شادی میں۔"،وہ لب دانتوں تلے دبا کر پتا نہیں کس سے اور کیوں شکایت کر رہی تھی۔یا شاید یہ صرف اپنے احساسات چھپانے کی ایک کوشش تھی۔

عنیزہ مسکرائی تھیں۔

"اگر وہ ہمیں بلا بھی لیتا،تب کون سا ہم چلے جاتے؟"،انہوں نے نرمی سے پوچھا تھا۔

"مگر پھر بھی۔۔۔فار میلیٹی کے تحت ہی بلا لیتا۔۔۔آگے ہم آتے یا نہ آتے،یہ ہمارا مسئلہ تھا۔۔۔جھوٹے منہ ہی پوچھ لیتا۔"،زمل نے کچھ ناراضگی کے تاثرات کے ساتھ کہا تو عنیزہ بھی سر جھٹک کر مسکرادیں۔۔۔وہ اسے نہیں بتا سکیں کہ مصطفی نے انہیں سب سے پہلے انوائٹ کیا تھا،مگر زمل کی سرجری کی وجہ سے انہوں نے معذرت کرلی تھی۔

"اچھا خیر۔۔۔مصطفی کو چھوڑو۔۔۔تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم کتنی ایکسائٹڈ ہو؟"،انہوں نے نرمی اور شفقت سے پوچھا تو زمل نے کچھ کنفیوژن سے سر اٹھایا تھا۔

"کس لیے؟"،وہ کنفیوژن سے پوچھ رہی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ارے اپنی سرجری کے لیے نا۔۔۔ تم خوش ہو کہ تم اب اپنی امی کو دیکھ سکو گی؟ بابا اور بھائیوں کو دیکھ سکو گی؟"، وہ آنکھوں میں الوہی چمک لیے پوچھ رہی تھیں۔ لہجے کی ایکسائٹمنٹ بھی صاف واضح تھی۔ مگر پھر انہوں نے زمل کے چہرے پر ایک عجیب سی تلخ اور درد بھری مسکراہٹ نمودار ہوتے دیکھی تھی۔

"امی، آپ کو اتنا یقین کیسے ہے کہ میں ٹھیک ہو جاؤں گی؟ میں دیکھنے لگ جاؤں گی؟"، وہ عجیب لہجے میں کہہ رہی تھی اور عنیزہ ساکت سی اسے دیکھ رہی تھیں۔ وہ کیا کیا سوچتی رہتی تھی؟

"مطلب میرے علاوہ سب ہی بہت زیادہ ایکسائٹڈ ہیں؟؟؟ ضروری تو نہیں ہے نا کہ سرجری کامیاب ہو جائے؟ کیا پتا کہ سرجری کامیاب نہ ہو۔۔۔ کیا پتا۔۔۔"، ابھی وہ آگے مزید بھی بولتی اگر عنیزہ اس کی بات بیچ میں نہ کاٹتیں۔

"کیوں زمل؟ کیوں؟"، وہ تیز لہجہ میں کہہ رہی تھیں۔ "کیوں تمہیں اب بھی کوئی شک ہے کہ سرجری کامیاب نہیں ہو گی؟ تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ تم دیکھ نہیں پاؤ گی؟ میں تمہیں بتاتی ہوں کہ تمہیں ایسا کیوں لگ رہا ہے جبکہ ڈاکٹرز نے امید دلا دی ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ فکر کی کوئی ضرورت نہیں، سرجری کامیاب ہی ہو گی۔۔۔ میں تمہیں تمہارے سارے شکوک و شبہات کے جواب دیتی ہوں۔۔۔ اور جواب یہ ہے کہ تمہارا ایمان کمزور ہے۔۔۔"، انہوں

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

نے یہ کہا تھا مگر زمل کی زبان کو تو مانو، تالا لگ گیا تھا۔ وہ کچھ بولنے کے قابل نہیں رہی تھی۔ پہلے سکندر اور پھر عنیزہ اس سے ایک ہی بات کہہ رہے تھے۔۔۔ اور یہ بات اس کو ایک چابک کی طرح لگتی تھی۔ ''تمہیں اللہ پر یقین نہیں ہے کہ وہ سب صحیح کر سکتا ہے۔۔۔ تمہیں اللہ پر ایمان نہیں ہے کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے۔۔۔ تم اللہ کی صفات میں کفر کر رہی ہو، زمل)زمل کے چہرے پر کرب کا تاثر نمایاں ہوا تھا(۔۔۔ کیوں کر رہی ہو کفر؟ کیا تمہاری تربیت میں مجھ سے کوئی کمی رہ گئی ہے؟''، زمل کو ان کے لہجے میں نمی گھلتی محسوس ہو رہی تھی۔

تمہیں پتا ہے زمل۔۔۔؟ مجھے ہمیشہ محسوس ہوتا تھا کہ تمہارا ایمان کمزور ہو رہا ہے۔۔۔ مگر'' میں ہمیشہ دعا کرتی تھی کہ یہ خیال صرف خیال ہی ہو، حقیقت نہ بن جائے۔''، زمل نے کچھ ''کہنے کے لیے زبان کھولی تھی مگر الفاظ گویا حلق میں اٹک کر حلق کو دکھانے لگے تھے۔

www.novelsclubb.com

زمل، تم نے میری ساری دعائیں ضائع کر دیں۔۔۔''، انہوں نے اب ایک گہری سانس لی'' تھی۔ ''تمہیں پتا ہے کہ ایمان ہوتا کیا ہے؟ بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ مومن وہ ہوتا ہے جو پردہ کرتا ہو۔۔۔ مومن وہ ہوتا ہے جو دن میں پانچ وقت نماز پڑھتا ہے۔۔۔ زکوۃ دیتا ہے۔۔۔ حج اور عمرہ کرتا ہے۔۔۔ سچ بولتا ہے اور جھوٹ سے بچتا ہے۔۔۔ مگر پتا ہے کیا۔۔۔ یہ سب تو بہت بعد میں آتا ہے۔۔۔ ایمان اور مومن کا یہ کانسیپٹ بالکل غلط ہے۔۔۔ میں بتاتی

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ہوں تمہیں کہ ایمان ہوتا کیا ہے۔۔۔ایمان کی ابتداء اللہ پر یقین رکھنے سے ہوتی ہے۔۔۔ صرف اس کے وجود پر ہی نہیں، اس پر یہ ایمان بھی رکھنا ہوتا ہے کہ وہ ہر شے پر قادر ہے۔۔۔یہ ایمان رکھنا کہ وہ ہی واحد ویکتا، عبادت کے لائق ہے۔۔۔وہ ہر چیز کر سکتا ہے۔۔۔ مگر پتا ہے کیا زمل ؟ تم اللہ پر بھروسہ نہیں رکھتی۔۔۔اس پر ایمان نہیں رکھتی۔۔۔ تم نے اپنا یقین اور بھروسہ صرف ڈاکٹرز تک محدود کر لیا ہے۔۔۔اپنی ساری امیدیں تم نے ڈاکٹرز اور دوائیوں تک محدود کر لی ہیں، جبکہ اللہ اس کا زیادہ حقدار ہے۔۔۔ کیا وہی نہیں ہے جس نے تمہیں پیدا کیا؟ کیا وہی نہیں ہے جو تمہاری سانسوں کو ابھی چلنے کی اجازت دیئے ہوئے ہے ؟ تم سوچتی ہو کہ سرجری کامیاب نہیں ہو گی۔۔۔ چھوڑو اسے۔۔۔اللہ نہ کرے اگر سرجری کامیاب نہیں بھی ہوتی، تو کیا؟ کیا ہو گا؟ زندگی ختم ہو جائے گی؟ دنیا رک جائے گی؟ نہیں زمل۔۔۔زندگی تو چلتی رہتی ہے۔۔۔وہ پہلے کی ہی طرح چلتی رہے گی۔۔۔ تمہیں زندگی کے ساتھ ساتھ چلنا سیکھنا ہو گا۔۔۔ کیونکہ تمہاری بھی ایک زندگی ہے۔۔۔ کیا جو لوگ دیکھ نہیں سکتے، ان کی کوئی زندگی نہیں ہوتی ؟ کیا ان کی زندگی ختم ہو جاتی ہے ؟"، عنیزہ کی آواز کی تیزی اب نرمی میں بدل گئی تھی۔ وہ اب پہلے کی طرح، اپنے نرم لہجے میں شفقت سے بول رہی تھیں۔ زمل نے صرف سر نفی میں ہلانے پر اکتفا کیا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تمہیں پتا ہے زمل؟ تم کس قسم کے لوگوں میں آتی ہو؟"، وہ پھر سے نرمی سے پوچھ رہی تھیں۔ زمل نے ایک بار پھر نفی میں سر ہلایا تھا۔ اس کی سیاہ آنکھیں نم معلوم ہوتی تھیں۔ حلق کا درد سوا ہونے لگا تھا۔

"تم ان لوگوں میں سے ایک ہو جو کہتے ہیں کہ فلاں چیز نہیں ہو سکتی۔۔۔ ان کو کوئی امید ہی نہیں ہوتی کہ وہ چیز کبھی ہو بھی سکتی ہو۔۔۔ مگر۔۔۔ مگر جب وہ چیز ہو جاتی ہے، تو وہ بہت خوش ہوتے ہیں۔۔۔ کوئی جائے اور جا کر ان کا گریبان تھام کر پوچھے ذرا ان سے کہ کیوں اب اس نعمت کے مزے لے رہے ہو جبکہ تمہیں تو اپنے رب سے یہ نعمت پانے کی امید اور توقع ہی نہیں تھی۔۔۔؟"، انہوں نے کہہ کر نرمی سے اس کے کانپتے ہاتھ تھام کر تسلی کے سے انداز میں دبائے تھے۔

www.novelsclubb.com

"چھوڑ دو منافق لوگوں کی صف اور داخل ہو جاؤ ایمان والوں میں، زمل۔"، وہ جیسے بہت بے بسی سے کہہ رہی تھیں جس پر زمل نے ایک نم سانس خارج کرتے ہوئے اپنی نم آنکھیں رگڑی تھیں۔

"امی۔۔۔ میں۔۔۔ میں اللہ پر ایمان رکھنا چاہتی ہوں۔۔۔ مومن بننا چاہتی ہوں۔۔۔ مگر مجھے نہیں پتا کہ یہ کیسے کروں۔۔۔ مجھے نہیں پتا۔"، اور اب وہ بے بسی سے سر نفی میں ہلاتی، اپنا

ضبط کھو چکی تھی۔ وہ روتے ہوئے عنیزہ کے گلے آ لگی تھی۔۔۔ ہچکیوں کے ساتھ روتے ہوئے وہ خود کو ان میں بھینچے ہوئے تھی۔ عنیزہ اس کی پشت تھپکتے ہوئے اسے سہلانے لگیں۔

"اچھا بس۔۔۔ تم اپنے آپ کو بہتر کرو۔۔۔"، وہ نرمی سے بولیں تو زمل نے پیچھے ہٹتے ہوئے اپنا چہرے صاف کیا۔

"میں کیا کروں امی؟ کیسے کروں؟ میں نے اللہ کے قریب ہونے کے لیے خود کو بدلا۔۔۔ اپنا ماڈرن لائف اسٹائل چھوڑ کر ان شلوار قمیض پر آ گئی۔۔۔ اور کیا کروں میں؟"، وہ متورم آواز و لہجہ میں کہہ رہی تھی جس پہ عنیزہ ہلکا سا مسکرائی تھیں۔۔۔ اس کی معصومیت پر۔

"تم قرآن پڑھو ترجمہ کے ساتھ۔۔۔ خود سے بھی اور اللہ سے بھی یہ وعدہ کرو کہ ایک بار تم دیکھنے لگ جاؤ گی تو قرآن پڑھو گی۔۔۔ جب قرآن پڑھ لو تو پھر میرے پاس آنا۔۔۔ میں تمہیں بتاؤں گی کہ آگے کیا کرنا ہے۔"، انہوں نے نرمی سے کہا تو وہ سر ہلانے لگی۔۔۔ آج اس نے واقعی یہ وعدہ کیا تھا!

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

یہ ان سب کا اسلام آباد میں دوسرا دن تھا۔۔۔ عنیزہ توز مل کو ہسپتال لے کر گئی تھیں۔۔۔ باقی سب ابھی گھر پر ہی تھے۔

شام کے چار بج رہے تھے اور عابر اور جاہد اس وقت جاہد کے کمرے میں پلنگ پر بیٹھے باتیں کرنے میں مصروف تھے۔ آف وائٹ شرٹ اور بھورے ٹراؤزرز پہنے، گیلے بالوں کو ماتھے پر بکھیرے، عابر ہمیشہ کی ہی طرح پر کشش لگ رہا تھا۔

اس کے سامنے ہی نیلی شرٹ اور سفید ٹراؤزرز پہنے جاہد بھی بیٹھا تھا۔

پھر حسن کو پورا کا پورا چپس کا پیکٹ ی سر کو دینا پڑا۔۔۔"، جاہد ہنسی سے بے حال ہوتا عابر کو " بتا رہا تھا۔۔۔ عابر بھی ہنسا تھا۔

ہیئے بوائز۔"، تبھی دروازہ کھٹکھٹا کر ہلکے سے کھولا گیا تھا اور دروازے میں ایک چہرہ نمودار " ہوا تھا۔ سولہ سترہ سال کی دراز قد، خوبصورت سی ایک لڑکی تھی جو اپنے لمبے بھورے بالوں کو پشت پر کھولے، اپنی چمکتی بھوری آنکھوں سے ان دونوں کو ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔ وہ واقعی بہت خوبصورت تھی، اور یہ ایک ہی پل میں عابر اور جاہد، دونوں نے سوچا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ہائے۔۔۔آپ؟"، عابر نے ہلکا سا مسکرا کر پوچھا تو وہ مسکراتے ہوئے مزے سے اندر چلی "
آئی۔ آسمانی رنگ کی شرٹ اور سفید پینٹ پہنے، وہ کافی لمبی تھی۔۔۔ تقریباً زمل جتنی ہی تھی۔

"آپ حفیظ انکل کی بیٹی ہو نا؟"، عابر نے ذرا مسکرا کر پوچھا تو سر زور زور سے اثبات میں ہلاتی
پلنگ کے قریب آئی تھی۔ پھر اشارہ کر کے پوچھا۔

"بیٹھ جاؤں؟"، اس نے پوچھا تو جاہد کچھ سیدھا ہوتے ہوئے اس کو جگہ دے کر تھوڑا سائیڈ
ہو گیا۔

"آپ لوگوں کے بابا کہاں ہیں؟"، وہ پھر سے آنکھوں میں الوہی چمک لیے پوچھ رہی تھی۔"

وہ دادا کے کمرے میں ہیں۔۔۔"، اب کے جاہد نے بھی بہت بڑی مسکراہٹ کے ساتھ بتایا"
تھا۔

"تم کون سی بیٹی ہو؟ فجر؟"، عابر نے پوچھا تو وہ سر نفی میں ہلانے لگی۔

"میں حیات ہوں۔۔۔ حیات حفیظ شاہ۔"، وہ مسکراتے ہوئے بتا رہی تھی۔"

'اور اچھا حیات۔۔۔ یہ بتاؤ کہ تم کل کہاں تھی جب ہم آئے تھے؟ ہم سے ملنے کیوں نہیں
آئی تھی تم؟"، اب کے جاہد نے ذرا تفتیشی انداز میں پوچھا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

میں فجر آپی کے ساتھ کالج کے ایڈمیشن کے لیے گئی تھی۔"، وہ چہچہاتے ہوئے بتا رہی تھی۔

"تو ایڈمیشن مل گیا؟"، یہ سوال جاہد کی طرف سے تھا جس نے حیات کو دیکھتے ہی سارے سوالات تیار کر لیے تھے۔

"ہاں ظاہر سی بات ہے۔۔۔مجھے تو ایڈمیشن ملنا ہی تھا۔۔۔آخر کو میں سکندر شاہ کی سب سے ہونہار پوتی ہوں۔"، اُس نے ایک شان سے بال جھٹکتے ہوئے کہا تو عابر تو اس کے انداز پر عش عش کر اٹھا۔

"ہاں ویسے یہ تو ہے۔۔۔اتنی پیاری۔۔۔میرا مطلب ہے اتنی ہونہار اور ذہین لڑکی کو داخلہ تو دینا ہی تھا ناں ان کالج والوں کو۔۔۔ویسے اگر تم مائنڈ نہ کرو، تو مجھے بھی بتاؤ ناکہ تم نے کون سے کالج میں ایڈمیشن لیا ہے۔"، وہ ذرا تجسس سے پوچھ رہا تھا۔ حیات نے آنکھیں سکیڑ کر اُسے دیکھا۔

"مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو؟"، اب کے اس کا انداز تفتیشی ہو گیا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

وہ اصل میں مجھے بھی کالج میں ایڈمیشن لینا ہے نا۔۔۔تو میں بھی اسی کالج میں ایڈمیشن لے لوں گا۔۔۔کیسا؟"، جاہد نے مسکرا کر کہا تو حیات بہت زور سے تالیاں بجاتے ہوئے ہنسی تھی۔

"کیا ہوا؟"، جاہد نے کچھ حیرانی سے پوچھا جس پر بمشکل خود کو روکتے ہوئے حیات نے عابر کو دیکھا تھا جو جاہد کی ہی طرح کنفیوزڈ تھا۔

"اوہ مین۔۔۔وہ گرلز کالج ہے۔"، اور اب کے عابر بھی بہت زور سے ہنسا تھا۔ ہنستے ہنستے دونوں نے تالی ماری تھی اور پھر جاہد کی تپی صورت کو دیکھا تھا، جو بازو باندھے ان دونوں کو کڑی تیوریوں سے گھور رہا تھا۔

"اتنے اچھے نہیں لگ رہے ہنستے ہوئے۔"، وہ تپ کر بولا تھا۔

"دیکھو میرے بھائی۔۔۔تم کم از کم مجھے تو یہ نہیں بول سکتے کیونکہ اس بات کے گواہ سب ہیں کہ عابر جہانگیر تو تب بھی ہینڈسم لگتا ہے جب وہ ابھی سو کر اٹھا ہو۔"، عابر نے ایک دل جلانے والی مسکراہٹ کے ساتھ اسے کہا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اور تم یہ حیات حفیظ شاہ کو بھی نہیں کہہ سکتے کیونکہ وہ بلاشبہ سکندر شاہ کے پوتے پوتیوں میں سب سے زیادہ حسین ہے۔۔۔"حیات نے بھی ایک ادا سے کہا تھا۔۔ہاہ! یہ دو سیلف آبسیسڈ مل گئے تھے۔

"بول تو ایسے رہی ہے جیسے حسن کے دیگچے میں گر گئی ہو۔"جاہد نے تپ کر ناک بھوں چڑھا کر کہا تو حیات کا تو منہ ہی کھل گیا۔

"ارے۔۔۔ تمہیں کیسے پتا چلا؟؟؟ یہ تو سیکریٹ تھا۔"اور حیات کے مصنوعی حیرانی کے تاثرات پر تو عابر بھی زور سے ہنسا تھا۔

"اچھا بس۔۔۔یہ بتائیں کہ زمل آپی کہاں ہیں؟ان سے بھی ملنا ہے مجھے۔"حیات نے جاہد کو یکسر نظرانداز کر کے عابر سے پوچھا تو جاہد اور زیادہ تپ گیا۔

"وہ امی کے ساتھ چیک اپ کے لیے گئی ہے۔۔۔پرسوں اس کی سرجری ہے نا۔۔۔تو فائنل چیک اپ ہے آج۔"عابر نے تفصیل سے بتایا۔

"میں نے تصویر دیکھی تھی ان کی۔۔۔بہت پیاری ہیں وہ۔"حیات نے جیسے ایک جذب سے کہا تھا جس پر عابر نے پھر سے فخریہ شانے اچکائے تھے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

آخر عابر جہانگیر کی بہن ہے تو پیاری تو ہو گی نا؟"، انداز کمال شاہانہ تھا جس پر حیات کھلکھلا کر ہنس پڑی تھی۔

"یہ تو ماننا پڑے گا۔"، حیات نے بھی تائیدی انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو جاہد کو اس پل عابر سے صحیح والی جیلیسی ہوئی تھی۔

اسے ٹھنڈ لگ رہی تھی۔۔۔اس کا جسم تپ رہا تھا اور کپکپاہٹ کا شکار تھا۔۔۔اسے صرف اندھیرا ہی دکھ رہا تھا۔۔۔اسے اپنا جسم کسی چیز پر پڑا معلوم ہو رہا تھا جو مسلسل ہل رہی تھی۔۔۔اسے شاید کہیں لے جایا جا رہا تھا۔

اندھیرا اسے اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے تھا۔اور پھر اس اندھیرے میں اسے ایک روشنی کا قمقمہ دکھائی دیا تھا۔۔۔اور پھر وہ روشنی کا ذرہ بڑھتا چلا گیا۔۔۔بڑھتا چلا گیا۔۔۔یہاں تک کہ وہ اپنے گھر میں پہنچ گیا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

آٹھ سال کا سنہری آنکھوں اور سیاہ سلکی بالوں والا وہ خوبصورت سا بچہ معصومیت سے اپنے باپ کو دیکھ رہا تھا جو اسی کا پرتو معلوم ہوتا تھا۔۔۔ لمبا قد۔۔۔ سنہری آنکھیں۔۔۔ سیاہ ماتھے پر گرتے بال۔۔۔ بھوری شلوار قمیض پہنے، نرمی سے اسے دیکھ ہی دیکھ رہا تھا۔

مصطفیٰ، پتا ہے کہ شہادت کیا ہوتی ہے؟"، اس کا باپ اس سے یہ سوال پوچھ رہا تھا جس پر" اس نے معصومیت سے نفی میں سر ہلایا تھا۔

جب ہم اللہ کے لیے، اس کی راہ میں مرتے ہیں، تو اس موت کو شہادت کہتے ہیں۔"، وہ " نرمی سے اسے سمجھا رہے تھے اور وہ اپنے ننھے ذہن میں یہ نقش کیے جا رہا تھا۔

اور غزہ پتا ہے کیا ہوتی ہے؟"، وہ پھر سے اس س پوچھ رہے تھے جس پر اس نے نفی میں سر" ہلایا تھا۔

غزہ وہ زندگی ہوتی ہے جو ہم اللہ کی راہ میں لڑتے ہوئے فتح حاصل کر کے زندہ رہ جاتے" ہیں۔"، وہ بتا رہے تھے، بہت نرمی سے۔۔۔ اور پھر اس کے ہاتھ تھامے ان کے ہاتھ سرد پڑتے گئے۔۔۔ دونوں کے ہاتھ چھوٹ گئے۔۔۔ وہ دور جاتے رہے۔۔۔ مصطفیٰ ان کو دور جاتے دیکھتا رہا۔۔۔ وہ انہیں روکنا چاہتا تھا مگر وہ رکنا نہیں چاہتے تھے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"بابا۔۔۔بابا،رک جائیں پلیز۔"، وہ نم آنکھوں سے کہہ رہا تھا۔۔۔اور پھر اچانک ہی ہر شے پر روشنی غالب آگئی تھی۔۔۔گھر کی جگہ ایک وسیع میدان نے لے لی تھی۔

"شہادت۔۔۔بہترین موت۔"، ایک آواز اس کی سماعتوں میں گونجی تھی اور وہ جھٹکے سے مڑا تھا۔۔۔شاید یہ آواز اس کے پیچھے سے آئی تھی۔ مگر پیچھے تو کوئی نہ تھا۔۔۔مگر آگے بھی تو کوئی نہیں تھا۔

"غزہ۔۔۔بہترین زندگی۔"، دوبارہ سے آواز آئی تھی مگر اب کی بار الفاظ مختلف تھے۔

وہ پریشان سا کھڑا تھا۔۔۔کہاں سے آرہی تھی یہ آواز؟

"تم کون ہو؟"، اور اس وقت میں یہ پہلا سوال تھا جو اس سے کیا گیا تھا۔اسی الگ سی آواز میں، جس میں رعب تھا، توازن تھا۔۔۔شان تھی!

"میں مصطفیٰ ہوں۔"، اس نے گھٹی گھٹی سی آواز میں جواب دیا تھا۔

"تم کون ہو؟"، اب کی بار بلند آواز میں اس سے سوال کیا گیا تھا۔

"میں مصطفیٰ ہوں۔"، اس نے بھی چیخ کر جواب دیا تھا۔

"کون ہوتا ہے مصطفیٰ؟"، اور یہ دوسرا سوال آیا تھا جس پر وہ کچھ خاموش سا ہو گیا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"کون ہوتا ہے مصطفیٰ؟"، وہی متوازن لہجہ۔۔۔وہی رعب دار آواز۔

"چنا ہوا۔۔۔"،اس نے ہلکی سی آواز میں جواب دیا تھا۔

"کس لیے چنا ہوا؟"،آواز پھر سے گونجی تھی۔

"تبدیلی کے لیے۔۔۔فتح کے لیے۔۔۔غزہ کے لیے۔"،اس بار اس کے جواب دینے کا انتظار نہیں کیا گیا تھا۔۔۔جواب خود ہی دے دیا گیا تھا۔

"شہادت۔۔۔بہترین موت۔

غزہ۔۔۔بہترین زندگی۔"،اور پھر وہ آواز غائب ہو گئی تھی۔۔۔ایسے جیسے کبھی آئی ہی نہ ہو۔

"غزہ۔۔۔بہترین زندگی۔۔۔"،وہ خود سے سرگوشی کر رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"شہادت۔۔۔بہترین موت۔۔۔"،وہ پھر سرگوشی کر رہا تھا۔

"بھائی۔۔۔"،ایک آواز آئی تھی۔وہ اس آواز کو پہچانتا تھا۔۔۔جانتا تھا۔یہ آواز، یہ انداز، یہ لہجہ۔۔۔سب ہی بہت شناسا سا تھا۔۔۔ایک لڑکے کی آواز۔۔۔پریشان سی۔۔۔متفکر سی۔۔۔گہری اور پیاری۔۔۔ہاں یہ اس کے کسی شناسا کی ہی آواز تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

آنکھیں کھولیں بھائی۔"،اس سے کہا جا رہا تھا اور ساتھ ہی اس کے شانے کو ہلکے سے، بہت نرمی سے ہلایا جا رہا تھا۔"کھولیں نا آنکھیں"

مصطفیٰ کو اپنی پلکوں پہ بہت بوجھ محسوس ہو رہا تھا۔پلکیں اٹھانا اور جدا کرنا دوبھر ہو گیا تھا۔۔۔محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کبھی اپنی آنکھیں نہیں کھول پائے گا۔۔۔مگر وہ آنکھیں کھولنا چاہتا تھا۔۔۔اندھیرا پھر سے غالب ہو رہا تھا۔۔۔مگر وہ اندھیرا نہیں چاہتا تھا۔محسوس ہو رہا تھا گویا وہ اپنی پوری طاقت صرف پلکیں کھولنے پر لگا رہا ہے۔۔۔اور پھر بہت ہی دھیرے سے اس نے یہ پلکیں ایک دوسرے سے جدا کی تھیں۔۔۔اور اسی لمحہ ایک شدید درد اس کے پیٹ میں اٹھا تھا۔آہ۔۔۔اف!!!ی درد نا قابل برداشت لگتا تھا۔۔۔بہت دھیرے سے، درد ضبط کرتے ہوئے اس نے آنکھیں کھولی تھیں۔آنکھیں کھولنے پر اسے سرخ چھت نظر آئی تھی۔۔۔سرخ؟

بصارت دھندلائی ہوئی تھی۔۔اس نے سر ذرا سا موڑ کر دیکھا تھا اور اسے اپنے پاس کسی ہیولہ کا سا گمان گزرا تھا۔اس نے سر پھر موڑ لیا تھا۔نظروں کے سامنے پھر سے سرخ چھت آ گئی تھی۔اس نے ایک بار پلکیں جھپکائی تھیں۔۔۔پھر دوبارہ۔۔۔پھر دوبارہ۔۔۔اور پھر اسے نے سر موڑا تھا اور اسے اپنے پاس ایک وجود کھڑا نظر آیا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

گوری رنگت، پرکشش نقوش۔۔۔ بھوری متفکر سوجی ہوئی آنکھیں، بھورے ماتھے پر بکھرے بال۔۔۔ وہ آنکھیں اسے کسی قریبی کی یاد دلاتی تھیں۔۔۔ بلکہ وہ آنکھیں تو تھیں ہی کسی قریبی کی۔۔۔ ہاں! اب کچھ سمجھ آرہا تھا! یہ آنکھیں تو جعفر صادق کی تھیں۔

مصطفی نے بے یقینی سے اس کو دیکھا تھا۔۔۔ بے یقینی کے عالم میں ایک بار نہیں، کئی بار پلکیں جھپکائی تھیں۔۔۔ منہ حیرت اور شاک سے کھل گیا تھا اور سنہری آنکھوں میں نمی چھلکی تھی۔۔۔ وہ اپنی کیفیت اور شکر گزاری کے جذبات اس وقت بتانے کے لیے الفاظ ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔ سویرا صادق کا سپوت بچ گیا تھا۔۔۔ وہ مرا نہیں تھا۔۔۔ یااللہ! وہ مرا نہیں تھا

مصطفی نے اٹھنے کی کوشش کی تھی جس پر جعفر نے اس کو شانے سے پکڑ کر پھر سے لٹایا تھا۔

"آپ آرام کریں، بھائی۔" جعفر نرمی سے کہہ رہا تھا۔ اس نے نرمی سے مصطفی کے دائیں ہاتھ کو اپنے ہاتھوں کی مضبوط گرفت میں تھاما تھا اور تھوڑا اوپر لے جا کر محبت اور تشکر سے چوما تھا۔ "الحمداللہ۔" مصطفی کو اس کی ہلکی سر گوشی سنائی دی تھی۔ جعفر آنکھوں میں نمی لیے کچھ پیچھے ہوا تو مصطفی نے تشکر سے آنکھیں بند کیں اور ہلکی سی سرگوشی میں کہا،

"الحمداللہ۔"۔۔۔ جعفر کی آنکھوں کی نمی کے برعکس مصطفی صالح کی آنکھوں میں بہت سے

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

آنسو تھے۔۔۔وہ آنسو جو بتا رہے تھے کہ اس کا دل کس کیفیت سے گزر رہا ہے۔۔۔کتنی تکلیف میں ہے۔۔۔کیا نہیں تھا ان آنکھوں میں!

درد۔۔۔اذیت۔۔۔دکھ۔۔۔پچھتاوا۔۔۔اور ایک الوہی سی شکر گزاری کی چمک!

"جعفر۔۔۔مجھے اٹھنے۔۔۔میں مدد دو۔"اس نے جعفر کا ہاتھ تھام کر اس کے ہاتھ پر گرفت مضبوط کرتے ہوئے کچھ تکلیف سے کہا تو جعفر بھی اسے شانے سے مضبوطی سے تھام کر اسے سیدھا بٹھانے لگا۔

"اٹھ کیوں رہے ہیں آپ؟ لیٹے رہیں نا۔"جعفر نے کچھ فکر مندی سے اسے تکتے ہوئے کہا تو مصطفی لب تکلیف سے بھینچ کر سر نفی میں ہلانے لگا۔۔۔اور پھر سر اور نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔جعفر کا گورا رنگ زرد پڑ رہا تھا۔آنکھوں کی جوت بجھی ہوئی تھی۔۔۔آنکھوں کے گرد سیاہ بڑے حلقے تھے۔۔۔آنکھوں کے پپوٹے سوجے ہوئے تھے۔۔۔وہ یقیناً روتا رہا تھا۔۔۔مصطفی کو بے اختیار اس چھوٹے سے لڑکے پر بہت ترس آیا تھا جس نے ایک ہی رات میں اپنے تمام اہم رشتے گنوا دیئے تھے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ٹھیک ہوں میں۔"، درد کی شدت محسوس کرنے کے باوجود اس نے ہلکے سے کہہ کر اسے مسکرا کر دیکھا تھا۔ اس مسکراہٹ کے پیچھے بھی تکلیف پوشیدہ تھی اور اس تکلیف کا اندازہ جعفر صادق کو بھی خوب تھا۔ آخر کو وہ بھی تو اسی تکلیف سے گزر رہا تھا۔

مصطفی نے تبھی گردن موڑ کر دائیں بائیں دیکھا تھا۔۔۔اس نے خود کو ایک سیپ پر لیٹا پایا تھا۔۔۔اس کے پیروں کے پاس ایک اچھی خاصی بڑی کھڑکی تھی جس پر راڈز لگی ہوئی تھیں۔۔۔ان راڈز کے سوراخوں سے ٹھنڈی ہوا اندر آ رہی تھی۔۔۔ جامنی سا آسمان تھا اور باہر درختوں اور سبزہ زار کی قطاریں پیچھے ہی پیچھے جاتی نظر آ رہی تھیں۔۔۔بائیں طرف ایک اور بنچ نما سیٹ تھی جس پر کچھ بیگز رکھے تھے۔ مصطفی کا منہ حیرت کے مارے کھلا تھا اور اس نے آنکھوں میں بے یقینی لیے جعفر کو دیکھا تھا جو سنجیدگی سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

سبز رنگ کا موٹا سوئیٹر اور بھورا ٹراؤزر پہنے، بھورے بال ماتھے پر بکھیرے، وہ کافی تھکا ہوا لگتا تھا۔۔۔ مگر سنجیدہ اور سپاٹ سا بھی !

مصطفی نے پھر سے آنکھیں اوپر کی جانب اٹھائی تھیں تو آنکھوں کے سامنے سرخ چھت آئی۔۔۔وہ سمجھ رہا تھا کہ وہ اس وقت کہاں ہے۔۔۔اور وہ سمجھ چکا تھا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا یا پوچھتا، ایک آدمی جعفر کی پشت پر نمودار ہوا تھا۔ بوڑھا سا۔۔۔ کشمیری نقوش کا حامل۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

صاحب جی، آپ کہاں اتریں گے؟"، وہ جعفر سے مخاطب تھا۔ جعفر نے پلٹ کر اسے " دیکھا تھا اور بہت دھیرے سے سنجیدہ لہجے میں کہا تھا۔

مظفر آباد۔"، اور یہ سن کر مصطفی کا سانس جہاں تھا، وہیں تھم گیا۔ مظفر آباد کیوں؟ "

آدمی تو سر ہلا کر چلا گیا تھا البتہ مصطفی نے بے یقینی سے جعفر کا ہاتھ تھاما تھا جس پر جعفر نے سر اور نگاہیں اس کی جانب پھیری تھیں۔

م۔۔۔ مظفر۔۔۔ آباد؟ کیوں، جعفر؟ کیوں؟"، مصطفی نے اٹک اٹک کر بے یقینی کے عالم " میں پوچھا تھا۔

تو پھر کیا کرتے؟ اس جگہ رہتے جہاں انسانیت نام کی کوئی چیز نہیں ہے؟"، وہ سنجیدہ اور " سپاٹ سے انداز میں اس سے بولا تھا۔ لہجہ انتہا کا خشک تھا۔ ابرو اٹھا رکھی تھی اور نظریں مصطفی کے بے یقین چہرے پر جمائی ہوئی تھیں۔

مگر۔۔۔ مگر ہم وہاں پاکستان میں رہیں گے کیسے؟ ہمارے پاس تو پاکستانی روپیہ بھی نہیں " ہے۔۔۔ نہ ہی میرا شناختی کارڈ۔۔۔ اور پاسپورٹ؟ وہ بھی تو نہیں ہے۔۔۔ ہم کیسے رہیں گے وہاں، جعفر؟"، مصطفی کو الگ ہی فکر کھائے جا رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں پریشانی جھلکی تھی،

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

جس پر جعفر نے ایک ٹھنڈا سانس خارج کر کے اسے دیکھا تھا، پھر آستہ سے نیچے جھکا تھا۔ ساتھ ساتھ بولنا بھی جاری تھا۔

آپ فکر نہیں کریں۔۔۔سب انتظام کر لیا ہے میں نے۔"، وہ کہہ رہا تھا اور پھر سر اٹھا کر وہ کھڑا ہوا تھا اور مصطفی کے سامنے ایک سیاہ بیگ رکھا تھا اور آہستہ سے اس کی زپ کھولی تھی۔ اس بیگ میں دیکھ کر مصطفی نے حیرت سے اسے دیکھا تھا جو اب بھی سپاٹ ہی دکھتا تھا۔ اس بیگ میں وہ ساری چیزیں موجود تھیں جن کے لیے وہ پریشان تھا۔

"یہ۔۔۔یہ کیسے ملیں تمہیں؟؟؟ کہاں سے؟"، وہ حیرت کے مارے بس اتنا ہی پوچھ پایا تھا۔

"آپ کے گھر سے لی تھیں۔۔۔اور جہاں تک بات ہے میری، تو میرا پاسپورٹ وغیرہ بھی اس میں ہی موجود ہے۔۔۔میں وہاں ٹھہر بھی جاتا مگر آپ کو پتا ہے؟ وہاں ابھی تک وہی حالات ہیں۔۔۔لوگ روز سینکڑوں کی تعداد سے مر رہے ہیں۔۔۔ کھانے کو کچھ نہیں ہے۔۔۔ کرفیو لگا ہوا ہے۔"، وہ سپاٹ سے انداز میں بتاتے بتاتے کچھ نم آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا، جس کی آنکھوں میں کرب تھا۔

"اور جہاں تک بات رہی کہ ہم کہاں جائیں گے؟ کیا کریں گے؟ تو آپ اپنے دادا کو فون کر کے خبر دیں کہ ہم آرہے ہیں وہاں۔۔۔وہ ہماری مدد کریں گے۔۔۔ مدد کرنی بھی چاہئے۔ آخر

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

آپ کا حق ہے یہ۔۔۔اور دیر سے ہی سہی، ایک نا ایک دن مجھے پاکستان کی نیشنیلیٹی مل ہی جائے گی۔"، جعفر آرام سے سنجیدہ سے انداز سے اسے کہہ رہا تھا۔ مصطفی نے سب سمجھ کر سر ہلایا تھا۔ مگر پریشانی تھی کہ کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

"تم نے تو سب کچھ پہلے سے ہی ڈیسائیڈ کیا ہوا ہے۔۔۔ مگر مجھے ابھی تک یہ سمجھ نہیں آ رہا کہ ہم مظفر آباد کیوں جا رہے ہیں؟"، مصطفی اب بھی کچھ فکر مند نظر آتا تھا۔

"مظفر آباد اس لیے جا رہے ہیں کہ وہاں عاصم انکل ہیں۔۔۔اور عاصم انکل بھی ہماری مدد کر سکتے ہیں۔"، جعفر نے اب بھی پوری سنجیدگی سے کہا تو مصطفی نے سمجھ کر سر ہلایا۔"ٹھیک ہے۔"،وہ کہہ کر سر راڈ سے ٹکا کر چھت کو تکنے لگا تھا تبھی پھر سے ایک خطرناک درد پیٹ سے پورے جسم میں سرایت کرتا محسوس ہوا تھا۔اس نے ضبط سے لب بھینچے تھے۔۔۔ مگر ایک کراہ منہ سے نکلی تھی۔ چہرہ بھی درد کی شدت سے سرخ پڑ رہا تھا۔ جعفر فکر مندی سے اس کے برابر بیٹھا تھا۔

"درد زیادہ ہو رہا ہے کیا؟"، وہ آنکھوں میں بے پناہ فکر لیے اس سے پوچھ رہا تھا۔

"ہاں۔!"، مصطفی نے تکلیف سے جواب دے کر آنکھیں درد سے بند کر لی تھیں

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

۔

مصطفی صالح کی زندگی میں سب سے بڑا موڑ آچکا تھا۔۔۔اس کی زندگی بدل چکی تھی۔۔۔وہ خود بدل چکا تھا۔۔۔اب موڑ آنے کی باری زمل کی زندگی میں تھی۔ مگر یہ تو آسمانوں پر طے کر دیا گیا ہے کہ کچھ کی زندگی میں قسمت دکھ دینے والی ہوتی ہے جبکہ کچھ کو ان کی زندگی کی سب سے بڑی خوشی تھما جاتی ہے۔

بیس نومبر۔۔۔

زمل جہانگیر کی زندگی کا وہ دن جب اس کی زندگی میں سب سے بڑا موڑ آنے والا تھا۔۔۔

وہ دن جو اس کے سارے زخموں پر مرہم ثابت ہونے والا تھا۔۔۔

وہ دن جو زمل جہانگیر کی زندگی کو نور سے بھرنے والا تھا۔۔۔

اس دن کی ابتداء ہو چکی تھی۔

صبح کا وقت تھا اور گھڑیاں چھ بجاتی تھیں۔

گہرا جامنی سا آسمان اور ہلکی ہلکی سی روشنی ہر سو بکھری نظر آتی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

سردیوں کی ٹھنڈی ہواؤں نے چل کر موسم کو بھی سرد کر رکھا تھا۔

ایسے میں اگر اوپر سے ہی ایک نظر قصر شاہ پر ڈالی جاتی تو کافی افرا تفری پھیلی نظر آتی۔ ملازمین کا اندر اور پھر باہر، اور پھر اندر۔۔۔ اور پھر باہر۔۔۔ کبھی ادھر تو کبھی ادھر آنا جانا لگا ہوا تھا۔ اندر سے سامان لا لا کر سکندر شاہ کی گاڑی میں رکھا جا رہا تھا کہ یہ سکندر کی خواہش تھی کہ زمل کو ہسپتال وہ لے کر جائیں گے۔ وہ سفید شلوار و قمیض میں ملبوس اپنی ہمیشہ والی شان و شوکت لیے گاڑی سے کچھ فاصلے پر پیچھے ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔ چہرے پر ہلکی ہلکی پریشانی دکھائی دے رہی تھی۔

ان کے سامنے ہی جہانگیر کھڑے ان سے ہی محو گفتگو تھے۔

"تو تم اور عنیزہ دوپہر تک آ جانا ہسپتال۔۔۔ سرجری دس بجے ہے۔۔۔ جب تک میں اور عابر اس کے ساتھ ہی ہونگے۔۔۔ ٹھیک؟"، وہ رعب دار آواز و لہجہ میں ان سے کہہ رہے تھے۔ ان کی بات پر جہانگیر نے روہانسا نظروں سے انہیں دیکھا تھا۔

"مگر بابا۔۔۔ آپ سمجھ نہیں رہے ہیں۔ زمل کو ہسپتال میں ہماری ضرورت پڑے گی۔۔۔ خاص طور پر عنیزہ کی۔۔۔ وہ ہمیں وہاں نہ پا کر اداس ہو جائے گی۔"، جہانگیر نے ایک اور کوشش کرنا چاہی تھی۔۔۔ ظاہر ہے، ایک ناکام کوشش!

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تو کیا پورے پاکستان کو لے جائیں ہسپتال؟ پاگلوں والی باتیں کر رہے ہو۔۔۔میں اور عابر ہوں گے نا اس کے پاس۔اور ویسے بھی سرجری میں بھی وقت لگے گا اور سرجری کے فوراً بعد ہوش بھی نہیں آئے گا۔۔۔اب تم مانو یا نہ مانو، مگر میں بتا رہا ہوں کہ میں اسے اپنے بغیر ایسے نہیں چھوڑ سکتا وہاں پر۔۔۔اور ہم پورے خاندان کو بھی نہیں لے جا سکتے۔"، سکندر کا لہجہ دو ٹوک تھا۔۔۔سنجیدگی سے بھرپور۔

"مگر بابا، میں اس کا باپ ہوں اور عنیزہ اس کی ماں ہے۔"، جہانگیر نے احتجاجاً کہا تو سکندر شاہ نے ایک ابرو جتاتے انداز میں اٹھا کر انہیں کڑی نظروں سے دیکھا تھا۔پھر ہاتھ ہنوز پیچھے باندھے ایک قدم جہانگیر کے قریب ہوئے، پھر ہلکا سا ان کے کان کے پاس جھکے۔

"اور میں اس کا سب کچھ ہوں۔۔۔کیا اب بھی کچھ کہنا باقی رہ گیا ہے، جہانگیر سکندر شاہ؟"،

ان کی بات، ان کی بحث، ان کے جملے، ان کے دلائل، ان کا انداز اور ان کا لہجہ۔۔۔اف، جہانگیر سکندر، تم کبھی سکندر شاہ سے نہیں جیت سکتے۔۔۔کبھی نہیں!

"تو یعنی یہ پکا ہے کہ سکندر شاہ اپنا فیصلہ نہیں بدلیں گے؟"، جہانگیر نے ہار مانتے ہوئے آخر ہتھیار ڈال ہی دیئے، جس پر سکندر نے خوب زور و شور سے سر ہلایا اور پھر مسکرائے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"بالکل۔۔۔ایسا ہی ہے۔"،اف،ان کا وہ اعتماد۔سکندر نے کہہ کر نظریں قصر کے دروازے کی جانب موڑیں جہاں سے عابر زمل کا ہاتھ تھامے باہر چلا آرہا تھا۔سادہ سفید شلوار قمیض پر سوئیٹر پہنے،گلے میں سفید دوپٹہ ڈالے،لمبے سیاہ بالوں کو ہالف کیچر ڈکیے،وہ کافی اچھی مگر پریشان لگتی تھی۔برابر میں ہی عابر جہانگیر بھی چلا آرہا تھا۔سفید شرٹ پر بھورا سوئیٹر پہنے،بھوری ہی پینٹ پہنے،وہ کچھ بکھرے سے حلیے میں چہرے پر پریشانی کے تاثرات سجائے،اس کے ساتھ ساتھ ہی چلتا ہوا آرہا تھا۔گاڑی تک پہنچ کر اس نے زمل کے لیے پچھلا دروازہ کھولا تو وہ بھی اندر بیٹھ گئی۔

تبھی جہانگیر نے عابر کو کچھ سائیڈ کر کے زمل کے دونوں ہاتھوں کو اپنے گرم ہاتھں میں تھاما تھا۔پھر اسے مخاطب کیا تو آواز بیک وقت مضبوط اور افسردہ محسوس ہوتی تھی۔

"بہادر بنو اور مضبوط بنو۔۔۔اللہ پر بھروسہ رکھو۔۔۔یاد رکھنا۔۔۔اللہ پر بھروسہ رکھنے والا کبھی اکیلا نہیں رہتا۔"،کہہ کر انہوں نے اس کا گال تھپتھپایا تو زمل نے ان کے ہاتھوں پر گرفت مضبوط کی اور سر اثبات میں ہلایا۔

"میرے آنکھیں کھولنے سے پہلے ہسپتال آجائیے گا۔"،اس نے نہایت نرم آواز میں دھیرے سے کہا تو جہانگیر نے اس کے ہاتھ چوم کر سر ہلایا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

بہن کا خیال رکھنا، عابر۔۔۔ بابا کبھی کبھی بہت لاپرواہ ہو جاتے ہیں۔"، جہانگیر کی یہ آخری ہدایت سن کر عابر نے سر سمجھ کر اثبات میں ہلا کر ان کو گویا ایک تسلی تھمادی تھی۔اگلے ہی لمحے گاڑی زن سے قصر کی حدود کو پار کرتی ہوئی ہسپتال کی جانب گامزن تھی۔

سفر شروع ہو چکا تھا۔۔۔ایک نئی زندگی کی جانب۔۔۔ایک نئی دنیا کی جانب۔۔۔ایک نئی زمل جہانگیر کی جانب!

گاڑی مین روڈ پر رواں دواں تھی۔اسلام آباد کی سڑکوں کے دونوں اطراف میں بنی درخت کی قطاریں پیچھے ہی پیچھے جائے جا رہی تھیں۔موسم ابر آلود تھا۔۔۔ٹھنڈیوں تو بڑھی ہوئی تھی مگر گاڑی کے بند شیشوں کے باعث محسوس نہیں ہو رہی تھی۔وہ سپاٹ چہرے کے ساتھ کھڑکی کی جانب منہ کیے بیٹھی تھی۔سکندر شاہ اب آگے پیسنجر سیٹ پر بیٹھے تھے اور عابر اس کے برابر میں بیٹھا تھا۔

زمل کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں نظر آ رہا تھا۔دل میں جو چل رہا تھا وہ چہرے سے عیاں نہیں ہو رہا تھا۔ذہن کے پردوں پہ پرانی یادوں کے مٹے مٹے سے نقش نمایاں ہو رہے تھے۔۔۔کچھ آوازیں سماعت میں شیرینی گھولنے لگی تھیں۔کسی کی آواز۔۔۔کسی کا لہجہ۔۔۔کسی کی باتیں

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

بہت یاد آنے لگی تھیں۔ماضی کے اوراق پلٹنے لگے تھے۔ذہن ایک خوبصورت دن تک پہنچ گیا تھا۔

اسلام آباد کی سرزمین پر یہ دن بہت روشن اور اجلا اجلا اترا تھا۔نیلے آسمان میں بہتے سپید بادل ایک الگ ہی خوبصورت اور مسحور کن منظر پیش کر رہے تھے۔تازگی بخش ہواؤں کا زور تھا۔سورج بھی کبھی بادلوں کی اوٹ میں ہو جاتا تو کبھی ایک نظر سرزمین اسلام آباد پر ڈالنے کی غرض سے تھوڑی دیر کے لیے باہر نکل جاتا۔

ایسے میں نسٹ یونیورسٹی میں گریجوئیشن ڈے منعقد کیا گیا تھا۔ہزاروں طلباء کے ساتھ ہی سید مصطفی صالح بھی آج گریجوئیٹ ہو رہا تھا۔

ابھی گریجوئیشن سیریمنی ختم ہو چکی تھی اور مصطفی اب باقاعدہ بیچلر بن گیا تھا۔وہ آج بے حد خوش تھا۔۔۔اپنی کامیابی پر۔۔۔اپنی خواہش اور خواب پورا ہونے پر۔۔۔مگر جہاں دل کا ایک حصہ اس خوشی کو منانے میں مصروف تھا،وہیں دوسرا حصہ دکھی تھا۔۔۔ایک درد سا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ایک جیت ملی تھی تو ایک ہار بھی نصیب میں لکھی گئی تھی۔اسے محبت میں ہار کا سامنا کرنا پڑا تھا۔۔۔ہائے قسمت۔۔۔اس ہار سے اس کے اور اس کے خدا کے سوا اور کوئی واقف نہیں تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اس سمے وہ اختر کے ساتھ ہی پارکنگ ایریا کی طرف آیا تھا۔۔۔اسے اب ہاسٹل واپس جانا تھا۔ مگر حیرت کا شدید جھٹکا اسے تب لگا تھا جب اسے پارکنگ لاٹ میں ہی ایک سفید گاڑی سے ٹیک لگائے عنیزہ اور زمل دکھی تھیں۔ وہ اختر کو خدا حافظ کہتا ان کی جانب ایک خوشگوار حیرت اور خوشی سے بڑھا تھا۔

سفید ڈریس شرٹ پہنے، بالوں کو جیل سے سیٹ کیے، وہ شاندار شخصیت کا مالک لگ رہا تھا۔ بازو پر گاؤن ڈالا ہوا تھا، اور کیپ پکڑ رکھی تھی۔ وہ زمل کو ایک نظر دیکھتا ان کے قریب آیا تھا۔

"کانگریچیولیشنز۔"، اسے قریب آتا دیکھ عنیزہ چہکی تھیں، ساتھ ہی زمل کے چہرے پر بھی ایک خوشی اور مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ وہ اپنے سفید لباس کی مانند ہی چمکنے لگی تھی۔ وہ ہمیشہ کی طرح خوبصورت ہی لگی تھی۔ سفید گھٹنوں تک آتی فراک کے ساتھ نیلی جینز پہنے، سفید دھپٹہ اسٹالر کی طرح گلے میں گول گول کر کے ڈالا ہوا تھا۔ بالوں کو اونچی پانی ٹیل میں باندھ رکھا تھا۔ مصطفی نے اسے دیکھ کر بے اختیار نظر چرائی تھی۔ اب وہ عنیزہ کو دیکھ رہا تھا۔

"آپ لوگ یہاں کیسے پہنچ گئے، ڈاکٹر صاحبہ؟"، وہ خوشگواریت سے کہتا مسکرا رہا تھا۔ مسکراہٹ لبوں سے جدا ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

" سرپرائز۔۔۔"، جواب زمل نے خوب چہک کر ہاتھ خوشی سے پھیلا کر دیا تھا۔ وہ اس کی چہک پر مسکرا دیا تھا۔ وہ لگتی ہی اتنی پیاری تھی۔

" ہمیں ویسے بھی سرپرائز دینا بہت پسند ہے۔"، زمل نے مزید کہا تو وہ سر ہلا گیا۔

" بالکل ٹھیک کہہ رہی ہو۔"، اس نے سمجھ کر سر ہلایا تھا۔ ایک زخمی سی مسکراہٹ اس کے لبوں پر نمودار ہوئی تھی۔ زمل کا پچھلا سرپرائز وہ ابھی تک بھولا ہی کہاں تھا؟

لیکن آج تو اس کے پاس بھی ایک سرپرائز تھا!

"ویسے۔۔۔ آپ لوگوں کو ایک الوداعی لنچ پر لے جانے کا ارادہ تو تھا ہی میرا۔ پھر نہ جانے کب ملاقات ہو!"، اس نے ایک گہری سانس بھر کر کہا تو اس نے واضح طور پر زمل اور عنیزہ کے چہرے پر بکھرتی نا سمجھی دیکھی تھی۔ اس کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔ بتانا اتنا بھی آسان نہ تھا جتنا وہ سمجھے بیٹھا تھا۔ یہ کہتے ہوئے اس کے اپنے دل کی حالت ہی اتنی عجیب ہو رہی تھی کہ بس!

"جی، جا رہا ہوں نا کچھ دنوں میں واپس کشمیر۔۔۔ منگنی ہو رہی ہے میری اپنی کزن سے۔"، گلا کھنکھار کر اس نے کہا تو زمل کا سانس جیسے حلق میں ہی کہیں اٹک کر رہ گیا تھا۔ منہ شاک اور

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

بے یقینی سے کھل گیا تھا۔ہاتھ بے دم ہو کر پہلو میں گرے تھے۔دل کی دھڑکنیں سست پڑی تھیں۔۔۔یہ وہ کیا کہہ رہا تھا؟وہ اپنے ہوش میں بھی تھا؟

"منگنی؟واپس؟یہ کیا کہہ رہے ہو تم؟"، سکتہ عنیزہ کی بے یقین آواز نے ہی توڑا تھا۔مصطفی کے چہرے پر شرمندگی چھائی ہوئی تھی۔جن کو اتنی اہمیت دی تھی،جن کو اپنے گھرانے کی طرح ہی عزیز رکھا تھا،ان کے سامنے اس طرح سے بالکل جاتے وقت یہ بات کرنا کتنا مشکل تھا۔۔۔یہ صرف خدا ہی جانتا تھا۔مگر دل میں زیادہ دکھ کسی اور شے کا تھا۔۔۔اور وہ شے دل تک ہی محدود رہتی تو ہی ٹھیک تھا۔

!کیونکہ وہ زمل جہانگیر سے دستبردار ہو گیا تھا

!مصطفی صالح زمل جہانگیر سے دستبردار ہو گیا تھا

یادوں کے اوراق میں درج تکالیف نئے سرے سے ہونا شروع ہو گئی تھیں۔درد ہرا ہو گیا تھا۔سیاہ آنکھوں کی پلکوں کی باڑ کو توڑتا ایک گرم آنسو اس کے رخسار پر بہہ گیا تھا۔دل میں ایک چبھن سی ہوئی تھی۔

"تو آج تم کسی اور کے ہو جاؤ گے،ہاں؟"،اس نے دل ہی دل میں اسے مخاطب کیا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"زمل جہانگیر کا دل آئیمان صادق کا ہو جائے گا۔۔۔ہاہ! آئیمان تو زمل جہانگیر سے زیادہ خوش قسمت نکلی!"، وہ خود سے بھی مخاطب تھی اور مصطفی سے بھی۔ آج زمل جہانگیر بھی سید مصطفی صالح سے دستبردار ہو رہی تھی!

وہ کچھ نہیں جانتی تھی۔۔۔ہاں واقعی! وہ کچھ بھی تو نہیں جانتی تھی! وہ نہیں جانتی تھی کہ سر زمین کشمیر لہولہان ہو چکی ہے۔۔۔وہ نہیں جانتی تھی کہ جسے وہ اپنا دل کہتی تھی، وہ ایک کونے میں بیٹھا تڑپ رہا ہے۔ وہ کچھ بھی تو نہیں جانتی تھی!

گاڑی سے باہر نکل کر اس نے سر اٹھا کر آنکھیں موندی تھیں اور پر سکون سی فضا میں ایک گہری سانس سپرد کی تھی۔ دماغ میں شش و پنج چل رہے تھے۔ عابر کا ہاتھ تھامے وہ جوں جوں ہسپتال تک جائے جا رہی تھی، دل کی دھڑکنیں تیز ہوتی محسوس ہو رہی تھیں۔ دل کان میں دھڑکتا محسوس ہو رہا تھا۔ مٹھیاں عجیب سی کیفیت سے بند ہو رہی تھیں۔ حلق میں آنسوؤں کا گولہ سا اٹکنے لگا تھا۔ ایک پریشانی اسے اپنے آغوش میں لیے ہوئے تھی۔ اگر آپریشن کامیاب نہ ہو سکا تو؟ اگر وہ اب بھی نہ دیکھ پائی تو؟ اس کی آخری امید بھی دم توڑ گئی تو؟

"سب ٹھیک ہو جاتا ہے جب آپ کا اللہ پر ایمان ہو۔"، جبھی اس کے آس پاس ہی کہیں سرگوشی ہوئی تھی۔ آواز کس کی تھی؟

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

آواز بھی اس کی اپنی ہی تھی۔اور اس لمحے اسے ایک پل کے لیے واقعی اللہ پر بہت زیادہ ایمان محسوس ہوا تھا۔یہ پہلی دفعہ تھا جب اسے اپنے دل میں ایمان کا دیا جلتا دکھائی دیا تھا۔وہ دیا جو دل کی گمراہیوں کے کنوائیں میں نجانے کہاں گرا پڑا تھا۔

۔

مظفر آباد کی سر زمین سفید ٹھنڈے بادلوں سے ڈھکی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔جما دینے کی حد تک ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔دن اجلا اجلا سا لگ رہا تھا۔

ایسے میں ایک تنگ سی سڑک پر ایک چھوٹی سی پرانے ماڈل کی سبز رنگ کی گاڑی چلتی دکھائی دے رہی تھی۔کچھ قریب جا کر کار کے شیشے سے جھانکا جاتا تو ایک کشمیری خدوخال کا بڑی عمر کا آدمی ڈرائیونگ کرتے نظر آتا۔گورا چٹا، سرمئی و سیاہ بالوں والا وہ شخص چھوٹی سیاہ آنکھوں والا تھا۔کیمل رنگ کی شلوار قمیض پر بھورا سوئیٹر پہنے، سر پر بھوری کشمیری ٹوپی پہنے، وہ تقریباً پچاس سال تک کا لگتا تھا۔

اس کے چہرے پر اداسی اور پریشانی کے تاثرات صاف دکھائی دیتے تھے۔وہ سویرا صادق اور سائرہ صالح کے سب سے چھوٹے بھائی تھے، جو یہیں مظفر آباد میں ہی اپنی فیملی کے ساتھ مقیم

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تھے۔ان کے پیدا ہونے پر سائرہ اور سویرا کے والدین نے انہیں ان کے والد کی بہن کو دے دیا تھا جو بے اولاد تھیں۔وہ اپنے شوہر کے ساتھ یہیں، آزاد کشمیر میں رہائش پزیر تھیں۔

ان کے بالکل برابر میں ہی جعفر صادق پیسنجر سیٹ پر بیٹھا تھا۔سرمئی رنگ کی پوری آستینوں والی شرٹ پر سیاہ سوئیٹر پہنے، بکھرے ہلکے نم بالوں کے ساتھ وہ سپاٹ دکھتا تھا۔البتہ ظاہری طور پر اس کی حالت اب پہلے کے مقابلہ کافی بہتر نظر آ رہی تھی۔سیاہ حلقے بھی اب تھوڑے کم تھے۔البتہ آنکھیں رونے کی نشاندہی اب بھی کرتی تھیں۔

اور اگر نظر ذرا سی گھما کر بیک سیٹ پر دیکھا جاتا، تو وہاں سیٹ پر مصطفی لیٹا نظر آتا۔سفید شرٹ پر بھورا اونی سوئیٹر پہنے، اور بھورا ہی اونی ٹراؤزر پہنے، گیلے بالوں کے ساتھ وہ آنکھیں موندے لیٹا تھا۔اس کا چہرہ زرد سا ہو رہا تھا۔چہرے پہ تکلیف کا عنصر صاف دکھائی دے رہا تھا۔اس کا درد اب بڑھتا ہی چلا جا رہا تھا۔کم ہونے کے بجائے اب کافی حد تک بڑھ گیا تھا۔

نظر پھر سے فرنٹ سیٹس پر جاتی تو ڈرائیونگ کرتا شخص افسوس سے نم آنکھیں لیے سر نفی میں ہلاتا نظر آتا۔

”اتنا کچھ ہو گیا اور مجھے کسی نے بتانے کی توفیق بھی نہیں کی؟“، وہ بہت ہی افسوس سے دلبرداشتہ ہوئے کہہ رہے تھے۔اذیت ان کی سیاہ آنکھوں میں صاف نظر آ رہی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

میں اپنے ہوش و حواس میں نہیں تھا، ماموں۔۔۔"، جعفر نے نہایت آہستہ آواز میں شکست خوردہ لہجے میں کہا تھا۔"میں نے جیسے ہی امی اور آئیان کو دیکھا تھا۔۔۔"، اس نے آنکھیں ضبط سے بند کر کے ایک گہرا سانس لیتے ہوئے مٹھی بھینچی تھی۔ اور جب اس نے آنکھیں کھولیں تو کچھ دیر پہلے تک موجود وہ سپاٹ و سرد سا تاثر جو اس کی آنکھوں میں نظر آتا تھا، اب وہ غائب تھا۔ اس تاثر کی جگہ تکلیف اور اذیت کی نمی نے لے لی تھی۔"جیسے ہی وہ دونوں باہر لے جائی گئی تھیں، میں اپنے ہوش اسی لمحے کھو بیٹھا تھا۔ میرا دماغ شل ہو رہا تھا۔ مجھے اس وقت جو سمجھ آیا، میں نے کیا۔ میں نے اندر جا کر مصطفیٰ بھائی کو کال کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ مگر افسوس، کہ سگنلز بھی نہیں آ رہے تھے۔"، اس کی بھوری آنکھوں سے ایک گرم آنسو ٹپک کر ٹھوڑی تک بہتا چلا گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"مجھے۔۔۔ مجھے نہیں یاد کہ میں کتنی ہی دیر اندر بیٹھا اپنے آنسوؤں پر ضبط کرتا رہا تھا۔ میں کمزور تھا۔۔۔ لاچار تھا۔۔۔ بے بس تھا۔۔۔ کچھ کرنے کی ہمت ہی نہیں کر سکا۔ میرا دل کانپنے لگا تھا۔۔۔ روح زخمی ہو رہی تھی۔ مجھے باہر سے ہمارے گھر میں گھومتے بھارتی فوجیوں کی آواز مسلسل آ رہی تھیں۔ میں بہت اذیت میں ہوں ماموں۔۔۔ میں کچھ نہیں کر سکا۔۔۔ میں کم ہمت نکلا، ماموں۔۔۔ میں کم ہمت نکلا۔ میں نہ تو اپنی بہن کی عصمت کی حفاظت کر سکا اور نہ ہی

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اپنی ماں کی۔۔۔مجھے ہر ایک یاد ایک گالی کی طرح لگتی ہے۔میری ماں اور بہن باہر مر رہی تھیں، اور میں؟ میں اندر اپنی حفاظت کرنے بیٹھا تھا۔۔۔لعنت ہو مجھ پر۔۔۔لعنت! میرے جیسے بیٹوں کو تو پیدا ہوتے ہی مر جانا چاہیئے تھا۔۔۔مجھے مرنا ہے، ماموں۔مجھے مرنا ہے!"، وہ کہتا ہوا اپنا منہ دونوں ہاتھوں میں چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا تھا۔عاصم نے آگے بڑھ کر ایک ہاتھ سے ڈرائیونگ کرتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے اس کی پیٹھ تھپک کر اس کو تسلی دینی چاہی تھی۔

آپ کو پتا ہے ماموں؟"، وہ پھر منہ سے ہاتھ ہٹا کر سامنے سڑک کو دیکھنے لگا تھا۔آنکھوں" میں موجود تکلیف کی جگہ اب عجیب سے دیوانہ پن نے لے لی تھی۔ایک بدلہ کی آگ تھی جو عاصم کی آنکھوں سے بھی مخفی نہیں رہ سکی تھی۔

"اب بہت ہو گیا۔۔۔میں بدلہ لیے بغیر سکون سے نہیں بیٹھوں گا۔۔۔میں نے اپنے آپ سے کچھ دن پہلے ایک وعدہ کیا تھا کہ میں کشمیر کو آزاد کرواؤں گا۔۔۔تب میرے گھر والوں کے ساتھ یہ سب نہیں ہوا تھا۔۔۔مگر پھر بھی، میں کشمیر کے ہر ایک شخص کے لیے کچھ کرنا چاہتا تھا۔اور میرا یقین کریں، میری تکلیف اب بھی وہی ہے۔۔۔میرا عزم اب بھی وہی ہے۔۔۔مگر میں اپنی تکلیف کم ہونے کا انتظار کروں گا۔۔۔بدلہ کی آگ کو ختم ہونے کا وقت دوں

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

گا۔۔۔کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ میں اب جو بھی کچھ کروں، وہ اللہ کی رضا کے لیے ہو۔۔۔اپنا بدلہ میں ان دو آدمیوں سے لوں گا جنہوں نے میری ماں اور بہن کو مارا۔۔۔مگر جہاد میں کشمیر کے لیے ہی کروں گا۔"،اب کے اس نے اپنی آنکھوں سے تواتر کے ساتھ بہتے آنسوؤں کو رگڑ کو پونچا تھا۔

"مگر میں یہاں سے بھاگنا نہیں چاہتا تھا۔۔۔میں یہاں ان سب سے لڑ کر غازی بننا چاہتا تھا۔"، تبھی پیچھے سے مصطفیٰ نے ہنوز آنکھیں بند کیے، مضبوط سی آواز میں کہا تھا، جس پر جعفر نے گردن موڑ کر اسے دیکھا تھا۔

"میں بھی یہی چاہتا ہوں، بھائی۔۔۔مگر اس وقت ہم دونوں میں سے کسی کی کنڈیشن بھی ایسی نہیں تھی کہ ہم کچھ بھی کر سکیں۔ابھی کے لیے ہمارا وہاں سے آنا ہی بہتر تھا۔"، جعفر نے بے لچک آواز میں کہا تھا۔وہ پھر سے کچھ پل پہلے والا سرد سا جعفر بن گیا تھا۔

اور مصطفیٰ۔۔۔میں نے تمہارا زخم دیکھا تھا۔۔۔وہ صحیح ہونے کے بجائے بڑھتا ہی جا رہا ہے۔تمہیں فوراً سے پہلے اسلام آباد جا کر صحیح علاج کروانے کی ضرورت ہے۔ورنہ اس طرح تو یہ خراب ہو جائے گا۔۔۔اوپر سے یہاں ٹھنڈ بھی اتنی ہے۔۔۔ٹھنڈ میں یہ اور تیزی سے خراب

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ہو گا۔"، عاصم نے اب کے بیک ویو مرر میں مصطفی کو دیکھتے ہوئے فکر مندی سے کہا تھا۔ مصفی ہنوز آنکھیں بند کیے لیٹے لیٹے جواب دینے لگا۔

اسلام آباد نہیں جانا ابھی مجھے۔۔۔ یہاں مظفر آباد میں بھی تو اتنے اچھے ہسپتال ہیں۔۔۔ سی ایم ایچ بھی تو ہے۔"، وہ لیٹے لیٹے کہہ رہا تھا۔

اچھا ٹھیک ہے پھر۔۔۔ چلوں گا میں آج تمہیں سی ایم ایچ لے کر۔"، کہتے ہوئے عاصم نے گاڑی اپنے گھر کے باہر روکی تھی۔

۔

اگر اسی لمحے واپس اسلام آباد کی جانب سفر کیا جاتا تو ہسپتال کی سرد سی راہداری میں آپریشن تھیٹر کے باہر نشستوں کی قطاروں میں سے دو نشستوں پر سکندر شاہ اور عابر جہانگیر بیٹھے نظر آتے۔ باہر بارش ہو رہی تھی۔۔۔ گہرے سرمئی بادل آسمان کو ڈھانپے ہوئے تھے۔ ان دونوں کی پریشان اور فکر مند نظریں آپریشن تھیٹر کی ہری لائٹ پر جم تھیں جس کا مطلب تھا کہ آپریشن ابھی جاری ہے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

آپ غلط تھے، دادا۔" ، سکندر شاہ کی سماعتوں میں زمل کے الفاظ گونجے تھے جو وہ آپریشن" کے لیے جانے سے پہلے ان سے کہہ کر گئی تھی۔"آپ غلط تھے جب آپ نے کہا تھا کہ مجھ میں ایمان نہیں ہے۔۔۔ میرے دل میں ایمان ہے۔۔۔اور پہلے بھی تھا۔۔۔ کیونکہ میں دعائیں مانگتی ہوں۔۔۔اور دعائیں انسان تب ہی مانگتا ہے جب اسے یقین ہوتا ہے کہ یہ دعائیں سننے والا کوئی ہے۔۔۔ کوئی ہے جو اسے سن رہا ہے۔۔۔اس کی تکلیف کو دیکھ رہا ہے۔"

سکندر کی سیاہ آنکھوں میں نمی تیری تھی۔اب ان کو خود پہ شدید قسم کا غصہ آرہا تھا۔انہیں زمل کو وہ سب نہیں کہنا چاہیئے تھا۔وہ کتنی تکلیف سے گزری ہو گی اس پل جب انہوں نے اس کو کافر ٹھہرا دیا تھا!

وہ اسے جج کر رہے تھے۔۔۔ہاں وہ جج ہی تو کر رہے تھے!

جب انسان دوسروں کی زندگی، عادات، باتوں میں نقص نکالنے لگے تو وہ جج ہی تو کر رہا ہوتا ہے۔ اور دوسروں کو انسان جج تب ہی کرتا ہے جب وہ خود کو بہتر سمجھ رہا ہوتا ہے!

تبھی وہاں جہانگیر اور عنیزہ بھی پہنچ گئی تھیں۔وہ دونوں پریشانی سے آتے ہوئے عابر اور سکندر سے مل کر جوں ہی نشستوں پہ بیٹھے، عین اسی لمحے آپریشن تھیٹر سے ڈاکٹر باہر آتا دکھائی دیا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اگلے ہی لمحے وہ سب ایک دم پھر سے اٹھ کر ڈاکٹر کی جانب تیز ہوتی دھڑکنوں اور بھاری ہوتے قدموں کے ساتھ بڑھے تھے۔

-

سی ایم ایچ مظفر آباد گھرے سرمئی بادلوں سے ڈھکا کھڑا تھا۔ صبح کے سات بج رہے تھے اور ہر جانب چھاؤں چھاؤں سا موسم تھا۔ ٹھنڈ بے حد بڑھ گئی تھی۔ تیز سرد ہواؤں کا زور تھا۔

ایسے میں اگر ایک روم کے اندر دیکھا جاتا تو مصطفی صالح کے سامنے ایک خاکی وردی میں ملبوس نوجوان بیٹھا نظر آتا۔ لمبا چوڑا وہ آدمی تقریباً ستائیس اٹھائیس سال کا، مصطفی سے کچھ سال ہی بڑا لگتا تھا۔ سیاہ بال چھوٹے کٹے تھے۔ وہ سنجیدگی سے ہاتھ میں تھامی اس کی رپورٹ چیک کر رہا تھا۔ کچھ دیر رپورٹ دیکھنے کے بعد اس نے سیاہ آنکھیں اٹھا کر مصطفی کو سنجیدگی سے دیکھا تھا، پھر رپورٹ میز پر رکھتے ہوئے کچھ آگے ہوا۔

"میں نے آپ کی ساری بات سن لی ہے، مسٹر مصطفی۔۔۔ آپ کا زخم اچھا خاصہ بڑا اور گہرا ہے۔۔۔ گولی نکال دی گئی تھی مگر بروقت ٹھیک ٹریٹمنٹ نہ ملنے کے باعث اور پھر اتنا لمبا سفر کرنے کے باعث زخم خراب ہوتا رہا ہے۔۔۔" وہ سنجیدہ کڑک دار آواز میں کہہ رہا تھا اور

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

مصطفی سنجیدگی سے اس کی بات سن رہا تھا۔ ”یہاں مظفر آباد میں اتنی ٹھنڈ میں رہ کر اس زخم کا بھرنا نہایت مشکل ہے۔۔۔دوائیاں لے بھی لیں، تب بھی بہت مشکل ہے۔۔۔میں آپ کو مشورہ دے رہا ہوں کہ آپ یہاں سے کسی نسبتاً گرم علاقے میں چلے جائیں تو تیزی سے ٹھیک ہوں گے۔“

جی بہتر۔“، مصطفی نے سر ہلکا سا ہلا کر محض یہی کہنے پر اکتفا کیا۔“

گرم کپڑے پہنیں اور خود کو گرم رکھیں۔۔۔اپنی دوائیں وقت پر لیں اور جو ساری ہدایات میں نے ابھی آپ کو دی ہیں، ان پر پابندی سے عمل کریں۔۔۔ان شاءاللہ جلد صحت یاب ہو جائیں گے۔“، وہ نوجوان فوجی سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔

جی سر، ٹھیک ہے۔۔۔میں کب تک ٹھیک ہو جاؤں گا؟“، آخر میں مصطفی نے پوچھا بھی تو یہ۔

اگر آپ میری ساری باتیں مان لیں تو انشاءاللہ ایک مہینے میں ہی کافی بہتر ہو جائیں گے۔۔۔کم از کم چل پھر سکیں گے۔۔۔ مگر اگر آپ اب بھی ڈھٹائی پر ڈٹے رہے تو کچھ کہنا مشکل ہے۔“، ڈاکٹر نے بھرپور سنجیدگی سے اسے دیکھتے ہوئے کہا تو وہ ہلکا سا مسکرایا۔ بے اختیار اسے عنیزہ جہانگیر یاد آئی تھیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ٹھیک ہے۔۔۔آپ نے جو جو کہا ہے، میں وہ بالکل کروں گا۔"، کہہ کر اس نے میز پر دایاں ہاتھ رکھ کر اس پہ زور دے کر خود کو اٹھایا۔ڈاکٹر نے تبھی دواؤں کی پرچی اس کی جانب بڑھائی تھی جسے اس نے نرمی سے تھام لیا تھا۔

"دوائیں آپ کو ہسپتال سے ہی مل جائیں گی۔"،ڈاکٹر نے نہایت نرمی سے کہا تو سر ہلا کر جانے کے لیے مڑ گیا۔وہ ٹوٹ گیا تھا۔۔۔بکھر گیا تھا۔۔۔وہ وہ پرانا مصطفی صالح نہیں رہا تھا۔

!ہاہ! وقت بھی کیا کیا کر دیتا ہے نا

اس کے حواس کچھ کچھ جاگے تو اسے ہر سمت اندھیرا نظر آیا تھا۔۔۔ویسا ہی خوفناک اندھیرا جو اسے سرجری سے پہلے دکھا کرتا تھا۔وہ خود کو بیڈ پہ لیٹا محسوس کر سکتی تھی۔اس کے اوپر بھی چادر تھی۔۔۔کمرے میں اے سی کی مدھم سی آواز اور ٹھنڈک محسوس ہو رہی تھی۔اور اے سی کی اس آواز کے علاوہ اور کوئی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔

شاید سب باہر تھے تبھی اتنی خاموشی چھائی تھی۔مگر اس سمے اسے اس خاموشی سے کوئی غرض نہ تھا۔اسے اس خاموشی کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔اسے کسی کی بھی پرواہ نہیں تھی۔کسی بھی شے

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کی اس کے لیے اس لمحے کوئی اہمیت نہیں تھی۔۔۔اس وقت جو چیز اس کے ذہن میں اٹک کر رہ گئی تھی، وہ "اندھیرا" تھا۔

وہ اندھیرا جو اس کی نظروں کے سامنے چھایا ہوا تھا۔۔۔وہ اندھیرا جو اس کی روح اور زندگی میں گھلتا محسوس ہو رہا تھا۔وہ اندھیرا جو شاید اب اس کی قسمت بن کر رہ گیا تھا۔

!یوں محسوس ہو رہا تھا کہ گویا کوئی اس کا دل پکڑ کر جھنجھوڑ رہا ہو۔۔۔ بھینچ رہا ہو۔۔۔اوہ خدایا

زمل جہانگیر کی سرجری کامیاب نہیں ہوئی تھی۔۔۔

!وہ اب بھی نہیں دیکھ سکتی تھی

!وہ اب بھی اس دنیا کو نہیں دیکھ سکتی تھی

!وہ اب بھی خود کو نہیں دیکھ سکتی تھی

!یہ واقعی بہت دردناک تھا

اس نے بے اختیار چادر کو مٹھیوں میں زور سے بھینچ کر اٹھنے کی کوشش کی تھی، جبھی اسے اپنے دائیں ہاتھ میں سوئی لگی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔ہاہ! وہ جانتی تھی کہ یہ ڈرپ ہے۔دل تو چاہ رہا

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تھا کہ نکال کر پھینک ڈالے، مگر پتا نہیں کیوں ایک عجیب سی بے بسی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ بس پھوٹ پھوٹ کر رونا چاہتی تھی۔

سب ٹھیک ہو جاتا ہے جب آپ کا اللہ پر ایمان ہو۔"، ایک آواز اس کے ذہن میں گونجی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ یہ آواز کس کی ہے۔ یہ اس کی اپنی ہی آواز تھی۔۔۔ اس کے دل کی آواز ! مگر وہ اس آواز سے ان الفاظ سے مطمئن کیسے ہو سکتی تھی؟ کیا اسے اللہ پر ایمان تھا؟ کیا وہ واقعی مومن تھی؟

اچانک ہی اسے پورے جسم میں شدید کپکپاہٹ ہوتی محسوس ہوئی۔ کپکپاہٹ لمحہ بہ لمحہ بڑھتی ہی جا رہی تھی۔۔۔ اس کے سر میں بھی درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔

اسی لمحے اسے دروازہ کی چوں کے ساتھ کھلنے کی آواز آئی۔ پھر چند قدم اپنی جانب آتے محسوس ہوئے تھے۔

"السلام علیکم۔۔۔ مس زمل جہانگیر۔۔۔ کیسی ہیں آپ اب؟"، یہ اس کے ڈاکٹر کی بھاری مگر مسکراتی آواز تھی۔ ہشاش بشاش سی آواز۔ "اب کیسا محسوس کر رہی ہیں آپ؟

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

میں یہ محسوس کر رہی ہوں کہ مجھے ابھی اور اسی لمحے جا کر اس ہسپتال کی چھت سے کود کر چھلانگ لگانی ہے۔"، وہ یہ صرف اپنے ذہن تک ہی محدود رکھ سکی تھی۔۔۔جب بولی تو آواز قدرے پست اور شکستہ خوردہ معلوم ہوتی تھی۔

"میں ٹھیک ہوں۔ "

کتنا جھوٹ بولتی تھی ناوہ بھی؟

! جھوٹی کہیں کی

اب ہم آپ کی پٹی اتاریں گے۔۔۔ صرف چند منٹ اور انتظار کریں۔۔۔اور حوصلہ رکھیں۔"، ڈاکٹر صاحب بہت نرمی سے کہہ رہے تھے۔"میں آپ کی فیملی اور نرسس کو بھی بلا لیتا ہوں۔"،

اگلے لمحے اسے پھر سے قدموں کے دور جانے کی آواز آئی تھی اور دروازہ کھلنے اور پھر بند ہونے کی ایک لمبی سی "چوں" اس کی سماعت سے ٹکرائی تھی۔اگلے ہی لمحے کمرے میں پھر سے گہری خاموشی چھا گئی تھی۔ مگر اس کا ذہن تو کہیں پیچھے اٹکا رہ گیا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM
FB/INSTA:NOVELSCLUBB

پٹی اتاریں گے۔"، یہ الفاظ جیسے بار بار گھوم پھر کر اس کے کانوں میں اترتے جا رہے تھے۔ "

پٹی؟ کون سی پٹی؟ آنکھوں پہ بندھی پٹی؟

اس نے فوراً سے ڈرپ میں مقید ہاتھ آنکھوں تک لے جا کر چھوا تو اسے اپنی آنکھوں میں پٹی بندھی محسوس ہوئی۔ اوہ خدایا! وہ یہ پٹی بندھی ہوئی پہلے کیوں نہیں محسوس کر پائی تھی؟ کیوں؟ اس کے افسردہ دل کے ایک خانے سے ایک امید کی کرن پھوٹی تھی۔ دل الگ طرز پہ دھڑکا تھا۔

کچھ ہی منٹوں بعد دروازہ کھلا اور اسے کچھ لوگوں کے قدم کمرے کے اندر آتے محسوس ہوئے۔ یکدم ہی کمرے کی فضا میں مختلف خوشبوؤں کا ایک مکسچر محسوس ہوا تھا۔ دادا جان کے عطر سے لے کر جہانگیر سکندر کے مخصوص کلون کی مہک اس کے نتھوں سے ٹکرائی تھی۔ بے اختیار اس کے دل نے ایک دھڑکن مس کی تھی۔

نرس۔۔۔ ساری تیاری کریں۔"، ڈاکٹر کی آواز بھی ساتھ ہی آئی تھی۔ "

زمل کی دھڑکنیں ہر گزرتے لمحے کے ساتھ تیز ہوتی جا رہی تھیں۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ یہ سارے لمحات اسکپ کر کے آخری لمحے تک پہنچ جائے۔۔۔ مگر کیا کرتی؟ ہر شے ہونے میں

www.novelsclubb.com

وقت لگتا ہے۔۔۔ ہر چیز وقت لیتی ہے۔ وقت کی رفتار اپنے مطابق ہی چلتی ہے۔ تیز یا آہستہ نہیں کی جا سکتی!

زمل۔۔۔ جب تک میں نہ کہوں، آپ آنکھیں مت کھولنا۔" ڈاکٹر اس کے پاس کھڑے نرمی سے کہہ رہے تھے۔

زمل نے بے صبری سے گردن اثبات میں ہلائی تھی۔ اس کی پٹی کی گرہ کھولی گئی تھی۔ آہستہ آہستہ گول دائروں کی صورت پیچھے سے آگے لے کر آئی جا رہی تھی۔ ہر گزرتا لمحہ جیسے اس کے جسم میں دوڑتے خون کی رفتار بڑھا رہا تھا۔

اس کی پٹی ڈھیلی ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔

اور پھر اچانک ہی اس کو ایک روشنی دکھی تھی۔۔۔ نارنجی سی روشنی۔۔۔ گہری نارنجی سی۔۔۔ ہاں! اسے وہ روشنی دکھی تھی۔۔۔ کیا وہ واقعی دیکھ رہی تھی؟

باہر کی سفید روشنی اس کی آئی لڈز پر عکس ڈھاتی نارنجی سی روشنی پیدا کر کے اس کی بصارت میں رنگ بھر رہی تھی۔

اور شاید اس کی زندگی میں بھی!

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اس نے زندگی میں پہلی بار سیاہ اندھیرے کے سوا کچھ دیکھا تھا۔سیاہ رنگ کے علاوہ نظر آنے والا نارنجی وہ دوسرا رنگ تھا جو اس نے آج تک اپنی زندگی میں دیکھا تھا۔خوشی اور حساسیت کی ایک دوڑ اس کے جسم میں دوڑ گئی تھی۔آنسوؤں کا گولہ حلق میں اٹکنے لگا تھا۔جوں جوں لب مسکراہٹ میں ڈھلتے جا رہے تھے،آنسو بھی گرنے کو بے تاب ہوئے جا رہے تھے۔

وہ نارنجی روشنی اب روشن سے روشن ہوتی جا رہی تھی۔اس کی زندگی اندھیرے سے روشنی کی جانب بڑھ رہی تھی۔اور پھر ایک لمحے پہ جا کر اسے محسوس ہوا کہ ڈاکٹر رک گئے ہیں۔

"مس زمل،اب آہستہ سے اپنی آنکھیں کھولیں۔۔۔سمجھ رہی ہیں نا؟بہت آہستہ سے۔"

ڈاکٹر سنجیدگی سے کہہ رہے تھے۔

زمل نے خوشی سے زور سے مٹھیاں بھینچی تھیں۔اگلے ہی لمحے اس نے بہت آہستہ سے اپنی آنکھیں کھولی تھیں۔بہت آہستہ۔

سب سے پہلے نظر آنے والی چیز وہ سفید چادر تھی جو اس نے اوڑھ رکھی تھی۔۔۔نظریں نیچے سے ہوتی ہوئی جیسے ہی اوپر جاتی جا رہی تھیں،خوشی اتنی بڑھ رہی تھی کہ کوئی ٹھکانہ نہ رہا تھا۔ہر گزرتا لمحہ ایک نیا رنگ اس کی بے رنگ اندھیری زندگی میں بھرتا جا رہا تھا۔وہاں کھڑے تمام

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

لوگوں کے مختلف رنگوں کے جوتوں میں مقید پیروں سے نظریں ہوتی ہوئی ان کے چہروں پہ جیسے ہی پہنچنے لگیں، اچانک ہی اس نے چندھیا کر آنکھیں بند کی تھیں۔

سسٹر۔" ڈاکٹر نے بس آہستہ سے کہا تو اس کے برابر میں کھڑی نرس نے جلدی سے اس کی آنکھیں سیاہ چشموں سے ڈھک دی تھیں۔

اب پھر سے اپنی آنکھیں کھولیں۔" ڈاکٹر نے نہایت نرمی سے کہا تو اس نے پھر سے اپنی آنکھیں کھولیں۔ آنکھیں اٹھا کر اس نے باری باری سب کو دیکھا تھا۔ سامنے ہی اس کے بیڈ کے بالکل پاس ایک بوڑھے شفیق چہرے والے سکندر شاہ کھڑے تھے۔ شاندار رعب اور دبدبے والی ان کی شخصیت نے اسے پہلی ہی نگاہ میں مرعوب کیا تھا۔ وہ بن پوچھے ہی جان گئی تھی کہ وہ سکندر شاہ ہی تھے۔

www.novelsclubb.com

نظریں سکندر شاہ سے ہوتی ہوئی جہانگیر کے مہربان چہرے سے گزرتی گزرتی عنیزہ کی نم آنکھوں تک گئی تھیں۔ عنیزہ کے برابر میں ہی جوان و حسین سا عابر جہانگیر آنکھوں میں نمی لیے اسے دیکھ رہا تھا۔

ہاں! وہ اتنا ہینڈسم لڑکا عابر جہانگیر ہی تھا۔

یہ سب دیکھنا کتنا خوشگوار سا تھا نا! یہ ایک نئی دنیا تھی! ایک نئی زندگی! ایک نیا احساس! ایک نئی اور منفرد سی خوشی!

اس کی سیاہ چشمے کے پیچھے چھپی سیاہ آنکھیں متورم محسوس ہوتی تھیں۔

"آپ تو بالکل ٹھیک ہو گئی ہیں، ماشاءاللہ!"، تبھی اس کے ڈاکٹر نے اپنے ازلی نرم لہجے میں کہا تو اس نے گردن اٹھا کر اسے دیکھا۔ ڈاکٹر احمد تقریباً تیس سال کا جوان سا ڈاکٹر تھا۔ سیاہ بالوں اور سیاہ داڑھی والے، دودھ جیسی سفید رنگت کے حامل، اپنی سیاہ شفیق آنکھیں اس پر جمائے، وہ بہت خوشی سے کہہ رہے تھے۔ وہ زمل کا علاج پچھلے تمام سالوں میں کرتے رہے تھے۔ ان سے صرف معالج اور مریض والا رشتہ نہیں تھا زمل کا۔۔۔ بلکہ وہ زمل کی سب سے اچھی دوست، کائنات، کے بڑے بھائی تھے۔ کائنات کا تین سال پہلے ہی ایک کار کے حادثے میں انتقال ہو گیا تھا۔

"الحمداللہ!"

زمل نے بہت ہی دھیرے سے سرگوشی کی تھی۔ شاید اتنے دھیرے کہ خود اس کے کانوں تک بھی آواز نہ پہنچ پائی تھی۔ آنسو لڑیوں کی صورت گالوں پر بہنے لگے تھے۔ آنکھیں بے اختیار بند کر کے اس نے ایک گہرا سانس لیا تھا۔ وہ اب تک بے یقین تھی! کیا وہ واقعی دیکھ رہی تھی؟

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

جب اس نے آنکھیں کھولیں تو اس کو عنیزہ کے برابر میں کھڑا دراز قد والا ہینڈسم سالڑ کا اپنی اور آتا دکھائی دیا۔اس کی بھوری آنکھوں کی نمی زمل سے پوشیدہ نہیں رہ سکی تھی۔وہ قدم تیزی سے بڑھائے اس کے بیڈ تک پہنچا تھا اور دھپ سے بیڈ پر بیٹھ گیا تھا۔اس کی طرف منہ کر کے اس نے دھیرے سے زمل کے دونوں ہاتھ تھامے تھے اور سیدھا اس کی سیاہ آنکھوں میں دیکھا تھا۔زمل کو ان بھوری آنکھوں میں کچھ نظر آیا تھا۔۔۔محبت،خوشی اور شاید آنسو بھی!

اسے اس ہی لمحے ان آنکھوں سے بے حد محبت محسوس ہوئی تھی۔زمل جہانگیر کے لیے اگر اس دنیا میں کوئی شخص اس کی جان سے بھی زیادہ قیمتی تھا تو وہ عابر جہانگیر ہی تھا۔

کچھ پل دونوں کی نم آنکھیں ایک دوسرے پر ٹکی رہیں اور پھر عابر نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگا لیا تھا۔ہاں! اگر زمل کے لیے وہ اہم ترین تھا،تو عابر کے لیے بھی وہ اس کے بچوں جیسی تھی۔وہ اس سے بے انتہا محبت کرتا تھا۔۔۔شاید خود سے بھی زیادہ!

"اللہ تیرا لاکھ شکر!"،عابر نے اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں تھام کر محبت سے بولا تو وہ بھی مسکرائی۔پھر ذرا سا پیچھے ہو کر عابر نے آنکھوں میں ٹھہری نمی ہاتھ کی پشت سے رگڑی اور پھر اسے دیکھا اور مسکرایا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تواب تم فائنلی میرا ہینڈ سم اور حسین چہرہ دیکھ سکتی ہو، ہاں؟" اس نے مزے سے مسکرا کر کہا تو کمرے میں موجود تمام لوگ ہی ہنسنے لگے۔ عابر کو کون پہنچ سکتا تھا؟

"ہاں! بالکل۔۔۔ہینڈ سم، حسین اور گورا چہرہ!" زمل نے بھی مسکرا کر لقمہ دیا تو وہ ہنس دیا۔

"ارے۔۔۔تم نے تو میرا دل ہی خوش کر دیا، میری جان۔" کہہ کر عابر نے اسے پھر سے گلے لگایا تھا۔ پھر سب ہی اس کے قریب آکر اسے پیار کر رہے تھے، رو رہے تھے، خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔ موقع ہی ایسا تھا! خوشی ہی ایسی تھی!

"مجھے خود کو دیکھنا ہے۔" سب سے ملنے کے دوران عابر کے ان میں زمل نے سرگوشی کی سی صورت بلا تو وہ مسکرا اٹھا۔ وہ تو پہلے سے ہی اس کا انتظام کر کے آیا تھا۔

"ہاں۔۔۔میں آئینہ لایا ہوں۔" کہہ کر اس نے پاس پڑی شاپر سے ایک بھورے فریم والا آئینہ نکالا اور زمل کی نظروں کے سامنے کیا تو وہ ٹھہر سی گئی۔ اس کی آنکھیں اس کے چہرے کے ایک ایک نقش کو حصار میں لیے ہوئی تھیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اس نے دھیرے سے آنکھوں پہ پہنے سیاہ چشمے ہٹائے تھے۔کچھ پل کے لیے آنکھیں چندھیائی تھیں۔۔۔مگر پھر اس نے پوری طرح آنکھیں کھول کر خود کو پہلی بار دیکھا تھا۔

گندمی سی صاف رنگت، اٹھی ہوئی ناک، سیاہ چمکدار آنکھیں، اس کے پتلے سے ہونٹ، گال کی ابھری ہڈیاں، کمان کی سی صورت نکلتی سیاہ گھنگھور پلکیں، گہری سی بھنویں، اسے اپنی ہر ایک شے سے محبت ہو رہی تھی۔تو وہ ایسی دکھتی تھی؟

اس نے چہرہ اٹھا کر جہانگیر کو دیکھا تھا۔۔۔ان کی آنکھیں، فیس کٹ، بال، مشابہت صاف واضح تھی۔تو وہ واقعی ان کے جیسی دکھتی تھی؟

ایک آنسو اس کی پلکوں کی باڑ کو توڑتا چہرے پہ لڑھک گیا تو اس نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر وہ صاف کیا۔وہ نہیں رونا چاہتی تھی!کم از کم آج تو بالکل نہیں!آج اس کی زندگی کا سب سے بڑا دن تھا!آج اس کی سب سے بڑی خواہش پوری ہوئی تھی۔وہ کیسے روتی؟کیسے خوش نہ ہوتی؟

۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اسی موسم میں اسی لمحے اگر قصر شاہ میں موجود مرحہ سکندر شاہ کے کمرے میں جھانکا جاتا تو وہ پلنگ پہ بیٹھی فون پہ اسکرولنگ کرتی نظر آتی۔ہلکا پھلکا سا سیاہ لباس پہنے، بالوں کو ڈھیلے میسی جوڑے میں مقید کیے، وہ ابھی ابھی نماز پڑھ کر بیٹھی تھی۔زمل کی سرجری کی کامیابی کی خبر گھر میں پہنچ چکی تھی۔ تبھی اس نے ابھی ابھی شکرانے کے نوافل ادا کیے تھے۔

ہلکی سی مسکراہٹ لیے وہ کوئی لطیفہ پڑھ رہی تھی جب اسکرین کے اوپری حصے پر کال کا بکسہ چمکا۔ کالر کا نام دیکھ کر اس کے ماتھے پر لاتعداد بلوں کا اضافہ ہوا تھا۔وہ کم از کم اس وقت اس شخص سے بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔ مگر کیا کرتی؟ چار و ناچار فون اٹھانا ہی پڑا۔

فون پک کر کے اس نے کان سے لگایا اور خاموشی سے اگلی جانب سے مقابل کے بولنے کا انتظار کرنے لگی۔

"ہیلو۔۔۔السلام علیکم مرحہ۔"،اگلی جانب سے میر ولی شاہ کی آواز گونجی تھی۔مرحہ نے آنکھیں گھمائی تھیں۔

"وعلیکم السلام۔۔۔"،کہہ کر اس نے اپنے بالوں میں بے بسی سے ہاتھ گھمایا۔وہ کچھ بھی کہہ لے،اپنے اوپر مضبوطی اور لاتعلقی کا کتنا ہی مضبوط خول چڑھا لے، مگر حقیقت تو یہ تھی کہ وہ اس آواز کو سن کر آج بھی بے بس ہو جایا کرتی تھی۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کیسی ہو؟"، وہ اگلی جانب سے نرمی سے پوچھ رہا تھا۔ "

ٹھیک نہیں ہوں۔" اس نے آنکھیں موند کے سر بیڈ کراؤن سے ٹکایا تو ایک آنسو آنکھ سے "
نکل کر گال پر لڑھک گیا۔ وہ واقعی ٹھیک نہیں تھی۔۔۔ شاید سب کے لیے وہ نارمل ہو، ٹھیک
ہو۔۔۔ مگر حقیقتاً وہ ٹھیک نہیں تھی۔

ٹھیک کیسے ہو گی؟"، کچھ توقف کے بعد میر نے اگلی جانب سے پوچھا تو آنکھوں سے تواتر "
کے ساتھ آنسو بہنے لگے۔ حلق میں درد بڑھنے لگا۔

مر کے۔"، اس جواب نے میر ولی شاہ کی ساری ہمت توڑ دی تھی۔ اس کا پچھتاوا مزید بڑھ "
گیا تھا۔

موت پریشانیوں کا حل تو نہیں ہوتی۔"، میر نے جیسے دکھتے گلے کے ساتھ سے سمجھانا چاہا "
تھا۔

صحیح کہتے ہو۔۔۔ موت پریشانیوں کا حل نہیں ہوتی۔۔۔ مگر اختتام تو ہوتی ہے نا۔"، مرحہ "
نے ٹوٹے بکھرے سے لہجے میں کہا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اختتام بھی نہیں ہوتی۔۔۔ابتداء ہوتی ہے۔۔۔اصل زندگی کی۔۔۔"، میر نے درد سے کہا" تو وہ تلخی سے مسکرائی۔

پتا نہیں کیوں ہمیں یہ زندگی جینی پڑتی ہے جب کہ یہ تو اصل زندگی ہے بھی نہیں۔۔۔"، "وہ آنکھیں موندے درد سے بھرپور آواز میں کہہ رہی تھی۔ میر ولی شاہ کا حوصلہ، ہمت، ضبط۔۔۔یہ لڑکی سب توڑ رہی تھی۔

مرحہ۔۔۔میرے لیے تمہارے دل میں اب کوئی گنجائش نہیں نکل سکتی؟"، وہ پتا نہیں" کس آس کے تحت پوچھ رہا تھا۔۔۔شاید وہ کہہ دے کہ ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔وہ آج بھی اس سے بے انتہا محبت کرتی ہے۔

میر ولی شاہ۔۔۔میرا دل شروع سے تمہارا تھا اور تمہارا ہی رہے گا۔۔۔"، مرحہ نے " دھیرے سے کہا تو میر کی سانس گویا حلق میں اٹک گئی۔۔۔مگر اس کی بات ابھی ختم نہیں ہوئی تھی۔"مگر افسوس۔۔۔کہ اب میری زندگی میں تمہاری کوئی گنجائش باقی نہیں رہی۔ میں اب تمہاری نہیں رہی۔"

مرحہ!"، وہ جیسے بہت دکھ سے کہہ اٹھا۔"

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تمہاری گنجائش میری زندگی میں اب ایک ہی شے سے نکل سکتی ہے، میر ولی شاہ۔۔۔ تم " میرے پیروں میں گر کر بالکل ویسے ہی معافی مانگو گے جیسے میں مانگا کرتی تھی۔۔۔ صرف ایک یہی راستہ ہے۔۔۔ سمجھے تم؟"، وہ اب بھی نرم سی آواز میں، نرم سے لہجے میں نہایت کڑوی بات کر گئی تھی۔ میر ولی شاہ کی سانس ساکت ہوئی تھی۔

مرحہ!"، وہ بے یقین تھا۔"

یہ واحد راستہ ہے، میر۔"، کہہ کر مرحہ نے کھٹاک سے فون بند کیا تھا اور گہری سانس لیتی " وہ اٹھ بیٹھی تھی۔ اس کا ضبط ٹوٹ رہا تھا۔۔۔ وہ خود بھی ٹوٹ رہی تھی۔ ٹوٹ کر بکھر رہی تھی۔

اس نے موبائل پکڑ کر یکدم ہی کھولا تھا۔ وال پیپر پر ایک آدمی کی تصویر لگی تھی۔ تقریباً پینتیس چھتیس سال کا وہ آدمی کافی لمبا تھا۔ گندمی رنگت، اٹھی ہوئی مغرور ناک اور مغرور سرمئی آنکھیں۔۔۔ چہرہ کافی حد تک سنجیدہ سا۔۔۔ نیوی بلیو پینٹ کوٹ پہنے، پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے، وہ ایک رعب اور دبدبے کا مالک تھا۔ تصویر میں ایک ادا سے وہ ہلکا سا سر جھکائے کیمرے میں دیکھ رہا تھا۔ ایسے ہی تو مرحہ سکندر شاہ اس کی گرویدہ نہیں تھی نا!

باب 4: قسوۂ جان

WWW.NOVELSCLUBB.COM
FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ایک دل تھا میرا جواب نہ رہا"

ایک روح تھی جو فنا ہو چکی

ایک گھر تھا میرا جو ہے بکھرا ہوا

"ایک جان تھی جو فنا ہو چکی

-از خود

رات کے اس پہر قصر شاہ اندھیرے میں ڈوبا نظر آتا تھا۔ٹھنڈ پہلے سے کافی حد تک بڑھ چکی تھی۔۔۔ٹھنڈی ٹھار ہوائیں چل رہی تھیں۔اور اگر ایسے موسم میں قصر شاہ کے وسیع و عریض لان میں دیکھا جاتا تو وہاں جاہد جہانگیر اور حیات حفیظ شاہ چہل قدمی کرتے نظر آتے۔

سیاہ پوری آستینوں والی شرٹ کے ساتھ پینٹ پہنے، بالوں کو سلیقے سے جمائے، جاہد پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے آگے ہی آگے بڑھتا جا رہا تھا۔اس کے برابر میں ہی حیات بھی اس کے ساتھ قدم سے قدم ملاتی چل رہی تھی۔آڑو رنگ کی گھٹنوں تک آتی لانگ شرٹ کے ساتھ

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

سیاہ بیل باٹم پاجامہ پہنے، بالوں کو ڈھیلی ڈھالی سی چوٹی میں مقید کیے، وہ کچھ آوارہ لٹوں کو بار بار کان کے پیچھے اڑستی کچھ کہتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی۔

کب آئیں گی آپی؟"، وہ دروازے کو دیکھ کر کہہ رہی تھی۔ آنکھیں منتظر اور ایکسائیٹڈ سی نظر آتی تھیں۔

مجھے تو سمجھ نہیں آرہا کہ اپنی خوشی کو لفظوں کی شکل کیسے دوں۔۔۔ میں بتا نہیں سکتا کہ میں کتنا خوش ہوں۔"، جاہد نے اس کی بات کے جواب میں ایکسائیٹڈ سی آواز و لہجہ میں یہ کہا تو وہ سر موڑ کر اسے دیکھ کر مسکرانے لگی۔

خوشیاں لفظوں میں بیان ہونے لگ جائیں تو ان کی اہمیت وہ نہیں رہتی۔"، حیات نے ذرا مسکراتے ہوئے اس سے کہا تو وہ سمجھ کر سر اثبات میں ہلانے لگا جیسے وہ اس کی بات سے اتفاق کرتا ہو۔

جاہد کے چہرے پر موجود ایک الوہی سی چمک ہی اس کی خوشی کا پتہ دیتی تھی۔ وہ واقعی بہت زیادہ خوش لگ رہا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"تمہیں پتا ہے حیات؟ میں نے اس کے لیے، اس کی صحت یابی کے لیے اتنی دعائیں کی ہیں۔۔۔ اتنی کہ اتنی تو میں نے اپنے پاس ہونے کے لیے کبھی نہیں کیں۔"، وہ پھر سے بول رہا تھا۔ اسی ایکسائٹمنٹ سے۔ "یااللہ! مجھے آج تجھ پر پہلے سے کئی زیادہ پیار آرہا ہے۔۔۔ تو کتنا عظیم ہے نا!"

"وہ کیا شروع سے ہی نہیں دیکھ سکتی تھیں؟"، حیات نے سر موڑ کر ذرا سنجیدگی سے پوچھا تو جاہد نے سر اثبات میں ہلا دیا۔

"ہاں، مگر اب وہ میرا ہینڈسم چہرہ دیکھ سکتی ہیں۔"، جاہد نے ذرا شرارت سے مسکرا کر کہا تو حیات بھی کھلکھلا اٹھی۔ اسے یہ نمونہ دلچسپ لگا تھا۔

تبھی انہیں دروازے کے پار سے فجر اپنی جانب آتی دکھائی دی تھی۔ ریشم کی سرمئی رنگ کی گھٹنوں سے کچھ اوپر تک آتی فراک کے ساتھ بلیو جینز پہنے، بالوں کو اونچی پانی ٹیل میں مقید کیے، وہ ہاتھ میں اپنا چھوٹا سا سیاہ کلچ تھامے ان تک آرہی تھی۔

"فجر آپی آگئیں۔۔۔ اب فائنلی ہم زمل آپی سے ملنے ہسپتال جائیں گے۔ یاہووو۔"، حیات کی ایکسائٹمنٹ اس وقت جاہد سے زیادہ نظر آتی تھی۔ وہ مسکرا رہی تھی جبکہ جاہد پر سوچ نظروں سے ہاتھ ٹھوڑی تلے رکھے، فجر کو دیکھ رہا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

فجر آپی میرے عابر بھائی کے ساتھ اچھی نہیں لگیں گی؟"، اچانک ہی اس کے بولنے والے اس جملے پہ حیات یکدم ٹھہر سی گئی تھی۔ بے انتہا شاک کے عالم میں اس نے گردن موڑ کر جاہد کو دیکھا تھا جو بالکل سنجیدہ لگتا تھا۔ چہرے پہ واضح سوچ کی لکیریں نمایاں تھیں۔

حیات کے لب اچانک ہی مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔ سر خود بخود اثبات میں ہل گیا تھا۔

حیرت ہے۔۔۔ یہ خیال پہلے میرے ذہن میں کیوں نہ آیا؟؟؟ لیکن جاہد، تم غلطی سے بھی یہ بات ان کے سامنے نہ کرنا ورنہ یا تو تمہارا سر دیوار میں دے ماریں گی یا پھر تمہیں چھت سے پھینک دیں گی۔"، حیات نے اس کو خبردار کرنے کو کہا تو وہ حیرت اور ناسمجھی کے ملے جلے تاثرات لیے اس کی جانب پلٹا۔

کیوں بھئی؟"، اسے سمجھ نہیں آئی تھی کہ فجر بھلا ایساری ایکشن کیوں دیتی۔ وہ تو اتنی کالم سی لگتی تھی۔" وہ اس مہینے ستائیس سال کی ہو جائیں گی۔۔۔ پھر بھی شادی کیوں نہیں کرنا چاہتی ہیں؟"

اصل میں وہ کہتی ہیں کہ وہ کسی کے لیے بھی اپنا لائف اسٹائل نہیں بدلیں گی۔۔۔ اور زیادہ تر ان کے جو بھی رشتے آتے ہیں، وہ ان کا لائف اسٹائل چینج کرنے کو کہتے ہیں۔"، حیات نے ساری بات اس کے گوش گزار کی تو وہ ابرو سکیڑے فجر کو دیکھتے ہوئے سر ہلانے لگا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تو کیا وہ اپنا لائف اسٹائل بدلنا ہی نہیں چاہتیں ؟"،اس کا تجسس بڑھتا جا رہا تھا۔ "

ارے نہیں، ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔ دراصل۔۔۔"، ابھی حیات مزید کہہ ہی رہی تھی کہ " فجر اتنا لمبا راستہ طے کر کے آخرکار ان تک پہنچ چکی تھی۔

دراصل کیا؟"، وہ مسکرا کر کہتی ان کے پاس سے گزرتی آگے بڑھ کر گاڑی تک پہنچی۔ "

نہیں آپی۔۔۔ کچھ نہیں۔"، حیات کہتی ہوئی مڑ کر جاہد کو بھی چپ رہنے کا اشارہ کرتی " گاڑی تک گئی۔ جاہد بھی ساتھ ہی آیا تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر فجر نے سیٹ بیلٹ پہن کر بیک ویو مرر میں حیات کے چہرے کو ایک تفتیشی نظر دیکھا جیسے اسے اس کے "نہیں آپی۔۔۔ کچھ نہیں۔"، پر یقین نہ آیا ہو۔ حیات زبردستی کا مسکرائی تھی۔ فجر نے سر جھٹک کر گاڑی اسٹارٹ کی۔

www.novelsclubb.com

چند ہی لمحوں بعد ایک سیاہ رنگ کی مرسیڈیز قصر شاہ کی حدود کو زن سے پار کر کے آگے بڑھ گئی تھی۔

آپ غلط کہہ رہے تھے بھائی۔۔۔میں کالی تو نہیں ہوں۔۔۔میں تو گوری ہوں۔"،زمل "عابر سے کہہ رہی تھی جو ابھی اس وقت اس کے ہسپتال کے بیڈ کے ایک سائیڈ پر بیٹھا تھا۔اس کی بات سن کر عابر نے مسکرا کر سر نفی میں ہلایا تھا اور پھر گلا کھنکارا۔

"نہیں میری پیاری بہن۔۔۔تم مجھ سے تو کالی ہی ہونا۔"،اس نے مزے سے شانے اچکا کر کہا تو زمل نے منہ پھلایا۔

"ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔اور کیا ہوا جو اگر میں کالی ہوں۔۔۔کالے لوگ اللہ کے پیارے ہوتے ہیں۔"،اس نے مزے سے کہا تو عابر اس کی بات سن کر زور سے ہنس دیا۔ایک تو زمل !اور اس کی یہ بچوں والی مثالیں

"اور ویسے بھی،میں بہت پیاری ہوں۔"،زمل نے مزید کہا تو عابر مسکرا کر سر نفی میں ہلانے لگا۔

"اتنی سیلف آبسیسڈ بھی نہ ہو تم،میری بہن۔"،اس نے شرارت سے کہا تو زمل نے بھی اسی کے انداز میں سر نفی میں ہلایا اور پھر بولی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ہمیں خود سے پیار کرنا چاہئے۔۔۔ہم جیسے بھی ہیں ہمیں خود کو قبول کر کے خود سے محبت " کرنی چاہئے۔۔۔ سیلف لو، یو نو۔اور ویسے بھی میں اب کالی بھی نہیں ہوں۔گندمی رنگت ہے۔ پاکستانیوں کی پہچان۔"، ذرا آنکھ مار کر زمل نے کہا اور شانہ اچکایا۔عابر اس کی بات اور انداز پر ہنس دیا تھا۔

تبھی کمرے کا دروازہ ایک دھڑ کے ساتھ کھلا تھا اور دروازے میں جاہد نمودار ہوا تھا۔وہ مسکرا کر زمل کو دیکھ رہا تھا۔زمل کا یہ ڈئریکٹ آئی کانٹیکٹ دیکھ ایک سیکنڈ کو وہ تھما تھا۔آنکھوں میں نمی چمکی تھی۔

زمل نے اسے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا مگر وہ پھر بھی جانتی تھی کہ یہ جاہد جانگیر ہی تھا۔جاہد کچھ پل وہیں دروازے میں ایستادہ اپنی خوبصورت بہن کو دیکھتا رہا تھا۔اسے ہمیشہ سے ہی وہ بہت پیاری لگا کرتی تھی۔اس کے خیال میں اس نے زمل سے زیادہ خوبصورت کوئی لڑکی آج تک اس دنیا میں نہیں دیکھی تھی۔اس کی آنکھوں میں اس شخص کو دیکھ کر بے انتہا محبت در آئی تھی جس کو وہ ہمیشہ تنگ کیا کرتا تھا۔۔۔وہ شخص جو اس کا بیسٹ فرینڈ تھا۔۔۔وہ شخص جس کے لیے اس کا دل ہر لمحے دعا گو رہتا تھا۔کیا یہ ایک خوبصورت نظارہ نہ تھا؟

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

حیات اور فجر ہسپتال کی راہداری سے گزرتے زمل کے ہسپتل کے روم تک جا رہی تھیں۔

حیات کچھ آگے تھی جبکہ فجر اس سے چند قدم پیچھے چلتی ہوئی آ رہی تھی۔

سر بالکل نیچے جھکا کے اپنے تیزی سے بڑھتے قدموں کو دیکھتی ہوئی حیات آگے ہی آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ جبکہ اس کے پیچھے آتی فجر سر اور آنکھیں اٹھائے، ایک شان اور ادا سے چلتی ہوئی آ رہی تھی۔

چلتے چلتے حیات کی رفتار تیز پہ تیز ہوئے جا رہی تھی۔

"حیات، آہستہ چلو۔۔۔اور سر اٹھاؤ۔۔۔ابھی جو کمرہ آئے گا نا، اس میں جانا ہے۔"، فجر نے پیچھے سے آواز لگائی تو حیات نے محض "ہوں" کہنے پر اکتفا کیا۔

"ارے کمرہ آگیا ہے۔۔۔مڑو دائیں طرف۔"، فجر نے اس کو کمرے سے آگے نکلتے ہوئے دیکھا تو ضبط اور کچھ غصے سے تیز آواز میں کہا۔ حیات فوراً ہی دائیں طرف مڑ کر آگے بڑھی تھی جب اس کا تصادم کسی چٹان سے ہوا تھا۔ ہاں! وہ چٹان ہی تو تھا۔ اس کا سر کچھ پل کے لیے واقعی گھوم کر رہ گیا تھا۔ مقابل بھی "آآآ" کر کے اندر کمرے میں بڑھا تھا۔ حیات تو اپنا سر ہی تھام کر کچھ پل کے کھڑی ہو گئی تھی۔ پھر ذرا سیدھی ہو کر اس نے ہونٹ بھینچے تھے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"پاگل، جاہل، گدھا۔"، وہ جاہد کو القابات سے نوازتی وہیں کمر پہ ہاتھ رکھ کر کھڑی ہو گئی تھی۔

"ہاں ظاہر ہے نا۔۔۔ ہمارے خاندان میں کوئی پڑھا لکھا ہو بھی کیسے سکتا ہے؟ ساری لیٹریسی حیات حفیظ شاہ کے پاس جو چلی گئی ہے۔"، آگے سے جاہد نے نہایت تپا ہوا (literacy) جواب دیا تھا۔

"ذرا راستہ چھوڑو۔۔۔ اندر جانا ہے مجھے۔"، وہ غصے سے اس کو شانے سے پکڑ کر سائیڈ پر کرتی آگے بڑھی تھی۔ عجیب چٹان سا تھا۔۔۔ اس کا سر اب تک گھوم رہا تھا۔

جاہد پیر پٹخ کر جا کر دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔ خونخوار نظریں اب بھی حیات پر جمی تھیں۔ وہ اب زمل سے گلے مل کر اس کو سرجری کی کامیابی کی مبارکباد دے رہی تھی۔ زمل بھی مسکرا کر اس کو شکریہ ادا کر رہی تھی۔ مگر کن اکھیوں سے جاہد کو ہی دیکھ رہی تھی جو منہ پھلائے دیوار کے ساتھ کھڑا تھا۔ جبھی عابر بھی چل کر جاہد کے ساتھ جا کھڑا ہوا۔

"زور سے لگا کیا؟"، وہ ہونٹ دبائے مسکراہٹ روکنے کی بھرپور کوشش کرتے ہوئے بولا اور دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر سر جاہد کی جانب موڑا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ایسا لگتا ہے کہ لوہے کی بنی ہوئی ہے یہ۔"، جاہد نے نہایت تپے ہوئے انداز میں غصے سے کہا تو عابر نے رخ موڑ کر اپنی ہنسی کا گلا گھونٹا۔

"میں یہاں اپنی بہن سے ملنے آیا تھا۔۔۔اس کو گلے لگانے آیا تھا۔۔۔اس سے ڈھیر ساری باتیں کرنے آیا تھا۔۔۔ مگر دیکھو تو ذرا، میں یہاں کھڑا ہوا ہوں اور مس حیات میری بہن کا سر کھا رہی ہیں۔"، جاہد کا غصے کا گراف آسمان کو چھو رہا تھا۔

حیات اب بھی مسلسل بولتی جا رہی تھی۔ وہ یقیناً زمل کا دماغ ہی کھا رہی تھی۔ جبھی دروازہ دوبارہ سے کھلا تھا۔ سرمئی رنگ کے لباس میں موجود کوئی اپسرا کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ہاں! وہ اپسرا ہی تو تھی!

"السلام علیکم زمل۔۔۔وہ دراصل ایک اہم کال آگئی تھی تو وہ ہی ریسیو کرنے باہر رک گئی تھی۔"، وہ اپنا کلچ ہاتھ میں تھامے آگے بڑھی تھی اور مسکرا کر زمل سے مل رہی تھی۔ پھر وہ اس کے پاس بیڈ کے سائیڈ پر ہی بیٹھ گئی تھی۔ عابر جہانگیر کی نظریں اس پر اٹک کر رہ گئی تھیں۔ وہ ہلکا سا منہ کھولے اس مکمل حسن کی مالکن کو دیکھ رہا تھا۔ وہ کتنی خوبصورت تھی!

"یہ کون ہے؟"، عابر نے کھوئے کھوئے سے انداز میں نہایت دھیرے سے جاہد سے پوچھا تو جاہد نے اسے دیکھ کر مسکراہٹ دبائی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

فجر حفیظ شاہ۔"، جاہد نے اس کے کان کے پاس جھک کر سرگوشی کے سے انداز میں بولا "
تھا۔

واؤ!"، اچانک ہی بے اختیاری کی کیفیت میں عابر جہانگیر کے منہ سے پھسلا تھا۔ "

پیاری ہے نا؟"، جاہد نے اب کے گردن ذرا اٹھا کر عابر کے کان تک پہنچ کر ہلکی سی آواز "
میں پوچھا تو بے ساختہ ہی عابر کا سر اثبات میں ہلا تھا۔

بہت زیادہ۔"، اس کی نظریں اب بھی فجر کے چہرے کا حصار کر رہی تھیں۔ "

بھائی جان، اپنے ہوش میں آئیں۔۔۔"، جاہد نے فوراً ہی ہنسی ضبط کرتے ہوئے اس کو "
شانے سے ہلایا تو وہ اپنے ہوش میں آیا۔ اسے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تھا۔ اس نے غلط بندے
کے سامنے غلط بات کر دی تھی۔ تف ہے تم پر عابر جہانگیر!

نظریں اس کی اب بھی فجر پر ہی تھیں۔ اس کو اپنے دل کی دھڑکنیں بے ہنگم ہوتی محسوس ہو رہی
تھیں۔ البتہ دائیں طرف سے جاہد کی گھٹی گھٹی سی ہنسی کی آواز آ رہی تھی۔

شرم کرو کچھ۔۔۔ انسان بنو۔"، اس نے ذرا سا تپ کر جاہد کے سر پر ہلکی سی چپت لگائی تو وہ "
اور زیادہ ہنسنے لگا۔ ایسا کبھی ہو سکتا تھا کیا کہ کوئی جاہد جہانگیر سے جیت جائے؟

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اس سوال کا جواب بہت ہی بڑا بڑا اجلی حروف میں لکھا "نہیں!" تھا۔

تبھی جاہد ٹیک ہٹا کر سیدھا ہوا تھا اور قدم زمل کے پلنگ کی جانب بڑھائے تھے۔ زمل اتنی دیر سے بیڈ پر حیات اور فجر کے بیچ بیٹھی بھی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ وہ اس کی منتظر تھی۔ وہ آ کر زمل کے بیڈ کے دوسری طرف بیٹھا تھا اور محبت سے لبریز آنکھوں سے اس کو دیکھ رہا تھا۔ وہ بھی آنکھوں میں الوہی سی نمی لیے اسے تک رہی تھی۔

پھر جاہد آگے بڑھا تھا اور اس نے زور سے زمل کو خود میں بھینچ لیا تھا۔۔۔ اف! ان بازوؤں کے حصار میں محبت کی گرماہٹ تھی۔۔۔ کافی دیر تک وہ دونوں آنسو بہاتے ایک دوسرے کے کاندھوں پر سر رکھے بیٹھے رہے تھے۔ دونوں کے کاندھے ایک دوسرے کے آنسوؤں سے بھیگ چکے تھے۔ پھر وہ دھیرے سے الگ ہوئے تو دونوں کی آنکھیں سرخ متورم ہو رہی تھیں۔

"میں تم سے زیادہ گوری ہوں۔" زمل نے الگ ہوتے ہوئے دھیرے سے کہا تو سب ہی ہنس پڑے۔ جاہد بھی متورم آنکھوں کے ساتھ ہنس پڑا تھا۔ پھر سر جھکا کر آنکھوں کو رگڑتے ہوئے سر اثبات میں اتفاق کرتے ہوئے ہلانے لگا۔ اس بات میں تو کوئی شک نہیں تھا۔

" آج تک میں نے جتنی بھی لڑکیاں دیکھی ہیں، تم ان میں سب سے زیادہ پیاری ہو، زمل۔" وہ آنکھوں میں ہلکی نمی لیے زمل کے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا تو وہ دل سے

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

مسکرائی۔ جاہد اس کی تعریف بہت کم ہی کیا کرتا تھا۔ مگر جب کرتا تھا تو اس کا دل خوش کر دیا کرتا تھا۔

"اور میں؟ میں بھی تو پیاری ہوں۔"، یہ عنیزہ تھیں جو کمرے میں ابھی ابھی داخل ہوئی تھیں۔ وہ ان تک آ کر زمل کا شانہ تھامے کھڑی ہو گئی تھیں۔

"ہاں امی۔۔۔ آپ پیاری تو ہیں۔۔۔ مگر میں لڑکیوں کی بات کر رہا تھا۔۔۔ آنٹیوں کی نہیں۔"، جاہد نے مسکرا کر کہا تو عنیزہ نے ناک بھوں چڑھا کر اس کے شانے پر چپت رسید کی۔

سب کا زوردار قہقہہ گونجا تھا۔

مظفر آباد کی ایک گلی میں یہ ایک چینی طرز پر بنا گھر تھا۔ چھت لال تھی۔۔۔ گھر بھی سرخ اینٹوں سے بنا تھا۔ گھر کے باہر ایک چھوٹا سا لان نما حصہ تھا جہاں چاروں جانب چھوٹی چھوٹی کیاریاں بنی تھیں۔ لان کے چاروں اور ایک سفید رنگ کی لکڑی کی باڑ بنی تھی۔ چھوٹی سی پتھریلی روش باڑ کے دروازے سے گھر کے دروازے تک جاتی تھی۔ گھر کے اندر ایک کونے

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کے کمرے میں منظر کچھ یوں تھا کہ سیمنٹڈ دیواروں میں سے ایک دیوار کے ساتھ ایک گدا بچھا تھا جس پر ایک لڑکا تکیے پر سر رکھے لیٹا تھا۔

سرمئی اونی سوئیٹر اور ٹراؤزر پہنے، بکھرے سیاہ بالوں والا وہ لڑکا اپنی سنہری آنکھیں چھت پر ٹکائے، بالکل چت لیٹا تھا۔ چہرے پر اب بھی نقاہت صاف نظر آتی تھی۔اس کی تکلیف اس کے چہرے پر درج تھی۔

کمرے میں نظر گھما کر دیکھا جاتا تو کھڑکی کے ساتھ کرسی رکھے، کھڑکی کی سل پر کہنی ٹکائے، ایک اور لڑکا بیٹھا نظر آتا۔ سفید سوئیٹر اور جینز پہنے، بکھرے بال ماتھے پر ڈالے، وہ چہرہ ہتھیلی کے پیالے میں گرائے باہر نظر آتا منظر تک رہا تھا۔

باہر کچھ بچے پٹو گرام کھیلتے ہوئے دکھ رہے تھے۔ ہر کچھ دیر بعد وہ خوشی سے چیختے تو اسے یہ آوازیں کانوں پر ہتھوڑے کی مانند برستی محسوس ہوتیں۔اس کی بھوری آنکھوں سے دو بے مول آنسو ٹپک کر گالوں پر بہہ گئے تھے۔ بھوری آنکھیں سیاہ دکھنے لگی تھیں۔ان کی سیاہی بڑھتی جا رہی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

بے رنگ مائع بھل بھل بہہ رہا تھا۔۔۔اگر کچھ غور سے آنکھوں میں جھانکا جاتا تو یہی مائع سرخ رنگ کا نظر آتا۔ سل پہ رکھا اس کا دوسرا ہاتھ ہولے ہولے کپکپا رہا تھا۔اور اگر حال دل کا دیکھا جاتا تو وہ خون کے آنسو روتا نظر آتا۔۔۔اس نقصان پر جو ابھی کچھ دن پہلے ہی اس کو ہوا تھا۔

اس کی ماں۔۔۔اس کی جنت۔۔۔اس کا سب سے بڑا سہارا۔۔۔اس کی زندگی۔۔۔کوئی کیسے آ کر یوں اس کی ماں کو مار کر جا سکتا تھا؟اس کی سانس اس سے چھین لینا کوئی چھوٹی بات تھی کیا؟کسی کو یہ حق کیوں مل گیا کہ وہ اس سے اس کی زندگی چھین لیتا؟اس کا سہارا چھیننا کیا اتنا آسان تھا؟کیوں ہمیشہ ظلم کرنا آسان ہوتا ہے اور سہنا اتنا ہی مشکل؟کسی کی زندگی برباد کر دینا کیا اتنا آسان ہوتا ہے؟

سوچیں یادوں میں تبدیل ہو گئی تھیں اور یادیں پچھتاووں میں۔

سویرا صادق کے چھوٹے سے گھر میں یہ دن خوب اجلا اجلا سا اترا تھا۔آج صبح سے ہی موسم ابر آلود تھا۔خوشگواری بھری تازگی بخش ہواؤں نے چل کر موسم کو مزید اچھا بنا رکھا تھا۔آج آئیان صادق اور مصطفی صالح کی منگنی تھی۔سویرا صبح سے ہی کاموں اور تیاریوں میں مصروف تھیں۔۔۔اور ابھی اس وقت وہ بہت تھک کر صوفے پہ کچھ دیر آرام کرنے کی غرض سے بیٹھی تھیں۔سامنے پیڈیسٹل فین چلا رکھا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM
FB/INSTA:NOVELSCLUBB

جعفر۔۔۔تم صبح سے مسلسل کھیل ہی رہے ہو۔۔۔میری مدد کرواؤ اب کام کرنے میں۔"، تبھی چھت کی سیڑھیوں سے نیچے آتی آئیان کہنے لگی۔سیاہ شلوار قمیض کے ساتھ سر پر سرخ دوپٹہ پہنے،وہ سرخ سرخ سی ہو رہی تھی۔جبھی جعفر بھی اس کے پیچھے ہی اترتا نظر آیا تھا۔

اچھا؟؟؟تو کھیل کیا صرف میں رہا ہوں؟تم بھی تو میرے ساتھ ہی کھیل رہی ہو صبح سے۔"، جعفر نے کچھ حیرانی سے اس کا شانہ ہلاتے ہوئے کہا تو وہ توبہ توبہ کرتی کانوں کو ہاتھ لگاتی سویرا تک آئی۔جعفر بھی ساتھ ہی آیا تھا۔

"کتنا جھوٹ بولتے ہو تم۔۔۔دکھاؤ ذرا۔اب تک تو زبان بھی کالی ہو گئی ہو گی اتنا جھوٹ بول بول کر۔"، وہ آکر سویرا کے برابر میں ہی بیٹھ گئی۔جعفر نے ہونہہ کہہ کر سر جھٹکا اور اس کے سامنے آکر ہی سیدھا فرش پر بیٹھ گیا۔ہلکی پھلکی سی نیلے رنگ کی ٹی شرٹ پہنے،وہ بھی پھولے تنفس کے ساتھ گہرے گہرے سانس لے رہا تھا۔

"زبان تو تمہاری بھی اچھی خاصی کالی ہو گئی ہے جھوٹ بول کر۔۔۔دیکھو،جب تم بول رہی ہو تو کالی زبان نظر بھی آرہی ہے۔"،اس نے تپانے والی مسکراہٹ کے ساتھ کہا تو وہ پیچ و تاب کھاتی رہ گئی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اب چپ کر جاؤ تم دونوں۔۔۔ تم دونوں کو میری ذرا سی بھی فکر ہے؟ ذرا سا بھی خیال ہے؟" صبح سے کام کر کر کے میری کمر دکھ گئی ہے۔۔۔ مگر نہیں!"، سویرا نے غصے میں جو بولنا شروع کیا تو اب ان کو چپ کروانا کم از کم ان دونوں کے تو بس کی بات بالکل نہیں تھی۔"تم دونوں جاؤ۔۔۔ جا کر پٹو گرام کھیلو۔۔۔ مفت کی نوکرانی تو ہے نا۔۔۔ جاؤ تم لوگ کھیلو۔

وہ بے حد غصے سے کہہ رہی تھیں۔اور ان کے نہایت فرمانبردار بچے خاموشی سے سر جھکائے ادب سے ان کی صلواتیں سن رہے تھے۔

جب نہیں ہوں گی نا میں، تو پتا چلے گا کہ گھر کے کام کرنا کتنا مشکل ہوتا ہے۔"، وہ کہے جا رہی تھیں جبھی ایک گہرا سانس خارج کر کے آئیان اپنی جگہ سے اٹھی اور کھڑی ہو کر ان کے سامنے آئی، پھر دھیرے سے ان کو شانوں سے تھاما۔

آپ فکر کیوں کرتی ہیں میری پیاری امی جان؟؟؟ آپ کی آئیان ابھی زندہ ہے۔"، وہ دھیرے سے ان کی آنکھوں میں دیکھتی مضبوط لہجے میں بولی۔آنکھوں میں واضح شرارت جھلک رہی تھی۔پھر مڑ کر جعفر کے پاس آئی اور اس کے سر پر ایک چپت لگائی۔

تم پٹو گرام کھیلو گے، ہاں؟ تمہیں اپنی بوڑھی ماں کا کوئی خیال نہیں ہے، ہاں؟ ابن صادق۔۔۔ شرم کرو۔۔۔ کچھ تو شرم کرو۔"، وہ اس پر برس رہی تھی اور اس کی اس غیرت

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

مندانہ تقریر پر زمین پہ بیٹھا ابن صادق بھی اٹھا اور خوب شرمندگی سے مسکراہٹ ضبط کر کے اس کو دیکھا۔

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو، بنت صادق۔۔۔آؤ۔۔۔چل کر گھر کا کونہ کونہ صاف کریں۔"، ابن صادق نے بھی کہہ کر بنت صادق کو کمرے کی طرف دھکا دیا تو سویرا ہنس پڑیں۔۔۔وہ جانتی تھیں کہ ان کے بچے پرو-ایکٹرز ہیں۔ان دونوں کا کچھ نہیں ہو سکتا تھا!

یادوں کا بلبلہ ہوا میں تحلیل ہوا تو جعفر کی آنکھ سے ایک آنسو ٹپک کر گال پہ لڑھک گیا۔

"جعفر۔"، مصطفی ہنوز اسی پوزیشن میں لیٹا اسے پکار رہا تھا۔

"جعفر؟؟؟ کہاں کھو گئے ہو؟"، وہ اب پھر سے بولا تو جعفر سر جھٹک کر وہاں سے اٹھ کر اس تک آیا اور گدے پہ اس کے برابر میں آکر بیٹھ گیا۔

"جی۔۔۔؟"، اس نے سر جھٹک کر کہا تو مصطفی نے چھت کو تکتے کہنا شروع کیا۔

"مجھے غازی بننا ہے، جعفر۔۔۔جہاد کرنا ہے۔۔۔اپنے کشمیر، اپنی دھرتی کو ان بھارتیوں کے قبضے سے نکالنا ہے۔"، وہ کسی گہری سوچ کے زیر اثر لگتا تھا۔یوں جیسے یہاں لیٹ کر بھی وہ کہیں دور گہرائیوں میں پہنچ چکا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

پتا ہے ؟جب میں چھوٹا تھا، جب میرے امی بابا کا انتقال ہو گیا تھا، تو میں سوچتا تھا کہ ایک دن "
آ کر مجھے اور تمام کشمیریوں کو اس دیو کے چنگل سے نکلوا دے گا۔۔۔ کوئی warrior کوئی
آئے گا جو میرے ماں باپ کے بہے ہوئے خون کا بدلہ لے گا۔ میرے خیالوں اور سوچ میں وہ
واریئر کبھی صادق انکل ہوتے تھے تو کبھی پاکستان۔۔۔"، وہ بہت دھیرے دھیرے اپنے ازلی
متوازن انداز و لہجہ میں کہہ رہا تھا۔ نظریں اب بھی چھت پر ہی ٹکی تھیں۔"مگر جانتے ہو کیا؟
جیسے جیسے میں بڑا ہوتا گیا، مجھے اندازہ ہوتا گیا کہ میرا بدلہ میرے سوا اور کوئی نہیں لے
سکتا۔۔۔ مجھے کافی چھوٹی عمر سے ہی اپنا بدلہ چاہئے تھا۔۔۔ تب یہ، جہاد۔۔۔ غزہ۔۔۔ یہ سب
میرے ذہن میں دور دور تک کہیں نہیں تھا۔ صرف بدلہ چاہئے تھا۔۔۔ صادق انکل کا انتقال ہو
گیا تھا۔۔۔ اور پاکستان! پاکستان تو خود ہمارے جیسا تھا۔۔۔ وہ بھی آزاد نہیں ہے۔۔۔ ان کے
پاس آزادی صرف نام کی ہے۔ ورنہ وہ تو آج بھی دلوں سے قید ہیں۔"

اس نے ایک گہرا سانس لیا تھا۔ بات اب بھی ختم نہیں ہوئی تھی۔

"ان کے پاس وہ دل ہے جو اب بھی قید ہے۔۔۔ وہ دل ہے جو ان کو ظلموں سے آزاد نہیں کر
سکتا۔۔۔ ان کے پاس وہ دل ہیں جو خود پر ڈھائے جانے والے مظالم کو روک نہیں سکتے۔۔۔) وہ
رکا اور جعفر کو دیکھا۔۔۔ آنکھوں میں نمی تھی (وہ لوگ مجھے آزاد کروائیں گے جو خود آزاد نہیں

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ہیں؟ نہیں۔۔۔ صرف میں ہی ہوں جو اپنی مدد کر سکتا ہوں۔۔۔ یہ میٹر نہیں کرتا کہ انسان دوسرے کی مدد کر رہا ہے یا نہیں۔۔۔ اس میں اتنی ہمت اور اتنی طاقت ہونی چاہئے کہ وہ اپنی مدد کر سکے۔"، وہ بول کر اب آخر کار خاموش ہو گیا۔ جعفر نے اسے کچھ حیرانی سے دیکھا تھا۔

"آپ کیا کہنا چاہتے ہیں، بھائی؟"، جعفر نے پوچھا تھا۔ آنکھیں اب خشک تھیں۔ آنسوؤں کی جگہ حیرت نے لے لی تھی۔

"میں کہہ رہا ہوں کہ اب مجھے یہ کہتے ہوئے فخر محسوس ہو رہا ہے کہ اب میں اتنا مضبوط ہو چکا ہوں کہ اپنی مدد کر سکوں۔۔۔ اپنا بدلہ لے سکوں۔۔۔ اپنے کشمیر کو آزاد کروا سکوں۔۔۔ اس زخم نے مجھے بستر تک تو محدود کر دیا ہے، مگر میری سوچ کو بہت وسیع کر دیا ہے۔ اس نے میری سوچ اور احساسات کو مضبوط کر دیا ہے۔ اس نے میری زبان کو ظلم کے خلاف آواز اٹھانے کی مضبوطی بخش دی ہے۔۔۔ وہ ظلم جو مجھ پر ڈھائے گئے ہیں۔۔۔ اب بھی اور ماضی میں بھی۔۔۔ جب میرے ماں باپ کو موت کے گھاٹ اتارا گیا تھا۔۔۔"، اس آواز اور اس لہجے میں کیا نہیں تھا۔۔۔ درد اور تکلیف کو برداشت کرنے کی

صلاحیت۔۔۔ مضبوطی۔۔۔ طاقت۔۔۔ عہد نبھانے کے جگنو۔۔۔ بدلہ کی آگ۔۔۔ سب کچھ!

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اسلام آباد کا موسم اس وقت قدرے ابر آلود تھا۔ ٹھنڈی ہواؤں نے چل کر موسم کو مزید خوشگواری بخش دی تھی۔ ٹھنڈ بھی کافی بڑھ گئی تھی۔ایسے میں قصر شاہ کے وسیع و عریض لان میں ایک کونے میں مالی پودوں کو پانی ڈالتے ہوئے نظر آ رہا تھا۔دوسری جانب دوسرا مالی پودوں کے پتے کاٹ رہا تھا۔

اگر قصر کے اندر جایا جاتا تو سوئمنگ پول کے ساتھ ملحقہ ایک وسیع کمرے کے صوفے پر سکندر شاہ ہلکے پھلکے سے کپڑے پہنے، بیٹھے ہوئے نظر آئیں گے۔ان کے پیچھے پس منظر سوئمنگ پول ایریا نظر آ رہا تھا۔پوری دیوار پہ پھیلا کانچ کا سلائیڈنگ ڈور بند تھا۔سکندر کے صوفے کے آگے تمام بچے گول دائرے کی صورت بیٹھے کچھ ایکسائیٹڈ سے ہو کر ان کو دیکھ رہے تھے۔۔۔گویا ان کے بات کرنے کے منتظر تھے۔ٹھنڈ کی ابھی صرف آمد متوقع ہی تھی کہ ان کی ناک ابھی سے سرخ پڑ رہی تھی۔

(ایسا شاید کسی اور کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔۔۔شاید آپ نے یہ پہلے بھی کہیں پڑھا ہے، نہیں؟)

سکندر کے برابر میں ہی زمل بھی بیٹھی تھی۔سفید و سرمئی شلوار قمیض کے ساتھ سفید دوپٹہ شانوں پہ ڈالے، بالوں کو فرانسیسی چوٹی میں باندھے، وہ آنکھوں پہ سیاہ پتلے فریم والا چشمہ

لگائے، کافی تازہ دم سی لگ رہی تھی۔ چہرے پر بھی ایک الوہی چمک اور مسکراہٹ سی بکھری تھی۔

نومبر کی اکیسویں صبح زمل کی زندگی کی بہت سی خوشیاں سنگ لائی تھی۔ اس نے آج پہلی بار سورج طلوع ہوتے دیکھا تھا۔۔۔ پہلی بار آسمان پر اڑتے پرندوں کے جھنڈ دیکھے تھے۔ آج اس نے پہلی بار اللہ کی قدرت کے مناظر دیکھے تھے۔۔۔ وہ آج بہت زیادہ خوش تھی۔ اس کے دمکتے چہرے پر خوبصورت اور اطمینانیت سے بھری مسکراہٹ تھی۔

کمرے میں اندھیرا سا چھایا ہوا تھا اور مدھم باہر سے آتی روشنی میں ہی ان کے چہرے نظر آرہے تھے۔ صبح کے اس پہر بھی شام کا سا منظر لگتا تھا۔ وہ سب منتظر سے سکندر کو دیکھ رہے تھے۔

یعنی تم لوگ نہیں جاؤ گے؟" سکندر نے ذرا بے چارگی سے ان سب کو ایک نظر دیکھتے "ہوئے کہا تو سب نے سہولت سے سر نفی میں ہلایا۔ وہ اپنے پوتے پوتیوں کی شکل دیکھتے رہ گئے۔

تم سب کو پتا تو ہے سب کچھ۔" سکندر نے پھر سے ان سب کو منع کرنے کی ایک اور "کوشش کرنی چاہی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ہمیں تو نہیں پتا نا، دادا۔"، جاہد نے چمک کر کہا تو سکندر نے ایک گہرا سانس لیا، پھر سمجھ کر "
سر اثبات میں ہلانے لگے۔

اوہ گاڈ۔۔۔آئی ایم سو ایکسائیٹڈ۔"، جاہد کے برابر میں، پوری آستینوں والی شرٹ اور "
ٹراؤزر پہن کر بیٹھی حیات نے آنکھیں میچ کر خوشی سے کہا تو وہ سر نفی میں ہلانے لگے۔ان سب
کا کچھ نہیں ہو سکتا تھا! اور وہ یہ بات جانتے تھے۔

اچھا ٹھیک ہے۔۔۔بتاتا ہوں پوری بات۔۔۔حیات، جا کر ذرا فجر کو بھی بلا لاؤ۔اس نے بھی "
سننی ہی ہو گی یہ فیری ٹیل، ہے نا؟ ویسے فیری ٹیل ہے تو نہیں۔"، وہ سر جھٹک کر بولے تھے۔
ان تکلیف دہ یادوں کو بار بار کھرچ کر زخم پھر سے تازہ ہونے لگتے تھے۔وہ وقت برا تھا۔وہ دن
برے تھے۔

www.novelsclubb.com

دادا۔۔۔کل رات سے میری ٹانگ میں بہت شدید درد ہے۔۔۔آپ عابر بھائی کو بھیج دیں "
نا آپی کو بلانے۔"، حیات نے جاہد کو ہلکی سی کہنی مار کر روہانسے لہجے میں کہا تو جاہد بھی سر زور
زور سے اثبات میں ہلانے لگا۔حیات کی یہ بات سن کر عابر جہانگیر کے چہرے پر بے اختیار ہی
ایک خوبصورت مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔

"او نہو۔۔۔عابر، تم بیٹھو۔۔۔جاہد، جاؤ میرا بچہ، فجر باجی کو بلا کر لاؤ۔"، سکندر نے فوراً ہی سر نفی میں ہلاتے ہوئے عابر سے کہا تھا، جو کھڑا بھی ہو چکا تھا۔ زمل نے بے ساختہ ہی اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔ بیچارہ عابر!

"ارے بیٹے، تم تھک گئے ہو گے۔۔۔بیٹھو تم۔ جاؤ جاہد۔"، سکندر نے کہہ کر جاہد کو اٹھنے کا اشارہ کیا تو جاہد نے بمشکل اپنی ہنسی کا گلا گھونٹا اور اٹھنے لگا۔

"ارے نہیں، دادا۔۔۔میں ٹھیک ہوں بالکل۔ میں بلا لاتا ہوں۔"، عابر نے ذرا معصومیت سے کہا تو سکندر نرمی سے سر نفی میں ہلانے لگے۔

"تم ابھی اٹھے ہو۔۔۔اگر ہلتے جلتے، لہلہاتے ہوئے کہیں گر ور گئے تو ہم کیا کریں گے؟ ہمارے پاس تو ایک ہی عابر ہے نا؟"، وہ مسکرا کر بولے تو جاہد ایک ٹھوکا عابر کے بازو پر مار کر سیدھا وہاں سے بھاگ نکلا۔ پیچھے عابر نے دانت پیسے تھے۔ اس کے چہرے پر اچانک ہی نمودار ہونے والی اداسی زمل اور حیات سے بھی مخفی نہیں رہ سکی تھی۔ زمل نے مسکراہٹ دبانے کو چہرہ پول کی اور موڑ لیا جبکہ حیات نے مسکراہٹ چھپانے کی کوئی کوشش نہیں کی تھی۔

پتا نہیں یہ دادا کس مٹی کے بنے تھے کہ انہیں اپنے پوتے کا اترا چہرہ ہی نہیں دکھ رہا تھا؟

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

پتاہے ؟میرا پوتا بھی بہت ہینڈ سم ہے، بالکل میرے بیٹے کی طرح۔""، سکندر نے آنکھوں میں موجود ہلکی سی نمی کو ہاتھ سے مسل کر کہا تو وہ سب مسکرا اٹھے۔سکندر اپنے سارے پوتے پوتیوں سے بے حد محبت کرتے تھے۔یہ بات تو وہ سب ہی جانتے تھے۔

کچھ ہی منٹوں بعد جاہد کی معیت میں فجر بھی وہاں چلتی ہوئی تھی۔آکر اس نے باآواز بلند سب کو سلام کیا اور پھر چلتی ہوئی آکر عابر کے برابر میں ہی زمین پر کشن رکھ کر بیٹھ گئی۔عابر جہانگیر کی دل کی دھڑکنیں سست پڑی تھیں۔دل گویا دھڑکنا بھول رہا تھا۔پوری آستینوں والی سرخ شرٹ اور سیاہ جینز پہنے، بالوں کو پشت پہ کھلا چھوڑے،وہ بہت حسین لگ رہی تھی۔

عابر نے آہستہ سے نظریں اٹھا کر اپنے دائیں طرف بیٹھی فجر کو دیکھا تھا۔اس کے کپڑوں سے ہوتی ہوئی اس کی نظر اس کے چہرے پر آکر ایک جگہ پر ٹک کر رہ گئی تھی۔

نجانے وہ ایک نوس پن تھی یا عابر جہانگیر کے خیالوں اور احساسات پر پھیرا ہوا پانی؟کچھ دیر پہلے تک لبوں پہ بکھری مسکان اڑن چھو ہوئی تھی۔اس کے حلق تک میں کڑواہٹ گھل گئی تھی۔اسے یہ نوس پن پہلے کیوں نہیں دکھی تھی؟؟؟

اللہ!

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

سکندر نے اپنا ایک ہاتھ زمل کے شانے پر رکھا اور دوسرے سے صوفے کا کپڑا تھاما۔ زندگی کئی سال پیچھے چلی گئی تھی۔ اپنی زندگی کا جو باب انہوں نے سالوں پہلے دل پہ پتھر رکھ کر بند کیا تھا، آج وہ پھر سے کھلنے جا رہا تھا۔ تکلیف تو ہونی تھی۔ تکلیف نہ ہو تو زندگی زندگی کیسے رہے؟

زندگی کے پنے مڑتے گئے، مڑتے گئے اور مڑتے گئے۔۔۔ جب تک وقت وہاں تک نہ پہنچ گیا جہاں سے سکندر کی زندگی شروع ہوئی تھی۔

سکندر شاہ کی عمر لگ بھگ تئیس سال تھی۔ وہ بہت پرجوش سے، بہت ہینڈسم اور بہت سیر و تفریح کے شوقین انسان تھے۔ گندمی رنگت، سیاہ لہلہاتے بال، سیاہ چمکدار آنکھیں اور گھنگھور تیر کی مانند نکلتی پلکیں۔۔۔ سکندر اپنے بڑے بھائی اورنگزیب شاہ کے ساتھ کشمیر کی سیر کو گئے تھے۔ دونوں بھائیوں نے وہاں خوب مزے کیے تھے۔ وہ دونوں کسی کو بھی بتائے بغیر، سکھر میں موجود اپنی حویلی سے رات کے پہر، چپکے سے نکلے تھے۔۔۔ اور اب کافی دنوں بعد، کشمیر میں تھے۔ کشمیر میں ان کے ایک بچپن کے دوست، اہتشام رہائش پذیر تھے۔ سکندر اور اورنگزیب کا ٹھہراؤ ان کے ہاں ہی تھا۔ مگر اس وقت وہ دونوں اپنے ناناسائیں کے ایک بہت ہی پرانے رفیق، سفیر اعظم کی حویلی آئے ہوئے تھے۔ سفیر اعظم کی حویلی نہیں، گویا محل تھا جو

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کشمیر کی وادی کے بیچ و بیچ ایک شان سے کھڑا تھا۔چاروں اور وسیع پھیلا ہوا سبزہ۔۔۔کشمیر کے اونچے پہاڑ۔۔۔نہریں۔

اور یہ وہی دن تھا جب سکندر شاہ نے پہلی بار حلیمہ سفیر کو دیکھا تھا۔ہلکی بھوری سنہری سی آنکھوں والی، سنہری اور بھورے ریشم کی مانند بال، ملائی جیسا چہرہ، گلابی لب، اور اوپر سے وہ دو گز لمبی چادر جس سے اس نے خود کو لپیٹ رکھا تھا، وہ سب سکندر کو پہلی ہی نظر میں حفظ ہو گیا تھا۔وہ کوئی اپسرا تھی۔اتنی خوبصورت، اتنی حسین، اتنی پیاری لڑکی سکندر شاہ نے آج تک نہ دیکھی تھی۔وہ ستون کی اوٹ سے ان دونوں کو ہی دیکھ رہی تھی مگر اس کی نظریں جوان و خوبرو سکندر شاہ پہ ہی جمی تھیں۔

اور پھر، کیسے، کب، کتنی جلدی یہ سب ہوا، سکندر نہیں جانتے تھے۔انہوں نے اگلے ہی ہفتے حلیمہ کا ہاتھ مانگ لیا تھا۔سفیر اعظم نے سوچنے کے لیے دو دن لیے تھے اور پھر دو دن بعد ہاں میں جواب دے کر سکندر کو جیسے ان کی زندگی کی سب بڑی خوشی تھما دی تھی۔

شادی کے لیے سکندر شاہ کے والدین اور خاندان کے کچھ لوگ کشمیر ہی آئے تھے۔شادی ہو گئی تھی۔۔۔زندگی نئی شروع ہو چکی تھی۔سکندر نے آگے کی زندگی کے لیے کشمیر میں رہنے کو

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ترجیح دی تھی۔وہ حلیمہ کو ہر ممکن خوشی دینا چاہتے تھے۔ان کا بس چلتا تو وہ دنیا کی ہر خوشی، ہر آسائش لا کر حلیمہ سفیر اعظم کے قدموں تلے رکھ دیتے۔ہاں! وہ اس کے دیوانے تھے۔

حلیمہ سفیر اور سکندر شاہ کی شادی کے ڈیڑھ سال بعد ان کے ہاں بیٹے کی پیدائش ہوئی تھی۔ان کے بیٹے کے چہرے کے خدوخال بالکل حلیمہ جیسے ہی تھے۔سنہری بھوری سی آنکھیں، گورا ملائی کی مانند رنگ، کشمیری نقوش۔۔۔ہاں البتہ بال اس کے سکندر کے بالوں کے سے سیاہ تھے۔سکندر شاہ اور حلیمہ سفیر، دونوں ہی اپنے بیٹے پہ جان چھڑکتے تھے۔اسے ایک آنچ بھی پہنچے، وہ یہ برداشت نہیں کر سکتے تھے۔

بیٹے کا نام انہوں نے صالح رکھا تھا۔

سکندر شاہ اور حلیمہ کی شادی کو نو سال گزر چکے تھے۔صالح سات سال کا تھا۔جبھی سکندر کو محسوس ہونا شروع ہوا تھا کہ حلیمہ اب ان سے دوری اختیار کرنے لگی ہے۔وہ نا محسوس سے انداز میں ان سے دور ہو رہی تھی۔سکندر کو اس وقت تو یہ صرف ایک وہم ہی لگا تھا مگر ان کے وہم کو بہت ہی جلد حلیمہ سفیر نے غلط ثابت کر دکھایا تھا۔

حلیمہ سفیر نے ان سے طلاق مانگ لی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

سکندر کے لیے یہ ایک بہت بڑا شاک تھا۔ایسا تو کوئی مسئلہ نہیں ہوا تھا کہ حلیمہ ان سے طلاق ہی مانگ لے۔ سکندر نے توان گزرے سالوں میں ان کا اتنا خیال رکھا تھا کہ حد نہیں۔ کبھی بحث وغیرہ ہو بھی جاتی،اور غلطی حلیمہ کی ہوتی،تب بھی وہ ہی معافی مانگ لیا کرتے تھے۔ پھر ایسا کیا ہو گیا تھا؟

حلیمہ کے اس طلاق کے فیصلے کی مخالفت اس کے اپنے میکے سے بھی آئی تھی۔ مگر وہ تو سب سے بے نیاز اور لاپرواہ،بس اپنی ضد پر اڑی ہوئی تھی۔ سکندر نے اس کو منانے اور اس عمل سے باز رکھنے کی بہت کوشش کی تھی، مگر ان کو بالآخر ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔وہ اب تک وجہ نہیں جان پائے تھے اس ضد کی۔ حلیمہ طلاق لے چکی تھی اور اپنے ساتھ زبردستی صالح کو بھی لے گئی تھی۔چاہے کچھ بھی تھا،وہ جیسی بھی تھی، مگر اپنے بیٹے سے وہ بے حد محبت کرتی تھی۔شاید خود سے بھی زیادہ۔اسی لیے سکندر کے پاس صالح کو چھوڑنے کا وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔

وہ اب تک ششدر رتھے۔کیسے ایک ہی مہینے میں ان کی زندگی بدل کر رہ گئی تھی۔ایسا تو انہوں نے کبھی سوچا ہی نہیں تھا۔وہ کیوں یوں ان سے اچانک طلاق لے کر چلی گئیں؟

وجہ بھی زیادہ دیر تک چھپی نہیں رہی تھی۔اپنی عدت پوری ہوتے ہی حلیمہ سفیر نے اپنے چچا زاد، سیفی رحمان سے شادی کرلی تھی۔یہی اس طلاق اور حلیمہ کی بیزاری کی اصل وجہ تھی۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

سکندر شاہ ٹوٹ کر رہ گئے تھے۔ان کو محبت میں دھوکا ملا تھا۔انہوں نے اپنی زندگی میں جس عورت کو اپنی اولاد سے بھی بڑھ کر چاہا تھا،اس عورت نے ان کی محبت کو ان کے منہ پہ ہی طمانچے کی طرح مارا تھا۔

وہ بکھر گئے تھے۔ حلیمہ سیفی کے ساتھ صالح کو لے کر بھارتی کشمیر چلی گئی تھی۔ایک تو دل ٹوٹ گیا تھا،اوپر سے اولاد سے دوری۔۔۔سکندر شاہ کو اپنی زندگی میں کیا کچھ دیکھنا پڑا تھا۔وہ چاہتے تو صالح کو ان سے لے سکتے تھے مگر وہ حلیمہ کی صالح سے محبت سے واقف تھے اور اب بھی،اتنا کچھ ہو جانے کے باوجود وہ ان کو کس قسم کی کوئی تکلیف،کوئی دکھ اور کوئی اذیت نہیں دینا چاہتے تھے۔

وقت کے پنے تیزی سے پلٹتے چلے گئے۔وہ واپس سکھر آ گئے تھے۔اپنی والدہ کے کہنے پر انہوں نے کلثوم عامر سے شادی بھی کر لی تھی۔کلثوم ایک بہترین بیوی ثابت ہوئی تھیں۔ان کو سکندر کی پہلی شادی اور بیٹے کا بھی علم تھا مگر اس پر بھی انہوں نے کوئی ری ایکشن نہیں دیا تھا۔وہ دونوں اپنی زندگی میں خوش تھے۔ صدیق، جہانگیر، حفیظ اور مرحہ کے بعد ان کی زندگی پہلے سے کئی بہتر ہو گئی تھی۔ مگر صالح سکندر شاہ کی یادیں دل میں آج بھی یونہی بسیرا کیے ہوئی تھیں۔

اولاد بھی بھلا بھلائی جا سکتی ہے کیا؟

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

زندگی اچھی گزر رہی تھی۔ پھر ان ہی دنوں سکندر کا جہانگیر کے ساتھ جھگڑا ہوا تھا اور جہانگیر چلے گئے تھے۔ وہ بھی ان دنوں اداس رہا کرتے تھے اور غصے میں بھی۔ ستائیس سال ہونے کو آئے تھے۔ جبھی ایک دن سکندر شاہ کو ایک خط موصول ہوا تھا۔ اس خط کو انہوں نے ایک بار نہیں، بار بار پڑھا تھا۔ وہ چاہ کر بھی یقین نہیں کر پا رہے تھے کہ خط بھیجنے والا شخص "صالح سکندر شاہ" تھا۔

یہی نام تو درج ہوا ہوا تھا اس خط پہ۔۔۔ جلی حروف میں۔

"السلام علیکم۔۔۔ پیارے بابا جان۔

میں آپ کا بیٹا، صالح سکندر شاہ ہوں۔ میں نے ان گزشتہ ستائیس سال میں آپ کو بہت یاد کیا۔۔۔ آٹھ سال سے آپ کا پتہ معلوم کرنے اور آپ سے رابطہ کرنے کی کوششوں میں جتا ہوا تھا۔

آپ میرے بابا ہیں۔۔ میری شناخت۔۔۔ میرے پسندیدہ شخص۔۔۔"، اس خط میں مزید بہت کچھ تھا۔ مگر چند باتیں جو شاک اور حیرت میں مبتلا کروا کر، بعد میں پھر رلا دینے والی تھیں، وہ یہ تھیں کہ حلیمہ سفیر کا اور سیفی کا ایک حادثہ میں انتقال ہو گیا تھا۔ دوسرا یہ کہ صالح چند ہی دن بعد

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

سکندر سے ملنے سکھر آرہے تھے۔صالح نے یہ بھی لکھا تھا کہ انہوں نے شادی کرلی ہے۔ان کا ایک دو سال کا بیٹا بھی ہے۔

جہاں ایک طرف گہرا دکھ تھا، وہیں دوسری جانب ایک خوشی سے دل مہک اٹھا تھا۔وہ ستائیس سال بعد اپنے بیٹے کو دیکھنے والے تھے۔۔۔ان کی بہو، سائرہ بھی بہت نیک اور اچھی لڑکی تھی۔ اوران کا پیارا اسا، بالکل صالح کے ہی جیسا بیٹا۔۔۔سکندر شاہ کا دل خوش ہوگیا تھا۔

۔

وقت پھر سے حال تک سفر کر آیا تھا۔وہ سب خاموشی سے ان کو سن رہے تھے جو نم آواز اور متورم آنکھوں کے ساتھ کہتے جارہے تھے۔

"میرے بیٹے، صالح، کو ان بھارتی فوجیوں نے کافی سال پہلے شہادت تک پہنچادیا۔وہ اور اس کی بیوی، سائرہ، دونوں انتقال کرگئے۔"، وہ ایک نم سانس ہوا کے سپرد کرتے ہوئے اذیت سے بول رہے تھے۔جبکہ زمل جہانگیر اور جاہد جہانگیر کا سانس حلق میں اٹکا ہوا تھا۔وہ شاک کے عالم میں بے یقینی سے آنکھیں پھیلائے سکندر کو دیکھ رہے تھے۔دماغ سن سا ہو رہا تھا۔کیا کیا کہتے چلے جارہے تھے وہ؟

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اوران کا بیٹا، محمد؟"، عابر نے پوچھا تو سکندر ہلکا سا مسکرا کر سر نفی میں ہلانے لگے۔

" محمد نہیں۔۔۔ مصطفی نام ہے اس کا۔۔۔ایک تو تم لوگ یہاں نہیں رہے ہو اور اس بارے میں بات بھی نہیں کرتے، تم لوگوں کو اپنے کزن تک کا نام نہیں معلوم۔۔۔ حد ہے ویسے۔"، وہ سر جھٹک کر ہلکا سا مسکرا کر بولے تھے۔اور زمل کو تو مانو، کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ جاہد کا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا۔ وہ دونوں اپنے سوتیلے تایا اور تایازاد کے بارے میں جانتے تو تھے مگر مصطفی کو ہمیشہ سے محمد کہتے اور سمجھتے آئے تھے۔

" مصطفی کی ابھی کل شادی تھی، مگر تین دن سے میری اس سے بات نہیں ہوئی۔ وہ ویسے بھی اگلے ہفتے تک اپنی فیملی اور اپنی بیوی، آئیان کے ساتھ یہاں آجائے گا۔"، سکندر محبت سے چور لہجے میں ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہتے جا رہے تھے۔

" مجھے ذرا کام ہے۔۔۔ میں چلتی ہوں۔"، اچانک ہی سپید پڑتے چہرے کے ساتھ زمل اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ سبھی نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔۔۔ البتہ سکندر شاہ سے اس کی متغیر ہوتی رنگت مخفی نہیں رہ سکی تھی۔ زمل کہہ کر ایک سیکنڈ بھی مزید رکے بغیر وہاں سے چلی آئی تھی۔ سکندر کی سیاہ آنکھوں نے آخر تک اس کا پیچھا کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

زمل کے وہاں سے جاتے ہی کلثوم کمرے میں داخل ہوئی تھیں۔ہاتھ میں سکندر کا فون تھام رکھا تھا۔سادہ سے شلوار قمیض پہنے،اپنی ہمیشہ والی سادگی کے ساتھ وہ اچھی لگ رہی تھیں۔وہ موبائل تھامے سکندر تک آئی تھیں۔سکندر نے انہیں سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا۔

"دس منٹ سے اس ان نون نمبر سے کال آرہی ہے۔۔۔پہلے تو میں نے اگنور کیا، مگر مسلسل آئے جارہی ہے کال۔"کلثوم نے فون سکندر کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا تو انہوں نے سمجھ کر سر ہلایا اور فون تھاما۔

۔

مظفر آباد کی سرزمین پہ چھائے گھنے بادل سفید روئی کے گالے زمین پر خوب زور و شور سے برسا رہے تھے۔ٹھنڈ کافی حد تک بڑھی ہوئی تھی۔تیز طرار ٹھنڈ سے بھرپور ہواؤں نے چل کر موسم کو مزید ٹھنڈا کیا ہوا تھا۔

ایسے میں عاصم صاحب کے گھر کے ایک کمرے میں کھڑکی سے جھانکا جاتا تو مصطفیٰ اور جعفر کھڑے بیگز میں سامان رکھتے ہوئے نظر آتے۔سامان کیا تھا؟چند کپڑے تھے اور کچھ ضروری فائلز اور دستاویزات وغیرہ۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

سفید رنگ کا موٹا اونی سوئیٹر اور ٹراؤزر پہنے، بکھرے ہوئے سیاہ بالوں اور سرخ ناک کے ساتھ کھڑا مصطفی اپنا سامان باندھ کر پیچھے ہوا اور ایک نظر اٹھا کر جعفر کو دیکھا جو نہایت سنجیدگی سے اپنا سامان باندھ رہا تھا۔اس کی آنکھوں کے پپوٹے سوج ہوئے تھے۔بے اختیار اسے دیکھتے ہوئے مصطفی کی نظروں کے سامنے پچھلی رات گزری تھی جب جعفر پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے اپنے آپ کو ہر ایک چیز کا مورد الزام ٹھہرا رہا تھا۔وہ بہت تکلیف میں تھا۔

مصطفی نے نگاہیں چرائی تھیں۔پھر دھیرے دھیرے چلتا ہوا ایک دیوار پہ لگے چھوٹے سے شیشے تک آیا تھا۔شیشے میں اپنا چہرہ دیکھتے ہوئے اس نے ہاتھوں کی انگلیوں سے ہی بال ٹھیک کیے تھے۔چہرہ اب پہلے سے کچھ بہتر تھا۔سیاہ حلقے بھی کچھ کم تھے۔البتہ تکلیف اب بھی اتنی ہی تھی جتنی پہلے دن تھی۔بس اب اس نے کسی کو بھی اس تکلیف کے بارے میں بتانا چھوڑ دیا تھا۔وہ بظاہر سب کے سامنے یہی کہتا رہتا کہ وہ اب ٹھیک ہے۔درد اب کم ہے۔

مگر حقیقت تو یہ ہے کہ کچھ زخم چاہ کر بھی بھرے نہیں جا سکتے۔

جبھی عاصم صاحب کمرے میں داخل ہوئے تھے۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"مصطفی، آر یو شیور کہ تم سفر کر لو گے ؟"، وہ پریشانی اور تفکر سے کہتے ہوئے ان دونوں تک آئے تھے۔ مصطفی بھی ان کی بات پہ اثبات میں سر ہلاتا ان تک آیا اور ان کے برابر میں ہی بیٹھ گیا۔

"آپ فکر نہیں کریں، ماموں۔۔۔ میں اب کافی بہتر ہوں۔ اور ویسے بھی، میں دادا کے پاس جا رہا ہوں نا۔۔۔ وہاں جا کر علاج بھی کروالوں گا۔۔۔ اور آپ فون لائے ؟"، نرمی سے ان کو اپنی بہتری کا یقین دلا کر مطمئن کرنے کے بعد اس نے پوچھا تو عاصم صاحب نے جیب سے ایک چھوٹا بٹن والا موبائل نکال کر اسے تھمایا۔ مصطفی کا اپنا موبائل اس کے گھر پر ہی رہ گیا تھا۔ عاصم صاحب ان دونوں کی پیٹھ تھپتھپاتے باہر چلے گئے تھے جبکہ مصطفی فون پر اب نمبر ڈائل کرنے لگا تھا۔

www.novelsclubb.com

نمبر ملا کر فون کان سے لگایا اور دوسری جانب جاتی گھنٹی کی آوازیں سننے لگا۔

کافی دیر تک فون کرتے رہنے کے بعد اس نے تھک کر فون پرے کیا اور جعفر کو دیکھا۔

"کیا ہوا؟"، جعفر نے کچھ پریشانی سے پوچھا تو اس نے ایک گہری سانس خارج کی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

فون ہی نہیں اٹھا رہے ہیں۔"، اس نے کچھ ناامیدی سے کہا تو جعفر بھی کچھ مزید پریشان ہو گیا۔

" دوبارہ کر کے دیکھیں۔"، اس نے پھر سے کہا تو مصطفیٰ سر ہلا کر دوبارہ کال ملانے لگا۔

آٹھویں گھنٹی پہ اگلی جانب سے فون اٹھا لیا گیا تھا۔ اگلی طرف خاموشی سی تھی جب مصطفیٰ نے گلا کھنکھار کر ہلکے سے بولا۔

" السلام علیکم دادا۔"، اس کا کہنا تھا اور اگلی جانب قصر شاہ میں بیٹھے سکندر شاہ کے چہرے پر ایک مسکراہٹ دوڑ گئی تھی۔

" ہیلو۔۔۔ وعلیکم السلام مصطفیٰ۔۔۔ کیسے ہو تم؟ اتنے دن سے فون کیوں نہیں کیا؟"، وہ فورا سے تیزی سے پوچھنے لگے تو ان کے گرد بیٹھے ان کے پوتے پوتیاں مسکرا کر وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے سوائے جاہد کے جو بہت ہی بے یقینی آنکھوں میں سموئے دھیرے سے اپنی کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا۔

سکندر اب مصطفیٰ سے بات کر رہے تھے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"میں۔۔۔ٹھیک ہوں۔۔۔اسلام آباد آرہا ہوں ایک دو دن میں۔یہاں سے آج نکل رہا ہوں۔"، مصطفی نے اگلی جانب سے کہا تھا۔سکندر کے چہرے پر خوشی دوڑ گئی تھی۔وہ کھلے دل سے مسکرائے تھے۔کلثوم بھی مسکراتے ہوئے ان کے ساتھ ہی بیٹھ گئی تھیں۔

"دادا۔۔۔کسی سے کہلوا کر میرا گھر صاف کروا دیں۔۔۔میں اور جعفر آرہے ہیں۔"، مصطفی نے ہلکی سی نم آواز میں کہا تو سکندر بے طرح ٹھٹھکے۔

"صرف تم اور جعفر کیوں؟آئیمان بیٹی اور سویرا بیٹی نہیں آرہیں کیا؟"،ان کے کہنے پر کلثوم بھی تھوڑی حیران ہوئی تھیں۔مصطفی کے گلے میں گلٹی ڈوب کر ابھری تھی۔جعفر نے بھی اسپیکر سے ابھرتی یہ بات سن کر سر جھکا لیا تھا۔وہ آنسو پینا سیکھ رہا تھا۔اسے سیکھنا ہی تھا!

"دادا۔۔۔وہ۔۔۔"،اور مصطفی نے ان کو سب کچھ بتانا شروع کیا تھا۔۔۔اس حملے کے بارے میں۔۔۔آئیمان اور سویرا کے انتقال کے بارے میں۔۔۔اپنے مظفر آباد آنے کے بارے میں۔۔۔اس نے سب بتایا تھا سوائے اس کے کہ اسے گولی لگی تھی۔اور وہ شدید زخمی تھا۔اس کی تمام باتیں سن کر سکندر تو مانو، شاک میں گھرے بیٹھے رہ گئے تھے۔کلثوم نے اسپیکر سے ابھرتی ان باتوں پر دل تھام لیا تھا۔

یہ کیا ہو گیا تھا؟

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اللہ۔۔۔"، سب سننے کے بعد سکندر نے ایک گہرا سانس لیا تھا۔ آنکھیں نم ہو گئی تھیں۔ "

اور سکندر انکل، مصطفیٰ بھائی کو گولی بھی لگی ہے۔۔۔ اور زخم بھی خراب ہوتا جا رہا ہے۔"، "

اچانک ہی جعفر نے آگے بڑھ کر کہا تو سکندر کا ہاتھ بے اختیار ان کے دل پہ پڑا۔ کلثوم بھی پریشان ہو گئی تھیں۔ جبکہ مصطفیٰ نے شکست خوردہ انداز میں جعفر کو دیکھا تھا۔ وہ یہ بات سکندر کو نہیں بتانا چاہتا تھا۔ مگر اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔

مصطفیٰ؟"، سکندر نے نہایت بے یقینی سے ہلکی سی آواز میں کہا تھا۔ آئیمان اور سویرا کا "

انتقال۔۔۔ کشمیر پہ حملہ۔۔۔ مصطفیٰ کی بے گھری۔۔۔ سب قابل برداشت تھا۔ مگر یہ

اللہ۔۔۔ میرے خدایا۔۔۔ مجھے کیسے علم نہ ہو سکا کہ وہاں کیا کچھ ہو رہا ہے۔"، وہ آنکھوں "

کی نمی کو پونچھتے ہوئے نہایت دکھ سے بولے تھے۔ ان کے کلیجے پر بھارتیوں نے دوسری بار ہاتھ ڈالا تھا۔

"دادا۔۔۔ آپ پریشان نہ ہوں۔۔۔ میں ٹھیک ہوں۔"، مصطفیٰ نے ان کو تسلی دینے کو کہا تھا۔ مگر سکندر کو اب تب تک تسلی نہ ہونی تھی جب تک وہ اسے اپنے سامنے صحیح سلامت دیکھ نہ لیتے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

میں کیسے مان لوں کہ تم ٹھیک ہو؟"، وہ بے اختیار بول اٹھے تھے۔ مصطفی نے ایک گہرا سانس لیا تھا۔

"میں کہہ رہا ہوں نا کہ میں ٹھیک ہوں۔۔۔ آپ فکر نہ کریں بالکل بھی۔۔۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔ تھوڑا بہت علاج جو رہتا ہے، وہ اسلام آباد آکر ہی کروالوں گا۔"، اس نے جذبات سے عاری لہجے میں کہا تھا۔ فون رکھ کر مصطفی نے جعفر کو دیکھا تھا جس کی آنکھیں نم تھیں۔ وہ آنکھیں سوکھی کیسے رہ سکتی تھیں اپنی بربادی اور تباہی کی داستان سن کر؟ جعفر نے سر جھکا کر آنکھیں رگڑی تھیں، پھر دھیرے سے سر اٹھا کر مصطفی کو دیکھا جو آنکھوں میں فکر اور دکھ لیے اسے تک رہا تھا۔۔۔ وہ دونوں ایک دوسرے کا سہارا تھے۔۔۔ وہ ایک دوسرے کا خاندان تھے۔۔۔ وہ ایک دوسرے کے شریک سفر تھے۔۔۔ سنہری آنکھیں اور بھوری آنکھیں کچھ پل کے لیے ملی تھیں اور پھر ان میں سے کوئی بھی سوکھی نہیں رہ سکی تھی۔ کسی آبشار کی طرح دونوں کی آنکھوں سے آنسو تواتر کے ساتھ بہنے لگے تھے۔ وہ دونوں اب بھی اسی پوزیشن میں بیٹھے آنسو بہانے لگے تھے۔۔۔ پھر بہت ہی آہستہ سے مصطفی جعفر کے قریب آیا تھا اور اس کو ہولے سے خود سے لگا لیا تھا۔ جعفر اس کے مضبوط ہاتھوں میں بکھر سا گیا تھا۔ مصطفی اس کا درد سمجھتا تھا۔ آخر کو وہ خود بھی تو اسی سب سے گزرا تھا۔۔۔ اپنے بچپن میں۔۔۔ اپنے گھر

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

میں۔۔۔اپنے کمرے میں۔۔۔فرش پہ بیٹھ کر سرخ انگارہ اور سوجی ہوئی آنکھوں کے ساتھ روتے ہوئے۔۔۔وہ بھی تو بکھرا تھا۔۔۔وہ بھی تو ٹوٹا تھا۔۔۔ماضی تلخ تھا۔۔۔اور دردناک بھی!

ان دونوں کا غم ایک سا تھا!

وہ دونوں ایک دوسرے کے رازدان تھے!

بس۔۔۔فکر نہ کرو۔۔۔ہم واپس یہاں آئیں گے۔۔۔یہاں، اپنے کشمیر! اپنے کشمیر کو" دشمنوں کے شکنجے سے نکالنے کے لیے۔۔۔اپنے لوگوں کو آزادی دلوانے کے لیے۔۔۔بدلہ بھی لیں گے۔۔۔ہر اس خون کی بوند کا جو ہمارے بھائیوں اور بہنوں کا بہا! ہر اس آنسو کا بدلہ لینے جو ماؤں کی آنکھوں سے ٹپکا۔۔۔"، مصطفیٰ اس کی پشت سہلاتے ہوئے مستحکم لہجے میں بول رہا تھا۔آنکھوں سے انگارے نکل رہے تھے۔

ہم دونوں آزاد کشمیر کی جانب پہلا قدم اٹھائیں گے۔۔۔پہلی آواز تو نہیں، مگر پہلی بندوق" ضرور اٹھائیں گے۔۔۔پھر چاہے ہم شہید بنیں یا غازی، ہمیں دونوں ہی عزیز ہیں۔۔۔مگر میں تو غازی ہی بنوں گا۔"، مصطفیٰ کی آواز میں کچھ دیر پہلے تک گھلی نمی اب عنقا تھی۔اب وہاں صرف ایک مختلف سا، انجانہ سا جذبہ تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

جعفر دھیرے سے اس سے دور ہوا تھا اور سر جھکائے ہی، ذرا سی آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔

"میں بھی غازی بنوں گا۔"، اس نے دھیرے سے کہا تھا جس پر مصطفیٰ مسکرایا تھا۔ پھر آگے بڑھ کر اس کو دونوں شانوں سے تھام کر سیدھا کیا تھا۔ اور پھر جب بولا تو آواز یوں ہی مستحکم تھی۔

"تو پھر اپنے شانے اٹھاؤ۔۔۔ مضبوط کرو۔۔۔ سیدھے رکھو۔۔۔ مجاہدین شانے اور سر جھکاتے نہیں ہیں۔۔۔ مجاہدین پیٹھ پھیرتے نہیں ہیں۔۔۔ وہ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنے دشمنوں کو شکست دیتے ہیں۔۔۔ کاندھے مضبوط رکھ کر مقابلہ کرتے ہیں۔ جعفر صادق۔۔۔ اپنے نام کی لاج رکھنا۔ تمہارا نام بہت بلندی والا ہے۔"، مصطفیٰ نے کہا تھا اور جعفر نے اپنے آنسو اپنے ہاتھوں سے بے دردی سے رگڑ ڈالے تھے۔ اسے رونا نہیں تھا۔ اسے تو آگے بڑھ کر دشمنوں کا گریبان تھام کر انہیں زمین بوس کرنا تھا۔ اسے اپنے نام کی لاج رکھنی تھی۔۔۔ اسے جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقشِ قدم کو ذہن نشین رکھنا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

رات کا پہلا پہر تھا۔اسلام آباد میں موسم اب بھی اتنا ہی سرد تھا جتنا پچھلے کچھ دنوں سے تھا۔ٹھنڈی ہواؤں نے موسم کو ٹھنڈا کر رکھا تھا۔فضا میں سردیوں کی ایک الگ سی تازگی محسوس ہوتی تھی۔ایک ٹھنڈ بھی۔

ایسے میں قصر شاہ کے وسیع لاؤنج سے ہوتے ہوئے دو رزینوں سے کچھ فاصلے پہ بنے کمرے میں دیکھا جاتا تو پلنگ پر سکندر شاہ اور کلثوم بیٹھے نظر آتے۔ایک کے اوپر ایک ٹانگ رکھے، بالوں کو چوٹی میں باندھے، کلثوم ہاتھ میں ایک ڈائری تھامے کچھ لکھتی جا رہی تھیں۔چہرے پہ ایک نرم سا تاثر تھا۔وہ بہت منہمک نظر آتی تھیں۔

ان کے برابر میں پلنگ پر کچھ ہی فاصلے پر بیٹھے سکندر کسی سوچ میں غلطاں نظر آتے تھے۔چہرے پر گہری فکر کی پرچھائیاں تھیں۔آنکھیں کسی غیر مرئی نقطے پہ ٹکی تھیں۔سادہ سی شرٹ اور ٹراؤزر پہنے، وہ سونے کی ہی تیاری میں لگتے تھے۔البتہ آج ان کو نیند تو نہیں آنی تھی۔آج پوری رات مصطفٰی کی فکر میں جو گزرنی تھی۔

جبھی دروازے پر مدھم سی دستک ہوئی تو وہ کسی گہرے خیال سے نکلے اور کلثوم کو دیکھا جو ہنوز جھکے ہوئے ہی مسکرائی تھیں۔پھر انہوں نے سر اٹھا کر دروازے کو دیکھتے ہوئے قدرے بلند آواز میں نرمی سے بولا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

" آ جاؤ زمل۔"، ان کے کہنے کی دیر تھی کہ دروازے کا ناب دھیرے سے گھوما تھا اور دروازے میں زمل کا چہرہ نمودار ہوا تھا۔ وہ صبح والے ہی سرمئی لباس میں ملبوس، بالوں کو ڈھیلے جوڑے میں باندھے، چھوٹے چھوٹے قدم لیتی اندر آئی تھی۔

"آپ کو کیسے علم ہوا کہ میں ہی آئی ہوں؟"، زمل نے پلنگ کی جانب آتے ہوئے قدرے حیرانی سے پوچھا تھا۔ ایک ہاتھ میں سرمئی دوپٹہ کا کونہ تھام رکھا تھا۔ اس کی بات سن کر کلثوم کے ساتھ ساتھ سکندر بھی ہلکا سا مسکرائے تھے۔

"بس۔۔۔ پہچان گئی میں کہ یہ تم ہی ہو۔"، کلثوم نے سر بے نیازی سے ہلا کر مسکرا کر کہا تو وہ بھی آ کر ان کے سامنے ہی پلنگ پر بیٹھ گئی۔

" ویسے دادی۔۔۔ ابھی تک یقین نہیں آتا نا کہ ہم سب۔۔۔ یوں، ایک ہی گھر میں ایک ساتھ رہ رہے ہیں۔ خواب لگتا ہے نا؟"، زمل نے مسکرا کر ایک الوہی سی چمک آنکھوں میں لیے کہا۔ کلثوم بھی اس کی تائید میں سر کو ہلاتی ابھی کچھ کہنے ہی لگی تھیں کہ سکندر بول پڑے۔

" اف میرے اللہ۔۔۔ تم تو بالکل اپنی دادی پہ گئی ہو اس معاملے میں۔"، کہتے ہوئے وہ سر نفی میں ہلانے لگے۔ پھر سیدھے ہو کر اسے دیکھا۔ زمل نے بھی خفگی سے انہیں دیکھا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"میرے بچے! نئی چیزوں کو قبول کرنا سیکھو۔ حقیقت کو قبول کر کے اس پر یقین کرنا سیکھو۔ اپنے خوابوں میں ہی نہ رہتی رہو۔۔۔ خوابوں کی دنیا سے باہر نکل آؤ۔ یقین جانو، یہ دنیا خوابوں سے زیادہ حسین ہے۔"، سکندر نے اسے دیکھتے ہوئے نرمی سے کہا تو وہ مسکرائی۔ پھر ان کے قریب ہی برابر میں بیٹھ گئی۔

"جاؤ بھئی، کلثوم بیگم۔۔۔ جا کر ہم دادا پوتی کے لیے اچھی سی کافی لے آؤ۔"، سکندر نے کلثوم کو دیکھ کر مسکرا کر کہا تو وہ منہ بنا کر اٹھ کھڑی ہوئیں۔ جانتی تھیں کہ اب وہ اپنی پوتی سے اکیلے میں بات کرنا چاہتے تھے۔ وہ اپنی ہاتھ میں تھامی ڈائری سینے سے لگاتیں، پیروں میں چپل اڑستی باہر چلی گئی تھیں۔ پیچھے وہ بڑی فرصت سے زمل کی جانب مڑے تھے۔

"جی فرمایئے۔۔۔ کیا بات کرنی ہے آپ نے؟"، سکندر نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے نہایت نرمی سے استفسار کیا تو وہ کچھ پل کے لیے واقعی گڑبڑا گئی۔

"ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ مجھے کوئی بات تو نہیں کرنی ہے۔"، وہ کچھ لجاہت سے کہتی نگاہیں چرا گئی تھی۔ سکندر پھر سے مسکرائے تھے۔ پھر ہلکا سا کھنکار کر اس کے کان کے پاس جھکے اور بہت ہی ہلکی سی آواز میں دھیرے سے بولے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"بتاؤ میری جان۔۔۔میں تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں۔۔۔جو کہنا ہے کہہ ڈالو۔"، سکندر نے محبت بھرے انداز میں اس کے شانے کو تھپک کر کہا تو اس نے چور نگاہوں سے انہیں دیکھا۔پھر آہستہ سے اپنا رخ ان کی جانب کیا۔

"دادا۔۔۔آپ۔۔۔مجھے اپنے پوتے کے بارے میں بتائیں نا!"،اس نے جیسے کہہ ہی ڈالا۔ سکندر ایک پل کو ٹھٹھکے، پھر ہلکا سا نا سمجھی سے مسکرائے۔

"تمہیں اپنے بھائی کے بارے میں کیوں پوچھنا ہے؟"،انہوں نے نا سمجھی سے پوچھا تو وہ بے طرح شرمندہ ہو گئی۔

"ارے نہیں۔۔۔عابر بھائی نہیں۔"،اس نے ذرا ہچکچا کر کہا تو وہ سر ہلکا سا پیچھے کو کیے، آنکھیں سکیڑے اسے دیکھنے لگے۔

"تو پھر کیا تمہیں جاہد کے بارے میں بات کرنی ہے؟"،اف! وہ واقعی نہیں سمجھ پا رہے تھے یا پھر سمجھنا نہیں چاہ رہے تھے؟

"نہیں۔۔۔نہیں، دادا۔۔۔وہ مجھے دراصل آپ کے دوسرے پوتے کے بارے میں پوچھنا ہے، مصطفی کے بارے میں۔"،زمل نے آنکھیں بند کر کے جلدی سے بولا تو سکندر خود

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

مسکرائے ہوں یا نہ ہوں، ان کی سیاہ آنکھیں ضرور مسکرائی تھیں۔ان کی یہ مسکراہٹ زمل سے "مخفی" ہی رہی تھی۔

ہمم۔۔۔اچھا تو تمہیں میرے دوسرے پوتے، مصطفی، کے بارے میں کیا پوچھنا تھا؟"، "انہوں نے مصطفی کے نام پر قدرے زور دے کر مسکرا کر پوچھا۔ایک ابرو بھی اٹھا رکھی تھی۔زمل نے ان کے لہجے کی مسکراہٹ محسوس کر کے جھٹ سے آنکھیں کھولیں اور پھر کچھ آرام دہ سی ہو کر بیٹھی، پیچھے کو ٹیک لگایا، ہاتھ سے چادر کے ڈیزائین پر انگلیاں پھیرتے ہوئے کہنے لگی۔

وہ۔۔۔میں۔۔۔دراصل میں نا، پوچھنا چاہ رہی تھی کہ۔۔۔"، وہ کہہ کر رک سی گئی۔الفاظ" چاہ کر بھی زبان تک نہیں آپا رہے تھے۔یا پھر "اس" کے متعلق بات اس نے آج تک کسی سے ایسے نہیں کی تھی، جبھی زبان پر قفل لگے محسوس ہو رہے تھے۔سکندر اسے دلچسپی سے دیکھ رہے تھے۔اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ بھی نہایت دلچسپ معلوم ہوتے تھے۔

کہ ؟"، اس کی خاموشی بڑھنے لگی تو وہ اسے دیکھ کر سر ہلکا سا جھکا کر نرمی سے بولے۔"

کیا آپ مجھے اس کی آواز سنا سکتے ہیں ؟"، زمل نے اچانک سے کہا تو سکندر مسکرا اٹھے۔زمل" اپنی اس خواہش پر خود بھی حیران اور دم بخود سی ہو گئی تھی۔وہ یہ سوچ کر تو یہاں نہیں آئی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

سکندر نے بنا کچھ کہے بس اپنا موبائل سائیڈ ٹیبل سے اٹھا کر کچھ بٹن پریس کر کے اس کے سامنے موبائل کی اسکرین کی تھی۔ موبائل پہ واٹس ایپ کی ایک چیٹ کھلی تھی جس پہ سب سے اوپر جلی حروف میں بڑا بڑا ایک نام لکھا تھا۔

"Mustafa."

بس یہ ایک نام۔۔۔ یہ ایک نام ہی کافی تھا۔ یہ ایک نام ہی کامل تھا۔ اور پروفائل پکچر میں بھی ایک تصویر لگی تھی۔ بہت چھوٹی تصویر ہونے کے باعث پوری طرح تو شکل وغیرہ نہیں دکھ رہی تھی مگر یہ اندازہ ہو رہا تھا کہ کوئی سیاہ شلوار قمیض پہن ہوئے سیاہ بالوں والا لڑکا تھا۔ سکندر نے کافی دن پہلے آیا ہوا ایک وائس نوٹ پلے کیا تھا۔ اور پھر اگلے ہی پل پورے کمرے میں وہ خوبصورت، متوازن اور گہری آواز گونجنے لگی تھی۔ وہی آواز جو زمل کی پسندیدہ تھی۔۔۔ اس کے پسندیدہ شخص کی آواز!

"دادا۔۔۔ آپ آجائیں نا شادی پر۔ سویرا خالہ بھی آپ کا پوچھ رہی تھیں۔۔۔ میرے خاندان میں سے بھی تو کوئی ہونا چاہئے نا جو بارات لے کر میرے ساتھ چلے۔"، وہ مسکراتے لہجے میں اپنے ازلی نرم آواز میں کہہ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

زمل کا سانس گویا رک رک کر آنے لگا تھا۔ہاں یہ اسی کی تو آواز تھی۔یہ وہی تو تھا۔وہی جس نے زمل کے ذہن کو ہمیشہ اپنے شکنجے میں لیے رکھا تھا۔

وہ تیز ہوتی دھڑکنوں سمیت اچانک ہی اٹھی تھی اور نا محسوس سے انداز میں اپنے دل پہ ہاتھ رکھتی قدم آگے بڑھائے تھے۔

"اللہ حافظ دادا۔۔۔شب بخیر۔"وہ کہہ کر رک نہیں رہی تھی۔وہ تو جا ہی رہی تھی جب سکندر نے پھر سے اسے پکارا۔

"زمل۔۔۔بات سنو۔"ان کی آواز نے اس کے قدم تھمائے تھے۔وہ رکی تھی اور پھر ان کی جانب دھیرے سے مڑی تھی۔وہ اسے ہی دیکھ رہے تھے۔آنکھوں میں ایک مسکراہٹ تھی جو اب بھی وہ پہچان نہ پائی تھی۔

"پرسوں میں اس سے ملنے جاؤں گا۔تم بھی چلو گی؟"انہوں نے پوچھا تو بے اختیار اس کے دل کی دھڑکنیں سست پڑیں۔وہ اسے امتحان میں ڈال رہے تھے۔جب وہ کچھ پل مزید خاموش رہی تو انہوں نے اسے پھر سے پکارا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

زمل؟ چلو گی میرے ساتھ؟"، وہ پوچھ رہے تھے۔ زمل نے ان کی آنکھوں میں آنکھیں " ڈال کر سر اثبات میں ہلایا تھا۔ اور پھر وہ مڑ کر آگے بڑھ گئی تھی۔ سکندر اس کی پشت تکتے رہ گئے تھے۔ کمرے سے نکل کر بے ساختہ ہی اس نے چہرہ تھپتھپایا تھا۔ آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو آ ٹھہرے تھے۔ وہ ضبط سے سرخ پڑ رہی تھی۔

مصطفی؟ یعنی وہ واقعی وہی مصطفی تھا؟ اس کا کزن۔۔۔ یعنی اب تو وہ اس گھر میں بھی آئے گا۔ اور وہ اپنی بیوی کے ساتھ۔۔۔

آہ۔۔۔ وہ اب آئیمان صادق کا ہو گا۔ وہ جانتی تھی۔

اور اسے آئیمان کے ساتھ دیکھنا واقعی کڑی تکلیف کا باعث بنے گا۔

www.novelsclubb.com

۔

دوپہر کے چار بج رہے تھے جب مصطفی اور جعفر اسلام آباد پہنچے تھے۔ آسمان کو سیاہ و سرمئی سے بادلوں نے ڈھک رکھا تھا۔ ٹھنڈ کافی حد تک بڑھ چکی تھی۔ ٹھنڈی ہواؤں کا زور تھا۔ ایسے میں اسلام آباد کے ایک علاقے کی ایک گلی میں درمیانے سائز کے بنگلوں کی ایک لمبی قطار گلی کے

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

دونوں اطراف میں تھی۔ گلی کے اختتام پہ ایک سفید رنگ کا درمیانے سائز کا بنگلہ تھا جس کے پورچ میں اس وقت ایک گاڑی آکر رکی تھی۔ سیاہ رنگ کی گاڑی۔

گاڑی کے پورچ میں رکتے ہی چوکیدار نے پیچھے سے دروازہ بند کیا تھا اور پھر مؤدب سا چلتا ہوا اس گاڑی کے عین سامنے آرکا تھا۔ کشمیری نقوش کا حامل وہ شخص تقریباً پچاس سال تک کا تھا۔ سیاہ بال اور سیاہ آنکھوں والا۔۔۔ بھورے رنگ کے شلوار قمیض پہنے ہوئے تھا۔ گاڑی کے دروازے کھول کر مصطفیٰ اور جعفر باہر نکلے تھے۔

سفید شلوار قمیض دونوں نے ہی پہن رکھی تھی۔ بلا کی سنجیدگی نے ان دونوں کے چہروں کا احاطہ کر رکھا تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ سے نکلتے مصطفیٰ نے سر اٹھا کر اپنے اس بنگلے کو دیکھا تھا۔

سفید رنگ کا وہ بنگلہ درمیانے سائز کے لان کے وسط میں کھڑا تھا۔ میرون رنگ کا اونچا سا دروازہ روش کے بالکل سامنے تھا۔ آس پاس کی ساری کھڑکیاں وغیرہ بھی میرون رنگ کی ہی تھیں۔ دو منزلہ مکان تھا۔ اوپری منزل کی بالکونی بھی نظر آتی تھی۔ یہ گھر سید مصطفیٰ صالح کا تھا جو اس نے صرف اور صرف اپنی محنت سے بنایا تھا۔

اس گھر کو بنانے کا اصل مقصد یہاں زمل جہانگیر کے ساتھ رہنا تھا۔ مگر پھر اندازہ ہوا تھا کہ زمل جہانگیر اس کی قسمت میں نہیں، بلکہ ہمایوں صدیق کی قسمت میں ہے۔ پھر مصطفیٰ پیچھے ہٹ گیا

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تھا۔اس کے بعد اس نے اس گھر میں سویرا خالہ اور ان کے بچوں کے ساتھ رہنے کا خواب دیکھا تھا۔وہ آگے بڑھ رہا تھا۔آئیمان کے ساتھ وہ اسی گھر میں آنے والا تھا۔۔۔مگر!

مگر جو ہوا،وہ اس کے خیالوں،خوابوں اور سوچ سے کئی زیادہ الگ تھا۔

"السلام علیکم بیٹے۔"،جبھی پاس کھڑے چوکیدار نے نہایت ادب سے اسے مخاطب کیا تو اس نے بنگلے سے نظر ہٹا کر اس کو دیکھا۔

"وعلیکم السلام شاہد بھائی۔۔۔دادا یہیں ہیں؟"،مصطفی نے نرمی سے کہا البتہ چہرے کی سنجیدگی ہنوز قائم تھی۔اس کے پوچھنے پر شاہد نے سر ہلایا تھا۔

"جی۔۔۔وہ صبح سے یہیں ہیں۔اپنی ہی نگرانی میں انہوں نے صفائی کروائی تھی۔ابھی اس وقت وہ ڈرائنگ روم میں بیٹھے آپ کے ہی منتظر ہیں۔"،شاید نے تفصیلی جواب دیا تو مصطفی سر ہلانے لگا۔

"ہمارا سامان اوپر کمرے میں پہنچا دیں اور کچھ کھانے کے لیے بھی بھجوائیں۔"،مصطفی نے اس کو کہتے ہوئے قدم اندر کی جانب بڑھائے تھے۔راہداری سے ڈرائنگ روم کی جانب جاتے ہوئے مصطفی کا چہرہ بے تاثر تھا۔کسی بھی قسم کے جذبات اور تاثرات سے خالی۔سپاٹ۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM
FB/INSTA:NOVELSCLUBB

البتہ جعفر کچھ نروس سالگ رہا تھا۔ وہ پہلی بار سکندر شاہ سے ملنے جا رہا تھا۔ ڈرائنگ روم کی جانب قدم اٹھاتے ہوئے اس کے دل میں ایک عجیب سا خدشہ جنم لے رہا تھا۔ اگر وہ بہت ہی مغرور قسم کے شخص ہوئے، اگر جو انہوں نے اسے کسی یتیم و مسکین کی طرح ٹریٹ کیا؟ اگر وہ مصطفی کو یہاں سے لے گئے تو؟

تو وہ کیا کرے گا؟ اس کے پاس تو مصطفی کے سوا کوئی تھا بھی نہیں۔

خوبصورتی سے آراستہ ڈرائنگ روم کے دروازے کی چوکھٹ تک جب وہ پہنچے، تو سامنے ہی صوفے کی پشت پہ ہاتھ پھیلائے، ایک ادا سے بیٹھے، سکندر شاہ نظروں کے سامنے آئے۔ ہاتھ میں ایک کتاب تھام رکھی تھی جس کی ورق گردانی کر رہے تھے۔ کف لگے شلوار قمیض پہنے وہ ایک رعب اور دبدبے کے مالک شخص تھے۔ جعفر پہلی ہی نظر میں ان سے خاصا مرعوب ہوا تھا۔

آہٹ پر انہوں نے سر اور نظریں اٹھا کر ان دونوں کی جانب دیکھا تھا۔

مصطفی کو دیکھ کر ان کے چہرے پر ایک شفیق سی مسکراہٹ پھیلی تھی اور وہ کتاب بند کر کے میز پر رکھتے ہوئے اٹھ کر اس کی جانب آئے تھے۔ اسے اپنے گلے سے لگائے وہ کافی دیر تک اس کی

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

پیٹھ سہلاتے رہے تھے۔ وہ جیسے اپنے پوتے کو اپنے روبرو دیکھ کر نہایت مطمئن اور خوش ہوئے تھے۔

دیکھ لیا آپ نے؟ ٹھیک ہوں میں۔"، پیٹ میں اب بھی، اس وقت بھی ہوتی تکلیف کو " سرے سے نظر انداز کیے، مصطفی نے مسکرا کر ان کو دیکھا تھا۔ وہ مسکرا بھی نہ سکے تھے۔ تبھی ان کی نظر مصطفی سے کچھ فاصلے پر کھڑے جعفر پر گئی تھی۔ اور پھر نظر جیسے ٹھہر گئی تھی۔ بھورے بالوں اور بھوری آنکھوں والا وہ لڑکا کچھ پریشانی سے انہیں ہی دیکھ رہا تھا۔

وہ مسکرا کر آگے بڑھے تھے اور پھر اسے اپنے ساتھ لگایا تھا۔ جعفر متذبذب سا ان کے ساتھ لگا مصطفی کو دیکھ رہا تھا جو آنکھوں میں بے پناہ نرمی لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ وہ جعفر کے دل کی حالت سے کافی حد تک واقف تھا۔

کیسے ہو میرے بچے؟"، سکندر نے ڈھیروں اپنائیت لہجے میں سموئے اس سے پوچھا تو وہ نم " آنکھوں سے انہیں دیکھ کر مسکرا اٹھا۔ وہ اچھے تھے۔ بہت زیادہ۔ وہ انہیں پہلے بھی تصویروں میں دیکھ چکا تھا۔ مگر روبرو دیکھنے میں جو شان و تمکنت ان کی شخصیت کا خاصہ تھی، اس سے وہ بے حد متاثر ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com
WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کافی دیر بعد وہ تینوں صوفے پہ بیٹھے باتیں کرنے میں مشغول نظر آتے تھے۔ مصطفیٰ اور جعفر ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ خاموشی سے انہیں بولتے سن رہے تھے۔

"اور اس کے بچے۔۔۔ اوہ خدایا! اتنے شرارتی ہیں کہ بس۔۔۔ کلثوم بھی جہانگیر سے مل کر خاصی کالم ہو گئی ہے۔ پہلے ہر وقت غصہ چوبیس گھنٹے اس کی ناک پر چڑھا رہتا تھا۔ چڑچڑی بھی تھی۔ مگر اب کافی حد تک پر سکون ہو گئی ہے۔"، وہ ان دونوں کو جہانگیر کی آمد کے بارے میں بتا رہے تھے۔ مصطفیٰ اپنے چچاؤں کے بارے میں کافی حد تک جانتا تھا۔ مگر اس نے کبھی ان کو دیکھا نہیں تھا۔ بس یونہی، کبھی شوق ہی نہیں ہوا۔ ہاں البتہ مرحہ اس کے پاس فیس بک پر بھی ایڈ تھی اور اس سے اکثر و بیشتر ہی اس کی بات ہوتی رہتی تھی۔ مرحہ سے اس کی کافی حد تک دوستی بھی تھی۔ وہ اس سے محض دو ڈھائی سال ہی بڑی تھی۔

www.novelsclubb.com

اپنے چچاؤں کے بچوں میں سے وہ صرف عابر سے ہی واقف تھا۔ وہ بھی یوں کہ عابر کو اس نے ایک بار مرحہ کی فیس بک آئی ڈی پر اس کی فرینڈز لسٹ میں دیکھا تھا۔ بس دیکھا ہی تھا۔ نہ کبھی خود ایڈ کرنے کا سوچا، نہ ہی عابر نے ایڈ کیا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

جہانگیر کی بیٹی نے بھی مجھے کہا تھا کہ وہ میرے ساتھ یہاں آئے گی۔ اسے تم سے ملنے کا شوق تھا۔ مگر آج صبح میں نے اٹھایا تو اٹھی ہی نہیں۔ بھئی نیند پہ کوئی کومپرومائز نہیں۔"وہ سر جھٹک کر ہنس دیئے تھے۔ مصطفیٰ بھی سر جھٹک کر ہلکا سا مسکرایا تھا۔

سکندر انکل۔۔۔ میری عمر کے کوئی پوتے ہیں آپ کے؟"جعفر نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے سکندر سے پوچھا تو وہ مسکرا کر سر ہلانے لگے۔

"بالکل۔۔۔ اور ہاں! مجھے انکل نہیں بولو۔۔۔ انکل بہت بوڑھوں والا لگتا ہے۔۔۔ تم مجھے دادا بلاؤ۔"سکندر کے کہنے پر مصطفیٰ نے ذرا حیرت سے انہیں،اور پھر جعفر کو دیکھا تھا جو ان کی بات مانتے ہوئے سر اثبات میں ہلا رہا تھا۔

"دادا زیادہ بوڑھوں والا نہیں لگتا؟"اس نے جیسے حیرانی سے ان کی اس عجیب منطق پر تبصرہ کیا تھا جس پر سکندر نے سہولت سے سر نفی میں ہلاتے ہوئے ٹکا کر"نہیں!"میں جواب دیا تھا۔ وہ منہ بنا تا رخ دوسری جانب موڑ گیا تھا۔ سکندر کتنی ہی دیر ان سے باتیں کرتے رہے تھے۔ وقت قطرہ قطرہ بہتا چلا جا رہا تھا۔ باہر اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔

اسی سمے قصر شاہ کی بالائی منزل سے منسلک بالکونی میں دو کرسیوں پہ دو لوگ بیٹھے چائے حلق میں اتارتے نظر آرہے تھے۔ایک جانب ریلنگ سے سر نیچے جھکا کر زمل نیچے پھیلے لان کو دکھ رہی تھی۔سبز رنگ کے شلوار قمیض پہنے، بالوں کو سیاہ پونی میں مقید کیے، گردن میں ہلکا پھلکا سا دوپٹہ ڈالے، وہ اس سردی میں بھی آرام سے کھڑی تھی۔

چائے پیتی عنیزہ بھی اسے کئی دفعہ کہہ چکی تھیں کہ وہ کوئی گرم کپڑے پہن لے۔بیمار پڑ جائے گی۔مگر وہ سنی ان سنی کیے، دور سبزے کو دیکھتی ہوئی سوچوں میں غلطاں تھی۔کسی کے خیالوں میں۔۔۔کسی کی یادوں میں۔۔۔کسی کی باتوں میں!

اب عنیزہ بھی سامنے بیٹھی مرحہ کی طرف رخ کر کے بیٹھ گئی تھیں۔

"میر سے بات ہوئی؟"، انہوں نے پوچھا تو مرحہ نے سر کرسی کی پشت سے ٹکا کر چائے کا کپ ہاتھ میں ہنوز تھامے، آنکھیں موندی تھیں۔

"نہیں!"، آنکھیں موندے ہی اس نے جھوٹ کہا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"کب تک چلے گا ایسا؟"، عنیزہ نے نرمی سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا تو وہ سیدھی ہو بیٹھی۔ پھر عنیزہ کو دیکھتے ہوئے نچلا لب دانت تلے دبائے، ناخن سے کرسی کے ہتھے پہ چڑھا کپڑا کھرچنے لگی۔

"جب تک وہ میری بات نہیں مان لیتا۔"، مرحہ نے ان کو دیکھ کر آنکھوں میں آنکھیں ڈالے جواب دیا تھا۔

"وہ مرد ہے، مرحہ۔ وہ ایسا کبھی نہیں کرے گا۔ تم اپنا گھر برباد کر رہی ہو۔ مردوں کی انا کو جانتی نہیں ہو کیا تم؟"، عنیزہ نے اسے سمجھانا چاہا تھا۔ مگر وہ کچھ بھی سمجھنے کے لیے تیار نہیں تھی۔

"میں جانتی ہوں بھابھی۔ وہ ایسا کبھی نہیں کرے گا۔ اور پھر، ایٹ دی اینڈ، وہ مجھے چھوڑ دے گا۔ اور میں "یہ" چاہتی ہوں۔ میں اب اپنا دل اس کے لیے صاف نہیں کر سکتی۔ ایسے میں اس کے ساتھ رہنا منافقت کے سوا کچھ نہیں ہو گا۔"، وہ بہت عجیب سے انداز و لہجہ میں دور کھڑی زمل کو دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ اس کی بھوری آنکھوں میں بہت سا کرب تھا۔

"تم اس سے واقعی علیحدگی چاہتی ہو؟"، عنیزہ نے اس سے پوچھا تو وہ سر جھٹک کر نفی میں ہلانے لگی۔ ایک تلخ سی مسکراہٹ اس کے چہرے پر نمودار ہو کر معدوم ہوئی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

نہیں بھابھی۔ علیحدگی نہیں۔ طلاق۔ میں میر ولی شاہ سے طلاق چاہتی ہوں۔"، مرحہ کے جواب پر عنیزہ ایک پل کے لیے واقعی سکتے میں آگئی تھیں۔ وہ کچھ کہنے کی کوشش میں منہ کھولنے لگیں تو مرحہ نے چہرہ ان کی جانب موڑا۔

"ایسا کیوں ہوتا ہے بھابھی؟"، وہ اچانک ہی بول پڑی۔ لہجہ میں بے حد تکلیف پنہاں تھی۔

"کیوں مرد کے لیے عورت کی تذلیل کرنا اس قدر آسان ہوتا ہے؟ کیوں عورت کو بے عزت، ذلیل ورسوا کرتے ہوئے مرد ایک پل کے لیے بھی نہیں سوچتا کہ اس کی پیدائش بھی ایک عورت سے ہوئی ہے؟ اس کی پرورش بھی ایک عورت نے کی ہے۔ اس کو کھانا بھی عورت نے کھلایا ہے اور اس کو بولنا بھی عورت نے سکھایا ہے۔ کیسے ایک مرد اپنی زبان سے عورت کو اس قدر ذلیل کرتا ہے کہ وہ ٹوٹ جاتی ہے، بکھر جاتی ہے، اور ایسا گرتی ہے کہ پھر اٹھنے کی ہمت بھی نہیں کر پاتی؟"، اس کی بھوری آنکھوں میں نمی آ ٹھہری تھی۔ عنیزہ چپ چاپ آنکھوں میں دکھ لیے اس ٹوٹی بکھری سی لڑکی کو دیکھ رہی تھیں۔ وہ واقعی بہت تکلیف میں تھی۔

"مرد عورت سے ہے۔ کبھی ماں، بہن، بیٹی تو کبھی بیوی کے روپ میں۔ اس کو مرد ہی ایک عورت بناتی ہے۔ تو کیوں دنیا میں ساری گالیاں عورتوں پر بنی ہیں؟ ایک دوسرے کو گالی دینی ہے، برا بھلا کہنا ہے تو اس مرد کو کہو نا جو تمہیں ناپسند ہے۔ اس کی عورتوں کو کیوں بیچ میں گھسیٹا

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

جاتا ہے؟"، وہ بات کو کہیں اور لے جا رہی تھی۔ بات شروع کہاں سے ہوئی تھی اور جا کہاں رہی تھی۔ اس کے اس موقف سے متفق تو عنیزہ بھی تھیں۔ مگر اس پل بات یہ تو نہیں ہو رہی تھی۔

"دنیا میں مرد عورت کی عزت کیوں نہیں کرتے؟ کیوں اسے پیر کی جوتی سے بھی بدتر ٹریٹ کرتے ہیں؟ کیا یہ کوئی کہنے والی بات ہوتی ہے کہ تم میرے پاؤں پڑ کر معافی مانگو؟ کیا کسی کو یوں بھی کہا جاتا ہے؟"، اس نے اپنی بات کو بے مقصد نہیں کیا تھا۔ اپنی کہی ہوئی باتوں کو اس نے اپنی زندگی سے کیسے جوڑ دیا تھا نا! مرحہ کی بھوری آنکھیں ضبط سے سرخ پڑ رہی تھیں۔ گلا دکھنے لگا تھا۔ حلق میں آنسوؤں کا گولہ اٹکنے لگا تھا۔

اب جب میں نے سیم وہی بات اس سے کہی تو اس کی انا اور غیرت آڑے آ گئی؟ مجھ سے "محبت کرتا ہے تو قربان کرے نا اپنی عزت، اپنی انا، اپنی غیرت۔۔۔ وہ غیرت جو اپنی بیوی کو اپنے قدموں میں بٹھاتے وقت کہیں کھو گئی تھی۔"، وہ اب کے کچھ تیز لہجے میں بول رہی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ میر ولی شاہ کبھی یوں اس کے قدموں میں نہیں بیٹھے گا اور اس کو چھوڑنے پر دل اب تک راضی نہ ہوا تھا۔ مگر مرحہ سکندر شاہ کو اپنی زبان سے کہی ہر ایک بات بہت عزیز تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

وہ یوں اس کو بغیر کچھ کہے، بغیر کوئی سزا سنائے معاف نہیں کر سکتی تھی۔ اگر بری عادت تھی تو بری ہی سہی! اگر ضد تھی تو ضد ہی سہی!

جب تک انسان اپنی کہی گئی باتوں کو خود اہمیت نہیں دیتا، تب تک دوسرے بھی کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ انسان کے لیے اس کے کہے گئے الفاظ اہمیت کے حامل ہونے چاہئیں۔ مگر ایک حد تک! جب بات بڑھ جائے اور راستے ختم ہونے لگیں تو اپنے لفظوں سے پھر جانا کبھی کبھی مفید ہوا کرتا ہے۔ مگر صرف کبھی کبھی!

جبھی قصر کا مین گیٹ کھلا تھا اور جہانگیر سکندر کی سیاہ گاڑی قصر کی حدود میں زن سے داخل ہوئی تھی۔ گاڑی دیکھتے ہی زمل فوری پیچھے ہوئی تھی اور پھر بغیر کہیں بھی دیکھے اندر کی اور تیزی سے بھاگی تھی۔ مرحہ نے اسے کچھ حیرت سے اندر بھاگتے دیکھا تھا جبکہ عنیزہ سر جھٹک کر ہنس دی تھیں۔

"اسے کیا ہوا ہے؟"، مرحہ نے کچھ حیرت سے عنیزہ سے پوچھا تو وہ پھر سے ہنس دیں۔

"سوئیٹر پہننے گئی ہے اندر۔ جہانگیر آ گئے ہیں نا۔"، انہوں نے ہنستے ہوئے مرحہ سے کہا تو وہ بھی سن کر ہنس دی۔ یہ زمل بھی نا، بہت بڑی نمونی تھی!

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

رات چھانے لگی تھی۔ باہر اندھیرا ہونے لگا تھا۔ ایسے میں قصر شاہ میں موجود زمل جہانگیر کے سفید رنگ میں نہائے کمرے میں ہیٹر آن تھا۔ وہ شام والے کپڑے پہنے، بالوں کو ڈھیلے نچلے جوڑے میں باندھے، دوپٹہ گلے میں ڈالے، ڈرایسنگ ٹیبل کے برابر میں رکھی ایک میز کے نیچے سے ایک بکسہ نکالے بیٹھی تھی۔ اس بکسہ میں چھوٹی موٹی مختلف چیزیں رکھی تھیں۔

سر جھکا کر بکسہ میں کچھ ڈھونڈنے کے باعث بار بار اس کی ایک آوارہ لٹ اس کے چہرے پہ آ گرتی، جسے وہ سرعت سے کان کے پیچھے اڑستی پھر سے کام میں مشغول ہو جاتی۔ وہ انہماک سے اس بکسہ کو چھان رہی تھی۔

"کہاں چلی گئی؟ اس دن تو اس کے اندر ہی دیکھی تھی۔" وہ لب دانتوں تلے دبائے، سر جھکائے ڈھونڈ رہی تھی جب دروازہ ہلکا سا کھٹکھٹا کر عابر جہانگیر اندر داخل ہوا تھا۔ اسے دیکھ کر چلتا ہوا اس کے پاس ہی آگیا تھا۔

"تم تیار نہیں ہوئی ابھی تک؟" وہ کچھ ناراضگی ملی حیرت سے کہتا ہوا پلنگ پر آ بیٹھا۔ زمل نے چہرہ اٹھایا اور پھر سر موڑ کر اسے دیکھا جو سفید رنگ کی جیکٹ اور سیاہ جینز پہنے، بالوں کو سیٹ کیے، تیار لگتا تھا۔ مگر کہاں جانے کے لیے؟

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

یہی تو زمل جہانگیر بھول چکی تھی۔

وہ ہنوز زمین پر ہی بیٹھے اسے کچھ سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی۔

"کہاں جانے کے لیے؟"، اس نے یوں پوچھا جیسے کوئی بڑی بات ہی نہ تھی۔ عابر جہانگیر کے تو مانو سر پہ لگی تلووں پہ بجھی۔

"زمل، آج تمہارا اپائنٹمنٹ تھا۔۔۔ بھول گئی؟ دماغ ہے یا بھوسا؟ نکال پھینکو اسے۔ ویسے بھی کسی کام کا تو ہے ہی نہیں۔"، وہ تپ کر تیز لہجے میں بول رہا تھا۔ زمل نے کمال بے نیازی سے "اوہ" کہا اور پھر بکسہ اٹھا کر ڈریسنگ ٹیبل پر رکھا۔

"تم چلو۔ میں آتی ہوں۔"، کہہ کر وہ اپنے کپڑے تبدیل کرنے کی غرض سے کوئی کپڑے نکالنے وارڈروب کی جانب بڑھنے لگی تو عابر نے اس کا ہاتھ تھام کر سر نفی میں ہلایا۔

"آج تمہاری سزا ہے۔ تم اسی حالت میں چلو گی۔ ہمیشہ دیر کرتی ہو۔"، وہ تپ کے کہتا اسے کلائی سے تھامتا، آگے بڑھ کر کمرے سے باہر لے گیا۔ جبکہ زمل کے چہرے پر اب بھی مکمل اطمینان تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

سزا کیسی ؟مجھے تو ویسے بھی کسی تیاری کی ضرورت نہیں ہے۔میں ویسے ہی بہت اچھی لگتی ہوں۔ہونہہ۔"،اس کے ساتھ گھسیٹتی وہ بولتی چلی جارہی تھی جس پر آگے چلتے عابر جہانگیر نے مسکرا کر سر جھٹکا تھا۔ہاں !زمل اسی کی بہن تھی!

ڈاکٹر کے پاس سے وہ دونوں ہو آئے تھے۔اوراب واپسی کے راستے پہ گامزن گاڑی روڈ پر رواں تھی۔زمل کھڑکی کے باہر دیکھتی عابر سے ہلکی پھلکی باتیں بھی کر رہی تھی۔باہر موسم کافی اچھا تھا۔ٹھنڈی ہواؤں نے چل کر موسم کو اچھا کرر کھا تھا۔۔اور ٹھنڈا بھی!

عابر کی ایک اہم کال آنے لگی تو وہ فون سنتے ہوئے گاڑی ڈرائیو کرنے لگا۔زمل نے یونہی گردن موڑ کر کھڑکی سے نظر آتے مناظر پہ نگاہ ڈالی اور پھر جیسے وقت پیچھے جاتا گیا۔۔ان درختوں کی طرح جو پیچھے ہی پیچھے جاتے نظر آرہے تھے۔

www.novelsclubb.com

بدھ کا دن تھااور عنیزہ کے کہے کے مطابق آج مصطفی صالح کی سرجری تھی۔وہ کافی پریشان تھا۔ہسپتال میں عنیزہ کے روم میں زمل جہانگیر کے برابر میں کچھ فاصلے پر بیٹھا وہ پشیمانی سے انگلیاں چٹخارہا تھا۔چہرے سے اضطراب جھلکتا تھا۔البتہ اس کے برابر میں بیٹھی زمل کافی ریلیکسڈ سی لگتی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"ڈاکٹر عنیزہ اب تک آئیں کیوں نہیں؟ میری سرجری تو تین بجے ہونی تھی۔اب تو ساڑھے چار بج چکے ہیں۔"وہ پریشانی سے کہتا ہوا وال کلاک دیکھنے لگا جس کی سوئیاں ساڑھے چار بجا رہی تھیں۔زمل مسکرائی تھی۔

"وہ سرجری کر رہی ہیں۔"اس نے بڑے اطمینان سے مصطفیٰ کو جواب دیا تو وہ ہکا بکا سا اس کو دیکھتا رہ گیا۔

"مگر ابھی تو میری سرجری کا ٹائم ہے۔"وہ جیسے سمجھ نہیں پایا تھا۔

"نہیں مصطفیٰ! ابھی تمہاری سرجری کا ٹائم نہیں ہے۔ابھی مصطفیٰ صالح حمدان کی سرجری کا ٹائم ہے۔"زمل نے نہایت آرام سے اپنی بات کہی تھی مگر مصطفیٰ کو اب بھی سمجھ نہیں آیا تھا۔ سمجھ آتا بھی کیسے؟

"کیا مطلب؟"وہ ناسمجھی اور کنفیوزن سے پوچھ بیٹھا۔زمل نے مسکراہٹ دبائی تھی۔

"تمہاری کوئی سرجری نہیں ہو رہی۔ تم ٹھیک ہو بالکل۔کوئی برین ٹیومر ویومر نہیں ہوا تمہیں۔"وہ یہ کیا کہہ رہی تھی؟ کیا وہ پاگل ہو گئی تھی؟ یا اسے پاگل بنا رہی تھی؟ یا۔۔۔یا پھر وہ پاگل بن چکا تھا؟

www.novelsclubb.com

تم۔۔۔ک۔۔۔کیا کہہ رہی ہو؟"، وہ بے حد شاک سے اسے دیکھ کر پوچھنے لگا۔ جواب اوہ" مسکرائی تھی۔ وہ مسکرا بھی نہ سکا۔

"جس دن تمہارا پہلا اپائنٹمنٹ تھا، اس دن تمہاری اور مصطفیٰ صالح حمدان کی رپورٹز ادل بدل ہو گئی تھیں۔ ان کو تھا برین ٹیومر۔ تمہیں نہیں۔ اس کے بعد امی نے پھر بھی تمہیں اس بارے میں نہیں بتایا کیونکہ تم دوائیں وقت پر نہیں لے رہے تھے۔ امی سے ملنے کے لیے تم جان بوجھ کر صحیح نہیں ہونا چاہ رہے تھے۔ اس بہانے تم دوائیاں لینے لگے تھے۔ سو۔۔۔"، اس نے لب دبا کر امڈ کر آتی مسکراہٹ روکی۔ "وہ سب ایک مذاق۔۔۔ ایک جھوٹ تھا۔ تم ٹھیک ہو بالکل۔ تمہیں کچھ نہیں ہوا۔"

مصطفیٰ اسے شاک کے عالم میں، منہ کھولے بے یقینی سے دیکھ رہا تھا۔ اسے جیسے یقین نہیں آ رہا تھا۔ اسے وہم سا گزرا تھا کہ زمل پاگل ہو گئی ہے۔ یا شاید وہ اول فول بول رہی ہے۔ مگر اس کے چہرے کے تاثرات بتاتے تھے کہ اس کا کہا گیا ایک ایک حرف سچا ہے۔

"زمل!"، وہ پھر کر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ وہ بے بسی اور بے یقینی کے عالم میں انگلیاں بالوں میں پھیرتا عجیب سی کیفیت سے دوچار ہو گیا تھا۔ زمل نے ہاتھ صلح جو انداز میں اٹھائے تھے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

لیکن یہ امی کا نہیں، میرا آئیڈیا تھا۔"، زمل نے جیسے ایک ہی سانس میں کہا تو مصطفیٰ کا تیر کی سی تیزی سے بڑھتا غصہ یکدم ہی جھاگ کی طرح بیٹھ گیا تھا۔ بے بسی سے وہ ہاتھ پہلو میں گرا کر سیٹ پر پھر سے بیٹھ گیا تھا۔ سر بے بسی سے دونوں ہاتھوں میں گرائے اس نے چند گہرے گہرے سانس لے کر خود کو کمپوز کرنا چاہا تھا۔ وہ بے یقین تھا۔۔۔ سخت ششدر۔

"مگر یہ ایک ایموشنل ڈیمج تھا، زمل۔۔۔ میرے احساسات، خوف، پل پل بڑھتی اضطرابی کیفیت۔۔۔ آہ زمل آہ! مجھے یقین نہیں آ رہا۔ تم ایسا کیسے کر سکتی ہو؟ اور ڈاکٹر صاحبہ۔۔۔ وہ ایسا کر سکتی ہیں؟"، وہ اب بھی شدید بے یقین تھا۔ ڈیڑھ مہینہ۔۔۔ ڈیڑھ مہینے سے وہ بے وقوف بنتا آ رہا تھا۔ وہ اتنا بدھو کیسے ہو سکتا تھا کہ دو عورتوں کے ہاتھوں بے وقوف بنتا چلا گیا؟

"ہاں میں جانتی ہوں کہ یہ سب ٹھیک نہیں تھا۔۔۔ مگر اس طرح تم اپنی دوائیاں لے رہے تھے نا۔"، زمل نے ایک اور دلیل پیش کی تو وہ بے کسی سے بھرپور تاثرات چہرہ پہ سجائے اس کی جانب مڑا تھا۔

"میں کسی اور طرح سے بھی دوائیاں لے سکتا تھا، زمل۔"، اس نے اپنی بات پہ زور دیتے ہوئے اسے دیکھا تھا جو مسکراہٹ روکنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔ "آئی ریئلی کانٹ بلیو دس۔"، وہ اب تک بے یقین تھا۔ بات ہی ایسی تھی!

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"اچھا چلو نا۔ چھوڑو یہ بات۔"، زمل نے بات بدلنے کی غرض سے مسکراہٹ دبا کر کہا تو وہ تپ گیا۔

"ہونہہ۔۔۔ چھوڑو یہ بات۔"، وہ ہو بہو زمل کے سے انداز میں اس کی نقل اتارتے ہوئے بولا تو زمل کی ہنسی چھوٹ گئی۔

عابر جہانگیر کی پکار پر وہ حال میں واپس لوٹی تھی۔ وہ اسے بلا رہا تھا۔ اس نے سر جھٹک کر چہرہ موڑ کر عابر کو دیکھا جو اس کے داہنے طرف بیٹھا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"ہمم؟؟؟ کیا ہوا؟"، وہ بے دھیانی ہٹاتے ہوئے اس کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔ عابر اسے دیکھ کر مسکرایا تھا۔ دھیرے سے۔۔۔ نرمی سے۔

"یہ دیکھو۔ یہ وہ آئسکریم پارلر ہے جہاں سے میں تمہیں تمہاری یونیورسٹی کی واپسی پر آئسکریم کھلایا کرتا تھا۔"، عابر نے گاڑی روک رکھی تھی اور اپنی سائیڈ کی کھڑکی کے شیشے کو نیچے کرتے ہوئے روشنیوں میں گھرے دو منزلہ آئسکریم پارلر کی جانب اشارہ کیا۔ شیشوں کی دیواروں سے بنا اس کا نچلا پورشن باہر سے ہی کھچا کھچ بھرا نظر آ رہا تھا۔ لوگوں کا ایک جم غفیر تھا جو وہاں موجود تھا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تم یہیں بیٹھو۔میں آئسکریم لاتا ہوں۔"، وہ محبت سے مسکرا کر دروازہ کھول کر باہر نکل گیا تھا۔ پیچھے دروازہ بند کرتے ہوئے اس نے قدم آئسکریم پارلر کی جانب بڑھائے تھے۔اسے زمل کا پسندیدہ فلیور پوچھنے کی ضرورت نہیں تھی۔وہ پہلے سے ہی جانتا تھا۔

عابر گیا تو زمل بھی یونہی کھڑکی کی جانب سر موڑ کر باہر دیکھنے لگی۔ باہر ان کی گاڑی سے کچھ فاصلے پر درختوں کی ایک لمبی قطار تھی۔درختوں کی قطار کے پیچھے سے ایک ہاؤسنگ سوسائٹی شروع ہوتی تھی۔وہ یونہی سوسائٹی کی بلڈنگز پر نظریں گھماتی اوپر سے نیچے کی جانب دیکھے گئی۔ اوپر سے نیچے نظر لاتے ہوئے وہ یکدم ہی ٹھٹھکی تھی۔

سامنے ایک درخت کے ساتھ ایک لڑکا کھڑا تھا۔ان کی گاڑی سے کم از کم دس بارہ فٹ دور وہ کوئی انجانہ سا چہرہ تھا۔سفید گوری رنگت۔۔۔اچھا خاصہ لمبا۔۔۔سیاہ بالوں والا۔۔۔ماتھے پہ سیاہ بال بکھیرے وہ اپنی چمکدار سنہری بھوری آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔اس اندھیرے میں اس کی سنہری آنکھیں گہری سنہری بھوری سی لگتی تھیں۔سیاہ شلوار قمیض پہنے، وہ کافی پرکشش اور ہینڈسم تھا۔ایک پرکشش شخصیت کا مالک۔اور پر اسرار بھی!

اس کی سنہری آنکھوں میں ایک شکوہ سا تھا۔۔۔ایک شکایت سی۔جیسے اسے اس سے کوئی گلہ ہو۔وہ آنکھیں بہت پرکشش تھیں۔وہ ان آنکھوں سے نظریں نہیں ہٹا پا رہی تھی۔اس کی دل

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کی دھڑکنیں سست پڑ رہی تھیں۔ ساری آوازیں پس منظر میں چلی گئی تھیں۔ کچھ باقی رہ گیا تھا تو وہ سنہری آنکھوں والا لڑکا۔

تبھی اچانک اس کے ذہن میں مصطفی کا خیال کہیں سے بھٹکتا بھٹکتا آیا تھا، اور پھر جیسے اٹک کر رہ گیا تھا۔ اس نے اپنا سر یکدم ہی جھٹک کر آئسکریم پارلر کی جانب موڑ لیا تھا۔

کیا وہ مصطفی سے اپنی محبت میں خیانت کر رہی تھی؟ نہیں! وہ ایسا کیسے کر سکتی تھی۔ وہ تو اس کی صورت دیکھے بغیر اس کی گرویدہ ہوئی تھی۔ وہ تو اس سے اتنی محبت کرتی تھی کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ مصطفی صالح اسے بھول بھی جاتا، وہ تب بھی مر کر بھی اسے نہیں بھول سکتی تھی۔

اس کی محبت میں خلوص تھا۔ وہ اس لڑکے کو نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔ اسے خوف لاحق ہو رہا تھا۔ اپنی وفا کو لے کر۔

اس نے آنکھیں پوری طرح سے آئسکریم پارلر کی جانب موڑی تھیں جہاں سے دو کپ ہاتھ میں تھامے عابر جہانگیر گاڑی کی طرف آ رہا تھا۔

باب 5: قسوۂ جان

ظلم پھر ظلم ہے، بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

خون پھر خون ہے، ٹپکے گا تو جم جائے گا

ساحر لدھیانوی

اگلا دن اسلام آباد میں کافی خوشگوار اترا تھا۔ ٹھنڈ مسلسل بڑھتی جا رہی تھی۔ پچھلے دنوں کی طرح آج بھی آسمان کو سیاہ و سرمئی بادلوں نے ڈھک رکھا تھا۔ تیز ٹھنڈی ہواؤں نے چل کر موسم کو ایک الگ سی تازگی اور سردی بخشی ہوئی تھی۔ ایسے اس موسم میں اگر پی آئی ایم ایس ہسپتال کی ایک راہداری میں نظر دوڑائیں، تو ایک کمرے کے باہر لگی نشستوں کی قطار میں ایک نشست پر مصطفی صالح بیٹھا کسی گہری سوچ میں غلطاں نظر آتا تھا۔ سرمئی رنگ کے سوئیٹر کے ساتھ سیاہ پینٹ پہنے، بکھرے سیاہ بالوں کے ساتھ وہ ساکت و جامد بیٹھا تھا۔ چہرہ بے تاثر تھا۔

کچھ ہی منٹوں بعد اسے اندر بھیجا گیا تھا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر دائیں جانب دیوار کے ساتھ لگی کرسی اور میز تک گئی تھی۔ میز پر رکھی فائل پر کچھ لکھتی ہوئی عنیزہ ہلکے سبز رنگ کے شلوار قمیض پہنے، ہمیشہ کی طرح سبز دوپٹہ اپنے شانوں پہ پھیلائے، نچلا جوڑا باندھے، بیٹھی تھیں۔ وہ بہت منہمک نظر آتی تھیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

مصطفی خاموشی سے بغیر آہٹ پیدا کیے، ان کے سامنے آ بیٹھا تھا۔

کچھ سیکنڈز بعد انہوں نے فائل بند کر کے سر اٹھا کر دیکھا تھا اور اپنے سامنے اسے بیٹھا دیکھ کر ان کی آنکھیں حیرت اور بے یقینی سے پھیلی تھیں۔ بے اختیار وہ میز پر آگے کو جھکی تھیں۔ مصطفی کو ان کی آنکھوں میں خوشی ابھرتی نظر آئی تھی۔

"مصطفی!"، نہایت حیرت سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے وہ خوشی سے بولی تھیں۔

"السلام علیکم، ڈاکٹر صاحبہ۔"، مصطفی نے ایک ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ انہیں دیکھتے ہوئے کہا تھا۔ مگر عنیزہ کو اس کی آنکھیں اس کی مسکراہٹ کا ساتھ دیتی ہوئی نظر نہ آئی تھیں۔

یکدم ہی ان کی مسکراہٹ ذرا سمٹی تھی۔

"وعلیکم السلام۔۔۔ میرے پیارے دوست۔"، انہوں نے ذرا سا پیچھے ہوتے ہوئے کہا تھا۔

مصطفی سر جھٹک کر ہنس دیا تھا۔ مگر اس کی وہ ہنسی کھوکھلی تھی۔ اس کی آنکھیں مسکرا نہیں رہی تھیں۔ وہ سنہری آنکھیں بہت دکھ اور اذیت میں لگتی تھیں۔ ان آنکھوں میں بے انتہا درد اور دکھ پنہاں تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"مصطفی، سب ٹھیک ہے؟"، وہ کسی انہونی کے احساس سے کہہ اٹھی تھیں۔ جیسے کچھ الرٹ سی ہوگئی تھیں۔ اس کا انداز ہی ایسا تھا۔

"سب کچھ کبھی بھی ٹھیک نہیں ہو سکتا، ڈاکٹر صاحبہ۔ کوئی نا کوئی چیز غلط ہوتی ہی ہے ہمیشہ۔"، اس کے لہجے میں دل کی ٹوٹی کرچیاں تھیں۔ جیسے اس کا دل پھٹ رہا ہو، مگر وہ پھر بھی خود پر کڑا ضبط بٹھائے ان کے سامنے بیٹھا ہو۔

"کیا ہوا ہے مصطفی؟"، عنیزہ کچھ پریشانی سے بولی تھیں۔ کچھ تو برا ہوا تھا! یقینا!

"پوچھیں کیا نہیں ہوا ہے، ڈاکٹر صاحبہ!"، مصطفی نم آواز سے کہتا انہیں ہلا کر رکھ گیا تھا۔ وہ ایسے کیوں کہہ رہا تھا؟

مگر ان کو کچھ پوچھنے کی ضرورت نہیں پڑی تھی۔ وہ خود ہی سب بتانے لگا تھا۔ اپنے زخم ادھیڑنے لگا تھا۔

"میری دنیا بکھر گئی، ڈاکٹر۔۔۔ میری فیملی مجھ سے چھین لی گئی۔۔۔ میری خوشیاں برباد ہو گئیں۔ میرے پاس اب کچھ نہیں بچا۔۔۔ کچھ نہیں!"، وہ ٹوٹ کر رو دیا تھا۔ وہ کسی کے سامنے نہیں رویا کرتا تھا۔ مگر عنیزہ جہانگیر کے سامنے وہ رو لیا کرتا تھا۔ پتا نہیں ایسا کیا تعلق اور کیا رشتہ

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تھاان کے درمیان کہ وہ دونوں ایک دوسرے کے سب سے بڑے رازدان تھے۔نہ وہ ماں بیٹا تھے،نہ ہی بھائی بہن، مگر ان کا رشتہ شاید ان سب سے بڑھ کر تھا۔۔۔اور وہ دوستی کا رشتہ تھا۔

ہاں! یہ دوستی ہی تو تھی۔دوستی ہی تو وہ واحد رشتہ ہے جو عمر،بیک گراؤنڈ، منافقت،ملک،نام، نسب،سب سے بالاتر ہوتی ہے۔

دوستی ہی تو وہ واحد رشتہ ہوتا ہے جس میں آپ کو مرد ہو کر رونے پر جج نہیں کیا جاتا،بہ شرط یہ کہ دوستی اصل ہو۔کیونکہ دوستی"اصل"ہی تو ہوتی ہے۔اگر اصل نہ ہو تو وہ دوستی ہی نہیں ہوتی۔

عنیزہ پریشانی اور دکھ لیے اسے دیکھے گئیں۔انہوں نے مصطفی کو آج سے پہلے اتنا ٹوٹا اور بکھرا ہوا کبھی نہیں دیکھا تھا۔بلکہ انہوں نے تو اسے مشکلات میں بھی مسکراتے دیکھا تھا۔یقین کرنا مشکل تھا کہ یہ وہی مصطفی تھا جو دوسروں کو مسکرانے اور صبر و تحمل کرنے کے درس دیا کرتا تھا۔آج وہ خود بکھرا ہوا،ہمت ہارے بیٹھا تھا۔

ان کا دل پسیجا تھا۔وہ نہیں جانتی تھیں کہ انہیں کبھی مصطفی کو بھی اس طرح روتے ہوئے دیکھنا تھا۔اور یہ بھی نہیں جانتی تھیں کہ اس کو اس طرح روتے دیکھنا اتنا زیادہ تکلیف دہ ہو گا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کافی دیر تک سر میز سے ٹکائے، روتے رہنے کے بعد اس نے سر اٹھایا تھا۔ ہاتھ کی پشت سے بے دردی سے آنسو رگڑ کر صاف کیے تھے۔ پھر نظر عنیزہ کی جانب پھیری تھی جو بہت پریشانی اور دکھ سے اسے دیکھ رہی تھیں۔ وہ جیسے اس کا درد اور دکھ اپنے دل پہ گزرتا محسوس کر رہی تھیں۔

"ہوا کیا ہے، مصطفی؟"، انہوں نے نہایت نرمی اور شفقت سے اس سے پوچھا تھا۔

"ان بھارتیوں نے آئیان کو مار دیا، ڈاکٹر صاحبہ۔۔۔ان ظالموں نے سویرا اماں کو بھی مار دیا۔ انہوں نے میرا دل مار دیا، ڈاکٹر۔"، وہ لہجہ اور آنکھوں میں درد کی نمی سموئے کہہ رہا تھا۔ گلا دکھ رہا تھا۔ سویرا کی آنکھیں شاک سے پھیلی تھیں اور ہاتھ بے اختیار منہ پر پڑا تھا۔ وہ منہ کھولے بہت زیادہ شاک اور بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

"انہوں نے سب برباد کر دیا، ڈاکٹر۔ میں نے سب کھو دیا۔۔۔ میرا سب کچھ تباہ ہو گیا۔۔۔"، وہ نہایت شکست خوردہ انداز میں سر جھکائے ٹوٹے ہوئے لہجے میں بول رہا تھا۔ اس کی آنکھیں سرخ انگارہ ہو رہی تھیں۔ آنسو اب بھی آنکھوں میں ٹھہرے ہوئے تھے۔

"کیسے؟!"، انہوں نے نہایت بے یقینی کے عالم میں پوچھا بھی تو محض یہ یقین اب تک نہ آ پا رہا تھا۔ آ بھی کیسے سکتا تھا؟

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

شادی سے دو دن پہلے میری دلہن کے سر میں گولیاں اتاری گئیں۔۔۔میری ماں ایک بار "
پھر مر گئی۔ان ظالموں نے رات کے اندھیرے میں میرا سب کچھ،میری زندگی اندھیر کر
ڈالی۔"،سر جھکائے اندر ہی اندر آنسو گراتا وہ بہت ترحم آمیز حالت میں لگتا تھا۔

اور جعفر؟وہ ٹھیک ہے؟"،انہوں نے ذرا پریشانی سے پوچھا تھا۔ "

ہنہہ!!!"،وہ ہنسا تھا۔اپنی بے بسی پر۔اپنی بے کسی پر۔۔۔اپنی تباہی پر۔وہ طنزیہ "
مسکراہٹ کے ساتھ ہنستا بہت عجیب سا منظر پیش کر رہا تھا۔"کیا آپ کو لگتا ہے کہ تباہی کے بعد
بھی کوئی ٹھیک رہ سکتا ہے؟تباہی اذیت اور ماتم لاتی ہے۔قتل ایک شخص کو موت کے گھاٹ
نہیں اتارتا۔بلکہ پورے خاندان اور مقتول سے جڑے ہر ایک شخص کو بے نام موت مارتا ہے۔"

مگر وہ ہے کہاں؟"،وہ اس سے متفق تھیں مگر اس وقت زیادہ فکر جعفر کی تھی ان کو۔پتا "
نہیں وہ ٹھیک تھا بھی یا نہیں؟پتا نہیں کس حال میں تھا؟

وہ میرے ساتھ میرے گھر میں رہ رہا ہے۔مجھے اس چھوٹے سے بچے پر بہت ترس آتا ہے، "
ڈاکٹر صاحبہ۔وہ زندگی سے دور آ گیا ہے۔مجھے سمجھ نہیں آتا کہ میں اسے زندگی تک واپس کیسے
لے کے جاؤں گا جب میں خود اتنا دور آ گیا ہوں زندگی سے۔میں ہنستا ہوں،بولتا ہوں،چلتا ہوں،
سب کرتا ہوں۔مگر یہ صرف میں ہی جانتا ہوں کہ یہ سب جاری رکھنا کتنا مشکل ہے۔مضبوط

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

بننے کی ایکٹنگ سے اب میں اکتا گیا ہوں۔" وہ اپنے سارے مسئلوں کے حل کے لیے جیسے ایک ڈاکٹر تلاش کر چکا تھا۔اب وہ اپنی ہر بیماری کے لیے انہی کے پاس آیا کرتا تھا۔اپنے ہر مسئلہ کے حل کے لیے ان کا ہی رخ کیا کرتا تھا۔

"تمہیں ایکٹنگ کرنے کی ضرورت ہے بھی نہیں، مصطفی۔ تم جو ہو، جیسے ہو، ویسے ہی بن کے رہو۔یہی زندگی کی جانب آنے کا واحد طریقہ ہے۔خود کو وقت دو۔ غم بھولے نہیں جا سکتے۔ان کا مقابلہ کر کے ان کی مدت پوری کر کے ہی ان سے چھٹکارا پایا جا سکتا ہے۔ غم اپنی مدت پوری کیے بغیر ختم نہیں ہوتے۔" وہ نرمی سے شفیق سے انداز میں بول رہی تھیں اور وہ سراپا کان بنا ان کو سن رہا تھا۔

"تھینک یو ڈاکٹر صاحبہ۔آپ واقعی میری بہترین دوست ہیں۔آپ سے بات کر کے میں کافی بہتر محسوس کر رہا ہوں۔" آنکھیں نم نہیں تھیں پھر بھی اس نے پونچیں اور ہلکا سا مسکرایا۔وہ واقعی بہت اچھی تھیں۔بہت زیادہ!

"سیم ٹو یو مصطفی۔تم بھی میرے بہترین دوست ہو۔" وہ بھی مسکرائی تھیں۔شفقت سے۔۔۔نرمی سے۔۔۔رحمدلی سے!

وہ ان کے بچوں جیسا ہی تو تھا!

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

۔

آج شب زمل، فجر اور حیات کا باہر جا کر ڈنر کرنے کا پلان تھا۔اس وقت رات کے آٹھ بج رہے تھے اور اسلام آباد رات کی سیاہی میں ڈوبا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ہاں کچھ شاہراہوں پر خوب رش اور جم غفیر نظر آتا تھا۔ٹھنڈ کافی حد تک بڑھی ہوئی تھی۔

ایسے میں،ایک شیشے کی دیواروں سے مزین وسیع رقبے پہ پھیلے مغربی طرز پہ بنے،ریسٹورانٹ میں دیکھا جاتا تو بیچ میں لگی ایک میز کے اطراف میں کرسیوں پر فجر،زمل اور حیات بیٹھی نظر آتیں۔چار کرسیوں میں سے دو پر زمل اور فجر آمنے سامنے بیٹھے تھے جبکہ حیات ان دونوں کے بیچ والی کرسی پر بیٹھی تھی۔وہ ہنستے ہوئے کچھ بولتے،کچھ سنتے،ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

امی نے اتنا ڈانٹا پھر بھی آخر میں یہی بول کر گیا کہ بھئی،پڑھائی اور میں ایک دوسرے کے لیے نہیں بنے۔ہم ایک کبھی نہیں ہو سکتے۔"،وہ ہنستے ہوئے بولی تو فجر اور حیات بھی ہنس پڑیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ہماری حیات کا بھی یہی حال ہے۔اس کو بھی بہت موت پڑتی ہے پڑھائی کے نام سے۔"، "
فجر نے بھی مزے سے حیات کا راز افشاں کیا تو وہ تو تڑپ ہی گئی۔ مطلب اپنی ہی بہن کے پاس
اب راز محفوظ نہیں رہے؟ حد ہے!

ہیں؟ لیکن جاہد نے مجھے بتایا تھا کہ تم نے اسے اور عابر کو بتایا ہے کہ تم بہت ذہین ہو؟"، "
زمل نے کچھ حیرانی سے اپنا سیاہ چشمہ میز پر رکھتے ہوئے حیات کو دیکھ کر پوچھا تو باوجود خفت کے
وہ مسکرا دی۔ پھر آنکھیں مٹکا کر کچھ قریب ہوئی اور شانے اچکائے۔

دیکھیں آپی۔ذہانت کا مطلب صرف اچھے گریڈز نہیں ہوتا۔ذہانت کا مطلب ہوتا ہے ہم "
کیسے سوچتے ہیں اور کتنی سمجھداری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔"،حیات کی اس منطق پر فجر تو عش
عش کر اٹھی۔ کیا ہی بات تھی اس کی بہن کی۔ واہ واہ!

زمل اس کی بات سن کر قہقہہ لگا کر ہنس دی تھی۔ فجر بھی ساتھ ہی ہنسی تھی۔ان کے اس عجیب
سے قہقہہ نے آس پاس کے کچھ لوگوں کو بھی متوجہ کیا تھا۔ مگر انہیں پرواہ ہی کہاں تھی؟

بڑی مشکل سے ہنسی کو ضبط کرتی ہوئیں وہ تینوں تب خاموش ہوئیں جب ویٹر نے آکر کھانا سرو
کیا۔اور اس کے جاتے ہی ایک بار پھر تینوں کے منہ سے ہنسی کا فوارہ چھوٹا تھا۔یہ پل بھی کتنے
اچھے تھے نا!

www.novelsclubb.com

کھانا کھانے کے درمیان بھی وہ لوگ ہلکی پھلکی باتیں کر رہے تھے۔ کوئی پرانا قصہ۔۔۔ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچنا۔۔۔پرانی باتیں۔۔۔یہی سب تو ہوتا ہے جب کزنز اکھٹے ہوتے ہیں۔

تبھی اسٹیک کا ٹکڑا منہ میں رکھتے ہوئے زمل نے بہت سنجیدگی سے فجر کو دیکھا تھا جو کسی بات پہ مسکرا رہی تھی۔ وہ کچھ سوچ کر آگے ہو بیٹھی تھی۔

"فجر۔۔۔ایک بات پوچھوں تم سے؟"، اس نے بہت سنجیدگی سے گلا کھنکھار کر کہا تو فجر نے مسکرا کر نہایت سہولت سے سر ہلا کر اسے اجازت دے دی۔

"مم۔۔کیا تم۔۔۔ابھی بھی بابا سے نہیں ملی؟"، اس نے بہت دھیرے سے پوچھتے ہوئے فجر کے چہرے کو رنگ بدلتے دیکھا۔ کچھ سیکنڈز پہلے تک نظر آنے والی مسکراہٹ اب کہیں نہیں تھی۔ ایک بے نام سی اداسی اور خاموشی نے یکدم ہی اس کے چہرے کا احاطہ کر لیا تھا۔ فجر نے سر نفی میں ہلاتے ہوئے چہرہ جھکا لیا تھا۔

"کیوں، فجر؟"، زمل نے جیسے دکھ سے پوچھا تھا۔ اس پر فجر نے چہرہ اور نظریں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔ اس کی بھوری آنکھوں میں کچھ ابھرا تھا۔۔۔کچھ جذبات۔۔۔اداسی کے۔۔۔نا امیدی کے۔۔۔غصے کے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کیونکہ میں ان سے ملنا نہیں چاہتی، زمل۔"، فجر نے ہلکی آواز میں جواب دیا تھا۔" وہ تب کہاں تھے جب مجھے اور میری بہن کو ان کی سب سے زیادہ ضرورت تھی؟ وہ تب کہاں تھے جب ہمیں ان کی محبت اور اپنائیت درکار تھی؟"، فجر نے سر جھٹک کر آنکھوں میں نمی لیے سر نفی میں ہلایا تھا۔" وہ ہمارے ساتھ نہیں تھے، زمل۔ وہ اپنے باپ کا حکم مان رہے تھے۔۔۔ مگر ہمارا کیا؟ ہمارے بابا کا کیا؟ اس عکس کا کیا جو ہمیں ان میں اپنے باپ کا دکھتا تھا؟ ان کا چہرہ ایک سا تھا۔۔۔ مگر وہ دونوں ایک سے نہیں تھے، زمل۔ وہ کبھی حفیظ سکندر شاہ جیسے نرم دل اور انڈرسٹینڈنگ نہیں ہو سکتے۔ وہ دو معصوم دلوں سے زیادہ اپنی انا کو ویلیو کرتے رہے۔ اور اب جب وہ واپس آ گئے ہیں، تو ہمیں ان کی ضرورت نہیں رہی۔ ہم ان کے بغیر جینا جانتے ہیں۔ سوری اف اٹ ہرٹ یو۔۔۔ مگر آئندہ اس ٹاپک پر کبھی بات مت کرنا، پلیز۔"، وہ پسیجتے ہوئے دل کے ساتھ کہتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

ایکسکیوز می۔"، وہ کہہ کر واک آؤٹ کر گئی تھی۔ زمل خاموش بت بنی بیٹھی رہ گئی تھی۔ "

وہ یہاں جہانگیر کو ڈیفینڈ نہیں کر سکتی تھی۔ یہاں وہ غلط تھے۔ فجر کی ساری باتیں بالکل صحیح تھیں۔ لیکن وہ جا کہاں رہی تھی؟

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"یہ کہاں جا رہی ہے؟"، وہ پریشانی سے اٹھنے لگی تو حیات نے اسے تسلی رکھ کر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"واش روم گئی ہو گی۔ خود کو کمپوز کرنے کے لیے۔ ڈونٹ وری۔"، حیات نے نرمی سے اس سے کہا تو وہ لب کترتی بیٹھ گئی۔

زمل کو فجر کو یہ بات نہیں کہنی چاہئے تھی۔ اب اسے پچھتاوے نے آگھیرا تھا۔ وہ ہتھیلی ٹھوڑی تلے ٹکا کر بیٹھ گئی۔ بھوک جیسے مر گئی تھی۔

انجانے میں اس نے نگاہیں موڑی تھیں اور پھر جیسے وہ ٹھٹھک کر رک سی گئی تھی۔ ان کے دائیں جانب کچھ میزیں چھوڑ کر وہ بیٹھا تھا۔ ہاں وہی۔ جو اس دن اسے دکھا تھا۔

گورا لمبا سا لڑکا۔۔۔ سنہری آنکھوں والا۔۔۔ ماتھے پہ بال بکھیرے۔۔۔ وہی خوبصورت سا لڑکا جو اس وقت سفید شلوار قمیض پہنے بیٹھا تھا۔ آنکھیں اسی پہ مرکوز تھیں۔ اور ان آنکھوں میں آج بھی وہی شکوہ اور گلہ سا تھا جو زمل کو اس دن بھی اس کی آنکھوں میں دکھا تھا۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ اسے دیکھنے سے خود کو روک کیوں نہیں پا رہی تھی۔ اس لڑکے میں ضرور کوئی مقناطیسی کشش تھی جو وہ اس پر سے نظریں نہیں ہٹا پا رہی تھی۔ جبھی مصطفیٰ کا خیال ذہن میں آیا تو وہ سر جھٹک کر رخ اور نظریں پھیر کر فورک سے اسٹیک کا ٹکڑا منہ میں رکھنے لگی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

عجیب سی کیفیت کے زیر اثر اس نے بے اختیار چند گہری سانسیں لی تھیں۔ عجیب سی الجھن تھی۔ تبھی بے اختیار اس نے پھر سے اس لڑکے کی جانب دیکھا تھا جو اب اٹھ کر چلتا ہوا اس کی جانب آرہا تھا۔ متوازن چال چلتے، ایک شان سے وہ اس کی جانب آرہا تھا۔ زمل کا سانس تھما تھا۔ دل کی دھڑکنیں منتشر ہوئی تھیں۔ ہاتھ ساکت ہوئے تھے۔ نظریں اس لڑکے پر ٹک گئی تھیں۔

وہ قدم اٹھاتا، لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس تک آیا تھا۔ ان کی میز پر ہاتھ رکھ کر وہ آگے بڑھ گیا تھا۔ زمل کا سانس حلق میں اٹک گیا تھا۔ وہ ساکت ہو گئی تھی۔ پھر ساکت نظریں دھیرے سے پھیر کر اس نے چہرہ نیچے کر کے میز کو دیکھا تو وہاں ایک سفید چٹ پڑی تھی۔ اس نے بے اختیار وہ چٹ اٹھائی تھی اور چہرہ موڑ کر حیات کو دیکھا تھا جو موبائل پہ کچھ ٹائپ کر رہی تھی۔ صد شکر کہ اس نے نہیں دیکھا تھا۔

بے ہنگم ہوتی دھڑکنوں کے ساتھ اس نے چٹ کھولی تھی۔ اس چٹ کے بالکل وسط میں انگریزی میں نیلی سیاہی سے لکھا تھا۔

" Zimal Jahangir forgets!"

"زمل جہانگیر بھول جایا کرتی ہے۔"

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

وہ سانس روکے اس تحریر کو بار بار پڑھے گئی۔ دھڑکنیں اب بھی بے ہنگم تھیں۔ جوئنگ رائٹنگ یکدم ہی اس کی پسندیدہ بن گئی تھی۔

۔

رات کا دوسرا پہر تھا۔ قصر شاہ اندھیرے میں ڈوبا تھا۔ ٹھنڈ تو یونہی اب بھی بڑھی ہوئی تھی۔ ایسے میں اس قصر کی ایک کھڑکی کی بتیاں جلی نظر آتی تھیں۔ کھڑکی سے جھانکا جاتا تو زمل جہانگیر کے سفید رنگ میں نہائے کمرے کا منظر نظروں کے سامنے آتا۔

بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے، سفید شرٹ اور ٹراؤزر پہنے، بالوں کو میسی سے جوڑے میں مقید کیے، اس کی آنکھیں کسی غیر مرئی نقطے پر ٹکی ہوئی تھیں۔ دماغ کسی اور نقطے پر اٹکا ہوا تھا۔

اس نے دکھتی آنکھوں کو موند کر سر پیچھے کیا تھا۔

دماغ میں کچھ الفاظ گردش کر رہے تھے۔ کسی کے کہے گئے الفاظ۔۔۔

”تمہارا ایمان کمزور ہے۔“

”تمہیں اللہ کے منصوبوں پر یقین نہیں ہے۔“

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تم اللہ کی ذات کو تو مانتی ہو، اس کی صفات پر بھی ایمان رکھتی ہو مگر صفات کے تقاضوں میں "

"کفر کر رہی ہو، میری بچی۔

مجھے ہمیشہ محسوس ہوتا تھا کہ تمہارا ایمان کمزور ہو رہا ہے۔۔۔ مگر میں ہمیشہ دعا کرتی تھی کہ "

"یہ خیال صرف خیال ہی ہو، حقیقت نہ بن جائے۔

"زمل، تم نے میری ساری دعائیں ضائع کر دیں۔۔۔"

"تمہیں پتا ہے کہ ایمان ہوتا کیا ہے؟"

ایمان کی ابتداء اللہ پر یقین رکھنے سے ہوتی ہے۔۔۔ صرف اس کے وجود پر ہی نہیں، اس پر "

یہ ایمان بھی رکھنا ہوتا ہے کہ وہ ہر شے پر قادر ہے۔۔۔ یہ ایمان رکھنا کہ وہ ہی واحد و یکتا،

"عبادت کے لائق ہے۔۔۔ وہ ہر چیز کر سکتا ہے۔۔۔

"مگر پتا ہے کیا زمل؟ تم اللہ پر بھروسہ نہیں رکھتی۔"

اس نے اپنی دکھتی، موندی ہوئی آنکھیں کھولیں تو گرم بے رنگ مائع تیزی سے گالوں پر سے

پھسلنے لگا۔ پھسل کر سارے کے سارے آنسو اس کی شرٹ میں جذب ہو رہے تھے۔ آنکھوں

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

میں نظر آتیں سرخ لکیریں اس کے درد کی عکاسی کرتی تھیں۔ حالت لفظوں میں بیان نہیں ہو سکتی تھی۔

اس نے ایک ری کیپ کیا۔ شروع سے لے کر اب تک کی اپنی زندگی پر نظر ثانی کی تو ایک دھچکا سا لگا۔ پانچ وقت کی نمازیں، تہجد، قرآن پاک کی باقاعدگی سے تلاوت، گویا اگر کوئی اس کی روٹین سن لے تو اسے بہترین مومن گردان لے۔ سوائے ایک شخص کے۔ اور وہ شخص زمل جہانگیر خود ہی تھی۔

وہ جانتی تھی کہ اس نے یہ ساری عبادتیں، ساری ریاضتیں کیوں کی تھیں۔ کیونکہ وہ دکھانا چاہتی تھی کہ وہ عبادت گزار ہے۔ کہ وہ اللہ پر یقین رکھتی ہے۔ کہ وہ اللہ سے محبت کرتی ہے۔ اور یہ دکھاوا کسی اور کے لیے نہیں تھا۔ یہ دکھاوا خود زمل جہانگیر کے لیے تھا۔ وہ خود کو یقین دلانا چاہتی تھی کہ وہ واقعی ایسی ہے۔

مگر بدقسمتی سے وہ ناکام ہو گئی تھی۔ کیونکہ زمل جہانگیر اب جان گئی تھی کہ زمل جہانگیر کی ساری عبادتیں اور ریاضتیں محض دکھاوا تھیں۔ اس نے درد سے پھٹتے دل کے ساتھ پھر سے آنکھیں موندلی تھیں۔ آنسو پورا چہرہ بھگو گئے تھے۔ تبھی اچانک ہی دروازہ کھٹکھٹایا گیا تھا۔ وہ

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

یکدم ہی سیدھی ہو کر واش روم کی طرف بھاگی تھی۔ پیچھے سے واش روم کا دروازہ بند کیے، وہ شیشے کے سامنے جا کھڑی ہوئی تھی۔ شیشے میں اس کا عکس جھلکا تھا۔

روئی ہوئی سرخ متورم آنکھیں، سوجے ہوئے پپوٹے، کپکپاتے ہاتھ، بے جان ہوتی ٹانگیں، وہ ٹھیک تو کہیں سے نہیں لگ رہی تھی۔ بے اختیار نل کھول کر اس نے پانی کے چھپکے یکے بعد دیگر اپنے چہرے پر مارے تھے۔

باہر سے دروازہ چوں کی آواز سے کھلنے کی آواز آئی تھی۔ زمل نے ٹاول سٹینڈ سے تولیہ اٹھا کر منہ خشک کیا اور اپنے آپ کو کمپوز کرتی دروازہ کھول کر باہر آئی۔ سامنے ہی پلنگ پر کلثوم بیٹھی تھیں۔ وہ جو اپنی رو میں ہی کچھ کہنے لگی تھیں، ٹھٹھک کر رکیں۔ اس کا چہرہ ساری روداد سناتا تھا۔ اس کے چہرے پر بڑا بڑا درج تھا کہ وہ روتی رہی ہے۔ رو رو کر ناک بھی سرخ پڑ رہی تھی۔ وہ بے اختیار اٹھ کر اس تک آئی تھیں۔

"زمل؟ تم ٹھیک ہو؟"، وہ پریشانی سے کہتیں، اس کا ہاتھ تھام کر اسے پلنگ تک لائیں اور اسے بٹھایا۔ زمل ہاں کہنا چاہتی تھی مگر سر بے اختیار نفی میں ہل گیا۔ کلثوم نے نرمی سے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیر کر اس کا ہاتھ اٹھا کر محبت سے چوما۔ پھر ہلکے ہلکے اس کا ہاتھ مسلتی ہوئی، اسے دیکھنے لگیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کیا ڈسٹرب کر رہا ہے میری بیٹی کو؟" انہوں نے بہت نرمی سے پوچھا تھا۔ زمل نے ایک گہرا سانس لے کر خود کو رونے سے باز رکھنا چاہا مگر آنسوؤں پر کب ہمارا اختیار ہوتا ہے؟ وہ تو بہہ جاتے ہیں۔ وہاں بھی جہاں انہیں نہیں بہنا چاہیے۔

آنسو ایک بار پھر تیزی سے رواں اس کے چہرے سے پھسلنے لگے تھے۔ وہ آگے بڑھ کر زور سے ان کے گلے سے لگی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔ کلثوم تو پریشان ہی ہو گئی تھیں۔ وہ ایسے پھوٹ پھوٹ کر کیوں رو رہی تھی؟

"میرا دل مر رہا ہے، دادی۔۔۔ میں خود کو تباہ ہوتا محسوس کر رہی ہوں۔ میرا مسئلہ بہت بڑا ہے۔۔۔ اور وہ مسئلہ مجھے ڈسٹرب نہیں کر رہا۔ وہ مجھے تباہ کر رہا ہے۔ برباد کر رہا ہے۔ ختم کر رہا ہے۔۔۔ وہ مجھے مار رہا ہے۔۔۔ مگر میں مرنا نہیں چاہتی، دادی۔۔۔ میں تباہ ہونا نہیں چاہتی۔۔۔ میں ختم ہونا نہیں چاہتی۔ میں زندہ رہنا چاہتی ہوں، دادی۔ میں زندہ رہنا چاہتی ہوں۔"، وہ ان کے بازوؤں میں بکھری ہوئی لڑکی بہت ترحم آمیز حالت میں تھی۔ ان کا دل اس کو دیکھ کر بے ساختہ ڈوبا تھا۔ اس کا درد اپنے دل پہ گزرتا محسوس ہوا تھا۔

کلثوم نرمی سے اس سے الگ ہوئی تھیں۔ پھر اس کے دونوں ہاتھ اپنے بوڑھے جھریوں زدہ ہاتھوں میں تھامے تھے۔ نرمی سے اسے دیکھ کر کہنا شروع کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

پتا ہے زمل؟ عموماً ہماری زندگی میں بہت سی مشکلات آتی ہیں جو ہم فیس نہیں کرنا چاہتے۔ ان میں سے کچھ مشکلات تو ایسی ہوتی ہیں کہ انسان کو توڑ کر رکھ دیتی ہیں۔۔۔کچھ تو ہمارے اندر کے انسان کو مار کر صرف ایک چلتا پھرتا جسم پیچھے چھوڑ جاتی ہیں۔میری زندگی بھی بہت مشکل رہی ہے،زمل۔میری زندگی میں بہت دفعہ ایسے موقع آئے کہ میں ٹوٹ جایا کرتی تھی۔اپنا ایک بیٹا کھونا،ایک کی جدائی بتیس سال تک جھیلنا،ایک سے دوری برداشت کرنا،اور بیٹی کو زندہ گھٹتا دیکھنا کوئی آسان بات نہیں ہوتی،زمل۔میں اندر سے گھلنے لگی تھی۔میں ختم ہونے لگی تھی۔مگر جانتی ہو؟مجھے ان تمام حالات سے کس نے نکالا تھا؟"،وہ نرمی سے پوچھنے لگیں تو زمل کا سر بے اختیار نفی میں ہلا۔وہ جاننا چاہتی تھی۔

"قرآن نے۔۔۔مجھے قرآن نے ان حالات سے نکالا تھا۔میرے دل کو تقویت بخشی تھی۔ میرے دل کو استقامت اور مضبوطی بخشی تھی۔قرآن میں تمہارے سارے مسئلوں کا حل موجود ہے۔تمہیں بس اس حل کو ڈھونڈنا ہے۔"،کلثوم مسکرا کر شفقت سے بولیں تو زمل ان کو حیرت سے دیکھے گئی۔اتنا سادہ حل تھا کیا اس کے مسئلے کا؟

وہ تو قرآن بہت بار سن چکی تھی۔ترجمے کے ساتھ۔تو اس کو کیوں نہ شفا حاصل ہوئی؟اس کو کیوں نہ تقویت حاصل ہوئی؟

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

جانتی ہو 'قسوۃ' کسے کہتے ہیں؟"، کلثوم نے اس سے پوچھا تو وہ سر نفی میں ہلا گئی۔ "

قسوۃ ظلم کو کہتے ہیں۔ عربی میں اس کے معنی ظلم کے ہوتے ہیں۔اور ظلم جانتی ہو کتنی " طرح کے ہوتے ہیں؟"، کلثوم نے اس سے پوچھا تو ایک بار پھر اس کا سر نفی میں ہلا تھا۔ یہ سب باتیں اسے پہلے کبھی کسی نے نہیں بتائی تھیں۔ عنیزہ نے بھی جب بھی قرآن پڑھنے کا کہا تھا یا سمجھایا تھا، ایسے کبھی نہیں سمجھایا تھا۔

ظلم کی تین مین (main) قسمیں ہوتی ہیں۔ان قسموں میں سے ایک اپنی جان پر ظلم " ہوتا ہے۔ خود پر صرف جسمانی طور پر ہی نہیں، روحانی اور ذہنی طور پر بھی تشدد کیا جاتا ہے۔ خود کو خواہ مخواہ اذیت سے دوچار کرنا، سٹریس میں رہنا، تکلیف دہ لمحوں کو یاد کرنا، یہ سب قسوۂ جان میں آتے ہیں۔ یعنی کہ اپنی جان پر ظلم کرنا۔"، وہ بولیں تو زمل نے سمجھ کر سر ہلایا۔

ایمان پر قائم نہ رہنا بھی قسوۂ جان میں ہی شامل ہے۔"، ان کی اس بات پر زمل ساکت " ہوئی تھی۔ وہ نرمی سے مسکرائی تھیں۔

قرآن پر ایمان رکھو۔اس پر عمل کرو۔وہ تمہاری مدد ضرور کرے گا۔"، کہہ کر وہ اٹھ " کھڑی ہوئیں اور نرمی سے اس کا چہرہ تھپتھپا کر باہر چلی گئیں۔ پیچھے وہ اب تک یونہی بیٹھی تھی۔ ساکت۔۔۔جامد۔۔۔سانس روکے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

۔

اسلام آباد کا موسم آج بھی روز کی طرح اچھا تھا۔ بادل تھے مگر سورج بھی ہر کچھ دیر بعد جھانک کر اسلام آباد کی سرزمین پر ایک نظر گھماتا، اور پھر بادلوں کی اوٹ میں چھپ جاتا۔ ٹھنڈ یونہی بڑھی ہوئی تھی۔

ایسے میں ایک کالج کے پارکنگ لاٹ میں دیکھا جاتا تو گاڑی سے زمل جہانگیر باہر آتی دکھائی دیتی۔ سرخ رنگ کے شلوار قمیض کے ساتھ سرخ دوپٹہ شانوں پہ ڈالے، بالوں کو پونی میں مقید کیے، آنکھوں پہ سیاہ فریم والا چشمہ لگائے، وہ کافی فریش فریش سے لگ رہی تھی۔ ہاتھ میں پرس تھامے، وہ کالج کی بڑی اور اونچی عمارت کی اور بڑھ گئی تھی۔

پیچھے ہی جاہد بھی چلا آرہا تھا۔ نیلے رنگ کے اسپورٹ سوٹ میں ملبوس، سفید اسپورٹس شوز پہنے، ماتھے پر نیلا بینڈ لگائے، وہ بھی پانی کی بوتل ہاتھ میں تھامے، اندر بڑھ رہا تھا۔ چہرے پر جوش اور ایکسائٹمنٹ بھی صاف نظر آرہی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"اف اللہ! میں تو بہت ایکسائٹڈ ہوں اپنے مقابل کو شکست دینے کے لیے۔"، جاہد نے مسکرا کر جوش سے کہا تو زمل اس کو مکمل نظرانداز کر کے آگے بڑھنے لگی۔ پھر ذرا رک کر اوپر آسمان کو دیکھا اور مسکرائی۔

"میں تو دعا کر رہی ہوں کہ سورج نکل آئے۔"، مسکراہٹ دبا کر کہتی وہ پھر سے آگے بڑھ گئی تھی۔

"کیوں؟ کیا تم چاہتی ہو کہ میں مزید کالا ہو جاؤں؟"، جاہد نے کچھ ناراضگی سے اس کی پشت کو گھورتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ آیا۔ زمل نے بے اختیار رک کر مڑ کر اسے دیکھا تھا۔ آنکھوں میں شرارت تھی۔

"کیا تمہیں واقعی لگتا ہے کہ تم مزید کالے ہو سکتے ہو؟"، کہہ کر ایک آنکھ دبائی اور مسکرا کر آگے بڑھ گئی۔ وہ بھی تپ کر اس کے برابر میں آ کر اس کے ساتھ قدم ملاتا چلنے لگا تھا۔

"تو تم خود کون سی گوری ہو؟ تم بھی کالی ہی ہو۔ جا کر ایک نظر خود کو آئینے میں دیکھو۔"، اس کے ساتھ چلتے ہوئے وہ تپی ہوئی صورت لیے بولا تھا۔ مٹھی بھینچ رکھی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تم سے تو گوری ہی ہوں۔"، کہہ کر زمل تیز تیز چلتی اندر بڑھ گئی تھی۔ پیچھے وہ پیچ وتاب کھاتا اس کے پیچھے ہی چلا آیا تھا۔

تقریباً بیس سے پچیس منٹ بعد یہ ایک باسکٹ بال گراؤنڈ کا منظر تھا جہاں دو ٹیمیں آمنے سامنے اپنی پوزیشن سنبھالے کھڑی تھیں۔ ایک جانب نیلی شرٹس پہنے لڑکے کھڑے تھے تو دوسری جانب سبز۔ انھی نیلی شرٹس میں ملبوس کھلاڑیوں کی سربراہی جاہد جہانگیر کر رہا تھا۔ اپنے چھوٹے بھائی پہ مسکراتی نگاہیں جمائے، آڈیئنس میں پہلی رو میں زمل جہانگیر بیٹھی تھی۔

انسٹرکٹر اب کھلاڑیوں کو آخری ہدایات دے رہا تھا۔ میچ شروع ہونے میں ابھی صرف چند ہی منٹ تھے، جب زمل کے بائیں جانب سے ایک عورت کی آواز گونجی تھی۔

"کاش میرا بیٹا بھی ٹیم کا حصہ ہوتا۔"، زمل نے جھٹکے سے گردن موڑ کر اس عورت کو کچھ حیرانی سے دیکھا تھا۔ نارنجی اور سبز کے امتزاج کی شلوار قمیض کے ساتھ سبز دوپٹہ شانوں پہ پھیلائے، بھورے بال نچلے جوڑے میں مقید کیے، وہ کھلاڑیوں میں کھڑے جاہد جہانگیر کو دیکھتے ہوئے بول رہی تھیں۔ زمل کے لب آپ ہی مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔ اس نے اچک کر ان کو گلے لگا لیا تھا۔ عورت نے اسے نرمی سے خود سے دور کرتے ہوئے دیکھا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کبھی کبھار تم لڑکیاں بھی بہت فری ہو جاتی ہو بھئی۔۔۔ہاں، تو میں کہہ رہی تھی کہ تم بہت لکی ہو کہ تمہارا بھائی وہاں کھیل رہا ہے۔"، وہ کہتے ہوئے نرمی سے مسکرائی تھیں۔

امی۔"، زمل ہنستے ہوئے بولی تھی۔"اور ڈاکٹر عنیزہ جہانگیر کو کیسے وقت مل گیا اپنے ہسپتال سے کہ وہ اپنے بیٹے کا میچ دیکھنے آ گئیں؟"، اس نے مسکرا کر پوچھا تو عنیزہ بھی مسکرا اٹھیں۔

"آج کی چھٹی لے کر آئی ہوں اپنے بیٹے کا میچ دیکھنے کے لیے۔"، انہوں نے شانے اچکا کر جواب دیا تو وہ نرمی سے مسکرا کر رہ گئی۔ تبھی ان کے سامنے ان کی جانب منہ کر کے کھڑے جاہد کی نظر ان پر پڑی تو وہ بھی جیسے خوشی سے مسکرا اٹھا۔ کل پورا دن گزر گیا تھا اس کا عنیزہ کو مناتے ہوئے کہ وہ اس کے ساتھ میچ کے لیے چل لیں۔ تب انہوں نے اپنی جاب کا کہہ کر منع کر دیا تھا۔ اور آج وہ آن پہنچی تھیں۔ وہ واقعی خوش ہوا تھا۔

میچ شروع ہو چکا تھا۔ کھلاڑی بھی بال کو اپنے مخصوص نیٹ میں ڈالنے کی سر توڑ کوششوں میں جت گئے تھے۔ ہر گزرتے لمحے میچ دلچسپ سے دلچسپ تر ہوتا جا رہا تھا۔ کھلاڑی ہر وہ چیز کر رہے تھے جو انہیں میچ جیتا سکے۔ اور اس "ہر ایک چیز" میں چیٹنگ بھی شامل تھی۔ عنیزہ مسلسل جاہد کو کچھ نا کچھ بول ہی رہی تھیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اللہ۔۔۔ زمل دیکھو تو، چیٹنگ کیسے کر رہا ہے یہ۔۔۔ آنے دو ذرا اسے۔ بتاتی ہوں اس کو میں۔" وہ تو اپنے بیٹے کی اتنی چیٹنگ پر بے حد حیران ہو رہی تھیں۔

تبھی زمل کو اپنے اوپر کسی کی نظروں کی تپش محسوس ہوئی تھی۔ یونہی دوسری جانب، اپنے دائیں طرف دیکھا تو وہاں اس سے چند سیٹس چھوڑ کر وہ بیٹھا تھا۔۔۔ ہاں وہی!

سنہری آنکھوں اور سیاہ بالوں والا لڑکا۔

پوری آستینوں والی سفید رنگ کی شرٹ کے اوپر سلیو لیس بھورے سوئیٹر کے ساتھ جینز پہنے، بالوں کو یونہی ہمیشہ کی طرح ماتھے پہ بکھیرے، وہ اسے ویسے ہی دیکھ رہا تھا جیسے دیکھا کرتا تھا۔ زمل بغیر پلکیں جھپکائے اسے دیکھتی رہی تھی۔ وہ لڑکا بھی اسے ویسے ہی بغیر پلکیں جھپکائے دیکھ رہا تھا۔ وہ نجانے کتنے ہی پل اسے یونہی دیکھتی رہی تھی۔ ہوش میں تب آئی جب وہ اٹھ کر جانے لگا۔ اور اب بس! اور نہیں۔ اس کے اٹھتے ہی زمل بھی اپنے جگہ سے اٹھ کر اس کے پیچھے بھاگی تھی۔ اپنے پیچھے سے اسے عنیزہ کے پکارنے کی آوازیں آ رہی تھیں مگر سب کچھ ابھی پس منظر میں چلا گیا تھا۔

آج نہیں تو کبھی نہیں!

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

وہ بھاگتے ہوئے اس کے بالکل پیچھے پہنچ گئی تھی جب اس لڑکے نے گردن موڑ کر یونہی پیچھے دیکھا تھا اور اسے اپنے بالکل پیچھے کھڑے دیکھ کر وہ بھی بوکھلا کر آگے بھاگا تھا۔ زمل بھی اس کے پیچھے ہی تھی۔ وہ دونوں بھاگتے ہوئے پارکنگ لاٹ تک پہنچ گئے تھے۔ گاڑیوں کی دو قطاریں دائیں اور بائیں طرف تھیں اور وہ دونوں بیچ کے راستے پر ایک دوسرے کے آگے پیچھے تھے۔

رکو!"، تبھی وہ پیچھے سے زور سے پکاری تھی۔ اس کا سانس پھولنے لگا تھا۔ توقع کے برعکس" اس نے اس لڑکے کے قدموں کو تھمتے دیکھا تھا۔ وہ رکا تھا اور پھر اس نے مڑ کر اسے دیکھا تھا۔ وہ گہری سانسیں لیتی سیدھی ہوئی تھی اور پھر اسے دیکھا تھا۔

وہ لڑکا خاموشی سے اس کے سامنے کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔ آنکھوں میں ہمیشہ والی موجود شکایت اور شکوہ اب نہیں تھا۔ ایک چمک سی تھی۔ وہ اسے دیکھتی کچھ قدم قریب گئی تھی اور سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا جو اس سے بھی لمبا تھا۔ زمل خود بھی اچھی خاصی لمبی ہی تھی، مگر اس کے باوجود بھی پورا سر اٹھا کر اسے دیکھنا پڑ رہا تھا۔

"تم کون ہو؟"

وہ کافی مشکوک نظروں سے ان سنہری آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔ دل بھی زوروں سے دھڑک رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

زمل جہانگیر بھول جایا کرتی ہے۔"، اچانک ہی ذہن میں ایک تحریر نمایاں ہوئی تو وہ ایک "
قدم مزید قریب آئی۔

"میرا نام کیسے پتا ہے تمہیں؟"

وہ اسے عجیب طرح سے دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں نرمی تھی، عقیدت تھی، انسیت تھی۔
نجانے کون تھا وہ!

جواب دو!"، زمل نے اب کے ذرا زور دے کر تیز لہجے میں بولا تھا۔ ذہن سے ابھی اس "
وقت تمام خیال محو ہو چکے تھے۔ رہ گیا تھا تو سامنے کھڑا وہ شخص۔

تمہیں کیا لگتا ہے میں کون ہوں؟"، اس لڑکے نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر "
نرم، متوازن لہجے میں دھیرے سے پوچھا تھا اور اگلے ہی پل زمل پتھر ہوئی تھی۔

وہ آواز، وہ لہجہ، وہ توازن، وہ گہرائی۔۔۔کچھ بھی تو عام نہیں تھا۔ وہ زمل کے پسندیدہ شخص کی
آواز تھی۔ وہ زمل کی پسندیدہ آواز تھی۔ اس آواز کو تو وہ ہزاروں آوازوں میں بھی پہچان لے۔
اسے اپنے دل کی دھڑکنیں بے ہنگم ہوتی محسوس ہوئی تھیں اور آنکھیں نم۔ سانس گویا حلق میں

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اٹکنے لگا تھا۔اس نے بے اختیار آنکھوں میں ڈھیر ساری نمی لیے دو قدم پیچھے ہٹائے تھے۔ آنکھیں اب بھی ان پر کشش سنہری آنکھوں پہ ٹکی تھیں۔

مجھے لگتا نہیں ہے۔"اپنی آواز اسے کسی گہری کھائی سے آتی معلوم ہو رہی تھی۔ایک آنسو گال پر بہہ گیا تھا۔"مجھے یقین ہے کہ تم مصطفی ہو۔۔۔تم۔۔۔تم سید مصطفی صالح ہو۔"آواز اتنی ہلکی تھی کہ شاید بمشکل مصطفی کے کانوں تک پہنچ رہی تھی۔مصطفی کے لبوں پر ایک تلخ مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔اس کی آنکھیں بھی جھلملائی تھیں۔وہ ایک قدم قریب آیا تھا۔

"تم تو بہت ذہین ہو،زمل جہانگیر۔"چہرہ اس کی طرف جھکا کر اس نے نرمی سے کہا تھا۔زمل کا دل تو گویا دھڑکنا ہی بھول گیا تھا۔

وہ مڑا تھا۔۔۔جانے کے لیے۔۔۔شاید واپس نہ آنے کے لیے!

"کہاں۔۔۔کہاں جا رہے ہو؟"بے ساختہ ہی زمل کی زبان نے یہ الفاظ ادا کیے تو وہ دھیرے سے مڑا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

پتا نہیں!"، کہہ کر وہ آگے بڑھ گیا تھا۔ پیچھے وہ کھڑی اس کی پشت کو تکتی رہ گئی تھی۔ "

آنکھیں تواتر سے آنسو بہا رہی تھیں۔

۔

رات کے اس پہر مصطفی صالح کا گھر اندھیرے میں ڈوبا معلوم ہوتا تھا۔ ٹھنڈ بہت حد تک بڑھ چکی تھی۔ ایسے میں ڈرائنگ روم میں ایک صوفے پر مصطفی اور جعفر ایک دوسرے کی جانب منہ کیے، بیٹھے نظر آئیں گے۔

بھوری رنگ کی پوری آستینوں والی شرٹ کے ساتھ ٹراؤزر پہنے، بالوں کو ماتھے پہ بکھیرے، سرخ ناک لیے، مصطفی کافی بہتر لگتا تھا۔ پہلے کے مقابلہ میں اب حلقے بھی کافی کم تھے۔ علاج بھی اس نے کروانا شروع کر دیا تھا سو درد بھی کافی کم تھا۔ اس کے برابر میں ہی جعفر بیٹھا اسے ہی دیکھ رہا تھا، جو کہ فون ہاتھ میں تھامے، منتظر سا اس کی اسکرین کو تک رہا تھا۔

تبھی دوسری جانب سے فون اٹھالیا گیا تو وہ دونوں قریب ہو کر جیسے سراپا کان بن کر سماعت فون سے ابھرتی آواز پر ٹکا گئے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اسلام علیکم۔"، اگلی جانب سے عاصم صاحب کی آواز گونجی تھی۔"

وعلیکم السلام۔۔۔کیا ہوا؟"، مصطفی کے لہجے میں بے حد بے صبری اور بے چینی بیک وقت "
ہلکورے لے رہی تھی۔

بہت سارے لوگوں نے رضامندی ظاہر تو کی ہے۔ مگر افسوس، کہ وقت آنے پر چند ہی "
ہوں گے جو ہمارے ساتھ ہوں گے۔"، عاصم صاحب نے کچھ تفکر سے اسے جواب دیا اور پھر
جیسے خاموش ہو کر اس کے بولنے کا انتظار کرنے لگے۔ مصطفی نے نظریں اٹھا کر جعفر کو دیکھا
تھا۔ پھر لب دانت تلے دبا کر کچھ آگے کو ہوا۔

آپ نے کتنے لوگوں سے بات کی ہے؟"، وہ پوچھ رہا تھا۔ "

جتنوں کو جانتا ہوں، اتنوں سے بات کی ہے۔"، انہوں نے جیسے بات چند ہی لفظوں میں "
ختم کر دی۔

لوگ کہہ رہے ہیں کہ وہ ساتھ تو دے دیں مگر گارنٹی کیا ہے کہ ہم کامیاب ہوں گے۔"، "
انہوں نے پھر سے ایک گہرا سانس لے کر کہا تو مصطفی نے جھنجھلا کر پہلے موبائل کو اور پھر جعفر

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کو دیکھا۔ ہونٹ بھینچ کر رخ موڑ کر ایک گہرا سانس لیا۔ پھر بمشکل خود پر ضبط کرتے ہوئے عاصم سے مخاطب ہوا۔

"جہاد کے لیے کون سی گارنٹی درکار ہوتی ہے؟"، اسے جیسے کوئی تک سمجھ نہیں آئی تھی اس بات کی۔ جہاد تو ہر شے، حتیٰ کہ انجام تک سے بالاتر ہوتا ہے۔ انجام اچھا ہو یا برا، جہاد تو جہاد ہوتا ہے۔ ثواب اور فضیلت تو ایک سی ہوتی ہے۔

کچھ مزید باتیں کرنے کے بعد اس نے فون رکھ دیا اور جعفر کی جانب مڑا۔

"جعفر، تمہارے پاس اپنے پرانے دوستوں کے نمبر ز ہیں؟"، اس نے اس سے پوچھا تو جعفر سر اثبات میں ہلانے لگا۔

"تو بس پھر، تم اپنے دوستوں کو اکٹھا کرو اور میں اپنے دوست جمع کرتا ہوں۔ نوجوانوں کا اسپرٹ، جوش اور جذبہ لاجواب ہوتا ہے۔"، جعفر نے مسکرا کر سر کو اثبات میں جنبش دی تھی۔ وہ اس کی بات سے متفق تھا۔ مگر کشمیر کو آزاد کروانا۔۔۔ یہ کوئی چھوٹی چیز یا بات نہیں تھی۔ ایک اسٹرٹیجی کی ضرورت تھی۔ ایک پلان کی ضرورت تھی۔ ایسے ہی کچھ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ایسے ہی کبھی کچھ نہیں کیا جا سکتا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کچھ دیر تک گہری خاموشی دونوں کے درمیان حائل رہی تھی اور پھر مصطفی پھر سے اس سے مخاطب ہوا تھا۔

"جعفر!"

جعفر نے چہرہ اٹھا کر سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

"دادا چاہتے ہیں کہ ہم وہاں ان کے ساتھ رہیں۔"

"اور آپ کیا چاہتے ہیں؟"

میں۔۔۔" وہ کچھ پل کے لیے سوچنے کے بعد پھر سے بولا۔"میں بھی ان کے ساتھ کچھ روز رہنا چاہتا ہوں۔ وہ مجھ سے بہت دفعہ کہہ چکے ہیں کہ وہاں جا کر ان سب کے ساتھ رہوں۔ میں ہی ہر بار ٹال دیتا ہوں۔" اس نے ہلکی آواز میں کہا تو جعفر نے کچھ پل اسے دیکھنے کے بعد سر اثبات میں ہلا دیا۔ اسے جیسے اس بات سے کوئی مسئلہ نہیں تھا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ مگر ہمارے مشن کا کیا ہو گا؟"

ابھی ویسے بھی ہمیں لوگ اکٹھے کرنے میں اور باقی سارے معاملات دیکھنے میں بہت وقت لگے گا۔ تب تک ہم وہاں رہ لیں گے۔" مصطفی نے جواز پیش کیا تو وہ سمجھ کر سر ہلانے لگا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ٹھیک ہے، لیکن میں آپ کے ساتھ وہاں نہیں جاؤں گا۔"، اس کے کہنے پر مصطفیٰ نے کچھ نا سمجھی سے اسے دیکھا تھا۔

"کیوں؟ کیوں نہیں جاؤ گے تم میرے ساتھ وہاں؟"

"اچھا نہیں لگتا، بھائی۔"

"کیا اچھا نہیں لگتا؟ دیکھو جعفر۔ تم میری ذمہ داری ہو۔ میں تمہیں کسی صورت نہیں چھوڑ سکتا۔ میں جہاں جاؤں گا، تم بھی میرے ساتھ ہی جاؤ گے۔"، اس کا لہجہ اتنا حتمی اور اتنا سخت ہو گیا تھا کہ جعفر چاہ کر بھی مزاحمت نہ کر پایا۔

---

www.novelsclubb.com

رات کے اسی پہر اگر قصرِ شاہ کا رخ کیا جاتا تو قصر کے وسیع لان کے ایک جانب ایک کرسی پر فجر حفیظ شاہ بیٹھی نظر آتی۔ سامنے دوسری کرسی پر اس نے ٹانگیں پھیلا رکھی تھیں اور دونوں کہنیاں ہتھوں سے ٹکائے، وہ دور خلاء میں دیکھتی کہیں کھوئی ہوئی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

نیوی بلیو رنگ کی گھٹنوں تک آتی فراک کے ساتھ سفید ٹراؤزر پہنے، بھورے بالوں کو کھول کر بائیں کاندھے پر ڈالا ہوا تھا۔ میز پر رکھی کافی بھاپ اڑا اڑا کر اب بالکل بے جان سی ہو گئی تھی۔۔۔ سرد۔۔۔ ٹھنڈی!

ہر سو گہری خاموشی کا راج تھا۔ سب ہی سونے جا چکے تھے۔ صرف بالکونی کے برابر والے کی کھڑکی سے اندر کی بتیاں جلی نظر آ رہی تھیں۔ وہ کمرہ زمل کا تھا۔ فجر سب سے بیگانہ کسی گہری سوچ میں غرق لگتی تھی۔ تبھی کچھ قدم اس کی جانب بڑھے تھے۔ اس نے بے اختیار خاموشی میں پیدا ہونے والے ارتعاش کو محسوس کر کے گردن بائیں جانب موڑی تھی جہاں سے عابر جہانگیر ہاتھ میں کافی کا مگ تھامے اس کی جانب ہی آ رہا تھا۔

سفید رنگ کا موٹا سوئیٹر اور ٹراؤزر پہنے، بھورے بال ماتھے پر بکھیرے، وہ مسکراتا ہوا آ کر اس کے سامنے دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔ فجر نے بے اختیار ٹانگیں سمیٹی تھیں۔

السلام علیکم۔"، اب کی بار خاموشی میں خلل عابر جہانگیر کی آواز نے ڈالا تھا۔ "

"وعلیکم السلام۔ "

فجر نے بس رسماً مسکرا کر جواب دیا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

فجر ؟" ،اس نے جیسے یقین دہانی چاہی تھی۔حالانکہ اسے خود کو یقین ہی تھا کہ وہ فجر ہی ہے۔ "

فجر نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔

"اور آپ عابر، رائٹ ؟"

عابر نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا تھا۔

کیسی ہیں آپ ؟" ،عابر نے گفتگو کا آغاز کر دیا تھا۔"

"میں ٹھیک ہوں۔آپ بتائیں۔ "

"الحمداللہ میں بھی ٹھیک ہوں۔"

دیکھیں آئی نو کہ مجھے بھی الحمداللہ کہنا چاہے تھا، مگر اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ آپ "

'الحمداللہ' پہ اتنا زور دے کر میری بات کا جواب دیں۔" ،اچانک ہی فجر نے اس کے کھینچ کر

'الحمداللہ' کہنے پر چوٹ کی تو وہ گڑبڑا کر رہ گیا۔پھر مسکرا کر سر نفی میں ہلانے لگا۔

"نہیں۔ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔میں تو بس ایسے ہی۔۔۔ "

فجر نے مسکرا کر سر جھٹکا تھا۔

کچھ دیر بے نام سی خاموشی چھائی رہی، پھر عابر نے گلا کھنکھارا۔

www.novelsclubb.com

اور، کیا پڑھتی ہیں آپ؟"، اس نے مسکرا کر پوچھا۔"

میں نے لاء پڑھا ہے، اور ابھی لاء ہی پریکٹس کر رہی ہوں۔"، فجر نے مسکرا کر بتایا، پھر "مروتاً اس سے بھی پوچھ لیا۔"اور آپ؟

یہ ایک اچھا ٹرک ہے۔ جب انسان چاہتا ہے کہ دوسرا اس سے کوئی سوال پوچھے تو پہلے وہ خود اس انسان سے یہی سوال پوچھتا ہے، تاکہ جواب میں اس سے بھی یہی پوچھا جائے۔ عابر نے بے اختیار مسکراہٹ دبا کر سوچا تھا۔

"میں نے انجینئرنگ کی ہے۔"

اب کے فجر نے بھی مسکرا کر لب دبائے تھے۔

لیکن کیا انجینئرنگ پڑھنے کے لیے دماغ کی ضرورت نہیں ہوتی؟"، عابر اس کی بات اور " اس کے مذاق پر مسکرایا تھا، پھر سر اثبات میں ہلایا تھا۔

ہاں بالکل! تبھی تو میں پڑھ پایا اور آپ کبھی نہیں پڑھ پائیں گی۔"، اس نے حساب فوراً چکتا " کیا تھا۔ وہ جو اپنے بھائی اور بہن کو نہیں بخشتا تھا، اپنی ماں تک کو نہیں بخشتا تھا، فجر کو کہاں بخش دیتا؟

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

فجر بے اختیار ہنستی چلی گئی تھی۔ پھر ہنسی دباتے ہوئے وہ ذرا آگے ہو کر جھکی اور پھر سرگوشی نما آواز میں بولی۔

"بی کیئر فل، عابر جہانگیر۔ میں آپ پر کیس دائر کر سکتی ہوں۔ سنبھل کر رہیئے گا۔"، عابر مسکرایا تھا اور پھر وہ بھی کچھ آگے ہو کر جھکا اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔

"بی کیئر فل، فجر حفیظ شاہ۔ ایکس کیپٹن عابر جہانگیر بھی بہت کچھ کر سکتے ہیں۔"

فجر کی بھنویں حیرت اور ناسمجھی سے اٹھی تھیں۔ چہرے پر بھی ناسمجھی کا تاثر ابھرا تھا۔

"کیپٹن؟"

"یس کیپٹن۔۔۔ لیکن ایکس کیپٹن۔"

"آرمی میں تھے آپ؟ چھوڑی کیوں؟"

"ہاں آرمی جوائن کی تھی میں نے۔ تین سال سروبھی کیا۔ مگر پھر، مجھے اندازہ ہوا کہ آرمی میرے لیے نہیں ہے۔ اسی لیے، میں نے چھوڑ دی۔"

"آرمی چھوڑ دی؟ مگر کیوں؟"، وہ بے حد حیران اور شاک میں تھی۔ یقین نہیں آ رہا تھا۔"

www.novelsclubb.com

"آرمی اور پاکستانی قوم اب ایک نہیں رہی، تو میرا آرمی میں رہنے کا کوئی جواز نہیں رہتا۔ مجھے اپنی قوم کو، اسلام کو سرو کرنا تھا۔ اور اس کے لیے پاکستانی آرمی مجھے ٹھیک نہیں لگی۔"، عابر نے تفصیل سے بتایا تو وہ سمجھی تو پھر بھی نہیں، پھر بھی سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ سمجھ گئی۔"، فجر نے ناسمجھی کے تاثرات چہرے پر سجا کر جواب دیا تو عابر نے اسے ایک لمحے کے لیے لیے دیکھا۔ اس کے چہرے پر صاف لکھا تھا کہ اسے سمجھ نہیں آیا۔ وہ پھر سر جھٹک کر ہنس دیا تھا۔

"نہیں تم نہیں سمجھی۔"، وہ ہنستے ہوئے سر نفی میں ہلاتے ہوئے بولا تو فجر نے اسے عجیب سے تاثرات سے دیکھا۔

"کیا؟"، اس نے کنفیوژن سے پوچھا تو وہ سر نفی میں ہلانے لگا۔

"نہیں کچھ نہیں۔ چھوڑو یہ بات۔"، عابر نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا تو وہ سر ہلانے لگی۔

"ہاں چھوڑ ہی دو یہ بات۔ مجھے ویسے بھی پاکستان کی ان پولیٹکس میں دلچسپی نہیں ہے۔"، فجر نے شانے اچکاتے ہوئے جواب دیا تو عابر نے جیسے نہایت افسوس سے اسے دیکھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"یہی تو اصل مسئلہ ہے۔اگر پاکستان کے لوگ پاکستان میں ذرا سی بھی دلچسپی دکھادیں تو مسئلہ ہی کوئی نہ رہے۔خود ان کو اپنے ملک کے حالات بہتر کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے،اور پھر کہتے ہیں کہ حالات بدتر سے بدترین ہوتے جا رہے ہیں۔"،عابر نہایت نرم سی آواز میں نہایت کڑوی اور سخت بات کہتا جا رہا تھا۔اس کے لہجے میں کہیں بھی طنز کا تاثر گھلا محسوس نہ ہوتا تھا۔فجر آنکھیں چھوٹی کیے،اسے دیکھتی چپ چاپ سن رہی تھی۔"اسی لیے مجھے لوگوں سے سیاسی امور پر بحث کرنا اچھا نہیں لگتا۔۔۔مگر جو بھی ہے،جب میں لوگوں کو اپنے ہاتھوں سے خدا کی طرف سے دی گئی آزادی کے تحفے کی ناقدری کرتے دیکھتا ہوں تو یہاں۔۔۔"،اس نے اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا تھا۔"یہاں تکلیف ہوتی ہے۔"،کہہ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

فجر نے بھی سر اور نظریں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔عابر اسے دیکھ کر دھیما سا مسکرایا تھا۔

"خدا حافظ۔۔۔اور ہاں،نوس پنز سخت زہریلی لگتی ہیں۔"،کہہ کر وہ بغیر رکے،لمبے لمبے ڈگ بھرتا عجلت میں وہاں سے چلا گیا تھا۔پیچھے فجر ناسمجھی سے اس کی پشت دیکھتی بیٹھی رہ گئی تھی۔اسے اس کی آخری بات سمجھ نہیں آئی تھی۔اچھنبے سے اس کی پشت تکتے ہوئے اس نے پیٹھ کرسی کی پشت سے ٹکائی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

۔

کمرہ میں اندھیرا چھایا تھا۔گہرے سکوت اور خاموشی نے کمرے کی فضا کو اپنے شکنجے میں لے رکھا تھا۔اے سی کے چلنے کی مدھم آواز آتی تھی۔اس سردی میں بھی کمرہ اے سی کی ٹھنڈک سے سرد ہوا ہوا تھا۔ایک سکون سارگ وپے میں سرائیت کرتا محسوس ہوتا تھا۔

ایسے میں اگر کمرے کی ایک جانب رکھے ڈبل بیڈ پر غور سے دیکھا جاتا تو اس اندھیرے میں وہاں کسی ہیولہ کا سا گمان ہوتا۔ذرا قریب جا کر دیکھا جاتا تو بیڈ پر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے،وہ بیٹھی نظر آتی۔وہی جس کی آنکھوں میں ایک الوہی سی چمک تھی۔۔۔یا پھر شاید نمی تھی۔سیاہ آنکھیں کسی غیر مرئی نقطے پر ساکت تھیں۔سیاہ بالوں کی لٹیں چہرے کے دونوں اطراف میں گرتی رخسار چوم رہی تھیں۔لبوں پر ہر کچھ لمحوں بعد ایک تلخ سی مسکراہٹ ابھرتی۔۔اپنے اوپر کمبل بھی ڈال رکھا تھا۔

اس سرد سے موسم کے باوجود وہ اے سی چلائے،اب اپنے اوپر کمبل ڈالے کیوں بیٹھی تھی،وہ نہیں جانتی تھی۔ذہن میں ایک ہی چہرہ گردش کر رہا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

سنہری آنکھوں اور سیاہ بالوں والا خوبصورت سا چہرہ۔۔۔اس دراز قد لڑکے کا۔۔۔کتنا ہینڈسم تھا ناوہ! اسے اب تک کافی حیرت تھی کہ وہ لڑکا ہی مصطفیٰ صالح تھا۔اور اگر تھا بھی تو، وہ اس کے پاس، اس کے پیچھے پیچھے کیوں آ رہا تھا۔

زمل جہانگیر بھول جایا کرتی ہے۔" آنکھوں کے پردے پر ایک تحریر ابھری تو وہ پھر سے " تلخی سے مسکرائی۔

زمل جہانگیر بھی بھلا بھولتی ہے؟ وہ بھی مصطفیٰ صالح؟ کتنی عجیب بات کی تھی اس نے۔

یادوں اور سوچوں کا یہ کبھی نہ ختم ہونے والا سلسلہ دروازے پہ ہونے والی دستک سے ٹوٹا تھا۔

آجائیں۔" اس نے ذرا سا سیدھا ہو کر جواب دیا تو اگلے ہی پل کھٹ کی آواز کے ساتھ " دروازہ کھلا اور دروازے کی چوکھٹ پر سکندر شاہ نمودار ہوئے۔رف سے ی شرٹ اور ٹراؤزر ئے تھے۔اس تک آکر پلنگ پر اس کے سامنے بیٹھے۔پھر اپنی میں ملبوس، وہ کمرے میں داخل ہو مسکراتی نم آنکھیں اس پر جمائے گویا ہوئے۔

زمل، تم حلیہ درست کر لو اپنا۔میرا پوتا آ رہا ہے۔" انہوں نے نرمی سے کہا تو وہ یکدم ہی " سیدھی ہو بیٹھی۔دل کی دھڑکنوں نے رفتار پکڑی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"مصطفیٰ؟"، اس کو جیسے یقین سا تھا کہ وہ آنے والا شخص مصطفیٰ ہی تھا۔

"ہاں مصطفیٰ۔ سب کو کہہ کر آیا ہوں کہ تیار رہیں۔ تم بھی تیار رہنا۔"، وہ کہہ کر اٹھنے لگے تھے کہ زمل نے بے اختیار ان کا ہاتھ تھاما۔ وہ رک سے گئے۔

"اس کے ساتھ اس کی فیملی۔۔۔ بھی آ رہی ہے کیا؟"، اس نے جیسے اٹک اٹک کر پوچھا تھا۔

ذہن میں ایک لڑکی کا نام چلنے لگا تھا۔

آئیمان صادق۔۔۔ آئیمان صادق کا نام چلنے لگا تھا۔

"اس کا کزن آ رہا ہے اس کے ساتھ۔"، انہوں نے نرمی سے مگر کچھ دکھ سے کہا اور پھر سے بیٹھ گئے۔

"کزن؟"، اس نے جیسے ناسمجھی سے پوچھا تھا۔

"ہاں۔۔۔ جعفر آ رہا ہے۔"

"اور اس کی بیوی؟"

دل زوروں کا دھڑک رہا تھا۔ کاش سکندر کہہ دیں کہ اس کی بیوی ابھی فی الحال نہیں آ رہی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

آئیمان صادق۔۔۔سویرا اور صادق حسین کی بیٹی۔"انہوں نے ایک بھاری سانس ہوا کے سپرد کیا۔آنکھوں میں حزن ٹھہرا تھا۔"اس کا انتقال ہو گیا ہے۔"

زمل کا ہاتھ بے ساختہ اپنے دل کے مقام پہ جا ٹھہرا تھا۔آنکھوں میں ڈھیروں شاک اور حیرت امڈ آئی تھی۔منہ شاک سے کھل گیا تھا۔اسے جیسے یقین نہ آیا تھا۔

"ان۔۔۔انتقال؟"اس نے جیسے بہت شاک سے کہا تھا۔

سکندر نے دکھ اور ملال سے سر اثبات میں ہلایا تھا۔

"بھارتی فوجیوں نے اسے اور اس کی ماں کو شہید کر دیا۔"انہوں نے نہایت دلگرفتگی سے جواب دیا تو اس کا ہاتھ بے دم ہو کر پہلو میں آ گرا۔

یقین چاہ کر بھی نہیں آ رہا تھا۔یقین آ بھی کیسے سکتا تھا؟

سکندر ہلکی سی سوگواریت بھری مسکراہٹ لیے اٹھ کھڑے ہوئے تھے،پھر اس کا چہرہ تھپتھپایا۔

"تیار ہو جاؤ۔"کہہ کر وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتے وہاں سے چلے گئے تھے۔پیچھے وہ ساکت بت بنی بیٹھی رہ گئی تھی۔مصطفی کی محبت اپنی جگہ۔مگر اس نے یہ کبھی نہیں چاہا تھا کہ ایسا کچھ ہو۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

۔

رات کے پہلے پہر جب مصطفی اور جعفر قصر شاہ پہنچے تو ان کا استقبال کرنے کو سکندر، کلثوم اور جہانگیر پہلے ہی دروازے پہ کھڑے تھے۔ وہ دونوں بہت گرمجوشی سے ان تینوں سے مل کر اندر کی جانب بڑھے تھے۔ ملازموں نے فوراً ہی مؤدب سے انداز میں ان سے سلام کر کے، ان کا سامان بھی ان کے کمروں تک پہنچا دیا تھا۔

اس وقت وہ سب ڈرائنگ روم میں بیٹھے ایک دوسرے سے ہلکی پھلکی باتیں کرنے میں مصروف تھے۔ وہ سکندر کے ساتھ بیٹھا ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ ان کی بات سن رہا تھا۔ جعفر دوسرے صوفے پہ کلثوم سکندر کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ جبھی کلثوم اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔

"میں باقی سب کو بھی بلا لوں ذرا۔"، وہ مسکرا کر کہتی، وہاں سے چلی گئی تھیں۔ تبھی مصطفی جہانگیر کی جانب مڑا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"جہانگیر انکل۔ مجھے آپ سے کچھ بہت ضروری بات کرنی ہے۔ آپ جب فری ہوں تو کائنڈلی مجھے بتایئے گا۔"، مصطفی نے اپنے ازلی نرم لہجے میں کہا تو جہانگیر نے بھی مسکرا کر سر اثبات میں ہلا دیا۔

"شیور!"

جبھی کمرے میں ایک لڑکا داخل ہوا تھا جو لگ بھگ مصطفی ہی کی عمر کا لگتا تھا۔ بھورے بالوں اور بھوری آنکھوں والا۔ مصطفی سے وہ بہت خوشگوار انداز سے ملا تھا۔ مصطفی کھڑے ہو کر اس سے مصافحہ کرنے کے بعد ابھی واپس بیٹھنے ہی لگا تھا کہ کسی کی نرم سی نازک آواز کمرے میں گونجی تھی۔ وہ آواز جو مصطفی ہزاروں آوازوں میں بھی باآسانی پہچان سکتا تھا۔۔۔ نرم متوازن سی وہ آواز جو مصطفی کی پسندیدہ تھی۔۔۔ وہ آواز جو مصطفی کے پسندیدہ شخص کی آواز تھی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں رہا تھا کہ وہ آواز زمل جہانگیر کی ہی تھی۔

مصطفی کی سانس تھمی تھی۔ اور آنکھیں بھی ٹھہری تھیں۔ دل کی دھڑکنوں کی رفتار سست پڑی تھی۔ نہایت شاک کے عالم میں اس نے گردن موڑ کر داخلی دروازے کی جانب دیکھا تھا جہاں سے وہ نرم مسکراہٹ لیے، اندر داخل ہو رہی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

آف وائٹ رنگ کے شلوار قمیض کے ساتھ سیاہ دوپٹہ شانوں پہ پھیلائے، سیاہ بالوں کی پونی بنائے، وہ سیاہ فریم والے چشمے پہنے، ہمیشہ کی طرح ہی لگ رہی تھی۔ حسین!

سیاہ چمکدار آنکھیں سنہری بے رونق آنکھوں سے دو پل کے لیے ملی تھیں اور پھر سیاہ آنکھوں نے رخ پھیر لیا تھا۔ سنہری آنکھیں ساکت ٹھہری رہ گئی تھیں۔ زمل نے اندر آکر سب کو مسترکہ سلام کیا تھا اور پھر مصطفی کے قریب آکر اس سے چند قدموں کے فاصلہ پر کھڑی ہو گئی تھی۔

السلام علیکم۔"، مصطفی کی سنہری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے زمل نے نم آنکھوں سے اسے " سلام کیا تھا۔

زمل جہانگیر۔۔۔ جاہد جہانگیر۔۔۔ عنیزہ جہانگیر۔۔۔ جہانگیر سکندر کے گھر والے۔۔۔ کیا اس کے چچا جہانگیر سکندر کے گھر والے تھے؟ کیا ایسا بھی ممکن تھا؟

زمل کے پیچھے ہی جاہد بھی کمرے میں داخل ہوا تھا۔ آکر اس نے بھی مشترکہ سلام کر کے مصطفی کا رخ کیا تھا۔ زمل منہ موڑ کر صوفے پہ جا بیٹھی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"السلام علیکم مصطفی بھائی۔"، جاہد نے مسکرا کر کہتے ہوئے آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا تھا۔ اب کے مصطفی نے بھی گہرے شاک سے نکل کر اس کی پشت تھپتھپائی تھی۔ جاہد مسکرا کر پیچھے ہوا تھا۔

"وعلیکم السلام۔"، مصطفی نے خوشدلی سے مسکرا کر کہا تھا۔ دل کی دھڑکنیں اب بھی بے ہنگم ہو رہی تھیں۔

ایک بار پھر جاہد اس کے گلے لگا تھا۔

"کیسا لگا سرپرائز؟"، اس نے مصطفی کے کان میں سرگوشی نما آواز میں اتنے دھیرے سے کہا تھا کہ صرف وہی سن سکتا تھا۔ مصطفی مسکرایا تھا۔ جاہد بدلا بالکل نہیں تھا۔ ہاں صرف قد ہی بڑھا تھا اس کا۔ باقی وہ اب بھی ویسا ہی تھا۔

"مائنڈ بلوئینگ۔"، اس نے ہلکی سی آواز میں اس کے کان کے پاس کہا تھا۔

"بس اب میرے بھائی کی اوور ایکٹنگ شروع ہو گئی ہے۔ اوہ جاہد! پیچھے ہو۔ ایسے بیہیو کر رہے ہو جیسے وہ تمہارا بچپن کا بچھڑا ہوا دوست ہو۔ اسے سانس تو لینے دو۔"، عابر نے جاہد کی

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

شرٹ کو پیچھے سے دبوچ کر اسے پیچھے کیا تھا۔جاہد مسکراتا ہوا مصطفی کو آنکھ مار کر جعفر کے برابر میں جا بیٹھا تھا۔

مصطفی نے رخ زمل کی جانب موڑا تھا اور ہلکے سے سر کے اشارے سے سلام کا جواب دیتا سکندر کے برابر میں پھر سے جا بیٹھا تھا۔

پھر پورے وقت تھوڑی تھوڑی باتیں ہوتی رہی تھیں۔فجر،حیات اور مرحہ سونے جا چکی تھیں سو وہ اس وقت اس سے مل نہیں سکے تھے۔عنیزہ کی نائٹ ڈیوٹی تھی سو وہ بھی موجود نہ تھیں۔کچھ ہی دیر بعد ان سب نے اپنے اپنے کمروں کا رخ کیا تھا۔رات بہت ہو گئی تھی۔

۔

اگلی صبح اسلام آباد پر خوبصورت سی اتری تھی۔بہت سے سرمئی بادلوں نے اسلام آباد کے آسمان کو گھیر رکھا تھا۔بارش کسی بھی وقت شروع ہو سکتی تھی۔ٹھنڈ بھی حد سے سوا ہو رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM
FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ایسے میں قصر شاہ کے وسیع لان کے وسط میں رکھی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر مصطفیٰ بیٹھا تھا۔نیلے رنگ کے سوئیٹر کے ساتھ سفید ٹراؤزر پہنے،سیاہ بال ماتھے پہ بکھیرے،وہ سپاٹ سا دکھتا تھا۔ایک گہرا سانس لے کر وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا اور پھر سے واک کرنے لگا تھا۔آس پاس آہستہ آہستہ چلتے ہوئے اس کی نظر یکدم ہی ایک جگہ پر ٹھہری تھی۔اچنبھے سے اس نے بالکونی کے برابر والے کمرے کی کھڑکی کو دیکھا تھا جس کی بتی جلی ہوئی صاف نظر آرہی تھی۔

اس پہر صبح کے چھ بج رہے تھے اور اتنا تو وہ جانتا تھا کہ قصر میں سب دیر سے اٹھتے ہیں۔عابر، جاہد اور جہانگیر بھی فجر کی نماز پڑھ کر آنے کے بعد سونے چلے گئے تھے۔سکندر تو نماز گھر پر ہی پڑھا کرتے تھے۔حفیظ انکل کی بیٹیاں نماز وغیرہ کی اتنی پابند تو تھیں نہیں۔تقریباً سب ہی سو رہے تھے۔اور ویسے بھی نماز کا وقت تو جا چکا تھا۔پھر کون تھا یہ جو اس وقت بھی جاگا ہوا تھا؟

اس نے سر جھٹک کر نظروں کا رخ موڑا اور پھر چلنے لگا۔پچھلی پوری رات شدید بے چینی کے عالم میں گزری تھی۔کل ملنے والے شاک کو پراسیس کرنا مشکل تھا مگر وہ پراسیس کر کے یقین کر چکا تھا۔ٹراؤزر کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ سر جھکائے پیروں کو دیکھتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ تبھی کسی احساس کے تحت اس نے سر اٹھایا تھا۔سامنے قصر کے اونچے سے دروازے کو پار کرتی

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ہوئی مرحہ سکندر شاہ اس جانب آتی ہوئی دکھائی دی تھی۔وہ بے اختیار رکا تھا اور اسے دیکھ کر ہلکا سا سر ہلا کر سلام کیا۔

مرحہ مسکراتے ہوئے اس کے پاس آئی تھی۔سفید لانگ کوٹ کے ساتھ سیاہ ٹراؤزر پہنے، بھورے بالوں کو میسی سے جوڑے میں مقید کیے،وہ مسکرا رہی تھی۔ مصطفی مسکرا بھی نہ سکا تھا۔

"السلام علیکم بھتیجے صاحب۔"، مرحہ نے اسے دیکھ کر کرسی پہ بیٹھتے ہوئے کہا تو وہ ہلکا سا مسکرا کر اس کے سامنے ہی کرسی پہ آ بیٹھا۔

"وعلیکم السلام۔"،اس نے نرمی سے جواب دیا۔

"تو فائنلی مصطفی صالح ہمارے گھر آ ہی گئے،ہاں؟"،وہ مسکرا کر کہتی پشت کرسی سے ٹکا کر کہنی کرسی کے ہتھے سے ٹکا کر چہرہ ہتھیلی کے پیالے میں رکھے بولنے لگی۔آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔لب بھی۔دل شاید اب بھی بنجر ہی تھا۔

"جی،مگر مصطفی صالح اسلام آباد آ تو گیا ہے،مگر رکنے کے لیے نہیں۔واپس جانے کے لیے۔"،اس نے کچھ مضبوط لہجے میں کہہ کر نظریں پھر سے اس کمرے کی جانب موڑی تھیں جس کی بتی اب بھی جلی ہوئی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ہمم۔۔۔آئی سی۔۔۔تو مصطفی صالح کے آگے کے لیے کیا پلانز ہیں؟"، اس نے ٹکٹکی باندھ کر اسے دیکھتے ہوئے پوچھا تو وہ تلخی سے مسکرایا اور سر جھٹک کر اسے دیکھنے لگا۔ آنکھوں میں کرچیاں تھیں۔۔۔ٹوٹے ارمانوں کی۔۔۔ٹوٹے دل کی۔۔۔ٹوٹے خوابوں کی۔۔۔ٹوٹی ڈوروں کی۔

"نہیں۔۔۔کوئی پلانز نہیں ہیں میرے۔ سارے پلانز تو آئیمان صادق کے ساتھ ہی ختم ہو گئے ہیں۔"، اس نے جس بے تاثر سے چہرے کے ساتھ جواب دیا تھا، مرحہ بے اختیار سیدھی ہوئی تھی۔ آئیمان کے بارے میں اسے سکندر شاہ سے پہلے ہی علم ہو چکا تھا۔

"کہنا کیا چاہتے ہو؟"، وہ جیسے ناسمجھی سے پوچھ رہی تھی۔

"میں وہی کہنا چاہتا ہوں جو آپ سمجھنا نہیں چاہتیں۔"، اس نے بھی اسے سپاٹ سے لہجے میں جواب دے کر اسے کچھ پل کے لیے واقعی لاجواب کر دیا تھا۔ مرحہ پھر کچھ قریب آئی تھی۔

"دیکھو مصطفی، جانے والوں کے ساتھ ختم نہیں ہوا جاتا۔۔۔زندگی تو چلتی رہتی ہے۔۔۔یادوں کے سہارے زندگی نہیں گزاری جاتی۔"، وہ اسے بڑے ہونے کے ناطے سمجھا رہی تھی۔ مگر وہ سمجھنا کہاں چاہتا تھا؟

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ہاں میں جانتا ہوں۔۔۔ مگر میں اب خود کو کسی بھی چیز کے لیے تیار نہیں کر سکتا۔ میری "
چھوڑیں۔۔۔ اپنی سنائیں۔ آپ کا واپس جانے کا کیا ارادہ ہے؟"،اس نے آخر میں مسکرا کر پوچھا
تو مرحہ تلخی سے مسکرائی تھی۔ وہ جیسے اپنی قسمت پر ہنسی تھی۔

خلع لے رہی ہوں میں میرسے۔"،اس نے کہا تو اس سارے وقت میں پہلی بار مصطفی کے "
! چہرے پر اس سپاٹ سے تاثر کے علاوہ کوئی تاثر ابھرا تھا۔ پریشانی کا تاثر

کیا کہہ رہی ہیں آپ؟"،وہ واقعتاً پریشان ہوا تھا۔ "

جو تم سن رہے ہو۔"،مرحہ نے اسی کے الفاظ اسی کو لوٹائے تو وہ خفت سے سر جھٹک کر اسے "
دیکھے گیا۔

www.novelsclubb.com

"دادا کو پتا ہے؟ "

اونہوں۔"،اس نے سر نفی میں ہلایا تھا۔ "

"کسی کو بھی نہیں پتا سوائے تمہارے اور بھابھی کے۔ "

مرحہ کے جواب پر وہ خاموش ہوا تھا۔ پھر سر نفی میں ہلاتا ہوا اسے ترحم سے دیکھنے لگا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

طلاق سے سب ٹھیک ہو جائے گا کیا؟"، مصطفی نے جیسے اسے روکنے کی ایک کوشش کی "
تھی۔

نہیں۔ ٹھیک تو اب کبھی بھی کچھ نہیں ہو گا۔"، مرحہ نے مطمئن سا جواب دیا تھا۔ البتہ دل "
کے حال سے صرف اللہ واقف تھا۔

"تو پھر؟ "

"پھر کیا؟ "

کیوں کر رہی ہیں ایسا؟"، مصطفی نے جیسے کچھ بے بسی سے اس سے پوچھا تھا۔ "

میری ایک شرط ہے، مصطفی۔ اس نے وہ پوری کر دی تو میں اس سے طلاق نہیں لوں "
گی۔"، مرحہ کے لہجے میں مضبوطی تھی اور آنکھوں میں ایک آگ۔

وہ آپ کی شرط کبھی نہیں پوری کریں گے۔ آپ یہ بات جانتی ہیں۔"، اس نے اسے کہا تو "
مرحہ کی آنکھوں میں نمی سے جھلکی تھی۔ ہاں! یہ تو وہ بھی جانتی تھی۔

"پھر میرا فیصلہ بھی نہیں بدلے گا۔"

مصطفی اسے کچھ پل کے لیے دیکھے گیا تھا۔ پھر کچھ قریب ہو کر اس کی جانب جھکا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"آپ جانتی ہیں کہ وہ پاکستان میں ہیں؟ اسلام آباد میں ہی؟"، اس نے پوچھا تو مرحہ کا گویا سانس اٹکا تھا۔ دھڑکنیں سست پڑی تھیں۔ آنکھوں میں بے یقینی ابھری تھی۔ یعنی وہ پاکستان میں ہو کر بھی ایک بار بھی معافی مانگنے نہیں آیا تھا؟ شرط پوری کرنا تو بہت دور کی بات ہے۔

آنکھوں میں یکدم ہی نمی کے پہاڑ دکھنے لگے تھے۔ اس کا دل ایک بار پھر سے ٹوٹا تھا۔ چہرہ جھکا کر اس نے اپنے آنسو اپنے اندر ہی اندر اتارے تھے، پھر کچھ کمپوز ہو کر چہرہ پھر سے اٹھایا تھا۔

"ہمیشہ بات میری طرف پھیر دیتے ہو۔ ابھی تمہاری بات چل رہی تھی نا؟"، اس نے مسکرا کر کہا تھا۔ البتہ آنکھوں کی ویرانی مصطفیٰ صالح سے پوشیدہ نہیں رہی تھی۔

"بوڑھی ہو رہی ہیں نا آپ۔ فکر لگی رہتی ہے مجھے آپ کی۔ آخر کو میری اکلوتی پھوپھی جو ٹھہریں۔"، اس نے مسکرا کر کہا تو مرحہ ہنس دی۔

"بالکل ویسے ہی ہو تم جیسے پچھلی بار تھے۔ کسی کو بھی کسی بھی وقت ہنسا سکتے ہو۔"، اس نے مسکرا کر کہا تو وہ مسکرا دیا۔۔۔ ایک کھوکھلی مسکراہٹ تھی وہ۔ درد بھری۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ہاں۔۔۔ صحیح کہتی ہیں۔ دوسروں کو تو ہنسا دیتا ہوں۔ مگر وقت نے میری ہنسی چھین لی ہے۔ ” میں ویسا نہیں رہا۔ میری باتیں محض ویسی ہیں۔“ اس کے لہجے میں پوشیدہ درد آنکھوں سے عیاں ہو رہا تھا۔ مرحہ کو بے اختیار اس کے لیے بہت دکھ ہوا تھا۔

فجر کو دیکھا ہے تم نے؟“ مرحہ کے اچانک سوال پر وہ رکا تھا، پھر مڑ کر اسے دیکھ کر سر نفی ” میں ہلایا۔

ہمم۔۔۔ اسے دیکھو پہلے۔ پھر سوچنا شادی کے بارے میں۔“ مرحہ کے کہنے پر وہ بے ” اختیار ہنستا چلا گیا تھا۔ اب مرحہ کو کون بتائے کہ جس مصطفی کا ارادہ زمل جہانگیر کو اپنے اتنا قریب دیکھ کر نہیں بدلا، بھلا یہ فجر اور عصر کس کام کی پھر؟

ڈاکٹر عنیزہ کہاں ہیں؟“ مصطفی نے اچانک ہی پوچھا تو مرحہ حیران سی اسے دیکھے گئی۔ اسے “ مصطفی اور عنیزہ کی ایک دوسرے سے واقفیت کا بالکل نہیں معلوم تھا۔ سو اس کا حیران ہونا تو بنتا تھا۔

”عنیزہ بھابھی؟“ وہ کچھ حیرانی سے بولی تھی۔ “وہ تو ہسپتال میں ہیں۔ ان کی ڈیوٹی تھی۔ ”

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

مصطفی نے سمجھ کر سر ہلایا تھا۔ پھر اچانک ہی اس نے اس کھلی بتی والے کمرے کی جانب اشارہ کیا تھا۔

"کون جاگا ہوا ہے اس وقت؟ "

زمل ہے۔ روز فجر پڑھنے کے بعد بھی جاگی رہتی ہے۔"،اس نے ذرا مسکرا کر بتایا تو مصطفی" کے دل کی دھڑکن بے ساختہ ہی سست پڑی تھیں۔ گلے میں گلٹی ڈوب کر ابھری تھی۔ زمل جہانگیر کا محض ذکر ہی اس کے دل کی دنیا میں تہلکہ مچانے کے لیے کافی ہوتا تھا۔

اب اس کھڑکی سے نظریں ہٹانے کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔ یہ احساس ہی کہ زمل اس کمرے میں موجود ہے، کافی تھا اس کی توجہ ہر شے سے اچاٹ کرنے کے لیے۔ نظریں وہیں جمی رہ گئی تھیں۔

مگر۔۔۔ مگر میں تو پوری رات سے یہاں بیٹھا اس کمرے کی لائٹس آن دیکھ رہا ہوں۔"، "

اس نے ایک اور سوال سا کیا تھا نا سمجھی سے۔

ہیں؟ پھر تو مجھے نہیں پتا کہ کیوں جاگی ہوئی ہے وہ۔"، مرحہ نے شانے اچکائے تھے۔ مرحہ "

پھر اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"اچھا خیر۔میں کافی بنانے جارہی ہوں۔تم پیو گے؟ "

"کیوں نہیں؟ "

مصطفی کی نظریں اب بھی اسی کھڑکی پہ جمی تھیں جہاں اندر وہ موجود تھی۔

مرحہ نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تھا۔۔آنکھیں سکیڑے۔پھر اچانک ہی اس کے چہرے پر ایک مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔گلا کھنکھار کر وہ ذرا قریب جھک کر اس کے کان میں سرگوشی نما آواز میں بولی تھی۔

وہ ابھی کمرے میں نہیں ہے۔اس وقت چھت پر بیٹھی ہے۔اگر کسی کو جانا ہے تو چلا جائے۔"، وہ شانے اچکا کر مزے سے کہتی وہاں سے چلی گئی تھی۔پیچھے اس نے بے اختیار لب کاٹے تھے۔پھر سر وہاں موڑا جہاں سے مرحہ ابھی ابھی اندر گئی تھی۔اگلے ہی پل اس کے قدموں کا رخ خود بخود چھت کو جاتے راستے کی جانب ہوا تھا۔قدم آگے بڑھے تھے۔اب رکنا اس کے بس کی بات نہیں تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

خاموش سی فضا میں مدھر سی، میٹھی سی تلاوت کی آواز گونجتی، ماحول کے سکوت میں خلل پیدا کر رہی تھی۔ دیواریں، کیاری میں لگے پودے اور در، سب دم سادھے اس لڑکی کو تلاوت کرتے سن رہے تھے جو چھت کے ایک طرف میز پر رحل پر قرآن پاک رکھے، ان گلی سیاہی سے لکھے الفاظ پہ رکھے، خوبصورتی سے قرآن پاک پڑھ رہی تھی۔ لہجہ میں عربی تاثر صاف جھلک رہا تھا۔

سر میز پر رکھے قرآن پاک پہ جھکائے، سرمئی رنگ کے شلوار قمیض کے اوپر نارنجی کنٹراسٹ کا دوپٹہ نماز کے سے انداز میں باندھے، وہ ویسی ہی لگ رہی تھی جیسی ہمیشہ مصطفیٰ صالح کو لگا کرتی تھی۔۔۔ خوبصورت! بے حد خوبصورت

کیا زمل جہانگیر سے زیادہ خوبصورت بھی مصطفیٰ صالح کو کبھی کوئی لگا تھا؟

وہ دروازے میں ایستادہ، چوکھٹ پہ ہاتھ جمائے، چپ چاپ دم سادھے اسے سن رہا تھا اور دیکھ بھی رہا تھا۔ زمل اس سے کافی فاصلے پہ تھی۔ اس کا رخ بھی قدرے اگلی جانب تھا کہ وہ اس کی موجودگی کا احساس بھی نہیں کر سکی تھی۔ مصطفیٰ بے ہنگم ہوتی دھڑکنوں کے ساتھ کھڑا اسے دیکھتا رہا۔ سنہری آنکھوں میں ڈھیروں محبت اور عقیدت لیے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اگلے ہی پل وہ مڑا تھا اور دبے پاؤں، قدم اتارتا نیچے چلا گیا تھا۔ اسے صرف زمل کو دیکھنا تھا۔ سو دیکھ لیا!

۔

کچن کاؤنٹر سے ٹیک لگائے مرحہ نے چند گہرے گہرے سانس لے کر خود کو سنبھالنا چاہا تھا مگر آنسو لڑیوں کی صورت گالوں پہ سے لڑھکنے لگے تھے۔ منہ پہ ہاتھ رکھے آواز روکنی چاہی تھی مگر ہچکیاں بندھنے لگی تھیں۔ روتے روتے چہرہ مکمل طور پر بھیگ گیا تھا مگر رونے میں کوئی کمی نہیں آئی تھی۔ صد شکر کہ سب سوئے ہوئے تھے اور کوئی تھا نہیں۔

بے اختیار نل پہ جھک کر اس نے نل کھول کر پانی کی دھار سے پانی ہاتھ میں لے کر چہرے پر چھپکے مارے تھے۔ ایک۔۔۔ پھر دوسرا۔۔۔ پھر تیسرا۔ آنکھیں سرخ متورم ہو رہی تھیں۔ گیلا چہرہ مسلسل مزید آنسوؤں سے بھیگے جا رہا تھا۔ آنسو تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔ تکلیف حد سے سوا ہونے لگی تھی۔ دل درد سے پھٹنے کو تھا۔

گلا رو رو کر دکھنے لگا تھا۔ آنسو پونچھنے کی ناکام کوشش کر کے اس نے کاؤنٹر پر رکھا اپنا فون اٹھایا تھا۔ کل رات اسے اپنی نند، رابعہ شاہ، کی جانب سے ایک میسج موصول ہوا تھا جسے اس نے دیکھنا

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تک گوارانہ کیا تھا۔اب بے اختیار ہاتھ اس چیٹ کو کھوج رہے تھے۔چیٹ پہ کلک کیا تو ایک تصویر لوڈ ہونے لگی۔وہ لب کاٹے، بے چینی سے لوڈ ہوتی تصویر کو دیکھنے لگی۔

تصویر لوڈ ہوئی تو اسے بے اختیار کاؤنٹر کا سہارا لینا پڑا۔تصویر میں رابعہ شاہ کے ساتھ ایک مناسب نقوش کی حامل پچیس چھبیس سال تک کی لڑکی بیٹھی تھی۔سر پہ دوپٹہ اوڑھے، ہلکا سا مسکرا کر نظریں جھکائے ہوئے تھی۔وہ مومل شاہ تھی، میر ولی شاہ کی کزن۔مرحہ اچھی طرح سے جانتی تھی کہ مومل شروع سے ہی میر کو پسند کرتی تھی۔مگر میر نے اس کے بجائے مرحہ سے شادی کرلی تھی۔شادی کے کچھ عرصے بعد ہی میر کا مومل سے افیئر چلنے لگا تھا۔مرحہ نے تب بھی برداشت ہی کیا تھا۔پھر آہستہ آہستہ میر کا رویہ بد تر سے بد ترین ہوتا چلا گیا تھا۔

تب بھی اس نے برداشت کیا تھا۔پھر تحقیر، ذلت آمیز جملے، گالیاں، سب سننے کو ملتی تھیں۔کبھی چھوٹی چھوٹی باتوں پر تھپڑ۔آخر کار وہ اسے آٹھ مہینے پہلے چھوڑ کر پاکستان سکندر کے پاس چلی آئی تھی۔ابھی چار مہینے پہلے ہی اچانک ایک دن میر کا معافی نامہ میسج کی صورت میر کے ہی نمبر سے اسے موصول ہوا تھا۔وہ اس سے معافی مانگ رہا تھا۔وہ واقعی شرمندہ تھا۔مرحہ صاف محسوس کر سکتی تھی۔

مگر پھر مرحہ نے اپنی وہ شرط رکھ دی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اور اب اس کی شرط سے تنگ آکر میر نے بھی آگے بڑھنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔وہ کب تک اس بے تکی سی ضد کے پیچھے اپنی زندگی لٹکائے رکھتا۔ہاں! یہ ضد سب کو بے تکی ہی تو لگتی تھی۔

مرحہ کے آنسو مزید تیزی سے ابلنے لگے تھے۔تصویر کے ساتھ ہی رابعہ کی جانب سے ایک میسج بھی موصول ہوا تھا۔

"میرے بھائی کی منگنی کی تصویر دیکھو۔پیاری لگ رہی ہے نا اس کی دلہن؟"،ساتھ ہی ایک طنزیہ سا مسکراتا چہرہ بھی تھا۔وہ اس پہ ہنس رہی تھی۔مرحہ کو تو کم از کم ایسا ہی لگا تھا۔وہ بے ساختہ زمین پر ڈھے سی گئی تھی۔سانس لینے میں دشواری ہونے لگی تھی۔

میر ولی شاہ پہ اب اس کا کوئی حق نہ رہا تھا۔وہ اب کسی اور کا ہونے والا تھا۔اس کی زندگی میں مرحہ ایک سیاہ باب بننے والی تھی۔وہ باب جو ختم ہو چکا تھا۔

مرحہ نے کانپتے ہاتھوں کا سہارا لیا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ہاں یہی تو حقیقت ہوتی ہے زندگی کی۔ کوئی ہمیں اٹھانے نہیں آتا۔ہمیں خود اٹھنا پڑتا ہے۔خود ہمت کرنی پڑتی ہے۔خود کو خود ہی مضبوط کرنا ہوتا ہے۔خود کو خود ہی قوت بخشنی ہوتی ہے۔

وہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔مگر!

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

!مگر شاید دوبارہ گرنے کے لیے

باہر بجلی زور کی کڑکی تھی۔ایک پل کو اندھیر پڑے قصر شاہ کے درو دیوار اور راہداریاں روشن ہوئی تھیں اور پھر اگلے ہی پل پھر سے اندھیر۔

۔

وہ سر کے گرد بندھا نارنجی دوپٹہ کھول کر اب دوپٹہ سر پر ڈالے قرآن جزدان میں رکھ کر سینے سے رحل اور قرآن لگائے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔دل ہلکا پھلکا سا محسوس ہو رہا تھا۔چہرے پر طمانیت بھری مسکان تھی۔

اور پھر قرآن تو وہ ہوتا ہے کہ جس کو پڑھ کر تمام بوجھ دل سے ہٹ جاتے ہیں۔عجب ممتاز سی خوبی ہوتی ہے یہ قرآن کی۔اور کچھ اس کے مقابلہ کا اس دنیا میں نہیں ہوتا۔

اس کے قدموں کا رخ اب نیچے کو جاتی سیڑھیوں کی جانب تھا۔ابھی وہ بیچ راستے میں ہی تھی کہ آسمان پر سیاہ و سرمئی بادل ایک دوسرے سے زور سے ٹکرائے تھے۔ایک زوردار بجلی کڑکی تھی۔ایک پل کو سب روشنی میں نہا گیا تھا۔بے ساختہ سینے سے لگائے قرآن پر اس کی گرفت

WWW.NOVELSCLUBB.COM
FB/INSTA:NOVELSCLUBB

مضبوط ہوئی تھی۔یوں جیسے وہ ہی اس کا واحد آسرہ، واحد محافظ ہو۔یوں محسوس ہوا تھا گویا کسی نے دل پکڑ کر زوروں سے بھینچ ڈالا ہو۔

روحانیت قرآن سے ہوتی دل میں سرایت کرتی محسوس ہو رہی تھی۔یوں جیسے قرآن اسے تقویت بخش رہا ہو۔

اس زوردار آواز کے فوراً بعد ہی بارش کی موٹی موٹی بوندیں زمین پر گرنے لگی تھیں۔بارش کا پانی قطاروں کی سی صورت نیچے گرتا چلا جارہا تھا۔چھم چھم کی تیز آواز سماعت سے ٹکرانے لگی تھی۔اس نے عجلت میں قدم نیچے کی جانب بڑھائے تھے۔ابھی وہ چھجے میں آئی ہی تھی کہ سیڑھیوں سے کسی کے اوپر تیزی سے دوڑے آنے کی آواز آئی تھی۔وہ بے اختیار رک گئی تھی۔یوں جیسے وہ جانتی تھی کہ کون ہوگا۔کون آئے گا اس کے لیے!

اور پھر وہ عجلت میں اوپر کی جانب آتا ہوا یکدم ہی اسے دیکھ کر رک گیا تھا۔آنکھوں میں پنہاں فکر زمل کی آنکھوں سے مخفی نہ رہ سکی تھی۔سیاہ اور سنہری آنکھیں ایک دوسرے سے ملی تھیں، مگر پھر اگلے ہی پل سنہری آنکھیں جھک گئی تھیں۔وہ بکھرے بالوں اور رف سے سوئیٹر ٹراؤزر میں ملبوس سید مصطفی صالح اسے دیکھ کر ان دیکھا کر گیا تھا۔دل کے کسی گوشے میں تکلیف ہوئی تھی

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

مگر وہ بظاہر اس تکلیف کو سرے سے نظرانداز کیے نیچے اتری تھی۔ وہ سر اور نظریں جھکائے وہیں کھڑا تھا۔ سیڑھیوں سے اتر کر چوکی پر پہنچ کر زمل نے قرآن ہنوز یونہی تھامے اسے دیکھا تھا۔

السلام علیکم مصطفی۔" ، زمل نے اسے نرمی سے دیکھتے ہوئے سلام کیا تو اس نے جھکا ہوا سر اٹھایا تھا۔ آنکھوں میں کچھ پل پہلے تک نظر آتی فکر اب کہیں نہیں تھی۔ وہ پریشانی اب عنقا تھی۔ اب صرف ایک سپاٹ سا تاثر ان آنکھوں میں دکھتا تھا۔

خود پر بٹھائے تمام کڑے پہرے، دل کے گرد کھڑی تمام اونچی سیسے کی دیواریں اب پگھلنے لگی تھیں۔ وہ خود کو کمزور نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ خود کو مضبوط کرنا چاہتا تھا۔ مگر خود سے کیے تمام عہد، تمام قسمیں اس لڑکی کے سامنے ڈھیر ہوتی محسوس ہو رہی تھیں۔ ہاں! یہ سب زمل جہانگیر ہی کر سکتی تھی۔ مصطفی کا ذہن اور ارادے بدلنے کی صلاحیت صرف زمل جہانگیر ہی رکھتی تھی۔

وع۔۔۔ وعلیکم السلام۔" ، اور یہ آخری گرہ بھی کھل گئی تھی۔ سپاٹ سی بے تاثر آنکھوں" میں نمی کا تاثر واپس آ گیا تھا۔ سارے عہد بے وقعت ہو کر رہ گئے تھے۔ زندگی سے منہ موڑ کر صرف بدلہ لینے کا ارادہ بھی کچھ کچھ تبدیل ہونے لگا تھا۔ بنجر سے دل میں محبت کی خواہش پھر سے سر اٹھا رہی تھی۔ وہ جو سمجھے بیٹھا تھا کہ اس کا دل مر گیا ہے، وہ غلط ثابت ہو رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"تم ٹھیک ہو؟"، زمل کو دیکھتے ہوئے اس نے پوچھا تو وہ ایک پل کے لیے ٹھہر سی گئی۔ وہ تو اسے "آپ" کہا کرتا تھا۔ ہنہہ۔۔۔ مگر بہت کچھ بدل گیا تھا تو وہ بھی بدل ہی گیا ہو گا۔

وہ اسے تم صرف تب تب کہا کرتا تھا جب اس سے غصہ ہو یا ناراض ہو۔ مگر کیا وہ اب بھی اس سے غصہ تھا؟ یا پھر ناراض تھا؟

"ہاں!"، زمل نے دھیرے سے جواب دیا تھا۔ اسے یوں تین سال بعد آمنے سامنے ہو کر مخاطب کرنا کتنا عجیب اور مشکل لگ رہا تھا۔۔۔ اسے اب بھی اپنی آخری کال یاد تھی جو اس نے مصطفی کو کی تھی۔۔۔ اس کی شادی کی مبارکباد دینے کے لیے۔۔۔ اور تب جو اس نے ایک مضبوط آواز سنی تھی، اور اب جو کمزور آواز وہ سن رہی تھی، ان میں کتنا فرق تھا، صرف وہی جانتی تھی۔۔۔ کیونکہ اس نے تو مصطفی کو دیکھے بغیر اسے چاہا تھا۔ وہ اس کی آواز سے اس کے موڈ، اس کے دل تک کا حال جان جایا کرتی تھی۔ تو اب کیسے یہ فرق محسوس نہ کرتی؟

سنہری آنکھوں نے ایک بار پھر اسے دیکھا تھا۔ سیاہ آنکھیں اس کی آنکھوں پہ ٹکی تھیں۔ اسے یوں سیدھا آئی کانٹیکٹ کرتے دیکھنا کتنا خوش آئند تھا، یہ کوئی مصطفی صالح سے پوچھے۔ اس پل کے لیے اس نے کتنی دعائیں کی تھیں، یہ تو کوئی بھی نہ پوچھے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM
FB/INSTA:NOVELSCLUBB

آئمیان اور سویرا کے ساتھ مردہ محسوس ہوتا دل اب کچھ کچھ جینے کی خواہش کرتا محسوس ہو رہا تھا۔دل عجیب کیفیت سے دوچار ہو رہا تھا۔

مصطفیٰ!"،زمل نے دھیرے سے، ہلکی سی آواز میں پکارا تھا۔ "

ہاں؟"،اس نے بھی اسی نرمی سے جواباً کہا تھا۔ "

جو بھی ہوا، مجھے اس سب کے لیے بہت افسوس ہے۔"،زمل نے دھیرے سے افسردہ انداز میں کہا تو وہ تلخی اور تکلیف سے مسکرایا۔دل میں ایک بار پھر ٹیس سی اٹھی تھی۔ "

"افسوس کیسا؟"

زمل نے حیرت اور ناسمجھی سے اسے دیکھا تھا۔

"کیا مطلب؟ "

مطلب صاف ہے، زمل جہانگیر۔افسوس کا فیز اب نکل گیا ہے۔ماتم اب نہیں ہونا ہے۔ اب بدلہ کا فیز شروع ہو چکا ہے۔اینڈ آئی مین اٹ۔"، مصطفیٰ نے مسکرا کر کہا تھا۔ "

بدلہ؟ کیسا بدلہ؟"،اس نے ناسمجھی سے پوچھا تھا۔ "

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

وقت آئے گا تو سمجھ جاؤ گی۔"، وہ کہہ کر مسکرایا تھا۔" ویسے سمجھ تو جانا چاہیئے۔ بڑا آسان "مطلب تھا اس بات کا۔

زمل نے اسے دیکھ کر نا سمجھی سے ابرو اٹھائی تھی۔ جواباً اس نے محض سر نفی میں ہلانے پر اکتفا کیا تھا۔

"اچھا جعفر کہاں ہے؟ کل اس سے صحیح سے ملاقات نہیں ہو پائی تھی۔ "

"وہ سو رہا ہے ابھی۔ بہت تھکاوٹ ہو گئی تھی نا۔"

اوہ اچھا! ٹھیک ہے! بعد میں مل لوں گی۔"، کہہ کر اس نے قدم نیچے کی جانب بڑھائے" تھے۔ وہ بھی ساتھ ہی ہم قدم ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

۔

بادل اب بھی رم جھم بارش برسانے میں مصروف تھے۔ ہر تھوڑی دیر میں گرجتے بھی اور بجلی چمکتی بھی۔ تیز ٹھنڈی ہواؤں نے بھی چل کر موسم کو مزید سرد کر رکھا تھا۔ ایسے میں

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

قصر شاہ کے پارکنگ لاٹ میں سفید رنگ کی گاڑی آ کر رکی تھی۔ڈرائیونگ سیٹ سنبھالے عنیزہ گاڑی لاک کر کے چھاتے کو سر پہ تانے باہر نکلی تھیں۔

سی گرین اور سفید کے کنٹراسٹ کے شلوار قمیض کے ساتھ سفید دوپٹہ پہنے، بال ہمیشہ کی طرح نچلے جوڑے میں باندھے، وہ تھکے تھکے انداز میں اندر کی جانب بڑھی تھیں۔ابھی اندرونی دروازہ ہی پار کیا تھا کہ ایک مخصوص شناسا سی آواز سماعت سے ٹکرائی تو قدم گویا تھم گئے۔

ڈاکٹر صاحبہ۔"، وہ بلا رہا تھا۔انہوں نے بے اختیار مڑ کر دائیں جانب دیکھا تھا جہاں زینے" کے آخری سرے پر وہ کھڑا تھا۔

وہی صبح والے لباس میں ملبوس، بال ہمیشہ کی طرح ماتھے پر بکھیرے، وہ انہیں دیکھ رہا تھا۔عنیزہ کے لیے اپنی آنکھوں پہ یقین کرنا بہت زیادہ ناممکن سا ہو گیا تھا۔مصطفیٰ ان کے گھر میں کیا کر رہا تھا؟

وہ چلتا ہوا ان تک آیا تھا۔اور پھر ان کے بالکل سامنے آ کھڑا ہوا تھا۔وہ منہ کھولے بے یقینی اور حیرت سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

"مصطفیٰ؟ "

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"جی بالکل۔۔۔ مصطفی بھائی صالح تایا کے بیٹے ہیں۔"، جاہد پتا نہیں کہاں سے آکر بولا تھا۔

عنیزہ نے اسے گردن موڑ کر دیکھا تھا۔ مندی مندی آنکھیں لیے، نائٹ سوٹ پہنے، بکھرے بھورے بال لیے وہ خمار آلود سی آواز میں کہہ رہا تھا۔ گویا ابھی ہی نیند سے اٹھ کر آیا تھا۔

عنیزہ نے اسے پھر سے حیرت سے دیکھا تھا۔ یقین کرنا مشکل نہیں۔۔۔ بہت زیادہ مشکل تھا۔۔۔ یا شاید ناممکن ہی تھا۔

۔منظر ایک کیفے کا تھا۔ ایک جانب ایک میز پر مرحہ سکندر شاہ بیٹھی تھی۔ سامنے ہی اس کی سہیلی، مینہ، بیٹھی تھی۔ دونوں کافی پینے کے ساتھ ساتھ گفتگو کرنے میں بھی مصروف نظر آتی تھیں۔ لانگ بھورے رنگ کے سوئیٹر کے ساتھ سیاہ پینٹ پہنے، گلے میں سیاہ اسٹول لپیٹے، بال کھلے چھوڑ رکھے تھے۔ چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ بھی تھی۔ میز کے بالکل پاس، برابر میں ہی گلاس وال تھی جس پر بارش کے قطرے پڑ کر لڑھک کر نیچے کو گرتے نظر آرہے تھے۔ باہر شام کا اندھیرا بڑھتا چلا جارہا تھا۔ رات ہونے لگی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

مرحہ نے کافی کا ایک گھونٹ بھر کر مینہ کی کسی بات پر تائیدی انداز میں سر ہلایا تھا۔ جبھی اس کی نظر کیفے کے داخلی دروازے سے اندر داخل ہوتے دو لوگوں پر پڑی تھی اور پھر جیسے ٹھہر گئی تھی۔

سیاہ ڈنر سوٹ میں ملبوس، بالوں کو سلیقے سے جمائے، ایک ہاتھ پینٹ کی جیب میں ڈالے، وہ ہمیشہ والے مغرورانہ انداز میں چلتا ہوا اندر داخل ہوا تھا۔ ہاں! وہ میر ولی شاہ ہی تھا۔ مرحہ سکندر شاہ کے دل کی دھڑکنیں بے اختیار سست پڑی تھیں۔ سانس رکنے لگی تھی۔ میر کے ساتھ ہی مومل بھی اندر داخل ہو کر اس کے پیچھے ہی چلتی ہوئی آ کر مرحہ کے برابر والی میز پر میر کے مقابل آ بیٹھی تھی۔ نفیس سے شلوار قمیض اور دوپٹہ میں ملبوس، وہ سیاہ بال کھولے، اچھی ہی لگ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

ان دونوں کو اپنے برابر میں بیٹھتے دیکھ مرحہ نے بے ساختہ ہی رخ پوری طرح سے ان کی جانب سے موڑ دیا تھا۔ پتا نہیں کیوں، وہ نہیں چاہتی تھی کہ میر اسے یہاں دیکھ لے۔ اس کا سامنا کرنے سے وہ کترا رہی تھی۔ وہ دونوں اب آرڈر لکھوا کر ایک دوسرے سے ہلکی پھلکی باتیں کر رہے تھے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

میر، ویسے ایسا بھی کیا ہو گیا کہ تم نے اتنی تیز بارش میں ہنگامی صورتحال میں مجھے یہاں بلوا لیا؟ ایسی بھی کیا بے صبری تھی تمہیں؟"، مومل کا رس گھولتا ضرورت سے زیادہ، برداشت سے باہر میٹھا لہجہ، اس کے کانوں پہ ہتھوڑے کی مانند برس رہا تھا۔ زیادہ تکلیف اس کے الفاظ سن کے ہوئی تھی۔

"مجھے تم سے ایک بہت ضروری بات کرنا تھی۔"، میر کی متوازن سی گہری آواز سماعت سے ٹکرائی تو مرحہ کی دل کی دھڑکنیں تیز ہوئی تھیں۔ بے اختیار اس نے میز کا کونہ تھاما تھا۔ برداشت سے باہر ہوتا جا رہا تھا۔

"ہاں ہاں بولو۔"، ایک بار پھر وہ زہریلا لہجہ۔۔۔ اف!

"مرحہ کے بارے میں بات کرنا تھی۔"، مرحہ نے بے اختیار آنکھیں بند کی تھیں۔ وہ یہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھی۔ مینہ کچھ بول رہی تھی۔۔۔ ہنس رہی تھی۔۔۔ مسکرا رہی تھی۔ مگر مرحہ تو جیسے اس کے ساتھ نہیں، میر ولی شاہ اور مومل شاہ کے ساتھ یہاں موجود تھی۔

"مرحہ کو ہمارے بیچ سے نکال دو، میر۔ اب ہماری شادی ہے اگلے ہفتے۔ تم پلیز میرا موڈ برباد نہ کرو۔"، مومل نے اسی نازک سے لہجے میں کہا تو میر ہنسا تھا۔ تلخی سے۔۔ بے بسی سے۔ پھر سر نفی میں ہلایا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"یہی تو کہنا ہے مجھے تم سے۔ "

بس اب بہت تھا۔ مرحہ اچانک ہی کھڑی ہوئی تھی۔ مینہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔ مرحہ کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر مینہ بھی فوراً ہی کھڑی ہوئی تھی۔

کیا ہوا مرحہ ؟"، اس نے پریشانی سے اس کے سفید پڑتے چہرے کو دیکھ کر اس کو شانے سے " ہلاتے ہوئے پوچھا تو میر، جو کچھ کہنے ہی والا تھا، کانوں میں یہ نام پڑتے ہی یکدم رکا تھا۔ پھر جھٹکے سے سر موڑ کر اپنے برابر میں کھڑی، اس کی جانب پشت کیے کھڑی لڑکی کو دیکھا تو پہچاننے میں ایک سیکنڈ بھی نہ لگا۔ وہ فوراً ہی کھڑا ہوا تھا۔

مینہ، آئی ایم ناٹ فیلنگ ویل۔ آئی ہیو ٹو گو۔"، مرحہ گردن پہ ہاتھ پھیرتی جو نہی مڑی، تو" سامنے میر کو اپنی جانب متوجہ پا کر وہ جیسے پانی پانی ہو گئی تھی۔ میر آنکھوں میں عجیب نمی لیے اسے دیکھ رہا تھا۔

مرحہ"، اس نے دھیرے سے پکارا تھا۔ اتنے دھیرے سے کہ خود اس کے کانوں تک بھی" بمشکل ہی آواز پہنچی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"اللہ حافظ مینہ۔"، میر کو دیکھتے ہوئے، بھاری ہوتی دھڑکنوں کے ساتھ اس نے مینہ سے نہیں، پتا نہیں کس سے کہا اور مڑ کر لمبے لمبے ڈگ بھرتی وہاں سے چلی گئی۔

"لیو ہر، میر۔"، میر کا شانہ تھام کر مومل نے زہر خند لہجے میں اس سے کہا تھا۔ میر نے ایک جھٹکے سے اس کا ہاتھ پیچھے کیا تھا اور پھر وہ مرحہ کے پیچھے بھاگ کھڑا ہوا تھا۔

"میر۔۔۔ تم ایسا نہیں کر سکتے۔ میر۔"، سب ہاتھ سے پھسلتا دیکھ مومل مچل کر چیختی ہوئی اس کے پیچھے بھاگی تھی۔

کیفے کے باہر پارکنگ لاٹ میں پہنچ کر مرحہ نے کپکپاتے ہاتھوں سے گاڑی کا لاک کھولا تھا۔ چھاتہ پتا نہیں کہاں تھا؟ بارش کے پانی سے مسکارا بہہ رہا تھا۔ مگر اسے پرواہ ہی کہاں تھی؟ بال گیلے ہو کر منہ سے چپک رہے تھے۔ گاڑی کا لاک کھولتے ہی وہ جھٹ سے اندر بیٹھی تھی۔ اسے یہاں سے جانا تھا۔۔۔ جلد سے جلد۔

ابھی وہ دروازہ بند کر ہی رہی تھی کہ دروازے پہ کسی نے ہاتھ رکھ کر دروازہ بند کرنے سے روکا تھا۔ مرحہ نے آنکھیں میچی تھیں۔ وہ نہیں جا پائی تھی۔ اسے رکنا پڑا تھا۔ میر دروازے پر ہاتھ رکھے، پھولے تنفس کے ساتھ اسے دیکھتا، بہت اذیت میں لگتا تھا۔ وہ شاندار مغرور سی پرسنیلیٹی پتا نہیں کہاں تھی۔ اس کے سامنے تو ایک سائل تھا جو معافی کی بھیک مانگنے آیا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

FB/INSTA:NOVELSCLUBB

مرحہ نے لرزتی ہوئی پلکیں دھیرے سے اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔

مت جاؤ پلیز۔"، وہ منت کر رہا تھا۔اور مرحہ کو رکنا ہی پڑا تھا۔ "

"کیوں روک رہے ہو مجھے؟ "

اس کو اپنی آواز کسی گہری کھائی سے آتی معلوم ہو رہی تھی۔آنکھیں متورم ہو رہی تھیں۔سرخ انگارہ بھی۔

"تمہارے پاؤں پڑنے ہیں۔ "

اور مرحہ سکندر شاہ اس بات کو سن کر ایک ہی جھٹکے سے دروازہ کھول کر باہر نکل آئی تھی۔

بارش دونوں کو پھر سے بھگونے لگی تھی۔مگر وہ دونوں ہر شے سے بے نیاز، صرف ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

کیا؟ کیا کہا تم نے؟"، وہ چیخی تھی، حلق کے بل۔جتنا زور سے چیخ سکتی تھی،اتنا زور سے۔ "

میں تمہارے پیر پکڑ کر تم سے معافی طلب کروں گا۔تمہاری شرط پوری ہو جائے گی۔تم مجھے معاف کر دو گی نا پھر تو؟"، وہ پتا نہیں کتنی زیادہ اذیت سے بول رہا تھا۔آنسو بھی بہہ رہے تھے مگر اس بارش میں بارش کا پانی کہاں تھا اور آنسو کہاں، کچھ پتا نہ چلتا تھا۔ "

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تم۔۔۔"، مرحہ نے اس کے سینے پہ دستک دی تھی۔ آنکھوں میں بے یقینی تھی۔ "تم مجھ سے میرے پیر پڑ کر معافی مانگو گے؟ میر ولی شاہ مجھ سے معافی مانگے گا؟"

میر نے اسے دیکھ کر متورم آنکھوں کے ساتھ اثبات میں سر ہلایا تو وہ بے بسی و بے کسی سے نیچے بیٹھتی چلی گئی۔ وہ بھی ساتھ ہی اس کے سامنے بیٹھا تھا۔

"مرحہ، میرا یقین کرو۔ میں تم سے زیادہ اپنی انا کو عزیز نہیں رکھتا ہوں۔"، وہ نم لہجے میں کہتا اسے دیکھ رہا تھا۔

"پہلے تو رکھتے تھے۔۔۔ اپنی جوتی کو بھی مجھ سے زیادہ عزیز رکھتے تھے تم۔"، وہ روتے روتے بولی تو میر کا دل چاہا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔ کیوں اسے پہلے قدر نہ ہو سکی مرحہ کی؟ کیوں چیزوں کی قدر ان کے جانے کے بعد ہی ہوتی ہے؟ کم از کم انسانوں کے ساتھ تو یہ سلوک بجا نہیں ہے۔ تو کیوں وہ اسے انسان نہیں، ایک بے جان شے سمجھتا رہا تھا؟

"مرحہ، میں تمہاری شرط مان رہا ہوں۔"

"مجھ پہ احسان کر رہے ہو؟"، وہ حلق کے بل دھاڑی تھی۔ میر کی آنکھوں میں کرچیاں ابھری تھیں۔ ٹوٹے کانچ کی کرچیاں۔۔۔ ٹوٹے دل کی کرچیاں!

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"نہیں۔۔۔خود پر احسان کر رہا ہوں۔"،اس نے دھیرے سے شکست خوردہ لہجہ میں کہا تھا۔

مرحہ کو لگا کہ اس کے سننے میں کوئی غلطی ہوئی ہے۔

ابھی وہ کچھ کہہ ہی رہی تھی کہ میر نے ہاتھ اٹھا کر اسے روکتے ہوئے سر نفی میں ہلایا تھا۔

"میں تمہیں اپنی زندگی میں واپس لا کر خود پر،اپنے دل پر احسان کر رہا ہوں۔تم تو ویسے بھی میرے احسان کی منتظر نہیں ہو۔مگر میں تمہاری نظرثانی کا منتظر ہوں،مرحہ۔میں مرنا نہیں چاہتا،مرحہ۔تم مجھے مت چھوڑو۔۔۔پلیز۔"

وہ ٹوٹے بکھرے سے لہجے میں بولتا مرحہ کو مزید رلا گیا تھا۔اتنے دن سے اندر پلتا دکھ اب جیسے آنسوؤں کی صورت باہر آ رہا تھا۔

"میں تمہارے پیر پڑنے کو بھی تیار ہوں۔بلکہ پاکستان آنے کی وجہ ہی یہ تھی۔"،اس نے روتے کے باعث گہری بھاری سی ہوتی آواز میں کہا تو وہ رک کر اسے متورم آنکھوں سے دیکھنے لگی۔جیسے کوئی جھوٹ پکڑنا چاہ رہی ہو۔مگر جھوٹ ہوتا تو پکڑا جاتا نا!

"اور تم تو اگلے ہفتے شادی کر رہے ہو۔منگنی بھی کر لی ہے تم نے تو۔"،ایک اور شکوہ۔۔۔ایک اور شکایت!

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

میر نے جھکا ہوا سر ہی نفی میں ہلایا تھا۔

"ایسا کچھ نہیں ہونے والا، مرحہ۔ میں یہاں مومل سے یہی کہنے آیا تھا کہ میں اس سے شادی نہیں کروں گا۔ اور یہ کہ میں تمہارے ساتھ ہی رہوں گا۔"، وہ کہتا ہوا مومل کو آگ لگا گیا تھا، جو گاڑی سے کچھ ہی فاصلے پہ کھڑی ان دونوں کی گفتگو سن رہی تھی۔

"تم۔۔۔ تم۔۔۔"، مرحہ کچھ کہنا چاہتی تھی مگر الفاظ ہی نہیں بن پڑ رہے تھے۔ بالآخر اس نے تھک ہار کر منہ ہاتھوں میں چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا تھا۔ وہ بلند آواز میں روتی ہوئی کپکپا بھی رہی تھی۔

جبھی یکدم اسے اپنے پیر پر کسی کا ہاتھ محسوس ہوا تو بجلی کی سی تیزی سے پاؤں پیچھے کیا۔ میر اس کے پیروں کو ہاتھ لگانے آگے آرہا تھا۔

"پاگل ہو گیا؟"، وہ حلق کے بل ایک بار پھر زور سے دھاڑی تھی۔ میر رک سا گیا تھا۔

"زیادہ ہیرو بننے کا شوق ہو رہا ہے؟"، غراہٹ۔

"میں۔۔۔ میں تو۔۔۔"

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"کیا ثابت کرنا چاہ رہے ہو، ہاں؟ کہ بہت محبت کرتے ہو تم مجھ سے؟ یا یہ کہ میں بہت مطلبی، بہت ظالم ہوں جو شوہر کو پیر پڑنے پر مجبور کر دیتی ہوں۔ بولو۔ ثابت کیا کرنا چاہتے ہو تم، میر؟" وہ چیختے ہوئے کہتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ وہ وہیں بیٹھا رہ گیا تھا۔ سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگا۔

"میں تمہاری شرط پوری کر رہا ہوں، مرحہ۔" وہ جیسے دبی دبی آواز میں چلایا تھا۔

"نہیں کرنی کوئی شرط پوری۔ میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔ سنا تم نے، میر؟ مرحہ سکندر شاہ نے تمہیں خود پہ ڈھائے ہر ظلم، ہر زیادتی کے لیے معاف کر دیا ہے۔" وہ روتے روتے کہتی اسے ساکت کر گئی تھی۔

"میں اپنے شوہر کی عزت کرتی ہوں۔ مگر شوہر پر بھی بیوی کو عزت اور مان دینا فرض ہے، سمجھے؟ بیوی کو پیر کی جوتی بنانا مردانگی نہیں، حیوانیت ہے۔"

وہ روتے روتے کہہ رہی تھی۔ میر بمشکل کھڑا ہوا تھا۔

"ہاں میں حیوان ہی تو تھا۔" وہ جیسے سر جھکائے بے بسی سے مان رہا تھا۔

"ہاں تم حیوان ہی تھے۔" وہ بھی مرحہ تھی پھر۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

میر متورم آنکھوں اور جھکے سر کے ساتھ ہنس دیا تھا۔ مرحہ اب گہرے گہرے سانس لے کر خود کو کمپوز کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ پھر قدرے بہتر ہو کر میر کو دیکھا جو آنکھوں میں مسکراہٹ لیے اسے دیکھ رہا تھا۔

چلو گی میرے ساتھ ؟"، وہ بہت امید اور آس لیے اس سے پوچھ رہا تھا۔ "

اب بھی بولنے کی ضرورت ہے کیا؟"، مرحہ نے ناک بھوں چڑھا کر جواب دیا تو وہ پھر سے ہنس دیا۔ "

ویسے تم سدھرے کیسے ؟"، اب وہ گاڑی میں بیٹھتے ہوئے اس سے سوال کر رہی تھی۔ وہ مسکرایا تھا۔ "

سر پہ گہری چوٹ آئی تھی۔"، وہ بھی مسکراہٹ دبائے بولا تو مرحہ نے ایک بار پھر منہ بنایا۔ وہ یہ بات میر سے اگلوا نہیں سکتی تھی، یہ تو طے تھا۔ "

۔

باب 6: تحریک کشمیر

دو ہفتے بعد۔۔۔

نک سک سی تیار وہ قصر شاہ کے اونچے، گول زینے سے اترتی نیچے آ رہی تھی۔ سادہ سفید رنگ کے شلوار قمیض کے اوپر سیاہ وکیلوں والا مخصوص کوٹ پہنے، بھورے بالوں کو نیٹ جوڑے میں مقید کیے، وہ سیاہ ہیلز کو فرش پہ رکھتی، ٹک ٹک کرتی اترتی ہوئی اب کے باہر کی جانب بڑھ رہی تھی۔

باہر بارش ہو رہی تھی۔۔۔ زور و شور سے۔۔۔ وہ بھی کوئی پاگل نہ تھی کہ اس موسم میں باہر جانے کا سوچ رہی تھی۔ مسئلہ سارا یہ تھا کہ آج اس کے ایک اہم کیس کی سماعت تھی۔ ساکت کھڑی دیواریں اور فرنیچر اسے جاتا ہوا دیکھ رہے تھے۔۔۔ جس کی ایک الگ ہی شان تھی۔

ایک الگ ہی رعب تھا۔

www.novelsclubb.com

گھڑی کی سوئیاں نو بجا رہی تھیں۔ باہر سرمئی بادلوں نے اسلام آباد کے آسمان کو ڈھک رکھا تھا۔ بارش تڑاتڑ برس رہی تھی۔ وہ سینے سے سیاہ فائل لگائے آگے بڑھ رہی تھی جب اس کو اپنے پیچھے قدموں کی آہٹ سنائی دی تھی۔ وہ بے اختیار پیچھے مڑی تو اسے سامنے جہانگیر کھڑے نظر آئے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

سفید رنگ کے جمپ سوٹ میں ملبوس، بال سلیقے سے پیچھے جمائے، وہ جاگنگ کے لیے مکمل تیار لگتے تھے۔

اس کا جبڑا بے ساختہ ہی بھینچا تھا۔ مٹھی مضبوطی سے بند ہوئی تھی۔ دانت پہ دانت جمائے، وہ اگلے ہی پل پھر سے مڑ گئی تھی۔ جہانگیر کی سیاہ آنکھوں میں کرچیاں ابھری تھیں۔ دل کو بے ساختہ دکھ نے آگھیرا تھا۔

فجر۔" ، بے اختیار وہ پکار اٹھے تھے۔ مگر وہ نہیں رکی تھی۔ وہ آگے بڑھتی رہی تھی۔ بھوری" آنکھوں میں نمی تیرنے لگی تھی۔ لب بھینچ رکھے تھے۔ آنکھوں کے سامنے بار بار وہ شفیق چہرہ آ رہا تھا جو اس کے باپ کے چہرے جیسا تھا۔ مگر قدم اب بھی نہ رکے تھے۔

"فجر۔۔۔ میری بات سن لو۔"، انہوں نے ایک بار پھر ٹوٹے بکھرے سے لہجے میں پکارا تھا۔ آگے چلتی فجر کی آنکھ سے ایک گرم گرم آنسو ٹپک کر گال سے نیچے لڑھکتا چلا گیا تھا۔

"بیٹے، رک جاؤ، پلیز۔"، اب کی بار جب وہ بولے تو اس کے قدم خود بخود تھم گئے تھے۔ وہ اس آواز کو مزید نظر انداز نہیں کر سکی تھی۔ نظر انداز کر بھی کیسے سکتی تھی؟ وہ آواز تو نہیں، مگر وہ مہربان لہجہ بالکل اس کے مرحوم بابا کے جیسا تھا۔ وہ رکی تو آنسو مزید تیزی سے بہنے لگے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

جہانگیر اس تک چلتے ہوئے آ رہے تھے۔ جانتے تھے کہ وہ ان سے ناراض ہے۔۔۔ غصہ ہے۔ مگر لوگ مانتے بھی تو تب ہیں نا جب ان کو منایا جاتا ہے۔

میرے بیٹے۔"، وہ اسے دیکھ کر بولتے ہوئے اس کو شانے سے پکڑ کر اس کا رخ اپنی جانب موڑ چکے تھے۔ تیزی سے بہتے آنسوؤں نے رفتار پکڑ لی تھی۔ حلق دکھنے لگا تھا۔

اور کتنے دن میرے اور اپنے باپ کے چہرے کو نظر انداز کرو گی؟"، وہ شفقت سے بولے تو آنسوؤں میں مزید روانی آ گئی۔ وہ انہیں دھندلی نظروں کے پار دیکھتی بہت خفا خفا سی لگتی تھی۔

انہوں نے نرمی سے آگے بڑھتے ہوئے اسے اپنے شانے سے لگا لیا تھا۔ اور بس۔۔۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔ آوازوں سے۔۔۔ سسکیوں سے۔۔۔ ہچکیوں سے۔

جہانگیر اس کی پشت نرمی سے تھپتھپاتے جا رہے تھے اور وہ مزید بلند آواز میں روتی جا رہی تھی۔ فجر حفیظ شاہ اپنے باپ کے انتقال پہ نہیں روئی تھی۔ آنسو اندر ہی اندر اتارتی، وہ سات سال سے خاموش تھی۔۔۔ آج سات سال بعد وہ اپنے "باپ" کے شانے سے لگی رو رہی تھی۔۔۔ بہت زیادہ۔ باپ کی یاد ستانے لگی تو آنسو مزید تیزی سے گرنے لگے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

آپ نے ہماری پرواہ نہیں کی، بابا۔"، وہ شکوہ کر رہی تھی۔۔۔انہیں اپنا سمجھ کر۔ "

ایسا نہیں ہے بیٹے۔۔۔ تم تو یہاں رہتی ہو۔"، انہوں نے نرمی سے کہتے ہوئے دل کے مقام "
پہ ہاتھ رکھا تھا۔

مگر آپ ہمیں چھوڑ گئے تھے۔۔۔ ہمیں سب چھوڑ جاتے ہیں۔۔۔ ماما بھی۔۔۔ بابا "
بھی۔۔۔ آپ بھی۔"، وہ روتی جا رہی تھی اور وہ اس کی پشت تھپکتے اسے چپ کروا رہے تھے۔

میں نے نہیں چھوڑا تھا۔"، وہ دکھ اور اذیت سے بولے تھے۔ بھائی کی موت کا افسوس تک "
نہیں کر سکے تھے۔ یہ دکھ بھی آج تک ساتھ تھا۔۔۔ اور ہمیشہ ساتھ رہنا تھا۔

آپ اپنا وعدہ نبھا رہے تھے۔۔۔ ایسے میں ان دو معصوم، روتی بلکتی لڑکیوں پر کسی کا دھیان "
نہیں جاتا تھا۔"، سارے شکوے کر رہی تھی وہ۔

ہمیں پھر کبھی نہ چھوڑنا، بابا۔۔۔ کبھی نہ چھوڑنا، پلیز۔"، وہ روتے روتے کہہ رہی تھی۔ سر "
ساتھ ہی نفی میں ہلاتی جا رہی تھی۔ جہانگیر نے ایک نم سانس خارج کی تھی۔

کبھی نہیں۔۔۔ کبھی نہیں چھوڑوں گا۔"، وہ بولے تو جیسے وہ روتے روتے نم آنکھوں سے "
ہلکا سا مسکرائی۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

سات سال سے چلتی ناراضگی اس چھاؤں دار صبح میں کہیں کھو گئی تھی۔دل پہ موجود گرد یہ بارش دھو گئی تھی۔

شاہ گروپ آف انڈسٹریز کے بالائی فلور پہ بنے آفس میں اس وقت اے سی چلا ہوا تھا۔اے سی نے اس ٹھنڈ میں بھی کمرہ کافی حد تک ٹھنڈا کر رکھا تھا۔سنہری سی روشنیوں نے کمرے کو سنہرا روشن سا کر رکھا تھا۔

سفید چمکدار ماربلز سے مزین فرش پہ سیلنگ پہ لگی بتیوں کا عکس جھلک رہا تھا۔بھورے اور سفید کے امتزاج کے فرنیچر نے کمرہ سجا رکھا تھا۔کمرے کے وسط میں پاور چیئر پہ سنجیدہ سے جہانگیر سکندر بیٹھے تھے۔کھٹ کھٹ ٹائپ کرتی ان کی انگلیاں بڑی مہارت سے لیپ ٹاپ پر چل رہی تھیں۔میز کے ایک کونے میں سلور رنگ کی نیم پلیٹ رکھی تھی جس پر جلی حروف میں

"CEO- JAHANGIR SIKANDER"

لکھا تھا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

بتیس سال پہلے قصر شاہ کی حدود پار کرتے ہوئے جہانگیر نے اپنی تمام تر پراپرٹی پر گو اپ کر دیا تھا۔ وہ وہاں سے خالی ہاتھ گئے تھے۔ مگر سکندر شاہ نے ہمیشہ ان کے حصے کی پراپرٹی کو محفوظ رکھا تھا۔ وہ بذات خود ان کی پراپرٹی کا خیال رکھا کرتے تھے۔ اور اب جب وہ بالآخر واپس آ گئے تھے، تو ان کو ان کی ساری پراپرٹی سکندر نے لوٹا دی تھی۔

سکندر شاہ کی تین کمپنیز اور اندرون سندھ میں بہت سی زمینیں تھیں۔۔۔ کئی گھر بھی۔ انہوں نے اپنی زندگی میں ہی پراپرٹی بچوں میں تقسیم کر دی تھی، جس میں سے تینوں کمپنیز تینوں بیٹوں کو گئی تھیں جبکہ زمینوں کا ایک اچھا خاصہ بڑا حصہ مرحہ سکندر شاہ کے نام کیا گیا تھا۔ جہاں تک بات صالح سکندر شاہ کی تھی، تو انہوں نے مصطفیٰ کے حوالے صالح کی پراپرٹی کے حصہ کے سارے پیسے کر دیئے تھے۔

www.novelsclubb.com

شاہ گروپ آف انڈسٹریز کی کینیڈا والی برانچ صدیق شاہ سنبھال رہے تھے۔ وہ اپنی فیملی کے ساتھ وہیں رہائش پزیر تھے۔

کمرے میں گہری خاموشی کا راج تھا۔ محض اے سی کی مدھم سی آواز خاموشی کے تاروں کو ہلا رہی تھی۔ ایسے میں جہانگیر کی میز پہ رکھا انٹر کام بج اٹھا تو ہنوز توجہ لیپ ٹاپ پہ جمائے، انہوں نے انٹر کام اٹھا کر کان سے لگا یا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"ہیلو؟"

"سر، مسٹر مصطفیٰ صالح آپ سے ملنے آئے ہیں۔"، اگلی جانب سے ان کی سیکریٹری نے بتایا تو وہ دھیرے سے مسکرائے۔

"بھیج دیں انہیں۔"، کہہ کر وہ پھر سے لیپ ٹاپ پہ آخری کا کام کرنے لگے۔

کچھ ہی دیر بعد دروازہ ہلکے سے کھٹکھٹایا گیا۔

"کم ان۔"

اگلے ہی پل دروازہ کھلا تھا اور دروازے سے مصطفیٰ صالح اندر داخل ہوتا نظر آیا تھا۔ سرمئی رنگ کی موٹی سی پوری آستینوں والی شرٹ کے ساتھ سیاہ پینٹ پہنے، بالوں کو سلیقے سے پیچھے کو جمائے، وہ اچھا لگ رہا تھا۔ جہانگیر نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا اور نرمی سے مسکرائے۔

"آؤ مصطفیٰ۔"، انہوں نے نرمی سے کہتے ہوئے لیپ ٹاپ کی اسکرین بند کی اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر چلتے ہوئے میز کے سامنے ہی رکھے بھورے صوفے کی جانب آئے تو مصطفیٰ بھی ان کے ساتھ ہی آ بیٹھا۔ وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھے اب ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

"السلام علیکم۔"، مصطفیٰ نے کہا تو انہوں نے سلام کا جواب دے کر اسے نرمی سے دیکھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"وعلیکم السلام۔۔۔کیسے ہو تم؟ "

"ٹھیک ہوں، الحمداللہ۔ "

"زخم کیسا ہے تمہارا؟ "

ان کی سیاہ آنکھوں میں ڈھیروں نرمی تھی۔وہ آنکھیں بالکل زمل جہانگیر کی آنکھوں کی جیسی تھیں۔۔بے اختیار ہی مصطفی نے آنکھیں چرائی تھیں۔

"بہتر ہے کافی۔ "

اور کیا لوگے تم؟"، وہ پوچھتے ہوئے انٹر کام کی جانب آئے اور انٹر کام اٹھا کر کان سے لگایا۔ "

روبی۔۔۔دو کپ کافی بھجوادیں۔۔۔کافی کے ساتھ کچھ لوگے ؟"، انٹر کام پہ کہتے ہوئے " انہوں نے اچانک ہی اسے مخاطب کیا تو وہ مسکرا کر سر نفی میں ہلانے لگا۔کافی کا کہہ کر وہ پھر سے اس کے سامنے آ بیٹھے تھے۔

"ہاں تو کہو۔ "

وہ اب پوری طرح اس کی جانب متوجہ تھے۔

وہ۔۔۔جہانگیر انکل۔۔۔"، ابھی وہ آگے کہہ رہی رہا تھا کہ وہ ہنس پڑے۔ "

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"انکل؟ یہ انکل کیا ہوتا ہے؟ بابا کہو مجھے۔۔۔جیسے باقی سب کہتے ہیں۔"، انہوں نے نرمی سے کہا تھا۔

"بابا؟"، وہ ہلکے سے مسکرایا تھا۔"آپ کے اپنے بچے بھی آپ کو بابا کہتے ہیں یا نہیں؟"

اس کی بات سن کر ان کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔پھر سر نفی میں ہلاتے وہ گویا ہوئے تھے۔

"نہیں بھئی۔۔۔ان کا تو جو دل چاہتا ہے مجھے وہ بلاتے ہیں۔جب کچھ چاہئے ہوتا ہے تو" ابا" بلاتے ہیں۔جب غصے میں ہوں تو" بابا" کہتے ہیں۔نارمل مجھے" ابو" کہتے ہیں۔۔۔اور جب دل چاہتا ہے،" جہانگیر صاحب" کہتے ہیں۔"، وہ ہنستے ہوئے بولے تو مصطفی بھی دھیرے سے ہنس دیا۔

اسے ہنستے دیکھ کر وہ مسکرا کر اس کی جانب متوجہ ہوئے تھے۔

"ہنستے رہا کرو۔۔۔اچھے لگتے ہو ہنستے ہوئے۔"، مصطفی سر اثبات میں ہلاتا مسکرا دیا تھا۔

"ہاں، کیا ضروری بات کرنی تھی تمہیں مجھ سے؟"

مصطفی ان کی بات پہ کچھ قریب ہوا تھا، پھر دونوں کہنیاں گھٹنوں پہ ٹکائے، ہاتھ باہم ملائے سنجیدہ ہوا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"بابا، مجھے آپ کی مدد چاہیئے۔ "

"کیسی مدد؟ "

مصطفیٰ کچھ پل خاموش رہ کر الفاظ تلاشنے لگا تھا۔اپنے خیالات کو لفظوں کی شکل دینے کے لیے۔

وہ دراصل۔۔۔میں یہاں آتو گیا ہوں۔۔۔مگر واپس جانے کے لیے۔۔۔مجھے ایک خاص " مقصد حاصل کرنا ہے۔۔۔اور اس کے لیے مجھے آپ کی مدد درکار ہے۔"، وہ اپنے ازلی متوازن، گہرے لہجے میں کہہ رہا تھا۔

کیسا مقصد؟"، انہوں نے نا سمجھی سے اسے دیکھا تھا۔"

میرا مقصد کشمیر کو بھارتیوں کے ہاتھوں سے نکالنے کا ہے۔میں نے اور جعفر نے مل کر " بہت سے لوگوں کو بھی اس مقصد کے لیے جمع کیا ہے۔۔۔دو ہزار کے قریب لوگ تیار ہیں۔۔۔انشاءاللہ، اگر اللہ نے چاہا تو مزید لوگ ہمارے ساتھ ہوں گے۔"، وہ متوازن لہجے میں دھیرے دھیرے، رک رک کر کہتا ان کی سیاہ شاکڈ آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔"ہم اور بھی لوگ جمع کر رہے ہیں۔۔۔یہ صرف میں نہیں کر رہا۔۔۔یہ تمام کشمیری کر رہے ہیں۔۔۔میں تو جہاد کا حصہ بن رہا ہوں۔۔۔پہلا قدم میں نے اٹھایا تھا۔۔۔قدم سے قدم ملانے والے ہزاروں آ

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

گئے ہیں۔۔۔ہم تین مہینے سے اس جہاد کی تیاری کر رہے ہیں۔۔۔ابھی بہت وقت لگے گا۔۔۔ مگر انشاءاللہ۔۔۔ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ ہم سب کامیاب ہوں گے۔۔۔"، وہ ابھی مزید کہہ ہی رہا تھا کہ جہانگیر نے یکدم ہی ہاتھ اٹھا کر اسے خاموش رہنے کا عندیہ دیا تھا۔وہ خود کو کافی حد تک کمپوز کر چکے تھے۔اب کے جب وہ بولے تو لہجے میں کچھ پل پہلے والی نرمی نہیں تھی۔۔۔وہاں صرف سنجیدگی تھی۔۔۔ سختی تھی۔۔۔پہاڑوں کی سی سختی !

تم جانتے بھی ہو کہ تم کیا کہہ رہے ہو؟"، ان کو اپنی آواز کسی گہری کھائی سے آتی معلوم ہو "رہی تھی۔" بابا نے مجھے بتایا تھا کہ تمہارے ساتھ کیا کیا ہوا۔۔۔مجھے ہر ایک چیز کے لیے بہت افسوس ہے۔۔۔میرا دل تمہارے لیے اور اس معصوم بچے کے لیے دکھتا ہے۔۔۔تم لوگوں نے اپنا خاندان کھو دیا۔۔۔میں مانتا ہوں۔۔۔مگر تمہیں لگتا ہے کہ یہ واحد حل ہے؟ تمہیں واقعی لگتا ہے کہ تم کچھ کر سکتے ہو؟"، وہ بولتے ہوئے اسے چپ کرا گئے تھے۔ان کے الفاظ کڑوے تھے مگر سچے تھے۔وہ اسے حقیقت کا آئینہ دکھا رہے تھے۔حقیقت میں رہ کر حقیقت ہی دکھا رہے تھے۔

تمہیں لگتا ہے کہ تمہاری یہ ہزاروں کی فوج ان لاکھوں کے سامنے کچھ کر سکتی ہے؟ یہ جنگ" ہے بچے۔۔۔بچوں کا کھیل نہیں ہے۔بھارت ایک پاور فل ملک ہے۔۔۔لاکھوں نیوکلیر ویپنز

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ہیں ان کے پاس۔۔۔ایک بم میں ہی سب ختم کر دیں گے وہ۔۔۔" وہ کہہ رہے تھے۔ مصطفی کے چہرے پر کسی قسم کی کوئی برہمی، کوئی ناگواری نہیں ابھری تھی۔ وہ بہت فوکسڈ ہو کر ان کی بات سن رہا تھا۔ "میرے بچے، یہاں رہو۔۔۔اپنی پڑھائی مکمل کرو۔۔۔اچھی جاب کرو۔۔۔یا اپنے بابا کے حصے کے پیسوں سے کوئی بزنس اسٹارٹ کرو۔۔۔اچھی خاصی انویسٹمنٹ ہے تمہارے پاس۔۔۔شادی کرو۔۔۔خوش و خرم زندگی خود بھی جیو اور اپنے کزن کو بھی دو۔۔۔یہ سوچ اپنے ذہن سے نکال دو کہ تم کچھ کر سکتے ہو۔"

ان کی بات ختم ہوئی تو اس نے ایک گہرا سانس لیا اور دھیرے سے مسکرایا۔ کمرے کی گہری خاموشی مین خلل پڑا تھا۔ ہر شے دم سادھے اس کے بولنے کی منتظر تھی۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں، بابا۔" اب کے وہ بولا تو لہجہ ویسا ہی متوازن اور سنجیدہ تھا۔ "آپ واقعی ٹھیک کہہ رہے ہیں۔۔۔آپ کی کہی ہوئی ہر ایک بات کی میری نظر میں بہت اہمیت ہے۔۔۔مگر اب کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔میں نے اپنے رب سے وعدہ کر لیا ہے کہ میں اب جو بھی سانسیں لوں گا، وہ میرے وطن کے لیے ہوں گی۔۔۔کشمیر کے لیے ہوں گی۔ میرے سینے میں موجود دل کی ہر دھڑکن کشمیر کے لیے ہو گی۔ میری روح، میرا جسم، میری جان، میرا دل۔۔۔سب اس جہاد کی تکمیل کے لیے ہوں گے۔ میں اب اپنا تو رہا ہی نہیں ہوں۔۔۔اب

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

میں کشمیر کا ہو چکا ہوں۔"، وہ کہتا جا رہا تھا اور جہانگیر سن پڑتے دماغ کے ساتھ اسے سنتے جا رہے تھے۔ "میں کشمیر میں پیدا ہو کر ساری زندگی وہیں رہا ہوں، بابا۔۔۔ میں نے اپنی آنکھوں سے ہر جگہ لاشے بکھرے ہوئے دیکھے ہیں۔ میں نے اپنے ہاتھوں سے اپنے دل عزیز لوگوں کے لاشے تھام کر سینے سے لگائے ہیں۔۔۔ میں نے اپنی ان آنکھوں سے ماؤں کو اپنے جوان بیٹوں کے جنازے اٹھاتے دیکھا ہے۔۔۔ زندہ لوگوں کو جلتے دیکھا ہے۔۔۔ لڑکیوں کو اپنی عزت بچاتے، چیختے روتے دیکھا ہے۔۔۔ کیا میں اب بھی چپ رہوں؟ کیا میں پھر سے خاموش ہو جاؤں؟ کیا میں بھی سب کی طرح منہ موڑ لوں؟ معذرت کے ساتھ، مگر میں اب یہ نہیں کر سکتا۔۔۔ میں بچوں کو بھوک سے روتے سسکتے نہیں دیکھ سکتا۔۔۔ میں مردوں کو روتے، بکھرتے، بے بس نہیں دیکھ سکتا۔۔۔ میں اپنی بہنوں کی عصمت کو کھوتا نہیں دیکھ سکتا۔"

جہانگیر چپ چاپ بیٹھے رہ گئے تھے۔ کہنے کو کچھ تھا ہی نہیں ان کے پاس۔

"آپ نے اٹھارہ سال کی عمر میں اپنا گھر چھوڑا تھا، اپنے ماں باپ چھوڑے تھے۔۔۔ اپنی عیش و عشرت والی زندگی چھوڑی تھی۔۔۔ اپنے ملک کے لیے۔۔۔ آج میں سب چھوڑ رہا ہوں۔۔۔ اپنی زندگی، اپنا دل، اپنی چاہ، اپنا خاندان۔۔۔ اپنے وطن کے لیے۔۔۔ اپنے کشمیر کے لیے۔ شام، فلسطین، برما، بھارت میں ہر روز لاکھوں لوگ ہمیں بددعائیں دیتے ہوں

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

گے۔۔۔میں ان کے لیے تو کچھ نہیں کر سکا۔۔۔جن کے لیے کر سکتا ہوں، کم از کم ان کے لیے تو کر لوں۔۔۔قیامت کے روز اپنے اعمال کے نام پہ کچھ تو ہو میرے پاس اللہ کے سامنے پیش کرنے کے لیے۔میں یہ تو کہہ سکوں کہ یا اللہ، میں نے تیرے بندوں کا درد محسوس کیا تھا۔ انہیں اکیلا نہیں چھوڑا تھا۔"، کہتے کہتے اس کا سانس پھول گیا تھا۔آنکھوں میں آنسو آٹھہرے تھے۔

پھر وہ گہرا نم سانس خارج کر کے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"آپ کے پاس میں مدد کے لیے آیا تھا۔آپ فوج میں رہ چکے ہیں۔آپ کو ان جنگی امور کا زیادہ علم تھا۔مگر چلیں کوئی بات نہیں، اللہ سب بہتر کرے گا۔"، وہ کہہ کر جانے لگا تھا کہ یکدم بھاری ہوتی سانس کے ساتھ جہانگیر نے اس کا ہاتھ تھام لیا تھا۔اس نے چہرہ موڑ کر ان کی نم آنکھوں میں دیکھا تھا۔

"بیٹھو واپس۔"، انہوں نے سنجیدہ اور سخت لہجے میں کہا تو وہ انہیں دیکھتا ہوا، سر جھکائے پھر سے بیٹھ گیا۔

"ٹھیک ہے مصطفی۔۔۔ٹھیک ہے۔۔۔اب میں کچھ نہیں کہوں گا۔۔۔میں جانتا ہوں کہ کسی کو ڈی موٹیویٹ کرنا اچھی بات نہیں ہوتی۔۔۔میں تمہاری ہر ممکن مدد کروں گا۔۔۔عابر

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

سے بھی کہنا۔وہ بھی تمہاری مدد ضرور کرے گا۔تمہارے ساتھ جانا بھی چاہے گا۔۔۔"،وہ

"چپ ہوئے تھے۔آنکھوں کی چمک بڑھی تھی۔"جہاد میں۔

کیا وہ واقعی آئے گا؟"،مصطفی حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔"

ہاں بالکل۔۔۔وہ تین سال آرمی میں رہ چکا ہے۔۔۔اور آرمی چھوڑی ہی اس لیے تھی کہ "

اسے اسلام کی راہ میں،مسلمانوں اور وطن کے لیے کچھ کرنا تھا۔۔۔اور آرمی میں یہ ناممکن سا

"لاگتا تھا۔س سے بہتر موقع اسے کہاں ملے گا؟

آپ کا بہت شکریہ۔"،وہ کہتے ہوئے ان کے گلے سے آلگا تھا۔جہانگیر بھی اس کی پشت "

تھپتھپاتے ہوئے مسکرا دیئے تھے۔پھر خود سے دور کرتے ہوئے مسکرا کر اسے دیکھا تھا۔

کیا پتا میں بھی آجاؤں تمہارے ساتھ!!!"،انہوں نے شانے بے نیازی سے اچکائے "

تھے۔چہرے پہ خوبصورت مسکراہٹ سجی تھی۔"اللہ جانے۔"،وہ پھر سے مسکرائے تھے۔

-

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اگلا دن کافی پر رونق سا اترا تھا۔۔۔رونق مصطفی کی زندگی میں بھر گئی تھی اور عابر جہانگیر کی زندگی میں بھی۔اس نے مصطفی کے ساتھ جہاد میں شرکت کے لیے ہامی بھر لی تھی۔اب وہ بہت طریقوں سے اسے ہر امر پر، ہر زاویے سے گائیڈ کر رہا تھا۔اسے جنگ کی تکنیک آتی تھی۔

آسمان پر سرمئی بادل چھائے تھے۔ٹھنڈ کافی حد تک بڑھی ہوئی تھی۔تیز سرد ہواؤں نے چل کر موسم کو مزید سرد کر رکھا تھا۔ایسے میں قصر شاہ کے وسیع لان سے منسلک پارکنگ لاٹ کی جانب فجر جہانگیر جاتی نظر آئی تھی۔سفید شلوار قمیض پر سیاہ کوٹ پہنے، گلے میں سفید دوپٹہ ڈالے، بھورے بال نچلی پونی میں باندھ رکھے تھے۔چہرے پہ طمانیت بھری مسکراہٹ تھی۔

اپنی سرمئی گاڑی تک پہنچ کر اس نے پاس کھڑے ملازم کو مخاطب کیا تھا۔

"قیوم، میرا سامان رکھ دیا گاڑی میں؟"

جی بی بی جی۔"، قیوم نے مسکرا کر بتایا تھا۔وہ بھی آج مسکرائے جا رہا تھا۔مصطفی کے گھر میں" کام کرتے اس کے والد صاحب نے اسے بتایا تھا کہ مصطفی نے اسے بھی جہاد میں شریک ہونے کا کہا ہے۔وہ تو ویسے ہی جانا چاہتا تھا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"میں جاؤں بی بی؟"، اس نے پوچھا تو فجر نے سر ہلا کر اجازت دی۔ وہ مڑ کر کوارٹر کی جانب بڑھ گیا تھا۔ ابھی فجر نے دروازے پہ ہاتھ رکھا ہی تھا کہ پیچھے سے عابر جہانگیر کی تازہ دم سی آواز ابھری تھی۔

"السلام فجر حفیظ شاہ۔"، وہ کہتا ہوا، چل کر اس کے پاس ہی آ گیا تھا۔ وہ بھی مڑ کر اسے دیکھ کر مسکرائی تھی۔ وہ بھورے سوئیٹر کے ساتھ سیاہ ٹراؤزر پہنے، بھورے بال ماتھے پہ بکھیرے مسکرا کر اسے دیکھ رہا تھا۔

"وعلیکم عابر جہانگیر۔"، وہ بھی مسکرائی تھی۔

"میرے ابا سے دوستی ہو گئی تمہاری؟"، وہ شرارتی سے انداز میں پوچھ بیٹھا تو فجر نے ہنس کر سر اثبات میں ہلا دیا۔

"ہاں ہو گئی۔"

"اور کیسی ہو تم؟"

"میں تو بالکل ٹھیک ہوں، الحمداللہ۔"، آخر میں "الحمداللہ" پہ زیادہ زور دے کر فجر نے جواب دیا تو وہ جواباً ہنس دیا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"اور تم کیسے ہو؟ "

میں تو بلکل ٹھیک ہوں، اللہ سائیں کا شکر۔۔۔اور تم سے ویسے تو مجھے پوچھنے کی ضرورت تھی نہیں کہ تم ٹھیک ہو یا نہیں۔۔۔ ظاہر ہے، عابر جہانگیر جس سے بات کر رہا ہو، وہ ٹھیک رہ بھی کیسے سکتا ہے؟"

"ہاں، وہ پاگل جو ہو جاتا ہے۔"، فجر نے ذو معنی انداز میں کہا تو عابر نے سر ہلا کر نہ دی گئی داد قبول کی۔

"خوشی سے، رائٹ؟"، وہ مسکرا رہا تھا۔

"نہیں۔۔۔عابر جہانگیر کی باتیں دماغ گھوما جو دیتی ہیں۔"، وہ مسکرا کر بولی تو عابر اسے نرمی سے مسکرا کر دیکھے گیا۔ پھر ہاتھ پیچھے باندھ کر سر جھکائے، اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا۔

"فجر حفیظ شاہ۔۔۔ جانتی ہو مجھے تمہاری کون سی چیز سخت ناپسند ہے؟"، اس کے لہجے میں سنجیدگی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ آنکھیں بھی سنجیدہ لگتی تھیں۔ فجر نے اسے اذیت

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

آنکھوں میں سمو کر دیکھا تھا۔لبوں پر ایک تلخ مسکراہٹ ابھری تھی۔آخر نکلا ناوہ بھی باقی سب جیسا۔۔۔اس کی کپڑوں پہ تنقید کرنے والا۔۔۔اس نے تلخی سے سر جھٹک کر اسے دیکھا تھا۔

"ہاں۔۔۔مجھے پتا ہے۔"اس کے لہجے سے اب کے کچھ دیر پہلے والی مسکراہٹ اور خوشی عنقا تھی۔وہ کافی حد تک سنجیدہ لگتی تھی۔

"نہیں، فجر۔۔۔تمہیں نہیں پتا۔"عابر نے مسکرا کر اس کی بات کی نفی کی تو وہ سینے پہ بازو لپیٹ کر اسے سنجیدگی سے دیکھے گئی۔

"اچھا، پھر تم ہی بتادو کہ تمہیں میری کون سی چیز سخت ناپسند ہے؟"انداز جتاتا ہوا تھا۔ابرو اٹھا رکھی تھی۔

"تمہاری یہ نوس پن۔"

"نوس پن؟"وہ جتنا حیران ہوتی اتنا کم تھا۔عابر جہانگیر کو فجر شاہ کی نوس پن سے مسئلہ تھا؟

"ہاں بالکل! نوس پن۔"عابر نے سر زور و شور سے اثبات میں ہلایا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

مگر مجھے تو اپنی نوس پن بہت اچھی لگتی ہے۔"اب کے اس کے لہجے میں شرارت تھی۔ "

دل، جو کچھ پل پہلے تک بوجھل سا ہو گیا تھا، اس کا بوجھل پن بھی اب ختم ہو رہا تھا۔۔۔" ویسے

"مسٹر عابر، کیا آپ کو پتا ہے کہ مجھے آپ کے بارے میں کیا نہیں پسند؟

ہاں مجھے پتا ہے۔۔۔ مجھ میں ایسا کچھ ہے ہی نہیں جو تمہیں ناپسند ہو۔"، عابر نے مسکراتے "

ہوئے شانے اکڑا کر کہا تو وہ ہنس کر سر جھٹکنے لگی۔ پھر اسے دیکھ کر سر نفی میں ہلا کر مسکراہٹ

دبائی۔

جی نہیں۔۔۔ دراصل تم میں ایسا کچھ نہیں جو مجھے پسند ہو۔ مجھے تم میں کچھ بھی نہیں "

پسند۔"، فجر نے مسکرا کر اس کی خوشی برباد کرتے ہوئے بولا تو اس نے ناک بھوں چڑھائی۔

مطلب کہ عابر جہانگیر کی بیوٹی کو انڈر ایسٹیمیٹ کیا جا رہا ہے، ہاں؟

جیسے مجھے پرواہ ہے۔"، وہ شانے اچکا کر منہ بنا کر بولا تھا۔ انداز تپا ہوا تھا۔ "لڑکیاں میرے "

پیچھے پاگل ہیں۔"، کیا شان تھی! کیا انداز تھا! کیا کمال بے نیازی تھی!

وہ لڑکیاں جو تمہارے پیچھے پاگل ہیں، وہ واقعی میں پاگل ہی ہوں گی۔"، فجر نے بھی دوبدو "

جواب دیا تو وہ پیچ و تاب کھاتا رہ گیا۔ یہ لڑکی اس کی ٹکر کی ہی تھی!

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"ہونہہ۔۔۔جیلس عورت۔"،وہ منہ بنا کر کاندھے خفگی سے اچکا کر مڑ کر جانے لگا تو اس کے کان میں فجر کی بڑبڑاہٹ صاف سنائی دی تھی۔

"عورتوں والی ساری خصوصیات تو مجھے تم میں دکھتی ہیں۔۔۔استغفراللہ۔۔۔مطلب ایک مرد اپنی اتنی تعریفیں کیسے کر سکتا ہے؟"،وہ کچھ حیرت سے بول رہی تھی۔

"جیلس۔"،وہ بلند آواز میں بولتا،کان بند کرتا وہاں سے تیزی سے واک آؤٹ کر گیا تھا۔

۔کچھ گھنٹے بعد کا ذکر ہے۔اسی موسم میں اگر اسلام آباد انٹرنیشنل ایئرپورٹ کی حدود میں لگے ایک درخت کے نیچے رکھی بینچ پر دیکھا جاتا تو سکندر شاہ کے ساتھ عابر اور جاہد بیٹھے نظر آتے۔ سکندر موبائل کان سے لگائے کسی سے بات کرنے میں مصروف تھے۔

"ہاں،لینڈ ہو گئی فلائٹ؟"،وہ پوچھ رہے تھے۔دوسری جانب سے نجانے کیا بولا گیا کہ وہ مسکرا دیئے۔

"ہاں بس ہم باہر ہی ہیں۔۔۔تم آرہے ہو یا ہم تمہیں لینے آجائیں؟"،اب وہ پوچھ رہے تھے۔ان کے چہرے پہ مسکراہٹ اور خوشی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ہاں ہاں۔۔۔ٹھیک ہے۔پھر تم آجاؤ۔"، کہہ کر انہوں نے فون بند کر کے اپنے دونوں " پوتوں کو دیکھا جو بے زاری سے انہیں دیکھتے جان بوجھ کر جمائیاں اور انگڑائیاں لے رہے تھے۔

ایک بات سمجھ نہیں آتی۔"، جاہد نے سکندر کو دیکھتے ہوئے عابر کو مخاطب کیا تھا۔شریر " نظریں سکندر کے چہرے پر جمی تھیں۔"ہمارے دادا کے اتنے سارے پوتے پوتیاں ہیں۔۔۔اور تو اور، ایک کے بعد ایک سب قصر شاہ میں لینڈ کرتے جا رہے ہیں، کیوں بھائی؟ "

اب کے عابر بھی میدان میں اترا تھا۔

ہاں جاہد، صحیح کہہ رہے ہو۔۔۔میں تو خود کزنز گن گن کر تھک گیا ہوں۔"، اس نے بھی " سکندر کو دیکھتے ہوئے شریر لہجے میں کہا تھا۔سکندر ان دونوں کو گھورے جا رہے تھے۔"ویسے دادا۔۔۔آپ بھی "ان "لوگوں میں شامل ہیں جو زور و شور سے پاکستان کی آبادی بڑھانے کی سر توڑ کوششیں کر رہے ہیں۔کیوں جاہد؟"

اس کے پوچھنے پہ جاہد نے بھی تائیدی انداز میں زور و شور سے سر ہلایا تھا۔

کہہ تو تم دونوں ایسے رہے ہو جیسے تمہارا تو اس سے کوئی رشتہ ہی نہیں ہے۔"، سکندر نے " ان دونوں کو کہتے ہوئے کچھ جل کر کہا تھا۔"تمہاری خالہ کا بھی تو بیٹا ہے وہ۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

سوتیلی خالہ۔"، جاہد نے تصحیح کی تھی۔"

خالہ، خالہ ہوتی ہیں۔ سگی یا سوتیلی کیا ہوتا ہے یہ؟"، سکندر تپ کر بولے تھے۔" ویسے جاہد، یہ بات تو ہے۔ فریحہ خالہ ہیں بہت اچھی۔۔۔ بہت خیال رکھتی ہیں ہمارا۔"، عابر نے اب کے سکندر کی سائیڈ لیتے ہوئے کہا تھا۔

ہاں اچھی تو ہیں مگر۔۔۔"، ابھی جاہد کچھ بولنے ہی لگا تھا کہ سکندر بول پڑے۔ "

چپ نہیں کر سکتے تم دونوں؟"، وہ کہہ کر ادھر ادھر نظریں گھما کر اپنے پوتے کو تلاش کرنے لگے۔ تبھی وہ انہیں بھیڑ میں سے راستہ بناتا اپنی اور آتا، نظر آ ہی گیا۔

سفید رنگ کی شرٹ پر بھورا جیکٹ پہنے، آنکھوں پہ سیاہ گلاسس لگائے، بھوری پینٹ کی جیب میں ایک ہاتھ ڈال کر دوسرے ہاتھ سے اپنا لگیج پکڑے، وہ ان کی طرف آ رہا تھا۔ دودھ جیسی سفید رنگت والے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ ہلکی ہلکی شیو، بھورے چمکتے بال، لگ بھگ پچیس چھبیس سال تک کا وہ لڑکا "ہمایوں صدیق شاہ" تھا۔

سکندر شاہ کا پوتا۔

جہانگیر سکندر کا بھتیجا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اور۔۔۔

زمل جہانگیر کا بچپن کا منگیتر۔

ان تک پہنچ کر لگیج رکھ کر وہ آگے بڑھا اور سکندر کے گلے سے آ لگا۔ سکندر نے مسکراتے ہوئے اس کی پشت تھپتھپائی تھی۔

" My child, you've grown so tall, MashaAllah."

میرے بچے، تم تو بہت لمبے ہو گئے ہو، ماشاءاللہ۔"، سکندر مسکراتے ہوئے اس سے الگ ہوتے ہوئے بولے تو وہ مسکرایا تھا۔

" And you've grown so old, grandpa."

اور آپ بہت بوڑھے ہو گئے ہیں، دادا۔"، وہ ہنستے ہوئے بولا تو سکندر بھی ہنس دیئے۔ پھر سکندر سے ملنے کے بعد وہ عابر کی جانب بڑھ کر اس کے گلے لگا تھا۔

" نائس ٹو میٹ یو، برو۔۔۔ اتنے سال بعد پاکستان میں خوش آمدید۔"، عابر اس سے گلے مل کر بولا تھا۔

" تھینک یو، میرے بھائی۔۔۔ تم کیسے ہو؟"، ہمایوں نے اس سے پوچھا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"الحمداللہ۔۔۔سوپر فائن۔اور مجھے امید ہے کہ تم بھی بالکل فائن ہوگے۔آخر کو عابر جہانگیر کے گلے لگے ہوئے ہو، کوئی چھوٹی بات تھوڑا ہی ہے۔"، عابر نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ ہنس کر سر جھٹک کر پیچھے ہو گیا۔

"تم تو بالکل نہیں بدلے، میرے بھائی۔"، وہ ہنستے ہوئے بولا تھا۔

پھر جاہد سے بھی مل لیا تو وہ سب گاری کی جانب بڑھ گئے تھے۔عابر ڈرائیونگ سیٹ پر جا بیٹھا تھا۔

۔

قصر شاہ میں گہما گہمی سی تھی۔ہمایوں شاہ کی آمد کے باعث ایک عجیب سا مصروف سا ماحول تھا۔سکندر شاہ اور کلثوم سکندر کا پوتا کینیڈا سے تیرہ سال بعد آرہا تھا۔سب ہی بہت خوش تھے۔ مگر ان سب خوش لوگوں میں ایک زمل جہانگیر بھی تھی جو بالکل خوش نہیں تھی۔اپنے کمرے میں بیڈ کے پائینتی کے ساتھ ٹیک لگائے، وہ روئے جارہی تھی۔دل بار بار بھرے جارہا تھا۔سادہ

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

سے نیلے شلوار قمیض پہنے، بالوں کو میسی سے جوڑے میں مقید کیے، وہ وہاں بیٹھی، ٹھوڑی گھٹنوں پہ ٹکائے، روئے جا رہی تھی۔

سیاہ آنکھیں رو رو کر سرخ ہو رہی تھیں۔ جبھی دروازہ کھٹکھٹایا گیا تو تب بھی اس نے آنسو پونچھنے کی زحمت نہ کی۔ بس یونہی اسی پوزیشن میں بیٹھی رہی۔

دروازہ کھول کر عنیزہ اندر داخل ہوئیں تو اسے اس حالت میں دیکھ کر دھک سے رہ گئیں۔ وہ تیز قدم اٹھاتی اس تک آ کر اس کے پاس ہی زمین پہ بیٹھ گئی تھیں۔

"زمل، کیا ہوا؟ کیوں رو رہی ہو؟"، اسے روتا دیکھ کر ان کے ہاتھ پیر پھولنے لگے تھے۔

"نہیں، میں رو تو نہیں رہی۔"، وہ پاگل آنسوؤں سے تر چہرہ لیے، یہ کہہ رہی تھی۔ عنیزہ کو وہ اپنے ہوش سے بیگانہ لگی تھی، جبھی نرمی سے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"زمل، میرے بچے۔۔۔ ادھر دیکھو۔"، انہوں نے نرمی سے پچکارا تو وہ یکدم ہی زور سے رو کر ان کے گلے سے آ لگی۔ عنیزہ کا دل کٹ کر رہ گیا تھا۔

"کیا ہوا ہے، میرے بچے؟ مجھے بتاؤ تو سہی۔"، انہوں نے نم آنکھوں سے اسے دیکھ کر کہا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ک۔۔۔کچھ نہیں۔"اس نے آنسو پونچھنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا تو انہوں نے خفگی سے اسے دیکھا تھا۔

"زمل۔ "

م۔۔۔میں۔۔۔"وہ بتا دینا چاہتی تھی مگر الفاظ گویا حلق کا کانٹا بن کر تکلیف دینے لگے تھے۔

زمل۔"عنیزہ نے نرمی سے اسے مسکرا کر دیکھا تھا۔"تم ایکسائیٹڈ نہیں ہو؟ ہمایوں آرہا ہے۔"وہ اسے بہلانے کو بولی تھیں مگر ان کی اس بات پہ وہ بپھر کر پیچھے ہوئی تھی۔عنیزہ دو بخود رہ گئی تھیں۔

وہی تو اصل مسئلہ ہے،امی۔۔۔کوئی۔۔۔کوئی سمجھتا کیوں نہیں ہے؟"وہ چیخ اٹھی تھی۔ " اذیت سی اذیت تھی۔آنسو ہی آنسو تھے۔

کیا مطلب ہے تمہارا؟"عنیزہ ناسمجھی سے بولی تھیں۔ "

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

”مجھے اس سے شادی نہیں کرنی ہے، امی۔۔۔ میں آپ کو بتا رہی ہوں۔ میں اس سے شادی نہیں کروں گی۔“، وہ بولی تو عنیزہ گویا سکتے میں آ گئیں۔ آنکھوں میں گہرا شاک پنہاں تھا۔ ہمایوں تو یہاں آ ہی اپنی شادی کے لیے رہا تھا۔ اور یہ زمل۔۔۔ یہ شاید پاگل ہو گئی تھی۔

زمل۔۔۔ ایک بار پہلے بھی تم نے مجھ سے یہی بات کہی تھی۔۔۔ کم از کم مجھے کوئی سینسیبل“ وجہ تو دو اس رشتہ سے منع کرنے کی۔“، وہ حیرت اور شاک کے زیر اثر بلند آواز میں بولیں تو وہ چپ سی ہو گئی۔ وجہ بتانے کی ہمت تو نہ تھی اس میں۔

”اتنا اچھا بچہ ہے وہ۔۔۔ لمبا، ہینڈسم، کائنڈ، محبت کرنے والا، خیال رکھنے والا۔۔۔ اور سب سے پہلے تو یہ کہ وہ تمہیں پسند کرتا ہے۔ اور کیا چاہئے تمہیں؟“، وہ شدید حیرت اور بے یقینی میں مبتلا تھیں۔

”آپ۔۔۔ آپ سمجھتی کیوں نہیں ہیں؟“، وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔ عنیزہ کے دل کو کچھ ہوا تھا۔ ”کیا آپ واقعی میری ماں ہیں؟“، اس کا لہجہ بکھرا ہوا تھا۔ وہ خود بھی بکھری ہوئی ہی لگ رہی تھی۔

یہ کیا کہہ رہی ہو، زمل؟“، وہ جیسے ٹوٹے دل سے بولی تھیں۔“

www.novelsclubb.com

"صحیح تو کہہ رہی ہوں۔۔۔امی، مائیں تو اپنے بچوں کے دلوں کے حال سے بھی واقف ہوتی ہیں۔آپ کیسے نہیں سمجھ پا رہی ہیں مجھے؟"، وہ انہیں سرخ متورم آنکھوں کے ساتھ دیکھتے ہوئے بول رہی تھی۔

"دلوں کے حال صرف اللہ جانتا ہے، زمل۔۔۔کوئی انسان نہیں۔۔۔تم مجھے بتاؤ کہ تمہیں کیا چیز پریشان کر رہی ہے۔۔۔تم جو کہو گی وہی ہو گا۔"، وہ اس کا ہاتھ تھامے، گویا اسے یقین دہانی کروا رہی تھیں۔

"ہمایوں بلاشبہ بہت اچھا ہے۔۔۔اسے پرفیکٹ انسان، پرفیکٹ میچ کہا جا سکتا ہے شادی کے لیے۔۔۔وہ کسی کو بھی بہت خوش رکھ سکتا ہے، سوائے زمل جہانگیر کے۔۔۔میں اس کے ساتھ خوش نہیں رہ سکوں گی، امی۔۔۔میں اسے پسند نہیں کرتی۔"، وہ روتے ہوئے بولی تھی۔عنیزہ ساکت سی اسے دیکھ رہی تھیں۔

"پھر کسے پسند کرتی ہو تم؟"، اچانک ہی آنے والی آواز پہ ان دونوں نے بے اختیار دروازے کی سمت دیکھا تھا جہاں سے مرحہ سکندر چلتی ہوئی ان تک ہی آ رہی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

وہ میر کے ساتھ چلی گئی تھی مگر پاکستان میں ابھی وہ زمل اور ہمایوں کی شادی اٹینڈ کرنے کے لیے رکی ہوئی تھی۔ابھی آج وہ ہمایوں سے ملنے آنے والی تھی۔۔۔کیا اس نے ساری باتیں سن لی تھیں؟

" نہیں پھپھو۔۔۔ایسی کوئی بات نہیں ہے۔آپ غلط سمجھ رہی ہیں۔"،زمل نگاہیں چرا کر بولی تو مرحہ ہلکا سا ہنس دی۔

" نہیں زمل۔۔۔نہیں۔ایک میں ہی تو ہوں جو صحیح سمجھ رہی ہوں۔باقی سب تو تم سے اتنی محبت کرنے کے باوجود، تمہیں بہترین طریقے سے جاننے کے دعوے کرنے کے باوجود تمہیں سمجھ نہیں پا رہے ہیں۔میں ہی تو سمجھ رہی ہوں۔"،وہ بولتی ہوئی آکر اس کے ساتھ ہی زمین پہ بیٹھ گئی تھی۔"اچھا بھابھی۔۔۔اب آپ ہم پھپھو بھتیجی کو کچھ دیر اکیلا چھوڑ دیں۔"،اس نے نرمی سے عنیزہ سے کہا تو عنیزہ سر ہلاتی زمل کو ایک نظر دیکھتی، وہاں سے چلی گئیں۔

دروازہ بند ہوا تو کمرے میں گہری خاموشی چھا گئی۔

" میں ویٹ کر رہی ہوں!"،مرحہ نے نرمی سے زمل کو دیکھ کر کہا، جو سر جھکائے لب کاٹ رہی تھی۔زمل نے اس کی بات پہ دھیرے سے سر اٹھایا تھا۔آنکھوں میں حزن اور ملال ٹھہرا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"میں نہیں جانتی کہ میں کیسے بتاؤں۔۔۔"

"تم سب جانتی ہو زمل۔۔۔ابھی نہیں تو کبھی نہیں۔۔۔مجھے ایک ایک بات بتاؤ۔۔۔وجہ بتاؤ کہ تم کیوں میرے اتنے پیارے بھتیجے سے شادی نہیں کرنا چاہتی ہو۔"، وہ بولی تھی۔

"میں آپ کے بھتیجے سے آپ کے دوسرے بھتیجے کی وجہ سے شادی نہیں کرنا چاہتی ہوں۔"، زمل نے کہا تو مرحہ نے مسکراہٹ دبائی۔وہ گویا پہلے سے سب جانتی تھی، مگر زمل سے اقرار کروانا بھی تو ضروری تھا۔

"کون سے والے بھتیجے کی وجہ سے؟"، ابرو اچکا کر آنکھیں مٹکا کر پوچھا تھا اس نے۔

زمل نے بتانے کے لیے لب کھولے مگر یہ کام بہت مشکل تھا۔

'نہیں چھوڑیں۔۔۔"، وہ بولی تھی۔اتنی ہمت اب بھی نہ تھی اس میں۔

"اچھا ٹھیک ہے۔۔۔میں مصطفی سے پوچھوں گی کہ اس کا تمہارے بارے میں کیا خیال ہے۔"، وہ کہتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی اور لمبے لمبے ڈگ بھرتی وہاں سے چلی گئی۔پیچھے زمل ساکت و جامد بت بنی بیٹھی رہ گئی تھی۔تو مرحہ سب جانتی تھی؟ کب سے؟

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

۔

کمرے میں ہیٹر چلا ہوا تھا۔خالی پڑے کمرے میں ایک جانب صوفے پہ مصطفیٰ صالح بیٹھا تھا۔سرمئی سوئیٹر کے ساتھ سیاہ پینٹ پہنے،سیاہ بال ماتھے پہ بکھیرے،وہ سنجیدہ سا فون پر کسی سے محوِ گفتگو نظر آتا تھا۔

"جی عاصم ماموں؟"،وہ پوچھ رہا تھا۔

"مصطفیٰ،ہمیں لوگ اکٹھے کرتے رہنے ہوں گے۔اگر ہامی بھرنے والے ایک ہزار ہوں گے تو ساتھ لڑنے والے سو ہوں گے۔۔۔ہمیں زیادہ سے زیادہ لوگ اکٹھے کرنے ہوں گے تاکہ جنگ کے وقت زیادہ سے زیادہ لوگ ہمارے ساتھ ہوں۔"،عاصم ماموں اس کا بھرپور ساتھ دے رہے تھے۔وہ اپنے طور پہ پتا نہیں کتنے لوگ جمع کر چکے تھے،لوگ بھی ایسے جو ساتھ دینے والے تھے،چھوڑنے والے نہیں۔کیونکہ وہ سب لوگ کشمیر کے ہی تھے۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔۔۔میں بھی کوشش کر رہا ہوں پوری۔ہمیں بس جو بھی کرنا ہے خفیہ طور پر کرنا ہے۔اگر کسی کو بھی اس تحریک کا علم ہو گیا تو سب برباد ہو جائے گا۔"،وہ بولا تو وہ بھی تائید کر کے خاموش سے ہو گئے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اور جعفر کیسا ہے؟" ،اب کے ان کے لہجے میں اداسی گھل گئی تھی۔ "

جیسا پہلے تھا۔" ،اس نے کہا تھا۔ جبھی دروازہ کھٹکھٹایا گیا تو وہ خدا حافظ کہتا سیدھا ہو بیٹھا۔ "

کم ان۔" ،اس نے کہا تو دروازہ دھیرے سے کھلا۔ دروازے میں ایستادہ زمل کو دیکھ کر وہ "

کچھ ٹھہر سا گیا تھا۔ زمل کے یہاں آنے کی توقع تو خیر اسے نہیں تھی۔

"اندر آجاؤں؟ "

ہاں !" ،بھلا زمل جہانگیر کو بھی انکار کر سکتا تھا کیا مصطفی صالح؟"

وہ قدم قدم چلتی اس تک آئی تھی۔ سفید ہم رنگ شلوار قمیض پر نارنجی دوپٹہ لیے، بالوں کو فرانسیسی چوٹی میں باندھے، وہ ہمیشہ کی طرح حسین لگ رہی تھی۔ مصطفی نے بے ساختہ نگاہیں چرائی تھیں۔

مصطفی، دادی کہہ رہی ہیں کہ تم بھی نیچے آجاؤ۔۔۔ ہمایوں آچکے ہیں۔" ،وہ بولی تو مصطفی کو "

محسوس ہوا گویا کسی نے گرم سیسہ اس کے کانوں میں انڈیل دیا ہو۔ "ہمایوں" کا نام ہی اس کے منہ سے سننا بہت تکلیف دہ تھا۔۔۔ بہت زیادہ تکلیف دہ !

وہ نظریں جھکائے ہی بیٹھا رہا تو وہ ایک قدم مزید قریب آئی۔

مصطفی!"، پکارا تو وہ کچھ ہل کر اس کی جانب متوجہ ہوا۔ "

"ہاں؟" "

آجاؤنا نیچے۔ ہمایوں سے مل لو۔"، وہ کہہ کر جانے ہی لگی تھی کہ یکدم کسی خیال کے تحت "
رک کر اسے دیکھا جو سرخ انگارہ آنکھیں لیے اس کو ہی دیکھ رہا تھا۔

بہت خوش ہو گی نا تم تو؟""ہمایوں"جو آیا ہے!"، ہمایوں کے نام پہ خاصا زور دے کر کہتا وہ "
اٹھ کھڑا ہوا۔ حلق میں کانٹے چبھتے تھے وہ نام کہتے ہوئے بھی۔

کیا مطلب؟"، زمل نے کچھ نا سمجھی سے اسے دیکھا تھا۔اور آج جو ہونے والا تھا، ویسا تو "
مصطفی صالح نے کبھی سوچا بھی نہ تھا۔ زمل جہانگیر کے سامنے اپنے احساسات کا اعتراف کرنا
اس قدر آسان ہو گا، یہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ وہ ساکت کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔

ہنہہ۔۔۔"، وہ استہزائیہ مسکرایا تھا۔ زمل کو اس کی یہ حرکت کافی بری لگی مگر چپ رہی۔ "

""بہت ایکسائیٹڈ ہو نا تم؟

میں کیوں ایکسائیٹڈ ہوں گی؟"، وہ جیسے سمجھی نہیں تھی۔ "

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"ہمایوں۔۔۔پرفیکٹ میچ۔۔۔ہینڈسم۔۔۔پڑھا لکھا۔۔۔نرم خو۔۔۔مس زمل جہانگیر کا بچپن کا منگیتر۔۔۔دی ٹیلنٹڈ ہمایوں صدیق شاہ۔" وہ کڑواہٹ سے بولتا زمل کے حلق میں بھی کڑواہٹ گھولنے لگا تھا۔اس کے لہجے میں اتنا طنز،اتنا استہزاء تھا کہ وہ دھک سے رہ گئی۔دل زوروں کا دھڑکا تھا۔

"مصطفی؟" وہ شاک کے زیر اثر بولی تھی۔آنسوؤں کا گولہ حلق میں اٹکنے لگا تھا۔آنکھیں نم ہوگئی تھیں۔۔۔آواز بھی۔

"ہاں۔۔۔زمل۔" وہ ٹوٹے لہجے میں بولا تھا۔سنہری آنکھوں میں نمی چھلکی تھی۔

دل زور سے دھڑک رہا تھا۔چار سال سے دل میں دفن ہوئے راز کوئی کھینچ کھینچ کر نکال رہا تھا۔

"تم ہو ہی ایسی،زمل۔تم لوگوں کو خود کا عادی بنا کر چھوڑ جاتی ہو۔" وہ سر نفی میں ہلاتا افسوس سے کہے جا رہا تھا۔زمل متورم آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔چپ چاپ۔۔۔دم سادھے۔

"جاؤ یہاں سے،زمل۔۔۔پلیز جاؤ یہاں سے۔" آخر میں وہ بے ربط جملے ادا کرتا زور سے چیخ پڑا تھا۔وہ یکدم ہی ڈر کر ہل سی گئی تھی۔ایک آنسو اس کے گال پہ سے لڑھک کر نیچے گرتا چلا گیا تھا۔اسے گرنا ہی تھا۔مصطفی کو دل میں درد اٹھا تھا۔زمل جہانگیر وہ واحد شخص تھی جس کے آنسو

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

مصطفی کو برداشت نہیں تھے۔ مگر آج اس نے کہہ ڈالنے کی ٹھانی تھی۔ یہ اپنے اندر کی اذیت ختم کرنے کا واحد طریقہ معلوم ہوتا تھا۔

زمل نے افسوس سے اسے دیکھتے ہوئے سر نفی میں ہلایا تھا۔ زخمی سا تاثر اس کی آنکھوں اور چہرے پہ نمایاں ہوا تھا۔ وہ ایک قدم آگے بڑھی تھی اور سیاہ آنکھیں ان سنہری آنکھوں میں گاڑھی تھیں۔

"کیوں جاؤں میں، ہاں؟ کیوں جاؤں میں؟"، وہ تیز بلند آواز میں بولی تھی۔ آواز آخر میں کپکپائی تھی۔ ہاتھ بھی۔ "یہ کیا ہے، ہاں؟ یہ کیا چل رہا ہے؟"، وہ چیخی تھی۔ مصطفی حیرت سے اسے سن رہا تھا۔

"کوئی کھیل چل رہا ہے کیا؟ میں کیوں جاؤں؟ کب تک سب کچھ تمہاری مرضی سے ہوتا رہے گا؟ کب تک تمہیں میری زندگی کا اختیار ملا رہے گا؟"، وہ چیخی تھی۔ آواز بیٹھنے لگی تھی۔ دروازہ بند تھا۔ اور یوں بھی سب نیچے تھے، سو کسی کو ان کے چیخنے کی آوازیں نہیں آرہی تھیں۔

"کیوں جو میں چاہتی ہوں، وہ ہمیشہ کسی گنتی میں نہیں آتا؟ کیا میری خواہش، میرے دل، اور میری چاہ کی کوئی حیثیت اور وقعت نہیں ہے؟ کیوں تمہیں چار سال پہلے جانے کی اجازت مل گئی؟ کیوں مجھے تمہیں اس وقت روکنے کا حق نہ دیا گیا؟ کیوں اب بھی مجھے تمہاری وجہ

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

سے۔۔۔تمہاری بات کی وجہ سے جانا ہوگا؟کیوں مجھے یہاں رکنے کا حق نہیں دیا جائے گا؟

جواب دو، مصطفی صالح۔۔۔کیوں؟آخر کیوں؟"،وہ چیخ پڑی تھی۔آنسو تواتر کے ساتھ بہہ رہے تھے۔آواز بیٹھی ہوئی تھی۔حلق درد کر رہا تھا۔"کیا زمل جہانگیر کچھ نہیں ہے؟کیا زمل جہانگیر اس قابل نہیں ہے کہ اس کی بات سنی جائے؟مانی جائے؟"،اس کا دکھ اس کے لہجے،اس کی آنکھوں،اس کے ہر ایک انداز سے جھلک رہا تھا۔

مصطفی صالح منہ کھولے اسے دیکھ رہا تھا۔بے یقینی اور شاک سے۔وہ لاجواب ہو گیا تھا۔اس کے پاس زمل کے کسی سوال کا کوئی جواب نہ تھا۔

"جواب کیوں نہیں دے رہے تم؟"،وہ دکھ اور اذیت میں گھری کہہ رہی تھی اور وہ ساکت کھڑا تھا۔

"جواب دو۔"،وہ مضبوطی سے بولی تھی۔آنسو آنکھوں سے پھسلتے جا رہے تھے۔

"مجھے کچھ نہیں پتا۔"،ایک پھنسی پھنسی سی آواز حلق سے آزاد ہوئی تھی۔انداز شکست خوردہ تھا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"کیوں؟ کیوں نہیں پتا تمہیں کچھ؟ تمہیں پتا ہونا چاہئے تھا۔"، وہ پھر سے دکھ سے سر نفی میں ہلاتی بولی تھی۔ "کیوں زمل کو بولنے کا موقع نہیں دیا جاتا کبھی؟ کیوں اسے یوں ٹریٹ کیا جاتا ہے جیسے اس کی کوئی خواہش، کوئی دل ہی نہیں ہے؟"

"کیا ہے زمل جہانگیر کے دل میں؟"، اب کے وہ خود پر قابو پاتا اسے دیکھ کر مضبوط لہجے میں پوچھ رہا تھا۔ سیاہ آنکھوں میں دیکھتے ہوئے۔ "میں آج تم سے پوچھ رہا ہوں۔ زمل جہانگیر سے اس کی مرضی، اس کی خواہش پوچھ رہا ہوں۔ بتاؤ مجھے۔ کیا ہے تمہارے دل میں؟"

اس کی بات سن کر وہ روتے روتے ہی روہانسی ہو کر اسے دیکھنے لگی۔ پھر آنسو پونچھتے ہوئے اسے دیکھا۔

"تم سمجھتے کیوں نہیں؟"

"تم سمجھاتی کیوں نہیں؟"، وہ بھی اسی کے لہجے میں بولا تو روتے روتے وہ یکدم ہی ہنس پڑی۔ پھر مسکراتی نظروں سے اسے دیکھتی کچھ قریب آئی۔

"تو پھر سنو۔۔۔اور سمجھو۔۔۔اور ذہن نشین بھی کر لو۔ زمل جہانگیر ہمایوں کے ساتھ نہیں، تمہارے ساتھ رہنا چاہتی ہے، مصطفی صالح۔"، اس کی آنکھوں کی چمک ہی ایسی تھی کہ مصطفی

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کا دل گویا دھڑکنا بھول کر اسے دیکھ رہا تھا۔ دیواریں، تصویریں، شیلف میں رکھی کتابیں، سب ان دونوں کو ہی دیکھ رہی تھیں۔۔۔ سن رہی تھیں۔ دم سادھے!

وہ اب بھی کہہ رہی تھی۔

"ہو گا وہ پرفیکٹ، ہینڈسم، پڑھا لکھا، نرم خو، زمل جہانگیر کا بچپن کا منگیتر۔۔۔ سب ہو گا وہ۔۔۔ مگر زمل جہانگیر کے دل میں صرف ایک ہی شخص رہتا ہے۔ صرف ایک!"، مصطفیٰ کا سانس تھما تھا۔ آنکھیں چھلکی تھیں۔ وہ لڑکی بولتی بولتی اس کی بے قابو ہوتی زبان کو بریک لگا گئی تھی۔

"آئی ایم سوری زمل۔"، وہ اسے دیکھتے ہوئے نرم لہجے میں بولا تو وہ مسکرائی۔ پھر سر ہلکا سا ہلا کر گویا اس کی معافی قبول کی۔

"اوکے۔۔۔ معاف کیا۔۔۔ اب ہمایوں نیچے آیا ہوا ہے۔ آجاؤ نیچے تم بھی۔"، وہ کہہ کر مسکراتے ہوئے پلٹ گئی تھی۔ گالوں پہ آنسوؤں کے نشان اب بھی تھے۔ قدموں کا رخ واش روم کی جانب تھا۔ خود کو کمپوز جو کرنا تھا۔

www.novelsclubb.com

پیچھے وہ مسکرایا نہیں تھا۔وہ کشش و پنج کا شکار ہوا کھڑا رہ گیا تھا۔اس کی زندگی میں تو اب ان سب چیزوں کی کوئی جگہ باقی نہیں رہی تھی۔اس کی زندگی تو اب اس کی رہی ہی نہیں تھی۔تو پھر کیسے اس کے منہ سے یہ باتیں نکل گئیں؟کیوں وہ اسے امید تھما بیٹھا؟وہ اتنا خود غرض کیسے ہو گیا؟

خود پہ جی بھر کے غصہ آیا تھا۔

۔

ڈرائنگ روم میں سوائے جہانگیر، مصطفیٰ اور زمل کے سب ہی موجود تھے۔جہانگیر کی بہت ضروری میٹنگ تھی سو وہ آفس میں ہی تھے۔ مصطفیٰ اور زمل اب تک ادھر آئے نہیں تھے۔

لاشعوری طور پر وہ سبز آنکھوں والا لڑکا اس کا منتظر تھا۔۔اسی کا۔۔جس کا وہ سالوں سے منتظر رہا تھا۔وہ سیاہ آنکھوں والی اپسرا۔

تبھی وہ اسے اندر آتی دکھائی دے دی تھی۔ہلکا سا تبسم لبوں پہ سجائے وہ آئی تو اس کو گویا ایک بہار سی اپنے دل پہ برستی محسوس ہوئی۔ایک الوہی سی چمک آنکھوں میں جھلکنے لگی۔ایک

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

مسکراہٹ سی لبوں پر بکھرنے لگی۔وہ اسے سلام کرتی ہوئی جا کر عنیزہ کے برابر میں جا بیٹھی تھی۔اس نے ایک نظر اٹھا کر جو دیکھا،ہمایوں کو وہ نظر خوشی تھما گئی تھی۔

تبھی وہ بھی اندر داخل ہوا تھا۔۔۔سیاہ شرٹ کے ساتھ جینز پہنے،بالوں کو سلیقے سے جمائے،وہ بہت تازہ دم سا اندر داخل ہوا تھا۔اس کو دیکھ کر ہمایوں اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

السلام علیکم۔"،ابھی ہمایوں سلام کرنے ہی لگا تھا کہ مصطفیٰ نے سلام میں پہل کی۔وہ " مسکرایا تھا۔

وعلیکم السلام۔۔۔مصطفیٰ،رائٹ؟"،وہ مسکرا کر پوچھنے لگا تو مصطفیٰ نے دھیمی سی مسکراہٹ " کے ساتھ سر اثبات میں ہلایا۔وہی اپنا ازلی نرم انداز۔

یس۔"،یک لفظی جواب دیا تھا اس نے۔"

ارے پھر تو تم گلے لگو نا۔۔۔آخر میرے تایا کے بیٹے ہو تم۔"،ہمایوں نے خوش خلقی سے " مسکرا کر اسے گلے لگایا تو مصطفیٰ بھی مسکراتے ہوئے اس کی پشت تھپتھپانے لگا۔ان دونوں کی یہ عظیم محبت کی مثال دیکھتے ہوئے زمل نے سر جھٹکا تھا۔

اداکار کہیں کا!بے اختیار اس نے سوچا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ بیٹھ گئے تو باتیں ہونے لگی۔ باتوں کے دوران بھی زمل کو بارہاں محسوس ہوا کہ ہمایوں اسے دیکھ رہا ہے، مگر وہ اگنور کیے بیٹھی رہی۔ادھر ادھر دیکھتی رہی۔وہ لکھ خوش شکل ہی سہی، مگر اس کو دیکھنے کا دل نہیں چاہتا تھا زمل کا، خیر۔

۔

رات کافی ہو چکی تھی۔ایسے میں قصر شاہ میں سب سونے جا چکے تھے سوائے ان چند نفوس کے جو جاہد جہانگیر کے ہجرہ میں اکٹھے جمع ہوئے، لوڈو کھیلنے میں مصروف تھے۔زوروں سے چیخنا، ایک دوسرے کو ''چیٹنگ چیٹنگ'' کہہ کر دھپ رسید کرنا، حقیقتاً چیٹنگ کرنا، ہنسنا، مسکرانا۔۔۔وہاں سب ہی ہو رہا تھا۔ایک جانب بیڈ پر فجر، حیات، جاہد اور زمل بیٹھے لوڈو کھیلنے میں مصروف تھے تو دوسری جانب بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگائے، عابر موبائل میں منہمک نظر آتا تھا۔ذرا کی ذرا نظر اٹھا کر اپنی جانب منہ کیے بیٹھی فجر پہ بھی ڈال دیتا جو بار بار پھنس کر اسے ہلکا سا سر جھکا کر ابرو سے اشارہ کرکے ''اگلی چال کیا چلوں؟''، پوچھ رہی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

نہ نہ نہ، آپی جی۔۔۔میں نے ابھی آپ کو چیٹنگ کرتے دیکھا ہے۔۔۔رکھیں واپس "گوٹی۔"، یہ حیات تھی جو چیخ کراب کے مزے سے سر نفی میں ہلا رہی تھی۔چہرہ پر دبا دبا سا جوش تھا۔

"ارے چیٹنگ نہیں کر رہی ہوں۔ابھی تو چال چلنا باقی ہے بھئی۔"، فجر کھسیانی سی ہنسی ہنس کر گوٹی واپس رکھنے لگی۔اور کوئی چارہ بھی تو نہ تھا۔

فجر اور جاہد ایک ٹیم میں تھے جبکہ حیات اور زمل نے ایک ٹیم بنا رکھی تھی۔سب ہی ہر ممکن طریقے سے چیٹنگ کر رہے تھے۔سب کو جیتنا تھا۔۔۔اپنے ساتھی کو جتنوانا تھا۔جبھی جاہد کی گوٹی پٹ کر واپس اندر گئی تو سب ہی زور سے "ہوررررے"، کے سے انداز میں چیخے۔اسی پل زور سے دروازہ کھلا تھا۔

دروازے سے مصطفی اور جعفر اندر داخل ہوتے، ان تک آئے تھا۔مصطفی کے چہرے پر خفگی کے تاثرات تھے جبکہ جعفر نارمل سے انداز میں ان سب کو دیکھتا اس کے پیچھے پیچھے آیا تھا۔یقینا مصطفی ہی اسے یہاں لایا تھا۔

"یہاں کوئی انسان بھی رہتے ہیں یا سبھی جانور ہیں؟"، وہ خاصہ تپا ہوا لگ رہا تھا۔ضرور کوئی اہم کام کر رہا ہو گا جو ان کی چیخوں کے باعث مشکل ہو رہا ہو گا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"مصطفی بھائی۔۔۔"، یہ جاہد تھا جو رو ہانسا سا اٹھ کر اس تک آیا تھا اور اسے گلے لگا لیا تھا۔

"کیسے ہیں آپ؟"، وہ مزے سے آنکھیں مٹکا کر اسے دیکھتا پوچھ رہا تھا۔ مصطفی کے تنے نقوش ذرا ڈھیلے پڑے تھے۔ آنکھوں کی خفگی کہیں دور جا سوئی تھی۔

"نمونے ہو پورے۔"، مصطفی نے اس کے سر پہ ہلکی سی چپت لگائی تھی۔

"ویسے جاہد، ایک بات تو بتاؤ۔۔۔ مجھے ایک بات سمجھ نہیں آ رہی ہے۔"، عابر فون جیب میں رکھتا اس کی جانب پوری طرح سے توجہ ہوا تھا۔

"اپنے ننھے منّے سے ذہن پر اتنا زور نہ ڈالیں، بڑے بھیا۔ ویسے ہی اتنا سا ہے، کہیں یہ بھی ختم نہ ہو جائے۔"، جاہد نے بات مکمل ہونے سے قبل ہی مزے سے بولا تو سب کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔ مصطفی اور جعفر بھی جا کر صوفے پہ بیٹھ گئے تھے۔ البتہ عابر نے اس کی بات کو سرے سے نظر انداز کرتے ہوئے بات جاری رکھی تھی۔

"کیوں ہر بار تم جب بھی مصطفی کو دیکھتے ہو، تو ایسے بیہیو کرتے ہو گویا وہ تمہارا وہ بھائی ہو جو میلے میں کھو گیا ہو؟ کیا تم انسانوں کی طرح برتاؤ نہیں کر سکتے؟"، وہ پوچھنے لگا تو جاہد مسکرا کر مصطفی کو دیکھنے لگا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"آپ کو کیا پتا، بھائی؟ ہم دونوں کا جنموں کا ساتھ ہے۔"، وہ بولا تو مصطفی سمیت سب ہی ہنس پڑے۔ پتا نہیں کیوں، مگر ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ کے وہ کچھ دیر کے لیے اپنی تمام مصیبتیں اور ٹینشنیں بھول جایا کرتا تھا۔

"ویل، جعفر۔"، سب ہنس کر کچھ خاموش ہوئے تو فجر نے نرمی سے مسکراتے ہوئے جعفر کو دیکھ کر ٹھوڑی تلے ہتھیلی رکھ کر کہنی گھٹنے سے ٹکائی۔ سب اسے ہی دیکھنے لگے تھے۔۔۔ جعفر سمیت۔

"تم جاہد اور حیات کو اپنا دوست کیوں نہیں بناتے؟"، اس نے پوچھا تو حیات نے بھی اس کی تائید میں سر ہلاتے ہوئے مزید لقمہ دیا۔

"ہاں آپی۔ میں نے بھی اسے دوستی کی پیشکش کی تھی۔۔۔ مگر اس نے کوئی رسپانس ہی نہیں دیا آگے سے۔"، حیات کے کہنے پہ وہ بے اختیار سرخ ہوا تھا۔ سب نے دلچسپی سے اسے دیکھتے ہوئے مسکراہٹ دبائی تھی۔

"ہمم۔۔۔ ہاں تو جعفر؟ بتاؤ!"، اب کے جاہد نے ابرو اچکا کر پوچھا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

م۔۔۔میں۔۔۔"، جعفر نے منمنا کر مصطفی کو دیکھا۔وہ بھی ان سب کے ساتھ مل کر اس کی حالت کو انجوائے کر رہا تھا۔ مسکرا مسکرا کر اسے ہی دیکھ رہا تھا۔لو بھئی، اب تو اپنے بھی پرائے ہو گئے۔

"اصل میں جعفر یہاں نیا ہے نا، جبھی کچھ ہچکچاہٹ کا شکار ہے۔وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ صحیح ہو جائے گا، کیوں جعفر؟"، زمل نے اس کی سائیڈ لیتے ہوئے کہا تو وہ تشکر سے اسے دیکھنے لگا۔یہ تو ان سب بھوتوں کے درمیان ایک پری سی معلوم ہوئی تھی۔

جی۔۔۔ایسا ہی ہے۔"، جعفر نے اب کے کچھ تشکر سے کہا تو جاہد کا "اوہ گاڈ!" بے ساختہ تھا۔وہ یکدم ہی کھڑا ہو کر جعفر تک پہنچا تھا۔سب حیرت سے اس کو دیکھ رہے تھے۔اب کون سا بھوت چمٹ گیا تھا اس سے؟

"جعفر۔۔۔تم بولتے بھی ہو؟؟؟ اور مائی گاڈ۔میں اتنے عرصے سے سمجھتا رہا ہوں کہ تم بول نہیں سکتے۔۔۔میرے اللہ۔۔۔"، وہ بولتا چلا جا رہا تھا اور سب قہقہہ لگائے ہنستے چلے جا رہے تھے۔ان ہنسنے والوں میں مصطفی بھی شامل تھا۔مصطفی سے مدد مانگنے کا تو کوئی فائدہ نہ تھا سو جعفر نے بہت بیچارگی سے زمل کو دیکھا۔زمل اس کی معصوم شکل دیکھ کر فوراً ہی اس کے دفاع میں میدان میں اتر آئی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

زیادہ بنومت، جاہد۔"، وہ بولی تو جعفر تشکر سے مسکرایا۔اس بچے پہ زمل کو بے ساختہ ہی بہت پیار آیا تھا۔

"ویسے اب بتاؤ تو سہی، کہ تم دوستی کیوں نہیں کرتے ان سب سے؟"، اب کے عابر نے پوچھا تو وہ کچھ مسکرا کر ان سب کی جانب متوجہ ہوا۔جانتا تھا کہ یہ سب ایسے تو پیچھا چھوڑنے والے نہیں ہیں۔

"اصل میں۔۔۔"، اس نے بات شروع کر کے سب کو ایک نظر دیکھا۔"میرا مسئلہ یہ ہے کہ میں)اب کے اس نے اس کی ہی جانب متوجہ ہو کر کچھ فاصلے پر رکھے پلنگ پہ بیٹھی حیات کو دیکھا تھا،اور اگلے ہی پل سر ادب سے جھکا لیا تھا(لڑکیوں کو دوست نہیں بناتا۔"، اس کا کہنا تھا اور سب کو گویا سکتہ سا لگ گیا تھا۔سب سے زیادہ شاک میں تو حیات ہی تھی جو منہ کھولے، بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ صرف مصطفی تھا جو مسکرایا تھا۔ہاں وہ اپنے اس صوبر اور ڈیسنٹ سے کزن کو جانتا تھا۔

"میرے اللہ۔۔۔کیا واقعی؟"، یہ فجر تھی جس نے یہ شاکڈ میں گھری خاموشی کا قفل توڑا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"جی!"، جعفر نے دھیرے سے سر اثبات میں ہلاتے ہوئے جواب دیا تھا۔ اگلے ہی پل کمرے میں ایک زوردار قہقہہ گونجا تھا۔ جعفر شرمندہ سا ہو کر ان سب کو دیکھ رہا تھا۔ البتہ حیات کی حیرت اور بے یقینی سے کھلی آنکھیں اور منہ دیکھنے کی ہمت اب بھی نہ تھی اس میں۔

"جعفر؟؟؟"، وہ نہایت شاک سے بولی تو جعفر نے ایک شرمندہ سی نظر اس پر ڈالی۔ اس کا کھلا منہ اور وہ شاکڈ سا تاثر کسی کو بھی ہنسا ڈالے، مگر جعفر نے بہت ہی مشکل سے اپنی مسکراہٹ اور ہنسی روکی تھی۔

"تم ایسا کیسے کہہ سکتے ہو؟"، وہ جتنا شاکڈ ہوتی اتنا کم تھا۔ اس نے ایسا لڑکا پہلی بار دیکھا تھا۔ اسے یہ اعتراف بڑا بھاری پڑا تھا۔ آخر کو ایک وہی تو لڑکی تھی وہاں جو دوستی کر رہی تھی۔ باقی سب تو جعفر کی بڑی بڑی باجیاں تھیں۔

www.novelsclubb.com

"سوری اف اٹ ہرٹز۔ مگر یہی سچ ہے۔"، وہ بولا تھا۔ "میں نے آج تک کسی لڑکی کو دوست نہیں بنایا ہے۔"

"ویل جعفر۔۔۔ تمہیں لڑکیوں کو دوست بنا کر ٹرائی کرنا چاہیے۔۔۔ لڑکیاں بہت اچھی دوستیں بنتی ہیں۔ بلیو می۔"، اب کے زمل نے مزے سے اسے دیکھتے ہوئے کہا تو وہ جھینپ سا گیا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

خاص طور پر جب لڑکا انتہائی ہینڈسم سا کشمیری ہو۔"، فجر نے لقمہ دیا تو جعفر کے کان سرخ "
پڑے تھے۔

اور جب وہ ڈیسنٹ بھی ہو۔۔۔ بھوری آنکھیں اور بھورے بال بھی ہوں اس کے۔"، فجر "
نے مسکرا کر مزید کہا تو اب کے اس کے گال بھی سرخ ہونے لگے۔ وہ شرم سے گوڈے گوڈے
ڈوب رہا تھا، مگر ان سب کو کون چپ کروائے؟

اور تو اور۔۔۔ جب لڑکا انتہائی صوبر سا ہو۔۔۔ نرم خو۔۔۔ اور جب کم کم بولتا ہو۔"، اب "
کے زمل نے پھر سے کہا تو اس کا جی چاہا کہ یہاں سے بھاگ کھڑا ہو۔ مزے کی بات تو یہ، کہ
مصطفی بھی ان کے ساتھ شامل ہو کر مزے سے ٹھوڑی ہتھیلی کے پیالے میں گرائے، اس کے
سرخ کان اور رخسار ملاحظہ کر رہا تھا۔ مسکراہٹ دبائے۔

حیات بھی اب کے شاک سے نکل کر مسکراہٹ دبائے اس کا سرخ ہوتا چہرہ دیکھنے لگی تھی۔

اور خاص طور پر وہ لڑکے جو شرم سے سرخ ہو جایا کرتے ہیں۔۔۔ اف جعفر، پوچھو ہی "
مت۔"، اب کے جاہد آنکھیں میچ کر بولا تو مصطفی نے مسکراہٹ چھپانے کو منہ موڑا تھا۔ جعفر
نے سر جھکایا تھا۔ چہرہ چھپایا تھا۔ اسے واقعی اپنے رخسار اور کان دہکتے محسوس ہو رہے تھے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اور وہ لڑکے جو ہوں ہی اتنے پیارے۔۔۔"، زمل نے کہا تو سب مسکراہٹ دبائے جعفر کو "دیکھنے لگے جس نے اس بات پہ سر اٹھایا تھا۔ چہرہ پورا سرخ ہو رہا تھا۔ کن کی وئیں تک سرخ تھیں۔

مگر آخر میں سب ہی جانتے ہیں کہ وہ خوبصورت کشمیری لڑکا بھی عابر جہانگیر کو خوبصورتی "میں مات نہیں دے سکتا۔"، اور یہ ہوا بیڑا غرق۔ سب نے تنک کر عابر کو دیکھا تھا جو اپنی بات کہہ کر اب مزے سے بازوؤں کا تکیہ سر تلے رکھے، مسکرا کر ان سب کو دیکھ رہا تھا۔

جعفر نے تو شکر ادا کیا تھا کہ توجہ اس کی جانب سے ہٹی تھی۔

"ہونہہ۔۔۔عابر جہانگیر کی خوبصورتی؟؟؟"، جاہد نے تپ کر کہا تو عابر اسے ابرو اچکا کر دیکھے گیا۔ انداز جتاتا ہوا تھا۔

"زمل۔۔۔میری بہن، بتاؤ اسے۔۔۔تمہارا بھائی پیارا ہے نا؟"، عابر نے جاہد کو جواب دینے کے بجائے اپنی سب سے بڑی فین، زمل، کو مخاطب کیا جو فوراً اپنے بھائی کے دفاع میں میدان میں کود پڑی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

میرے عابر بھائی بہت ہینڈ سم ہیں۔۔۔تم مت جلو، سمجھے؟"، جاہد کو بولی تو جاہد بھی منہ میں بڑ بڑاتا رخ موڑ گیا۔

"دادا کہاں گئے ہوئے ہیں ویسے پرسوں سے؟"، اب کے زمل نے فجر سے پوچھا تھا۔ باقی سب بھی متوجہ ہو گئے تھے۔

"ہیش ٹیگ سیوا براہیم لغاری کی میٹنگ میں گئے ہیں۔ مزید دن لگیں گے ابھی۔"، اس نے جواب دیا تو وہ لوگ سمجھ کر سر ہلانے لگے۔

پھر قہقہوں، لطیفوں اور باتوں کا دور شروع ہو چکا تھا۔ یہ رات بہت اچھی سی گزری تھی۔

۔

پشاور کی سرزمین پہ موجود آسمان سیاہ بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ درجۂ حرارت کافی حد تک بڑھا ہوا تھا۔ ٹھنڈا اتنی تھی کہ دانت بجنے لگتے۔ ایسے میں پشاور کی گلیوں میں سے ایک چھوٹی سی تنگ گلی کے آخر میں بنے ایک سبز رنگ کے گیٹ والے گھر کا منظر کچھ یوں تھا کہ صحن کے وسط میں ایک چارپائی لگی تھی جس پہ اس وقت کوئی بازو آنکھوں پہ رکھے، سوتا ہوا دکھ رہا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

جبھی صحن سے ہی منسلک ایک کمرہ سے ایک بوڑھی سی عورت باہر نکل کر آئی تھی۔ پختون لباس پہنے، سر پہ دوپٹہ اوڑھے، وہ گوری چٹی اور سرخ سی تھی۔ چہرہ پہ غصہ تھا۔ جھریوں زدہ ہاتھ کمر پہ رکھے، وہ لب بھینچے چارپائی پہ لیٹے اس نمونے کو دیکھ رہی تھی جو خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہا تھا۔

زینو۔۔۔ام آخری دفعہ تیرے کو کہ رہا ہے۔ تو اٹھتا ہے یا تیرے لالہ کو بلاؤں؟" وہ کمر پہ ہاتھ رکھے غصے سے بولی تو لیٹے ہوئے وجود میں جنبش ہوئی۔ وہ ہلکے سے بازو آنکھوں سے ہٹا کر اسے دیکھنے لگا۔

"مورے۔" وہ منمنایا تو وہ اور غصے میں آ گئی۔

"مورے گئی بھاڑ میں۔ خانہ خراب کا بچہ۔۔۔ میں تیرے کو بتا رہا ہے۔ تو نہ اٹھا تو تیرے بھائی کو بلائے گا میں۔۔۔ پھر نہ کہنا کہ بھائی نے یہ کر دیا، وہ کر دیا۔" وہ عورت بہت تپی ہوئی تھی۔ لڑکا ان کی بات سن کر جمائیاں لیتا اٹھ بیٹھا تھا۔ پھر ایک انگڑائی لے کر ماں کو دیکھا۔ سرمئی آنکھوں میں نیند کا خمار تھا۔ بھورے سنہری سے بال بکھرے ہوئے تھے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"ارے میری پیاری حفیفہ بی بی۔۔۔کیوں غصہ کرتی ہو؟میں عشاء کی نماز پڑھنے کے لیے اٹھ رہا ہوں۔۔۔احد لالہ کو ڈسٹرب کرنے کی کیا ضرورت ہے؟"، وہ مزے سے کہتا جمائی لینے لگا۔اس عورت کی نسبت اس کے لہجے میں پٹھانی عنصر بہت کم تھا۔اردو لہجہ کافی صاف تھا۔

"زینو۔۔۔میں نے تجھے کہا ہے نا کہ مجھے نام سے نہ بلایا کر۔۔۔مجھے تیرا سمجھ نہیں آتا۔پتا نہیں کیا ہوگا تیرا۔اپنا پڑھائی اور زندگی یہاں چارپائی پہ لیٹے لیٹے ضائع کر رہا ہے تو۔"، وہ پریشانی سے کہتیں، پیشانی پہ ہاتھ رکھے، وہیں زمین پہ بیٹھ گئیں۔ان کی اس بات پہ وہ ہنس کر ان کے پاس آیا، پھر نرمی سے ان کا شانہ ہلایا۔

"پیاری مورے۔ناشتہ تو دے دو۔"، وہ تپانے والی مسکراہٹ کے ساتھ بولا تو پیشانی سے ہاتھ ہٹا کر انہوں نے بے اختیار اپنی جوتی اٹھائی۔

"رات کے دس بجے تجھے ناشتہ دے ام؟خانہ خراب کا بچہ۔"، وہ تپ کر چیخ اٹھیں تو اس نے انہیں ہاتھوں سے دھیرج رکھنے کا اشارہ کیا۔پھر کچھ قریب ہو کر ان کے کان کے پاس جھک کر سرگوشی نما آواز میں بولا۔

"مگر ام تو تمہارا بچہ نہیں تھا؟"، انداز سوچتا ہوا تھا۔اس سے پہلے کہ وہ جوتی اٹھا کر اسے دے مارتیں، وہ رفو چکر ہو چکا تھا وہاں سے۔پیچھے وہ اٹھ کر کھڑی ہو تیں، اسے کوستی ہوئیں باورچی

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

خانے کی سمت بڑھ گئی تھیں۔ کچھ ہی منٹوں بعد وہ وضو کر کے باہر نکلا تو گورے چٹے سے خوبصورت چہرے سے پانی کی بوندیں ٹپک رہی تھیں۔ چہرہ تروتازہ لگتا تھا۔

"پتا نہیں کس پہ چلا گیا ہے خانہ خراب۔۔۔ باپ تو بڑا پھرتیلا اور قابل تھا تیرا۔ اتنا قابل۔۔۔ اتنا پڑھا لکھا۔"، وہ بولتے ہوئے اب کے دھیان سے کہہ رہی تھیں۔"خانہ خراب کا بچہ "اب چاہ کر بھی ان کی زبان پہ نہ آ پا رہا تھا۔

"دیکھو نا حفیفہ بی بی۔۔۔ جب اللہ نے تمہیں دو بیٹے دیئے تو وہ دونوں ابا مرحوم پہ گئے۔ ایسے میں مجھے تھوڑا دکھ ہوا کہ میری مورے پہ کوئی نہیں گیا۔۔۔ سو میں نے اللہ پاک کو بولا کہ مجھے میری ماں جیسا کر دے۔۔۔ اب اللہ نے تیری خصوصیات کے ساتھ ساتھ تیری بری عادتیں بھی مجھے دے ڈالیں تو میرا کیا قصور اس میں؟"، وہ مسکراتے ہوئے جائے نماز صحن میں چارپائی کے پاس بچھاتے ہوئے بولے جا رہا تھا کہ پیچھے سے کمر پر زوردار چپل آ کر لگی تو وہ چیخ اٹھا۔

"اب بک۔۔۔ بک نا۔ چپ کیوں ہو گیا؟"، وہ باورچی خانے سے ہی چیخیں تھیں۔ وہ کمر سہلاتے ہوئے جائے نماز پہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔

"اللہ اکبر۔"، بغیر کچھ کہے، نماز پڑھنا شروع کرتے ہوئے ان کو تپانے کو اور زور سے بولا تھا۔ اب کے وہ کچھ نہ کر سکی تھیں کہ وہ نماز پڑھنا شروع ہو چکا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

۔

صبح، فجر کے فورا بعد، سویرا ویسا ہی تھا جیسا کہ سردیوں میں ہوا کرتا ہے۔ گہرا نیلا سا آسمان وسیع سا دنیا پہ پھیلا ہوا تھا۔ اسلام آباد میں ٹھنڈ کافی حد تک بڑھی ہوئی تھی۔ اس پہر سورج بھی اب تک مشرق سے نکلا نہ تھا۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤں نے چل کر موسم کو مزید سرد کر رکھا تھا۔

ایسے میں قصر شاہ کی حدود میں بھی اندھیرا سا چھایا تھا۔ مگر بالکونی کے ساتھ والے کمرے کی کھڑکی سے اندر کی بتی اب بھی جلی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ شیشے کا پٹ بند تھا۔ جلی ہوئی بتی شیشے سے جھلک کر ہی نظر آ رہی تھی۔ آج تو خلاف معمول اسی کمرے کے بالکل نیچے والے کمرے کی بتی بھی جلی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ البتہ زمل کو اب بھی معلوم نہ تھا کہ وہ کمرا مصطفی نے لیا ہوا ہے۔

زمل کے کمرے کی کھڑکی سے جھانکا جاتا تو اندر وہ جائے نماز بچھائے، ہاتھ دعا کے سے انداز میں اٹھائے ہوئے نظر آتی۔ سرمئی رنگ کی سلک کی لچک دار سی قمیض شلوار پہنے، چہرے کے گرد نماز کے سے انداز میں سرمئی دوپٹہ لپیٹے، وہ بہت نرمی سے دعا کرتے ہوئے لب ہلا رہی تھی۔ چہرے سے تازگی اور انہماک جھلکتا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

نماز پڑھ کر اس نے کچھ دیر وہیں بیٹھے بیٹھے قرآن پاک کی تلاوت کی، پھر قرآن بند کر کے اٹھتے ہوئے اپنا دوپٹہ بھی کھولا۔ قرآن اٹھا کر شیلف کے اوپری خانے میں رکھا اور اپنے بال جوڑے میں لپیٹتی، شانوں پہ دوپٹہ پھیلاتی باہر چلی آئی۔ قدم نیچے بنے کچن کی جانب بڑھ رہے تھے۔ یہ اس کا روز کا معمول سا بن گیا تھا کہ روز نماز اور قرآن پڑھنے کے بعد کافی بنا کر وہ اوپر بالکونی میں چلی آتی تھی، پھر مکمل روشنی چھا جانے تک وہیں بیٹھی رہتی۔

وہ ابھی سیڑھیوں سے اتر کر کچن کی جانب بڑھ ہی رہی تھی کہ کچن سے کھٹ پٹ کی آوازیں آنے لگیں۔ ساتھ ہی کسی کی ہلکی ہلکی سی باتیں کرنے کی آوازیں بھی آ رہی تھیں۔ اس نے بے اختیار آگے بڑھ کر ذرا گردن اٹھا کر جھانکا تو کچن میں ہمایوں نظر آیا۔ وہ ڈائننگ ٹیبل کی کرسی تھام کر کھڑا، کسی سے مسکرا کر فون پہ بات کر رہا تھا۔ رف سے سوئیٹر اور ٹراؤزر میں ملبوس بھی وہ اچھا خاصا ہینڈسم لگ رہا تھا۔ بھورے چمکدار بال ماتھے پہ بکھرے تھے۔

زمل کا اس سے کوئی بھی بات کرنے کا، حتیٰ کہ اسے مخاطب کرنے کا بھی کوئی ارادہ نہیں تھا، سو فوراً سے دبے پاؤں کچن کے باہر سے ہی پیچھے کی طرف سے نکل کر اوپر کو جاتی سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی تھی۔ ابھی اس نے چند ہی سیڑھیاں پار کی تھیں کہ یکدم ہی اس کا پیر پھسلا تھا۔ سب کچھ سلو موشن میں ہوتا محسوس ہوا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

پاؤں پھسلا تھا اور اس کا توازن بگڑا تھا۔ اگلے ہی پل وہ پیچھے کی اور گری تھی۔۔۔ مگر۔۔۔ مگر اس سے پہلے کے وہ گرتی، کسی نے اسے شانے سے تھام کر یکدم ہی روکا تھا۔ وہ پھولے تنفس کے ساتھ گہری گہری سانسیں لیتی اسے دیکھے گئی، جو کچھ پریشانی اور تفکر کے تاثرات چہرے پہ سجائے، اسے دیکھ رہا تھا۔ زمل اپنے شانے پہ سے اس کا ہاتھ جھٹک کر یکدم ہی دور ہوئی تھی۔

ہمایوں نے کچھ حیرت سے اسے دیکھا تھا۔

اب وہ کچھ دور کھڑی ہو کر گہری گہری سانس لے کر اسے دیکھنے لگی۔

"اگر میں تمہیں نہ تھامتا تو تم گر جاتیں۔"، وہ کچھ شرمندگی سے بولا تھا۔۔۔ جیسے اسے صرف ہاتھ لگا لینے پہ بھی وہ شرمندہ سا ہو گیا تھا۔ زمل نے تنک کر اسے دیکھا تھا۔

"میں گر جاتی ہوں تو خود اٹھ بھی جاتی ہوں۔"، زمل نے تپ کر جواب دیا تھا۔ آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔

"وہ۔۔۔ تمہیں چوٹ لگ جاتی۔۔۔"، وہ بولتے بولتے کچھ خاموش سا ہو گیا تو بے اختیار زمل کو اپنے لہجہ اور بدتمیزی پہ کچھ شرمندگی سی ہوئی۔ دل ہی دل میں خود کو ڈپٹا۔ فوراً ہی لہجہ صحیح کر کے اسے دیکھ کر مسکرائی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

شکریہ آپ کا۔"، وہ بولی تو کچھ نا سمجھی سے اس کا بدلتا رنگ دیکھ کر وہ مسکرا دیا۔۔۔ دل "
سے۔۔۔ خوشی سے!

شکریہ کہہ کر وہ مڑ کر اوپر جانے لگی تو یکدم ہی وہ پیچھے سے پکار اٹھا۔

زمل۔۔۔ کیا تم ایک کپ چائے بھی نہیں پیو گی میرے ساتھ؟"،اس کے لہجے کی آس، "
امید۔۔۔اف! زمل کو بہت عجیب سا لگ رہا تھا۔۔۔اس لڑکے پہ ترس بھی آ رہا تھا۔

وہ چہرے پہ بمشکل مسکراہٹ سجائے ہنوز آگے مڑے ہی اسے دیکھنے لگی۔

میں چائے نہیں پیتی۔"، کہہ کر جو نہی مڑ کر آگے بڑھنے لگی،وہ پھر سے کہہ اٹھا۔ "

"تو پھر کافی؟ "

www.novelsclubb.com

اس کا لہجہ۔۔۔اف!

زمل نے ایک بار پھر کچھ شرمندگی سے مسکرا کر اسے دیکھا تھا۔

میں کافی بھی نہیں پیتی۔"، وہ کچھ شرمندہ سا ہو گیا تھا۔اب کے وہ جانے لگی،تو وہ جھکے سر "
کے ساتھ کھڑا رہا۔ مگر جو نہی اس نے ایک قدم آگے بڑھایا،وہ سر اٹھا کر پھر سے آنکھوں میں
آس اور امید کے ڈھیروں جگنو لیے اسے مخاطب کر بیٹھا۔

"تو پھر پانی؟ پانی تو پیتی ہی ہوں گی، نہیں؟"، اب کے وہ مسکرایا تھا۔ زمل نے ایک گہرا سانس لے کر مڑ کر اسے دیکھا تھا جو ایک زینہ نیچے ہی کھڑا ہوا تھا۔

"یعنی آپ مجھے ایسے جانے نہیں دیں گے، ہاں؟"، وہ کچھ بے بسی سے بولی تو وہ دانتوں کی نمائش کرتا ہنس پڑا۔

"اگر ہاں کہوں تو؟"

زمل نے کچھ پل بے بسی سے اسے دیکھ کر ایک گہرا سانس لیا۔

"تو میں آپ کے ساتھ ایک گلاس پانی پی لوں گی۔"، کہہ کر وہ نیچے اترتی کچن کی جانب بڑھ گئی۔ وہ بھی اس کے پیچھے ہی مسکراتا ہوا اتر کر کچن میں داخل ہوا تھا۔ زمل جا کر ڈائننگ ٹیبل کی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی تو وہ فریج کی جانب بڑھ گیا۔

وہ جو ٹھوڑی ہتھیلی کے پیالے میں گرائے ابھی بیٹھی ہی تھی، اسے فریج کا دروازہ کھولتے دیکھ کر کچھ حیرت سے سیدھی ہوئی تھی۔

"یعنی کہ آپ واقعی مجھے پانی پلا کر ٹرخانے کا سوچ رہے ہیں؟"، وہ جتنا حیران ہوتی اتنا کم تھا۔ ہمایوں بھی رک سا گیا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"تم نے ہی تو کہا۔۔۔"، وہ کچھ پریشان سا ہو گیا۔

"حد ہو گئی ہے۔۔۔ بھئی کافی پلائیں مجھے۔۔۔ میں نے تو ایسے ہی کہہ دیا تھا۔"، وہ کچھ تپ کر بولی تو وہ کچھ حیران سا ہوتا، سر ہلا کر مسکراتا ہوا سلیب کی جانب بڑھ گیا۔ پھر دو بھاپ اڑاتے کافی کے کپ لے کر میز تک آ کر ایک کپ اس کے سامنے رکھ کر دوسرا کپ خود تھامے، اس کی سامنے ہی کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

"تمہیں پتا ہے کیا۔۔۔"، ابھی وہ مزید بول ہی رہا تھا کہ زمل نے لاپرواہی سے شانے اچکائے۔

"نہیں، مجھے تو نہیں پتا۔۔۔"، وہ بولی تو وہ سر جھٹک کر ہنس دیا۔

"میں کہہ رہا تھا کہ کچھ ہفتوں میں ممی بھی آئیں گی۔۔۔ پھر شادی کی تیاریاں بھی شروع ہو جائیں گی۔"، وہ پورے جہاں کی خوشی اور مسرت چہرے پہ سجائے اس سے بول رہا تھا جب کہ زمل کے لیے حلق سے کافی اتارنا مشکل ہو گیا تھا۔ اگلے ہی پل بمشکل کافی حلق سے اتار کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ چہرے پہ یکدم ہی وہ سنجیدگی چھا گئی تھی کہ الامان۔۔۔ دل کے کسی گوشے میں درد سا اٹھا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ہمایوں نے سر اٹھا کر اسے حیرت سے دیکھا تھا جو اب کافی کا مگ ٹیبل پہ پٹخ کر لمبے لمبے ڈگ بھرتی وہاں سے جا چکی تھی۔ وہ بیچارہ پیچھے حیران و پریشان سا بیٹھا رہ گیا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آیا تھا کہ زمل کو آخر اچانک سے ہوا کیا ہے۔

کمرے میں آ کر دروازہ بند کر کے وہ دروازے کے ساتھ ہی بیٹھتی چلی گئی تھی۔ آنسو ابل ابل کر آ رہے تھے۔ کمرے کی خاموش فضا میں اب کے اس کی سسکیاں اور ہچکیاں بھی گونجنے لگی تھیں۔ خاموش پڑے در و دیوار افسوس سے اسے دیکھ رہے تھے۔

۔

دوپہر کے دو بجے کا وقت تھا۔ قصر میں سب سونے جا چکے تھے۔ ایسے میں فجر حفیظ شاہ کے کمرے میں ہیٹر آن ہوا ہوا تھا۔ وہ اس وقت بیڈ کراؤن سے سر ٹکائے، آنکھیں موندے بیٹھی تھی۔ ابھی ابھی نماز پڑھ کر اب وہ تسبیح کاؤنٹر پہ کچھ پڑھ رہی تھی۔ لب ہلکے ہلکے ہل رہے تھے۔ نارنجی اور نیلے کے امتزاج کے شلوار قمیض کے ساتھ نیلا شفون کا دوپٹہ سر پہ ڈالے، وہ سادہ مگر بہت پیاری لگ رہی تھی۔ دوپٹہ کی اوٹ سے بھورے سلکی بال جھلک رہے تھے۔ جبھی دروازہ

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ہلکی سی چوں کی لمبی سی آواز کے ساتھ کھلا تھا۔اس نے آنکھیں کھول کر دیکھنے کی زحمت بھی نہیں کی تھی۔وہ یونہی اسی پوزیشن میں بیٹھی رہی۔

کمرے میں داخل ہوتی حیات کے چہرے پہ بے ساختہ ہی مسکراہٹ سی بکھر گئی تھی۔ نظریں اپنی پیاری سی بہن پہ جمائے،وہ ہلکا سا کھنکھارتی ہوئی آکر پلنگ پہ ہی بیٹھ گئی۔

فجر نے اب بھی آنکھ کھولنے تک کی زحمت نہیں کی تھی۔

"ماشاءاللہ ماشاءاللہ۔۔۔"،حیات نے ذرا نہیں،اچھا خاصا زور دے کر مسکرا کر کہا تو فجر نے پٹ سے آنکھیں کھولیں۔اتنا لمبا ماشاءاللہ؟

"اب کیا نئی چیز ہوگئی ہے جس نے تمہیں اتنا لمبا ماشاءاللہ کہنے پہ مجبور کردیا؟"،وہ مسکرا کر یونہی اسی پوزیشن میں بیٹھے ہوئے پوچھ رہی تھی۔حیات مسکرائی تھی۔

"کتنے دنوں سے پینٹ شرٹ نہیں پہنی آپ نے،میڈم؟"،وہ پوچھنے لگی تو فجر نے اسے کچھ حیرت سے دیکھا تھا۔

"کیا مطلب؟کیوں؟"۔۔۔وہاں نا سمجھی ہی نا سمجھی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کیا مجھے وجہ معلوم ہو سکتی ہے؟"، حیات نے شرارت سے ابرو اچکا کر پوچھا تو فجر نے لاعلمی "
اور ناسمجھی سے شانے اچکائے۔

دل چاہ رہا تھا سو یہ کپڑے پہن لیے۔۔۔اس میں ایسی کون سی بڑی بات ہے؟"، فجر نے "
شانے اچکا کر پوچھا تھا۔

مگر مجھے تو دال میں کچھ نہیں، پوری دال ہی کالی کالی لگ رہی ہے۔"، حیات کے "
!مسخرے۔۔۔اف

اسٹاپ اٹ، حیات۔"، فجر تنک کر بولی تھی۔اس کی بات پر حیات ہنستی ہوئی اٹھ کر باہر "
چلی گئی تھی۔ پیچھے فجر نے سر جھٹک کر آنکھیں موند کر پھر سے سر بیڈ کراؤن سے ٹکایا تھا۔

www.novelsclubb.com

۔

اڑان پشاور کی جانب کریں تو ہمیں کریم عباس کے گھر کے چھوٹے سے صحن میں اس وقت
عزین عباس بیٹھا نظر آئے گا۔ کریم رنگ کے شلوار قمیض پہنے، سر پہ پشاوری ٹوپی پہنے، وہ
انتہائی سست اور کاہل سا لگ رہا تھا۔ چہرے پہ بیزاری کے آثار تھے۔ جبھی ہاتھ میں ایک پلیٹ

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تھامے حفیفہ بی بی وہاں آئی تھیں۔ پھر پٹخنے کے سے انداز میں اس کے سامنے پر اٹھے کی پلیٹ رکھ کر اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا تھا۔

سو دفعہ کہا ہے ام نے تم کو کہ جلدی اٹھا کرو۔۔۔ مگر یہ خر کا بچہ تو دیر سے ہی اٹھے گا۔۔۔ دوبارہ سے تیرے لیے ناشتہ بنانا پڑتا ہے مجھے۔" وہ بہت غصہ سے کہتیں پیر پٹخ کر وہاں سے چلی گئیں۔ وہ جیسے بے حس و حرکت وہیں بیٹھا رہا۔ اسے جیسے ان روز روز کے طعنوں کی عادت ہو چکی تھی، سو کوئی فرق ہی نہیں پڑتا تھا۔

جبھی ایک کمرے کا دروازہ کھول کر ایک لمبا چوڑا، عزین سے ہی مشابہت رکھتا، تیس سال تک کا لڑکا نکلا تھا۔ اسے دیکھتے ہی عزین تیر کی سی تیزی سے سیدھا ہو کر جلدی جلدی ناشتہ کرنے لگا۔ وہ خلاف معمول چلتا ہوا آ کر عزین کے ساتھ ہی چارپائی پہ بیٹھ گیا تھا۔ عزین کے تو حلق میں ہی نوالہ پھنس گیا تھا۔

سفید بے داغ شلوار قمیض پہنے، اس کی الگ ہی رعب دار سی شخصیت تھی۔ وہ سخت تاثرات چہرے پہ سجائے منہ موڑ کر عزین کو ہی دیکھ رہا تھا۔

"زینو۔۔۔ میرے دوست قاسم نے مجھے تمہارے لیے ایک بہترین کام بتایا ہے۔" احد نے بات کی ابتداء کی تو عزین سیدھا ہو کر اسے دیکھنے لگا۔ کچھ کہنے کی ہمت ہی نہیں تھی۔ احد اب

www.novelsclubb.com

بھی کہہ رہا تھا۔""مظفر آباد کے لیے کچھ ہی دنوں میں ایک کارواں نکلے گا۔۔۔میں نے تمہارا اور زید کا نام بھی دے دیا ہے۔۔۔شاید میں بھی تم لوگوں کو جوائن کر لوں۔"، صاف اردو بولتے ہوئے بھی اس کے لہجے میں ہلکا سا پشتو عنصر ملا ہوا معلوم ہوتا تھا۔آواز انتہا کی بارعب اور لہجہ چٹانوں کی سی سختی لیے ہوئے تھا۔

کارواں؟ کیسا کارواں؟"، بمشکل اس کے حلق سے پھنسی پھنسی سی آواز نکلی تھی۔احد نے" اسے سنجیدہ نظروں سے دیکھا تھا۔اس کا حلق تک سوکھ گیا تھا۔

جہاد کے لیے۔کشمیر کے لیے۔۔۔ تمہیں ایسی ہی چیزوں میں دلچسپ ہے سو میں نے تمہارا " نام فائنل کروا کر لکھوا دیا ہے۔۔۔تیار رہنا۔۔۔زید بھی کراچی سے ہی ڈائریکٹ وہاں آئے گا۔۔۔پتا نہیں تمہاری ملاقات اس سے ہو یا نہ ہو۔۔۔"، کہہ کر سنجیدگی سے وہ اٹھ کر کچن تک گیا اور حفیفہ بی بی کے شانے پہ ہاتھ رکھ کر ان کو مسکرا کر کچھ کہتا، باہر نکل گیا۔

احد کے جاتے ہی عزین نے سکون کا سانس خارج کیا تھا۔آنکھیں اگلے ہی پل چمکی تھیں۔یہی تو اس کی خواہش تھی ہمیشہ سے۔کچھ کرنا۔وطن اور دین کے لیے کچھ کرنا۔۔۔اس خواہش کی تکمیل کے لیے عزین کریم عباس کچھ بھی کرنے کو تیار تھا۔۔۔اپنی کاہلی اور سستی چھوڑنے کو بھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM
FB/INSTA:NOVELSCLUBB

۔

رات کے اس پہر قصر شاہ گہری تاریکی اور خاموشی میں ڈوبا ہوا تھا۔ تقریبا سب ہی سونے جا چکے تھے۔ ٹھنڈ کافی حد تک بڑھی ہوئی تھی۔ اس وقت بالکونی کی لائٹ جلائے، مرحہ اور عنیزہ آمنے سامنے بیٹھی تھیں۔ دونوں نے شال اوڑھ رکھی تھیں۔ دونوں کے ہاتھوں میں ہی چائے کے کپ تھے، جن سے وہ دونوں ہلکی پھلکی باتوں کے درمیان گھونٹ بھر رہی تھیں۔

بھابھی۔۔۔ مجھے آپ سے زمل کے متعلق بات کرنی تھی۔"، جبھی اچانک کچھ خاموشی کے "
بعد مرحہ نے کہا تو عنیزہ بھی اسے منتظر نظروں سے دیکھنے لگیں۔

"ہاں بولو۔ "

"اسے ہمایوں سے شادی نہیں کرنی۔"

عنیزہ نے ایک گہرا سانس لیا تھا۔

"ہاں، مگر کیوں نہیں کرنی؟ "

یہی تو اصل سوال تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

وہ۔۔۔وہ کسی اور کو پسند کرتی ہے۔"، کچھ توقف کے بعد مرحہ نے کہا تو عنیزہ گویا ایک پل کے لیے ٹھہر سی گئیں۔ پھر دل مضبوط کر کے اسے دیکھا۔

"کسے؟"

مصطفی کو۔"،اس کا کہنا تھا اور عنیزہ نے بے اختیار سر ہاتھوں میں دے کر آنکھیں بند کی تھیں۔

اب میں کیا کروں، مرحہ؟"، وہ جیسے بہت زیادہ پریشانی سے اس سے پوچھ رہی تھیں۔ انہیں شک تو پہلے بھی تھا۔اب شک یقین میں بدل گیا تھا۔

آپ مصطفی سے بات کر کے دیکھیں نا۔"، مرحہ نے تجویز پیش کی تھی جس پہ عنیزہ نے بے ساختہ ہی سر نفی میں ہلایا تھا۔

میں اس سے ایسے اپنی بیٹی کی محبت کی بھیک مانگ کر اپنی بیٹی کو بے وقعت نہیں کر سکتی، مرحہ۔۔۔اپنی بیٹی کو میں بے وقعت اور بے حیثیت نہیں کر سکتی۔۔۔کسی کے بھی سامنے نہیں۔۔۔چاہے وہ مصطفی ہی کیوں نہ ہو!"، عنیزہ کا لہجہ اٹل ہو گیا تھا جیسے یہ تو وہ کبھی بھی نہیں کریں گی۔ چاہے کچھ بھی ہو جائے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

”ہاں اگر مصطفی خود مجھ سے زمل کا رشتہ مانگتا ہے تو کسی کو کوئی اعتراض نہ ہو گا۔۔۔فریحہ کو بھی کچھ نہ کچھ کہہ کر میں منا ہی لوں گی۔۔۔“،وہ جیسے پر سوچ نگاہوں سے آسمان کو تکتی بول رہی تھیں۔مرحہ نے ایک گہرا سانس لیا تھا۔

مگر زمل۔۔۔اس کا کیا؟“، مرحہ نے کہا تو عنیزہ نے اسے دیکھا تھا۔“

”مصطفی کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا، مرحہ۔۔۔سوری۔“،وہ قطعیت سے کہہ رہی تھیں۔جبھی نظر بالکونی کے دروازے پہ کھڑے ساکت سے مصطفی پر پڑی تو وہ دونوں آنکھیں پھیلائے اسے دیکھے گئیں،جواب قدم اٹھاتا ان کی جانب آرہا تھا۔

”مجھے زمل سے شادی نہیں کرنی ہے۔میں اسے پسند نہیں کرتا۔“،وہ بول رہا تھا اور عنیزہ کو لگا تھا گویا ان کی بیٹی کو سرِعام بازار میں بے عزت کر دیا گیا ہو۔۔۔اتنی سبکی؟اتنی ذلت؟

اگر وہ مجھ سے پوچھ لیتی تو میں اس کو خود سے محبت کرنے سے روک دیتا۔۔۔نہ کرنے دیتا“ اسے خود سے محبت۔“،وہ بولتا ہوا گویا گرم گرم ابلتا ہوا سیسہ ان کے کانوں میں انڈیلتا ان دونوں کو تکلیف دے رہا تھا۔تکلیف تو خود کو بھی ہو رہی تھی، مگر مصطفی صالح کی تکلیف کی پرواہ ہوتی کس کو تھی؟

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ڈاکٹر صاحبہ۔۔۔اور پھپھو۔۔۔زمل یقیناً بہت اچھی لڑکی ہے۔اسے کوئی بھی اچھا سا لڑکا مل سکتا ہے۔۔۔ مگر میں نہیں۔۔۔میں اس سے شادی نہیں کروں گا۔۔۔ کبھی نہیں۔" وہ قطعیت سے کہتا، بغیر مزید کچھ کہے سنے، مڑ کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے چلا گیا تھا۔وہ صرف کہنے آیا تھا۔۔۔سننے نہیں۔ عنیزہ بے دم سی ہو کر کرسی کی پشت سے جا لگی تھیں۔ مرحہ بھی حیرت زدہ سی بیٹھی رہ گئی تھی۔ کیا مصطفیٰ صالح بھی ایسا کر سکتا تھا؟ وہ بھی زمل جہانگیر کے ساتھ؟ جواب نیا تھا۔۔۔

"ہاں!"

کر سکتا تھا وہ بھی ایسا!

مگر صرف زمل جہانگیر اور اس کی بہتری کے لیے ہی۔

مصطفیٰ صالح سب کچھ کر سکتا تھا!

۔

اگلا دن اچھا سا اترا تھا، مگر سب کے لیے نہیں۔۔۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

مرحہ کے کمرے میں اس وقت عنیزہ اور مرحہ شدید اضطراب کی کیفیت میں گھری نظر آتی تھیں۔ یہاں سے وہاں ٹہلتے، عنیزہ بے یقینی سے سر نفی میں ہلا رہی تھیں۔

میں دنیا کے کسی بھی شخص سے اس رویے کی توقع کر سکتی تھی، مگر مصطفی سے؟؟؟ کبھی نہیں!"، وہ بے یقین تھیں۔۔۔ حیرت زدہ بھی!

ہونا بھی چاہئے تھا!

"الفاظ تو دیکھ لیتا وہ اپنے۔۔۔ شادی نہیں کرنی تھی تو نہ کرتا۔۔۔ مگر یوں منہ پہ ریجیکٹ کر گیا وہ میری بچی کو۔۔۔ یہ بھی لحاظ نہیں کیا کہ وہ کسی اور کی نہیں، میری بیٹی ہے۔"، وہ انتہائی دکھی لگتی تھیں۔

"اس سے بہتر تو ہمایوں ہے۔۔۔ چاہے کچھ بھی تھا، کیا میری بیٹی یہ ڈیزرو کرتی تھی؟ کیا اسے بہتر نہیں ملنا چاہئے تھا؟"، وہ ہاتھ میز پر پٹختی شدید غصے میں بھی لگتی تھیں۔

مرحہ نے بے بسی سے انہیں نم آنکھوں سے دیکھا تھا۔ وہ تو پھنس کر رہ گئی تھی۔ ایک جانب مصطفی تھا تو دوسری جانب زمل۔ ایک جانب بھتیجا تو دوسری جانب بھتیجی۔ کیا کرتی وہ؟

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"دیکھیں بھابھی، ہم سب ہی جانتے ہیں کہ مصطفیٰ ایک ویل مینرڈ لڑکا ہے جو انتہائی تمیز و تہذیب والا ہے۔ مگر اس کے ساتھ حالات ہی ایسے پیش آئے ہیں کہ۔۔۔"، ابھی وہ مزید بول ہی رہی تھی کہ عنیزہ نے اسے عجیب نظروں سے دیکھا تھا۔ نظریں ایسی تھیں کہ بے ساختہ ہی اسے چپ لگ گئی تھی۔

"مگر میری بیٹی کا کیا قصور تھا؟"، اصل دکھ تو یہ تھا نہیں۔

تبھی عنیزہ اچانک ہی اٹھ کھڑی ہوئیں تو مرحہ نے سر اٹھا کر سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھا۔

"میں زمل کو بتانے جا رہی ہوں مصطفیٰ کا جواب۔"، وہ سخت سے انداز میں کہہ کر آگے بڑھنے لگیں تو مرحہ نے بے ساختہ ہی ان کا ہاتھ تھاما۔

"مگر بھابھی، زمل کا دل ٹوٹ جائے گا۔"

اس کی آنکھوں میں تفکر تھا۔ پریشانی بھی۔ دکھ بھی!

"ہاں تو کبھی نا کبھی تو دل ٹوٹنا ہی ہے نا؟"، عنیزہ ہاتھ چھڑواتی ہوئی وہاں سے چلی گئی تھیں۔

پیچھے مرحہ سر جھکائے فون اٹھا کر میر کی کال پک کر فون کان سے لگا گئی تھی۔ چہرے پہ اب بھی

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تفکر تھا۔آنکھوں میں ہلکی سی نمی بھی تھی۔ابھی میر کچھ دنوں کے لیے واپس دبئی گیا ہوا تھا۔
جب تک وہ وہیں رہ رہی تھی۔

۔

مصطفی کے کمرے میں گہری خاموشی کا راج تھا۔۔۔اندھیرے نے فضا کو اپنے شکنجے میں لے رکھا تھا۔دیوار گیر پردے کھڑکیوں کے آگے ڈلے ہوئے تھے۔صرف ایک زیرو بلب نے ہلکی ہلکی سی روشنی بکھیری ہوئی تھی۔۔۔اور اسی ہلکی سی روشنی میں وہ بستر پر بیٹھا کسی ہیولہ کی مانند لگتا تھا۔

ذرا قریب جا کر دیکھا جاتا تو وہ سیاہ بال ماتھے پہ بکھیرے، ویران نظروں کو کسی غیر مرئی نقطے پہ ٹکائے، ویران سا نظر آتا تھا۔یوں جیسے اس کے دل میں، دماغ میں گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔سنہری آنکھوں میں تھکاوٹ تھی۔بھورے رنگ کے سوئیٹر کے ساتھ ٹراؤزر پہنے، وہ خاموش تھا۔اے سی سلو کر کے کھولا ہوا تھا۔اس کے اندر جو ایک آگ لگی تھی، یہ اس کو تھمانے کی ایک ناکام کوشش تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

جبھی کمرے کے دروازہ کالاک کلک کی آواز سے کھلا تھا۔۔۔بغیر کسی دستک کے،بغیر کسی اجازت کے،زمل چلتی ہوئی اندر آگئی تھی۔سفید بے داغ شلوار قمیض کے ساتھ سفید ہی دوپٹہ چہرے کے گرد نماز کے سے انداز میں باندھے،اس کا چہرہ شفاف لگتا تھا۔

وہ جونہی اندر آئی،اس کو دیکھ کر وہ بے ساختہ ہی اپنی جگہ پر سیدھا ہو بیٹھا تھا۔وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی،اسے ہی دیکھتی ہوئی اس کے پلنگ کے بالکل پاس آ کھڑی ہوئی تو وہ جیسے ہوش میں آیا۔

ارے،زمل۔۔۔تم کھڑی کیوں ہو؟آؤ۔۔۔بیٹھو۔"، مصطفی نے پلنگ کی جانب اشارہ کر " کے کچھ ہچکچاہٹ اور نرمی سے کہا تھا۔مگر وہ کھڑی رہی۔۔۔کھڑی ہو کر اسے چبھتی ہوئی،شکوہ کرتی نگاہوں سے تکتی رہی۔

زمل۔۔۔"،کسی احساس کے تحت کہتا ہوا وہ دھیرے سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔لمبے قد کے " باعث اس سے کچھ فاصلے پہ کھڑے ہونے کے باوجود اسے گردن خفیف سی جھکا کر اسے دیکھنا پڑ رہا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"کیا کہا تھا تم نے اس دن؟"، زمل کی خاموش سی آواز کمرے میں گونجی تھی۔ خاموشی میں خلل پڑا تھا۔ کھڑکیاں اور کمرے کی ہر ایک چیز دم سادھے اس لڑکی کے بولنے کا انتظار کر رہے تھے۔

"میں۔۔۔میں تمہیں سمجھا سکتا ہوں، زمل۔"، وہ جیسے سمجھ گیا تھا کہ وہ کس بارے میں بات کر رہی ہے۔۔۔وہ کہنا چاہتا تھا۔۔۔اسے سمجھانا چاہتا تھا۔۔۔مگر وہ سن کہاں رہی تھی؟ آج تو وہ وہاں صرف کہنے آئی تھی۔ جیسے کل رات وہ صرف کہنے گیا تھا۔۔۔سننے نہیں۔

"کیا کہا تھا تم نے اس دن، سید مصطفی صالح؟"، اگلے ہی پل وہ دھاڑی تھی۔۔۔اس کی دھاڑ میں بھی کپکپاہٹ تھی۔ وہ اسے تپتی نگاہوں سے دیکھتی ایک قدم آگے بڑھی تھی۔

"تم بھول جاتی ہو۔ تم انسان کو خود کا عادی بنا کر چھوڑ جاتی ہو۔۔۔تم تو ایسی ہی ہو۔۔۔"، وہ اب کے ہلکی سی شکست خوردہ آواز میں تپتی جلتی آنکھوں کے ساتھ کہہ رہی تھی۔ "مصطفی صالح۔۔۔ایسا کون ہے، ایسا کون کرتا ہے، کیا مجھے یہ بتانے کی ضرورت ہے؟

زمل ایک قدم مزید قریب آئی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"تم ایکسائٹڈ ہو، ہے نا؟ ہونا بھی چاہیئے، ہمایوں جو آرہا ہے۔"، لہجے میں آنسوؤں کی نمی گھلی تھی۔ گلا دکھنے لگا تھا۔ آنسو کہیں اٹکے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ جسم لرزش کا شکار تھا۔

"تم نے کہا تھا کہ تم سنو گے جو میرے دل میں ہے۔۔۔اور تم نے سنا بھی۔۔۔ مگر تم پھر وہ سب بھول گئے؟"، لہجے میں بے یقینی در آئی تھی۔"میرے دل میں جو ہے، وہ جاننے کے بعد تم پیچھے ہٹ گئے؟ تم نے مجھے چھوڑ دیا۔۔۔ تم نے!"، وہ اس کی جانب انگلی اٹھاتی انتہائی اذیت سے بول رہی تھی۔

"میری بات تو سنو، زمل۔"، وہ بول رہا تھا مگر وہ بولنے دے کہاں رہی تھی؟

"کیا سنوں میں، ہاں؟ اب تم مجھے بتاؤ۔۔۔"، وہ بازو سینے پہ لپیٹ کر اس کی سنہری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہنے لگی تھی۔"عادی بنا کر چھوڑ کر کون جاتا ہے؟ کیا وہ تم نہیں ہو جو مجھے مرنے کے لیے چھوڑ کر جا رہے ہو؟"، وہ بہت ٹوٹی بکھری سی لگ رہی تھی۔۔۔یوں جیسے اس میں مزید سہنے کی، برداشت کرنے کی سکت نہ رہی تھی۔ ایک طویل گہری خاموشی سی دونوں کے درمیان حائل ہو گئی تھی۔

اب کے خاموشی میں خلل مصطفٰی صالح کی آواز نے ڈالا تھا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

زمل، میرا ایک حصّہ آئیمان کے ساتھ ہی مر گیا ہے۔"، وہ بولا تو اس کی آواز بے حد پست، شکست خوردہ سی تھی۔ سر جھکا ہوا تھا۔ مٹھی بھینچ رکھی تھی۔

"اور دوسرے حصّے کا کیا؟ کیا وہ حصّہ زمل جہانگیر کے ساتھ مرے گا؟"، وہ بہت بے رحمی اور سفاکی سے بولی تھی۔ مصطفیٰ کی بھینچی ہوئی مٹھی بے ساختہ ہی ڈھیلی پڑی تھی۔ اس نے اذیت اور ٹوٹی کرچیاں آنکھوں میں لیے، اسے سر اٹھا کر دیکھا تھا۔ دل میں کچھ چھناک سے ٹوٹا تھا۔ آواز کانوں تک آتی محسوس ہوئی تھی۔

"زمل، ایسا تو نہ کہو۔"

"کیوں؟ کیوں؟ کیوں؟ کیوں نہ کہوں ایسا؟"، وہ چیخ پڑی تھی۔ آنسو بھل بھل بہنے لگے تھے۔ رخساروں کو بھگونے لگے تھے۔ حلق کی گرہ کھل گئی تھی۔ آنکھیں سرخ انگارہ ہو رہی تھیں۔ کمرے کے در و دیوار نہایت افسوس سے اسے اذیت سے دوچار ہوتا دیکھ رہے تھے۔

"زمل۔"، مصطفیٰ کی ہلکی سی آواز اس کی چیخوں میں کہیں دب گئی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

میں مر جاؤں، ہاں؟ میرے ہونے نہ ہونے سے تو ویسے ہی تمہیں کوئی فرق نہیں " پڑتا۔۔۔میں مر بھی جاؤں تو تمہارا تو کچھ نہیں جائے گا۔۔۔اللہ، مجھے موت دے دے۔"، وہ کھڑی کھڑی اوپر دیکھ کر آنسوؤں کے درمیان بولی تو وہ جھٹ سے ایک قدم آگے آیا۔

پاگل ہو گئی ہو کیا؟"، وہ پریشان اور متفکر سا نظر آنے لگا تھا۔ زمل جہانگیر کے آنسو مصطفیٰ " صالح کے دل پہ گرا کرتے تھے۔اب بھی ایسا ہی ہو رہا تھا۔

تم جاؤ۔۔۔چھوڑ دو ایک بار پھر مجھے۔۔۔میں انسان تھوڑی ہوں۔"، وہ چیختے چیختے یکدم " ہی اپنا سر تھام گئی تھی۔ سر میں شدید درد کی لہر اٹھی تھی۔ ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا تھا۔ سب کچھ جیسے پس منظر میں جاتا چلا جا رہا تھا۔ رہ گیا تو وہ ایک "اندھیرا"۔

وہ اندھیرا جو اب اسے اندھا کرنے لگا تھا۔

وہ اندھیرا جو اب اسے اپنی زندگی میں گھلتا محسوس ہو رہا تھا۔

وہ اندھیرا جو اسے پہلے دکھا کرتا تھا۔

اذیت اور تکلیف پہنچاتا اندھیرا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تاریکی۔

اور پھر جیسے وہ چکراتی ہوئی ڈھے جانے کے سے انداز میں گرنے لگی تھی۔ مصطفی نے بے اختیار آگے بڑھ کر اسے تھاما تھا۔

زمل!"وہ اسے پکار رہا تھا۔اس کا چہرہ تھتھپا رہا تھا۔۔۔مگر وہ تو ہوش و خرد سے بیگانہ ہو چکی تھی۔ساری حسیات مر گئی تھیں۔ساری تکلیفیں ختم ہوتی محسوس ہوئی تھیں۔

-

باب 7: جہاد بہ نام کشمیر

فقط ذوق شہادت بستا ہے قلب میں شہید کے

جنت کو پالیں گے شہادت کے نصیب سے

جان و آرزو کو چھوڑتا ہوا تو آگے بڑھ

جا لے لے جا کے اپنی وہ شمشیر زیر تن

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

بہادری و شجاعت کا لباس جو ہے زیب تن

نہ کبھی اتارنا اسے، ہے یہ تن من دھن

قلب و جگر میں اپنے از کو بسا لے تو

جاں وطن کے کر حوالے، ہے یہ شہادت کی زو

کرتی ہے تیری حیات کی دعا تیری وفا

اب بس کلمۂ شہادت رہے زباں پہ یوں سدا

)از خود(

ایک سال بعد۔۔۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ہوا میں خنکی کا احساس ہوتا تھا اور ٹھنڈی ٹھار ہوا جسم سے آ کے لگتی تو رونگٹے کھڑے ہونے لگتے۔ شب کا اندھیرا ہر سو پھیلا ہوا تھا اور سیاہ آسمان میں چاند سفید بلب کی مانند چمک رہا تھا۔ بادل نہ ہونے کے برابر تھے اور دور فلک پہ ستارے جگنوؤں کی مانند چمکتے، جلتے بجھتے ہوئے نظر آتے تھے۔ آج چاند ہونے کے باوجود آسمان کافی تاریک اور اندھیر لگتا تھا۔

فضا میں ایک منفرد سی خاموشی نے اپنے پنجے گاڑھے ہوئے تھے۔ اور ٹھنڈ خطرناک حد تک بڑھی ہوئی تھی۔ ایسے میں کشمیر کے اونچے نیچے ہوتے، تنگ سے راستوں اور سڑکوں سے ہوتے ہوئے ہم ایک گلی میں بنے ایک مکان کی جانب جاتے تو ہم دیکھ سکتے تھے کہ وہ مکان دو منزلہ تھا۔ لکڑی سے بنا وہ مکان ایک چھوٹے سے باغیچے کے وسط میں بنا تھا۔

گھر کے دروازے کھڑکیاں بھی لکڑی کی ہی تھیں۔ باغیچے کے گرد ایک درمیانے سائز کی لکڑی کی باڑ بنی تھی۔ باڑ کے عبوری دروازے سے گھر کے داخلی دروازے تک ایک پتھریلی روش بنی تھی جس کے دائیں اور بائیں اطراف میں ہرا بھرا سا باغیچہ تھا۔ دروازے کی بائیں جانب ایک شیشے کی کھڑکی بنی تھی جس کی سل بھوری لکڑی کی تھی۔۔۔ بالکل باقی کے گھر کی طرح!

کھڑکی سے جھانکا جاتا تو اندر نظر آتے منظر کو دیکھ کر کچھ پل کے لیے آپ واقعی حیرت سے ٹھہر جاتے۔ سامنے گھر کے چھوٹے سے لاؤنج میں ایک جانب چمنی کے بالکل سامنے ایک نیلے رنگ

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کے سنگل صوفے پہ جاہد جانگیر بیٹھا نظر آتا۔ صاف رنگت والے چہرہ پہ ہلکی ہلکی شیو تھی۔ بھورے بال ماتھے کی جانب سے سرخ ٹوپی کی اوٹ سے نظر آرہے تھے۔ بھورا سوئیٹر اور ٹراؤزر پہنے، گلے کے گرد سرخ مفلر لپیٹے، وہ پہلے سے کافی بڑا لگتا تھا۔ چہرہ پہ جوانی کے آثار نظر آتے تھے۔ بڑھتی ہوئی ٹھنڈ کے باعث وہ ہر کچھ دیر میں چمنی کی جانب جھک کر ہاتھ آگ کے پاس کرتا، پھر پیچھے ہو کر صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ جاتا۔

ایک ہاتھ سے فون پکڑ رکھا تھا۔ شاید کسی سے محو گفتگو تھا۔ اندر جا کر اگر اس کے پاس جایا جاتا تو اس کی گفتگو سنائی دینے لگتی۔

امی۔۔۔میری پیاری امی۔۔۔ میں بڑا ہوں۔ اتنا بھی چھوٹا نہیں ہوں جتنا آپ سب مجھے " سمجھ رہے ہیں۔ میں لڑ سکتا ہوں۔ اور لڑوں گا۔ آپ پلیز میری ہمت بڑھائیں، گھٹائیں نہیں۔"، وہ کچھ روہانسے سے انداز میں کہہ رہا تھا۔ اگلی جانب اپنے کمرے میں بیٹھی عنیزہ نے ایک گہرا سانس لیا تھا۔

ہاں، تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ مگر تم میری بات بھی تو سمجھو نا۔ تم جانتے ہو کہ ابھی اس وقت " جب کوئی یہاں نہیں تھا، ہم سب کو تمہاری بہت زیادہ ضرورت تھی۔ اور تم بھی چلے گئے۔ تم تو

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ویسے بھی بہت چھوٹے ہی ہوا بھی۔"، عنیزہ پر شکوہ انداز میں اس سے کہہ رہی تھیں۔ دکھی بھی لگتی تھیں۔

آپ سب کچھ صحیح کہہ رہی ہیں۔۔۔ لیکن آپ خود بتائیں نا، مجھے اسلام اور اللہ کے لیے کچھ کرنے کا اس سے بہتر موقع اور کون سا ملے گا؟"، وہ نہایت مضبوط لہجے میں بولتا ہوا اپنی بات پہ مصر رہا تھا۔ اس کے کہنے پہ عنیزہ نے کچھ دکھ سے آنکھیں بند کی تھیں۔ پھر جب بولیں تو آواز سے یہ دکھ صاف جھلکتا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے بھئی۔ عابر اور مصطفی سے بات کرواؤ میری۔"، انہوں نے کہا تو جاہد شکر کے سے انداز میں چہرہ پہ ہاتھ پھیرتا اٹھ کھڑا ہوا۔ فون کان سے لگائے ہلکی پھلکی باتیں کرتا ہوا وہ لاؤنج سے نکل کر سیڑھیوں کے بالکل ساتھ بنے کمرے کی جانب بڑھا اور دھیرے سے دروازہ کھٹکھٹایا۔

اندر سے اجازت دے دی گئی تو دروازے کا ناب گھماتا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا اور پلنگ کی جانب بڑھ کر فون عابر کو پکڑایا اور مڑ کر چلتا ہوا سامنے صوفے پہ بیٹھے عزین کے ساتھ جا بیٹھا۔ عابر عنیزہ سے باتیں کرنے میں مصروف ہو گیا تو جاہد بھی فرصت سے عزین کی جانب متوجہ ہوا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"کیسے ہیں آپ، عزین بھائی؟"، نہایت نرمی سے پوچھا تو عزین دھیرے سے مسکرایا۔وہ مسکراہٹ بھی درد بھری تھی۔چہرہ پہ ایک تکلیف سی ابھری تھی جو جاہد سے بھی مخفی نہ رہ سکی تھی۔

"ٹھیک ہوں!" وہ ٹھیک نہ ہو کر بھی خود کو ٹھیک کہہ رہا تھا۔جاہد کو اس پہ افسوس ہوا تھا۔

"احد بھائی سے بات ہوئی؟"، اس نے نرمی سے پوچھا تو عزین نے نم آنکھوں کے ساتھ چہرہ جھکا کر سر اثبات میں ہلا دیا۔

"ہاں ہوئی تھی بات۔کہہ رہے تھے کہ آج شام میں تدفین ہو گئی ہے۔امی بھی بہت رو رہی تھیں۔آخر کو ایسے حالات میں ہمیشہ میں ہی تو انہیں دلاسا دیا کرتا تھا۔۔۔ابو کے وقت میں بھی میں نے ہی انہیں سنبھالا تھا۔"، وہ اذیت میں گھرا بہت مشکلوں سے بول رہا تھا۔جاہد اس کی بات سن کر کچھ قریب ہوا اور دھیرے سے اس کے شانے پہ ہاتھ رکھا۔

"آپ ہمت کریں۔۔۔اللہ کی مرضی تھی۔اس کی مرضی کے آگے ہم کیا کر سکتے ہیں۔"، اس نے اس کی ہمت بندھانے کو کہا تو عزین نے بے ساختہ ہی آنکھوں میں اترتی نمی کو ہاتھ کی پشت سے رگڑا اور سر اٹھا کر جاہد کو دیکھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

یقین ہی نہیں آتا کہ زید بھائی بھی جا سکتے ہیں۔وہ بھی اتنی جلدی۔"،وہ بولا تو آواز میں نمی گھلی تھی۔چہرہ اذیت کی نشاندہی کرتا تھا۔دل تڑپ رہا تھا مگر وہ اب بھی خود کو مضبوط ظاہر کیے ہوئے تھا۔اسے یہ کرنا ہی تھا۔"ابھی چند ہی ماہ پہلے تو ہم سب کتنے خوش تھے احد بھائی کی شادی پر۔۔۔مگر اب دیکھو، تین ہی مہینوں میں سب ختم ہو گیا۔بھائی کا کینسر اور پھر ڈیتھ۔۔۔یہ تو ہم نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا۔ایسا تو سوچا بھی نہیں تھا۔"،عزین عباس کا دل چاہ رہا تھا کہ پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دے۔مگر بعض دفعہ انسان بھی کتنا بے بس ہوتا ہے نا،رو بھی نہیں سکتا!

رونا بھی مانو ایک مشکل امر ہے۔خوش قسمت ہوتے ہیں وہ لوگ جو بلا جھجک رو سکتے ہیں۔مگر بد قسمتی سے،عزین عباس ان لوگوں میں سے نہیں تھا۔

www.novelsclubb.com

"اللہ کو جو منظور۔ہم انسان اس کے معاملات میں کیا کر سکتے ہیں؟"،جاہد نرمی سے اس کا شانہ ہلکا سا تھپتھپاتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا اور چل کر عابر کے پاس گیا جو اب بھی موبائل پر محو گفتگو تھا۔

"اب اگر ماں بیٹے کی داستان ختم ہو گئی ہو تو فون دے دیجیۓ۔مصطفی بھائی سے بھی بات کروانی ہے۔"،اس نے ذرا اکتاہٹ سے کہا تھا۔عابر کو اپنا فون کسی سے بات کرنے کے لیے

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

دینے کا مطلب ہے کہ اب اپنے فون کو تقریباً ایک گھنٹے کے لیے تو بھول ہی جاؤ۔ جاہد کی بات پہ عابر نے ناک بھوں چڑھا کر منہ بناتے ہوئے عنیزہ کو "خدا حافظ۔" کہا اور فون اس کے ہاتھ میں تھمایا، جسے تھام کر اگلے ہی پل جاہد کمرے سے باہر چلا گیا تھا۔

وہاں سے نکل کر وہ سیڑھیوں کے اگلی جانب بنے کمرے کی طرف گیا اور دھیرے سے دروازے پہ دستک دی۔ اندر سے اجازت مل جانے پر وہ دروازے کا ناب گھماتا، ہلکے سے دروازہ وا کرتا ہوا اندر داخل ہوا تھا۔ کمرے میں بالکل اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ سادہ سے کمرے کے ایک جانب ایک ڈبل بیڈ تھا تو دوسری جانب ایک درمیانے سائز کا صوفہ۔ سامنے دیوار پہ ایک کھڑکی لگی تھی جس کے پٹ لکڑی کے تھے۔ اسی کھڑکی کا ایک پٹ کھولے وہ کھڑا تھا۔

کمرے میں پھیلی گہری تاریکی میں اس کا سراپا ایک سیاہ سائے سا معلوم ہو رہا تھا۔ منہ کھڑکی کی طرف کیا ہوا تھا۔ اپنے پیچھے دروازہ بند کرتا ہوا وہ اس کے قریب چلا آیا تھا۔ اس کے قریب پہنچنے پر اسے مصطفیٰ کا ستا ہوا چہرہ نظر آیا تھا جس پہ پریشانی اور بے چینی صاف رقم تھی۔ گہرے بھورے رنگ کے سوئیٹر اور بھورے ٹراؤزر میں ملبوس، گلے میں مفلر لپیٹے، وہ سر پہ سیاہ اونی ٹوپی پہنے ہوئے تھا۔ ناک سرخ ہو رہی تھی۔ سنہری بھوری سی آنکھیں سامنے کھڑکی سے نظر آتے اونچے پہاڑوں پر جمی تھیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

امی کو آپ سے بات کرنی ہے، بھائی۔"، بغیر کسی لگی لپٹی کے کہہ کر جاہد نے اس کی جانب فون بڑھایا تھا جس پہ عنیزہ اب تک کنیکٹڈ تھیں۔ مصطفی نے بغیر کسی تردد کے فون تھام کر کان سے لگا لیا تو جاہد بھی مڑ کر چلتا ہوا آ کر صوفے کی پشت پہ ہاتھ پھیلا کر بیٹھ گیا۔

السلام علیکم۔"، مصطفی اب عنیزہ سے بات کر رہا تھا۔ جاہد یونہی لاشعوری طور پر اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

اگلی جانب سے کچھ کہا گیا تو مصطفی نے بے اختیار مسکرا کر ہلکا سا سر نفی میں ہلایا۔

نہیں ڈاکٹر صاحبہ۔ آپ کو کیسے بھول سکتا ہوں میں؟ آپ تو میری بیسٹ فرینڈ ہیں۔"، وہ بہت ادب اور عقیدت سے بول رہا تھا۔ چہرہ پہ مسکراہٹ تھی۔ لہجہ میں شیرینی۔

اسے دیکھتے ہوئے یونہی جاہد نے گردن موڑ کر کمرے میں ایک طائرانہ نگاہ دوڑائی تو سامنے بیڈ پہ نیند میں ڈوبے جعفر کو دیکھ کر نظریں بے ساختہ ہی اس پہ ٹھہری رہ گئیں۔ وہ ہاتھ سر کے نیچے رکھے، سیدھے ہاتھ کی کروٹ سے سویا ہوا تھا۔

اسے دیکھتے دیکھتے ہی ذہن کے پردہ پہ ایک منظر نمایاں ہوا تھا۔

کچھ دن قبل۔۔۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

بھوری لکڑی والے گھر کی باڑ سے ٹیک لگائے کھڑا جاہد اپنے سامنے کھڑے جعفر کو دیکھ رہا تھا جو اسے مصطفی کا پیغام دینے آیا تھا کہ وہ اسے بلا رہا ہے۔ سفید رنگ کے سوئیٹر کے ساتھ بھورا ٹراؤزر پہنے، سر پہ بھوری اونی ٹوپی پہنے، وہ اچھا لگ رہا تھا۔

اچھا میں آرہا ہوں۔"، اس نے گردن دائیں سے بائیں ڈھلکا کر تھکاوٹ سے ہلکے ہلکے دبائی" اور جانے کے لیے مڑا ہی تھا کہ یکدم ہی ذہن میں ایک خیال آیا اور اسی وقت اس نے بغیر کسی تردد کے وہ سوال پوچھ ہی ڈالا۔

جعفر۔"، اس نے پکارا تو جعفر جو آگے بڑھنے ہی لگا تھا یکدم ہی مڑ کر اسے دیکھنے لگا۔ " آنکھوں میں سنجیدگی تھی۔

ایک بات تو بتاؤ۔"، جاہد نے بڑی فرصت سے اس کی طرف مڑ کر کہا تو جعفر بھی پوری" طرح سے اس کی جانب گھوم کر اس کی طرف متوجہ ہوا۔ "تم اس جنگ میں شریک کیوں ہوئے ہو؟ مطلب وجہ کیا تھی اس جنگ میں شریک ہونے کی؟ کیا بدلہ؟"، پوچھتے پوچھتے اس نے جعفر کی بھوری آنکھوں میں دیکھا جو اس بات پہ مسکرائی تھیں۔ جعفر نے اس کی بات کے اختتام پہ ہلکے سے گردن نفی میں ہلائی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

نہیں۔"، اس نے متوازن مضبوط لہجے میں جواب دیا تھا۔اس کے لب مسکرائے تھے۔ "
شاید آنکھیں بھی۔وہ اب بھی کہہ رہا تھا۔"یہ جنگ تو میرے ذہن میں اس سب کے ہونے
سے پہلے ہی اپنے پنجے گاڑھ چکی تھی۔ہاں اسے عملی جامہ اب پہنا رہا ہوں۔"، وہ مسکراتے
ہوئے بتا رہا تھا۔اس کی بھوری سی آنکھوں میں ایک دیپ سا جلتا نظر آ رہا تھا۔ایک
!جوش۔۔۔ایک جذبہ سا

ہاں وہ تو ٹھیک ہے۔مگر کیوں؟اور کب؟"، جاہد کو اپنی بات کا جواب نہیں ملا تھا۔جعفر پھر "
سے مسکرایا تھا۔پھر ایک قدم اس کے قریب آیا اور اس کی سیاہ آنکھوں میں جھانک کر دیکھا۔
جاہد کو اس کی بھوری آنکھوں میں جوش و جذبہ کا ایک پورا جہان آباد نظر آیا تھا۔

پتا ہے کیا، جاہد؟"، اس نے بات کا آغاز کیا تو لہجہ یونہی متوازن تھا۔لب اب بھی مسکرا "
رہے تھے۔"مجھے کسی نے کہا تھا کہ شہادت اگر بہترین موت ہے تو غزہ بہترین زندگی ہے۔
اپنے دین کی خاطر اور اللہ کی راہ میں لڑ کر آخر میں اگر انسان شہید ہونے کے بجائے زندہ رہ
جائے، تو ایسی زندگی بہترین زندگی ہوتی ہے۔افضل ترین۔غزہ اس دن سے میرے لیے میری
زندگی کا اہم ترین مقصد بن گئی تھی۔میں شہید ہو کر مر بھی جاتا تو وہ بھی میرے لیے قابل
احترام اور مقدس ہوتا، مگر غازی بن کر زندہ رہوں تو اس سے بہتر میرے لیے کچھ نہیں۔"، وہ

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

آنکھوں میں الوہی چمک لیے ایک جذب کے عالم میں کہہ رہا تھا اور جاہد دم سادھے اسے دیکھتا جا رہا تھا۔ اسے آج اس لمحہ جعفر صادق پہ بے حد فخر محسوس ہوا تھا۔ ہاں! وہ مصطفیٰ ہی کا بھائی تھا۔ اس کے جیسا ہی!

اور تم؟ تم نے کیسے سوچا جنگ میں شریک ہونے کا؟"، اس نے یکدم ہی گنگا اپنی طرف سے" موڑ کر جاہد کی طرف بہائی تو وہ سٹپٹا گیا۔ پھر ہلکا سا مسکرایا۔ "جب مصطفیٰ بھائی نے تم سے جنگ میں شریک ہونے کا کہا تھا، تب تو تم نے بڑی سہولت سے منع کر دیا تھا۔ اب اچانک کیسے تم پرسوں آ گئے؟"، اس کے پوچھنے پر جاہد سیدھا ہوتا ہوا مسکرایا تھا۔ پھر اپنی سیاہ آنکھیں اس کی بھوری آنکھوں میں گاڑھ کر گویا ہوا۔

"شاید تم نے اکثر سنا ہو گا کہ سندھی قوم نہایت ترقی پذیر قوم ہے۔ نہایت آرام پسند، نہایت خود پرست، نہایت بد تہذیب، نہایت کام چور۔۔۔"، وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا اور جعفر پتا نہیں کیوں، بلاوجہ ہی شرمندہ ہوا جا رہا تھا۔ "مگر شاید تم نے کم ہی سنا ہو یا پھر سنا ہی نہ ہو کہ یہ قوم بہت اونچی انا والی ہوتی ہے۔ جہاں بات عزت پہ آ جائے، وہاں کسی کی ایک نہیں سنتے ہم۔ بس ایسا ہی کچھ میرے ساتھ ہوا تھا۔۔۔ بس وہ ہی لمحہ تھا جب میں نے فیصلہ کیا تھا کہ مجھے بھی یہ جنگ لڑنی ہے۔ ہاں، بعد میں بات محض انا سے نکل کر جذبۂ جہاد تک پہنچ گئی تھی۔ فی سبیل اللہ

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

بن گئی تھی۔"، کہنے کے بعد اس نے فرصت سے جعفر کو دیکھا تھا جو اس کی بات سمجھنے کی اور اس سب سے ریلیٹ کرنے کی پوری کوشش کر رہا تھا، مگر کر نہیں پا رہا تھا۔

خیر، میں تو بھول ہی گیا تھا کہ مصطفیٰ بھائی مجھے بلا رہے ہیں۔ خدا حافظ۔"، وہ مسکرا کر کہتے، "اس کی پشت تھپکتے ہوئے اندر کی جانب بڑھ گیا تھا۔

یادوں کا وہ سترنگی بلبلہ پھٹا تھا اور ذہن یکدم ہی ماضی سے حال تک کا سفر کر گیا تھا۔ اس نے گہرا سانس لیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ مصطفیٰ کی جانب بڑھا تو مصطفیٰ نے مڑ کر اس کو دیکھ کر دو انگلیاں دکھا کر ""بس دو منٹ اور"" کا اشارہ کیا اور الوداعی کلمات کہتا ہوا، فون بند کر کے اس کی جانب آیا۔ پھر فون اسے تھمایا تو جعفر نے فون ہاتھ میں پکڑ کر آنکھیں سکیڑ کے اسے دیکھا۔

ہو گئی میری اماں سے میری برائیاں؟"، لہجہ میں مستی تھی۔ اس کی بات پہ مصطفیٰ ہنس پڑا " تھا۔ پھر سر مزے سے اثبات میں ہلاتا ہوا اسے دیکھ کر بولنے لگا۔

"پوچھو ہی مت۔ تمہاری برائیاں کر کے اتنا مزا آتا ہے کہ بس۔"

اس کے جواب پہ جاہد نے بے ساختہ ہی بھنویں بھینچی تھیں۔ کڑی نظروں سے اسے گھورا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کیا؟ ایسے مت گھورو مجھے۔ خود ہی پوچھ رہے تھے۔ میں نے تو بس جواب دیا ہے۔"، شانے اچکا کر کہتے ہوئے وہ مزے سے اسے دیکھتے ہوئے آنکھ مار کر رخ موڑ گیا تھا۔

"چھوڑیں خیر۔ کیا ہوا ہے؟ ابھی تک جاگے ہوئے ہیں؟ آپ تو دس بجے ہی سونے چلے گئے تھے۔ اب تو ڈیڑھ بج رہا ہے۔"، جاہد نے آہستہ سے استفسار کیا تو وہ بھی سنجیدہ سا ہو گیا۔ پھر سر نفی میں ہلایا۔

"نہیں۔ سو تو اسی وقت گیا تھا۔ بس ایک خواب کے سبب نیند ٹوٹ گئی تھی۔ اب پتا نہیں کب نیند آئے گی۔"، اس نے کچھ سنجیدگی سے جواب دیا تھا۔ پھر یکدم ہی کچھ دیر پہلے تک اس کے چہرے پہ چھائی پریشانی اور اضطراب ایک بار پھر جھلکا تھا۔ "ہم بہت دیر کر رہے ہیں، جاہد۔ "آپریشن جلد ہی اسٹارٹ کرنا ہو گا۔

جاہد نے بھی تائیدی انداز میں سر ہلایا تھا۔

"ہاں میں بھی یہی سوچ رہا تھا۔ چلیں اب آپ بھی سو جائیں۔ رات بہت ہو گئی ہے۔ درود شریف پڑھ کر آنکھیں بند کر کے لیٹ جائیں۔ نیند جلدی آجائے گی۔"، وہ کہتے ہوئے مڑ گیا اور دروازہ بند کر کے "اللہ حافظ" کہتا کمرے سے نکل گیا۔

مصطفیٰ ایک گہری سانس لے کر پھر سے کھڑکی کی جانب مڑ گیا تھا۔ اسے خوشی ہوئی تھی اس خواب کو سوچ کر۔۔۔ وہی خواب جو اس نے ایک سال قبل ٹرین میں دیکھا تھا۔۔۔ اور وہی خواب جو اس نے ایک سال بعد اب پھر سے ابھی کچھ دیر پہلے دیکھا تھا۔۔۔ مصطفیٰ۔۔۔ چنا ہوا!

۔

اگلا دن مقبوضہ کشمیر پہ اجلا اجلا تو اترا تھا، مگر گزشتہ رات ہوئے بھارتی حملہ کے باعث زیادتر لوگ اپنے گھروں میں دبکے بیٹھے تھے۔ آسمان پہ سورج چمک رہا تھا مگر ٹھنڈ میں کوئی خاطر خواہ کمی نہیں آئی تھی۔

ایسے میں اس بھورے لکڑی کے گھر میں دیکھا جاتا تو وہاں خاصی چہل پہل نظر آتی تھی۔ مصطفیٰ، جاہد، عابر، جعفر، ہمایوں اور عزین، سب ہی وہاں موجود تھے۔ بلکہ ان کے علاوہ وہاں اور بھی لوگ موجود تھے۔ ایک بڑا مجموعہ سا تھا جو وہاں اکٹھا ہوا تھا۔ لوگ آگے پیچھے، یہاں سے وہاں آتے جاتے نظر آرہے تھے۔ سب گویا بہت جلدی میں لگ رہے تھے۔

اب کے کچھ دیر بعد دیکھا جاتا تو اب لاؤنج کا منظر بالکل بدلا ہوا تھا۔ ساری میزیں، صوفے اور دیگر تمام فرنیچر سائیڈوں پر رکھا ہوا تھا۔ جبکہ لاؤنج کے بالکل درمیان میں ایک چٹائی بچھی ہوئی

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تھی جس پہ بیس سے پینتیس مرد حضرات بیٹھے سامنے بورڈ کے ساتھ کھڑے مصطفی کو دیکھ رہے تھے۔ بھورے سوئیٹر کے ساتھ ہر اٹراؤزر پہنے، بال ہمیشہ کی طرح ماتھے پہ بکھیرے، وہ کافی پرکشش سا لگ رہا تھا۔ آستینیں کہنیوں تک موڑر کھی تھیں۔ پرکشش سنہری آنکھیں ان سبھی مرد حضرات پہ جمی تھیں۔ ہاتھ میں سفید چاک پکڑے، وہ ایک بار ان سب کو ایک نظر دیکھ کر مڑا تھا اور چاک سے سیاہ بورڈ پر کچھ الفاظ گھسیٹے تھے۔

خاموش پڑے ماحول میں چاک کے گھسنے کی آواز گونجنے لگی تھی۔

"چندر رام۔ میجر۔"

"روہن پریم۔ کمانڈر"

"للک گپتہ۔ کمانڈر"

"وکرم سنگھ۔ کمانڈر"

"راحل کمار۔ میجر"

بورڈ پہ ایک قطار میں یہ الفاظ درج تھے۔

www.novelsclubb.com

یہ وہ پانچ لوگ ہیں جن کو ڈاج دینا آسان نہیں ہو گا۔ان کو اسی علاقے کی کمانڈ تعینات کی گئی ہے۔اور انہیں ڈاج دیئے بغیر ہم کچھ نہیں کر سکتے۔۔۔کچھ بھی نہیں !"، مصطفی اپنی متوازن، سنجیدہ سی آواز میں ایک سرد سے لہجہ میں کہہ رہا تھا اور سب دم سادھے اسے سن رہے تھے۔"آج جو لوگ یہاں موجود ہیں،ان سے میں یہ امید کرتا ہوں کہ وہ ایک اچھے کمانڈر ثابت ہوں گے۔ پچھلے ایک سال سے مختلف طریقوں سے آپ لوگوں کو بہترین ٹریننگ دی جا رہی ہے۔مجھے لگتا ہے کہ اب آپ اس قابل ہیں کہ آپ پر بھروسہ کیا جاسکے۔ہم نے پچھلے ایک سال اس تنظیم کو خفیہ رکھنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔امید ہے کہ ہمارا مقصد پورا ہونے تک بھی یہ خفیہ ہی رہے گی۔ کیا ایسا ہی ہے ؟"وہ پوچھ رہا تھا اور یہ پوچھتے ہوئے سینے پہ اپنے بازو لپیٹے وہ نہایت پر اعتماد لگ رہا تھا۔کیا وقار تھا! کیا انداز تھا! کیا اعتماد تھا !

ان شاءاللہ۔"، تمام صاحبین ہم آواز ہوئے تھے۔ مصطفی نے سر کے خفیف سے اشارہ سے گویا شکریہ ادا کیا تھا۔پھر مڑ کر بورڈ کو دیکھا۔

وکرم سنگھ۔"، کہتے ہوئے اس نے ایک تصویر بورڈ پہ چسپاں کی اور کہنا جاری رکھا۔ "

وکرم سنگھ ان سب میں سب سے مشکل کمانڈر ہے۔ پچھلے بیس سالوں سے یہ بھارتی فوج میں ڈیوٹی دے رہا ہے۔اور اس بات میں ذرہ برابر شک نہیں ہے کہ یہ بہت قابل افسر ہے۔

www.novelsclubb.com

اسے ہرانا سب سے مشکل ہے۔ مگر یہ بات یاد رکھی جائے کہ اگر اسے ہرا دیا تو اس کا پورا یونٹ سمجھو ناکارہ ہو گیا۔ سب سے پہلے، سب سے اہم کام اسے مارنا ہے۔"، وہ کہتا جا رہا تھا اور سب غور سے دم سادھے اسے سن رہے تھے۔ سارے میں مصطفی کی آواز کے علاوہ صرف ایک گھڑی کی ٹک ٹک تھی جو سنائی دیتی تھی۔ کھڑکیوں سے دھوپ چھن کر ان لوگوں پہ پڑ رہی تھی جو زمین پہ چٹائی پہ بیٹھے مصطفی کو سن اور دیکھ رہے تھے۔

"ہمایوں، وکرم سنگھ اور اس کا یونٹ آپ کی اور میری ذمہ داری ہے۔ باقی سب کو ان کے علاقے اور یونٹ عابر جہانگیر آپ کی قابلیت اور افسر کی قابلیت دیکھ کر تعینات کریں گے۔"، ہمایوں نے سر ہلا دیا تو اس نے سر اور آنکھوں کے اشارے سے عابر کو وہاں آنے کا کہا۔ عابر بھی اب کے سر ہلاتا اس کی جگہ پہ آ گیا تھا۔ مصطفی جا کر سامنے دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کے کھڑا ہو گیا تھا۔ بازو سینے پہ لپیٹ لیے تھے۔

نظریں سامنے کھڑے عابر پہ ٹکائے وہ اسے سمجھاتا ہوا دیکھ رہا تھا۔ اس کے دائیں طرف ہمایوں بھی کھڑا عابر کو ہی سن رہا تھا۔

یکدم ذہن کے پردے پہ ماضی کا ایک منظر نمایاں ہونے لگا تو وہ حال سے بیگانہ ماضی میں کھو چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

دو سال قبل۔۔۔

مقبوضہ کشمیر میں آج صبح سے ہی ٹھنڈ کافی حد تک بڑھی ہوئی تھی۔ برف باری زور و شور سے جاری تھی۔آسمان کو سیاہ بادلوں نے ڈھک رکھا تھا۔

ایسے میں ایک روڈ پہ دیکھا جاتا تو روڈ پہ ایک چھوٹی سفید گاڑی درمیانی رفتار سے چلتی نظر آتی۔ اندر مصطفیٰ ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھا سامنے روڈ پہ نگاہیں اور توجہ مرکوز کیے ہوئے تھا۔اس کے برابر میں ہی پیسنجر سیٹ پہ آئیمان صادق بیٹھی تھی۔

لمبی ہری قمیض کے ساتھ سفید رنگ کا دوپٹہ سر کے گرد حجاب کی سی صورت لپیٹے، وہ نہایت خوبصورت لگ رہی تھی۔ مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پہ ٹکی ہوئی تھی۔ کھلا کھلا سا چہرہ خوشی کے مارے دمک رہا تھا۔گاہے بہ گاہے نگاہیں پھیر کر ساتھ بیٹھے مصطفیٰ کو بھی دیکھ رہی تھی جو سیاہ شرٹ اور جینز میں ملبوس انتہا کا ہینڈسم لگ رہا تھا۔۔۔ہمیشہ کی طرح!

اس کی نظروں کا ارتکاز تھا یا کیا، مصطفیٰ نے اچانک ہی چہرہ پھیر کر اسے دیکھا تھا۔پھر ایک ابرو اچکا کر اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"کیا ہو گیا ہے؟ اتنا مسکرا کیوں رہی ہو؟ کوئی لاٹری نکل گئی ہے کیا؟"، قدرے حیرانی سے پوچھا گیا۔ آئیمان کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔ اس نے مسکر کر سر پورا کا پورا کھڑکی کی جانب موڑ لیا تھا۔

"آئیمان صادق، تم سے پوچھ رہا ہوں میں۔"، اب کی بار مزید حیرانی میں ڈوبی آواز ابھری تھی۔

"مجھے پتا ہے۔"، تین لفظی جواب اسے موصول ہوا، وہ بھی گردن ہنوز کھڑکی کی جانب موڑے ہوئے۔ مصطفی نے لب بھینچے تھے۔

"آئیمان۔"، ضبط سے دانت پہ دانت جما کر کہا تو وہ تنگ کر اس کی جانب مڑی تھی۔

"مصطفی یار، کیا ہے؟ سارا مزا خراب کر دیا۔"، وہ بگڑ کر بولی تھی۔ چہرے پہ ہلکی ہلکی خفگی چھائی تھی۔

"ہاں تو مجھے بھی تو بتاؤ۔۔۔ یہ مزا تمہیں آ کیوں رہا ہے؟"، وہ بھی چڑ گیا تھا۔ ایک تو یہ آئیمان کی باتیں گھمانے کی عادت۔۔۔ سخت چڑ تھی مصطفی کو اس کی اس عادت سے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اب کے اس کے چہرے کے تنے تاثرات ڈھیلے پڑے تھے۔کچھ ایکسائٹڈ سی ہو کر وہ اس کی جانب پوری طرح سے مڑ کر اس کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔چہرہ پہ دبی دبی سی خوشی تھی۔

"پتا ہے کیا۔۔۔میری ساری دوستیں مجھ سے کہہ رہی تھیں کہ اوہ گاڈ آئیمان! تمہارے فیانسی کتنے ہینڈسم ہیں۔کتنے چارمنگ۔۔۔کتنے ڈیسنٹ ہیں۔"،وہ آنکھوں میں خوشی کی الوہی سی چمک لیے کہہ رہی تھی۔اس کی اس بات پہ ڈرائیونگ کرتا مصطفیٰ کچھ پل کے لیے واقعی لاجواب سا ہو گیا تھا۔کیا کہتا وہ اسے اس کی بچوں والی خوشی پہ؟

پھر ہلکا سا مسکرا کر سر اس کی جانب موڑا تھا جواب بھی مسکرا ہی رہی تھی۔

"ہاں تو بتانا تھا نا کہ ایسے بیٹھے بٹھائے آرام سے نہیں ملا یہ ہینڈسم فیانسی۔ہزار بار ناک رگڑی تھی میرے سامنے۔تب جا کر تمہارے رشتے کے لیے ہامی بھری تھی اس فیانسی نے۔"،وہ نہایت مزے سے کہتا ہوا اسے بری طرح تپا گیا تھا۔

"دہرانا ضروری ہے کیا؟"،وہ بہت زیادہ تپ کر بول اٹھی تھی۔چہرہ غصے سے سرخ پڑنے لگا تھا۔مصطفیٰ کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔

"بہت ضروری ہے،آئیمان صادق۔"،نہایت سمجھداری سے سر ہلاتا وہ اس کو مزید تپا گیا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"ڈرو اس وقت سے، مصطفیٰ صالح۔ڈرو جب تمہیں مجھ سے، آئیمان صادق سے محبت ہو جائے گی۔تب تم بھی میرے سامنے ایسے ہی ناک رگڑا کرو گے اور میں بھی تمہارا ایسے ہی مذاق اڑاؤں گی۔"، وہ بہت تپ گئی تھی۔غصے سے چہرہ کھڑکی کی جانب موڑے وہ خفگی سے باہر گرتی برف دیکھ رہی تھی۔جبکہ مصطفیٰ نہایت مزے سے سیٹی پہ کوئی دھن بجاتا ہر کچھ دیر میں نگاہ اٹھا کے محظوظ سے انداز میں اسے دیکھتا، پھر سر جھٹک کر ہلکا سا مسکراتے ہوئے توجہ روڈ پہ جما دیتا۔

وہ کسی کے پکارنے پر حال میں واپس لوٹا تھا۔یادوں کا بلبلہ فضا میں تحلیل ہوا اور پیچھے باقی رہ گیا تھا صرف دکھ اور پچھتاوا۔آئیمان کے ساتھ وقت صحیح سے نہ گزار پانے کا پچھتاوا!

عابر اسے بلا رہا تھا۔

"مصطفیٰ، اب تم آکر آگے کا پلان سمجھا دو۔"، وہ اسے کہہ رہا تھا۔مصطفیٰ سر جھٹک کر آگے بڑھ آیا تھا۔اب وہ پھر سے سب کو آگے کے لائحہ عمل سے آگاہ کر رہا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

رات کے اس پہر بھوری لکڑی سے بنا وہ گھر روشن سا تھا۔سب لوگ شاید ابھی تک جاگے ہوئے ہی تھے۔ بڑھی ہوئی ٹھنڈ کے باعث اپنے اپنے کمروں میں دبکے بیٹھے تھے۔دیوار پہ لگی سیاہ ڈائل والی کلاک اس وقت رات کے ڈیڑھ بجا رہی تھی۔آج پورے دن ان سب نے تمام لوگوں کے ساتھ مل کر آگے کا لائحہ عمل ترتیب دیا تھا۔سب اہم کام ہو چکا تھا۔اب بس آپریشن شروع ہونے کا انتظار تھا۔

ایسے میں اگر ہمایوں اور عابر کے کمرے میں دیکھا جاتا تو وہ دونوں بستر میں دراز کمبل اوڑھے نظر آئیں گے۔کمرے کی بتی جلی ہوئی تھی اور وہ دونوں بھی ابھی جاگے ہوئے ہی تھے۔عابر فون پہ کسی سے محو گفتگو تھا اور ہمایوں اس "کسی" سے بخوبی واقف تھا۔ایک نظر اس کو دیکھ کر سر جھٹک کر وہ سائیڈ ٹیبل کی جانب مڑا تھا۔

www.novelsclubb.com

سائیڈ ٹیبل پہ پڑا اپنا موبائل اٹھایا اور کھول کر یونہی پرانی تصویریں دیکھنے لگا۔یہ تصویریں عابر اور فجر کے نکاح کی تھیں جو آٹھ ماہ پہلے ہوا تھا۔کتنے خوش تھے نا سب اس دن! تصویریں آگے پیچھے،اوپر نیچے کرتے ہوئے اس کے ہاتھ ایک تصویر پہ ساکت ہوئے تھے۔انگلیاں ٹھہر گئی تھیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

وہ ایک فیملی فوٹو تھی جس میں سکندر شاہ کا پورا خاندان موجود تھا۔یہاں تک کہ صدیق اور فاریہ بھی۔ہمایوں کی چھوٹی بہن سارہ بھی۔درمیانے قد اور ہمایوں سے مشابہت رکھتے نقوش کی حامل وہ تقریباً بیس اکیس سال کی لڑکی تھی۔سب تھے اس تصویر میں سوائے دو نفوس کے۔

!اور وہ دو نفوس زمل جہانگیر اور مصطفی تھے

اور ہو بھی کیسے سکتے تھے وہ اس تصویر میں؟

اس کا ذہن پرانی یادوں میں بھٹکنے لگا تھا۔ذہن اس دن تک چلا گیا تھا جب اس کی زندگی کا ایک کڑوا سچ اس کے سامنے عیاں ہوا تھا۔ایسا سچ جس کی کڑواہٹ اسے آج تک محسوس ہوتی تھی۔

ایک سال قبل۔۔۔

مصطفی زمل کو بازوؤں میں اٹھائے حواس باختہ سا باہر آیا تھا۔ہمایوں اوپری منزل پہ ہی سیڑھیوں کے پاس کھڑا، مرحہ سے کچھ بات کر رہا تھا۔جبھی نظر سامنے سے آتے مصطفی پہ پڑی تو رگوں میں دوڑتے خون نے جوش مارا تھا۔خون کھول سا گیا تھا۔زمل کو مصطفی کے ہاتھوں میں دیکھ کر غصّہ تو بہت آیا تھا مگر اگلے ہی لمحہ حالت کی سنگینی کا احساس ہوا تو غصے کو بعد کے لیے رکھ کر وہ اور مرحہ اس کی جانب بڑھے تھے۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

مصطفی پریشانی اور پھولے سانسوں کے درمیان ان سے کچھ کہہ رہا تھا مگر ہمایوں کو تو صرف یہ سنائی دیا تھا کہ زمل بے ہوش ہو گئی تھی۔ وہ اچانک ہی روتے روتے سر پکڑے بے ہوش ہو گئی تھی۔ وہ تینوں شدید پریشانی کے عالم میں اسے لے کر ہسپتال بھاگے تھے۔ مرحہ نے جاتے سمے گھر پہ عنیزہ اور سکندر کو بھی اطلاع دے دی تھی۔ سوان کے ہسپتال پہنچتے ہی پیچھے پیچھے دوسری گاڑی میں وہ لوگ بھی وہاں پہنچ گئے تھے۔

اس وقت وہ سب کے سب ہسپتال کی سن پڑتی راہداری میں منتظر سے بیٹھے تھے۔ وہ ڈاکٹر کے باہر آنے کا انتظار کر رہے تھے۔ ہمایوں کے ہاتھوں میں واضح لرزش تھی۔ جسم پسینے سے شرابور ہو رہا تھا۔ پریشانی کے عالم میں یونہی اس نے سر اٹھایا تھا۔ نظروں نے بے ساختہ ہی کسی کو ڈھونڈا تھا۔

www.novelsclubb.com

مگر اسے وہ کہیں نظر نہ آیا تھا۔ اندر اٹھتے شدید ابال کے باعث وہ تیزی سے مٹھی بھینچتا ہوا اٹھا تھا۔ ارادہ اسے ڈھونڈ کر بازپرس کرنے کا تھا۔ اس نے واش رومز، کینٹین، لان، حتیٰ کہ ہر جگہ ہی ڈھونڈ لیا تھا، مگر وہ اسے کہیں نظر نہ آیا۔ یونہی آخر میں وہ واپس وہیں جانے لگا تھا کہ پریئر روم کے سامنے سے گزرتے ہوئے اسے جانی پہچانی سی آواز آئی تھی۔ وہ سسکیاں تھیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ٹھٹھک کر وہ رکا تھا۔ گردن خود بخود کمرے کے اندر کے منظر کی جانب مڑی تھی۔ پتلیاں ساکت ہوئی تھیں۔ منہ حیرت کے مارے کھلا تھا۔

مگر اگلے ہی پل یہ تمام جذبات و تحیر عنقا ہوا تھا اور اس سب کی جگہ شدید اشتعال نے لے لی تھی۔ غصّہ سے اسے اپنا ذہن ماؤف ہوتا محسوس ہونے لگا تھا۔ وہ مٹھیاں سختی سے بھینچے، لب سیے، اسے شعلہ بار نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ اندر کمرے میں وہ مصلیٰ بچھائے، زمین پہ بیٹھا، سسکیاں لے رہا تھا۔ جسم ہچکیاں کھا رہا تھا۔ وہ روتے روتے کہہ رہا تھا، بلکہ بھیک مانگ رہا تھا۔

"اے خدا! میرے خدایا! اسے بچا لے۔ کچھ کر، میرے مالک! مگر اسے بچا لے۔ میں اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس بات کا اندازہ اب مجھے ہو گیا ہے۔ میں اس سے معافی مانگ لوں گا، یا رب۔ اس کی ہر بات مانوں گا۔ اب اسے نہیں رد کروں گا۔ اس کی خواہش پوری کر دوں گا۔ اس کے لیے سب کے سامنے ڈٹ جاؤں گا۔ پر میرے مالک! تو اسے بچا لے۔ میں مر جاؤں گا اس کے بغیر۔"، وہ رو رہا تھا۔ وہ اٹھائیس سالہ اونچا شاندار سا مرد سجدے میں جھکا زمل جہانگیر کی زندگی کی بھیک مانگ رہا تھا۔ پھوٹ پھوٹ کر کسی چھوٹے بچے کی طرح رو رہا تھا۔

تو یہ ہوتی ہے محبت؟ یہ ہوتا ہے محبت کا صدق؟ یہ ہوتی ہے سچی چاہ؟

!تو پھر وہ کیا تھا جو وہ زمل سے کرتا تھا؟ شاید پسندیدگی۔۔۔ یا شاید صرف ایک خیال

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

یہ تو طے ہو گیا تھا آج کہ زمل جہانگیر کو مصطفی صالح سے زیادہ کوئی نہیں چاہ سکتا تھا۔ تو وہ پھر وہاں کیا کر رہا تھا؟

وہ کیوں موجود تھا وہاں؟

کیا جواز تھا اس کی وہاں موجودگی کا؟

اس کا وجود ساکت، پتھرایا ہوا تھا۔ سماعت اور بصارت پر یقین نہیں آ رہا تھا۔

یہ کیا کہہ رہا تھا وہ؟ اور کیا سن رہا تھا وہ؟

کچھ دیر بعد جب وہ مصطفی سمیت ہی سب کے ساتھ ہسپتال کے کمرے کے باہر بیٹھا تھا، تو ڈاکٹر کمرے سے نکلتے ہوئے دکھائی دیئے تھے۔ ان سب کی طرف آتے ہوئے وہ انتہائی سنجیدہ لگتے تھے۔ سب بے چینی اور منتظر سے اٹھ کھڑے ہوئے تو ڈاکٹر پیشہ ورانہ انداز میں گویا ہوئے۔

”مسٹر جہانگیر! آپ کی بیٹی کو سیویئر نروس بریک ڈاؤن ہوا ہے۔“ وہ اسی انداز میں مزید کہہ رہے تھے مگر اس میں سننے کی سکت نہ رہی تھی۔ وہ گویا سن سا ہو کر کان لپیٹے، کرسی پہ گر سا گیا تھا۔ کوئی اور بھی اس کے ساتھ ہی کچھ کرسیاں چھوڑ کر گرا تھا۔ ہمایوں جانتا تھا کہ وہ کون ہو گا! اسے گردن موڑ کر دیکھنے کی ضرورت نہیں تھی

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ہاتھ پیر ہلنے جلنے سے انکاری ہو گئے تھے۔

پتلیاں ساکت ہو کر فرش پہ ٹھہر گئی تھیں۔

وہ جھرجھری لے کر ان یادوں کے جال سے نکل آیا تھا۔ پھر کروٹ لیتا، اپنے سائیڈ کا لیمپ آف کرتا، آنکھیں بند کر گیا تھا۔ عابر اب تک فون پہ محو گفتگو تھا۔

بند سبز آنکھوں سے ایک گرم گرم آنسو نکل کر گال پر سے بہتا تکیے میں جذب ہو گیا تھا۔ کتنا کٹھن لگتا ہے نا گڑھے مردے اکھاڑنا!

۔

آج سردی کچھ اور بڑھ گئی تھی۔ بادل اتنے نہیں تھے مگر پھر بھی ایک چھاؤں سی تھی۔ ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں۔ اور ٹھنڈ سے ایسا محسوس ہو رہا تھا گویا رگوں میں دوڑتا خون تک جم جائے گا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ایسے میں بھورے لکڑی کے گھر میں جھانکا جاتا تو کچن سے کھٹ پٹ کی آوازیں آتی سنائی دیتیں۔ اگر کچن میں جھانکا جاتا تو مصطفی اور جاہد جلدی جلدی کام کرتے نظر آتے۔آج ان کی ایک اہم ملاقات تھی۔ انہی پینتیس افراد کے ساتھ آج انہیں مزید باتیں ڈسکس کرنی تھیں۔

بھورے سوئیٹر کے ساتھ اونی ٹراؤزر اور ٹوپی پہنے، سرخ ناک کے ساتھ مصطفی توے پہ اپنا ہالف فرائیڈ انڈہ بنا رہا تھا۔ جبکہ پیچھے کھڑا جاہد جلدی جلدی دودھ کا گلاس ختم کر رہا تھا۔ مصطفی نے انڈہ فرائی کر کے پلیٹ میں نکالا اور جاہد کی طرف مڑا۔

جاہد! دودھ پینے کے بعد جا کر جلدی سے جعفر کو اٹھالو۔ کہا بھی ہے اتنی دفعہ کہ فجر پڑھ کر سویا نہ کرے مگر اس کے کان پہ توجوں تک نہیں رینگتی۔ ڈھٹائی میں پورا آئیمان پر گیا ہے۔"، وہ کافی تپا ہوا تھا۔ ماتھے پر بھی بل تھے۔ ایک تو انہیں ماں بن کر پالنا پڑ رہا تھا۔ پھر یونہی مڑتے مڑتے نظر جاہد کے ادھ کھائے انڈہ پہ پڑی تو پارہ مزید ہائی ہو گیا۔

" یہ ختم کیوں نہیں کیا ہے؟"، جاہد نے فی الوقت عافیت اسی میں جانی کہ انڈہ ختم ہو جانا چاہئے، ورنہ مصطفی سے کیا بعید، اسے ہی ختم کر ڈالے۔ پھر سے میز پر بیٹھ کر وہ جلدی جلدی انڈہ کھانے لگا تھا۔ مصطفی پھرے چولہے کی جانب مڑ گیا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اتنا بھی غصّہ مت کیا کریں۔اور ایک بات تو بتائیں۔"،انڈہ ختم کر کے پلیٹ سنک میں دھوتے ہوئے اس نے یونہی شرارت سے کہا تھا۔مصطفی نے محض "ہوں" کہنے پہ اکتفا کیا تھا۔ ابھی اسے اپنا ناشتہ بھی بنانا تھا۔

"آئیمان بہت یاد آرہی ہیں ناآپ کو آجکل ؟"مصطفی اس کی اس بات پہ کچھ ٹھہر سا گیا تھا۔ آنکھیں نجانے کیوں ایک دکھی سے انداز میں مسکرائی تھیں۔پھر سر جھٹک کر وہ اس کی جانب مڑا تھا،جواب پلیٹ اور گلاس شیلف میں رکھتے،پوری طرح اس کی جانب متوجہ ہو چکا تھا۔

"زیادہ بولا مت کرو۔چھوٹے ہو تو چھوٹے ہی بن کر رہا کرو۔"،اس نے جیسے جاہد کو ڈپٹنا چاہا تھا،مگر وہ جاہد جہانگیر ہی کیا جس پہ کسی بات کا کوئی اثر ہو جائے؟

یونہی ڈھٹائی سے ابرو اچکا کر اسے دیکھے گیا۔

"ایک کان کے نیچے لگاؤں گا نا تو ساری شوخیاں نکل جائیں گی تمہاری۔"،وہ غصے سے کہتا اسے جعفر کو جا کر بلانے کا اشارہ کرتا پلٹ گیا تھا۔جاہد بھی سیدھا ہو کر جھینپ کر مسکرا دیا تھا۔ پھر فوراً اسے وہاں سے باہر بھاگا تھا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

پیچھے کچن میں کھڑا مصطفیٰ کافی گڑبڑ کا شکار ہو گیا تھا۔ یہ سچ تھا کہ آج کل اسے آئیمان کی واقعی بہت یاد آرہی تھی۔ وجہ شاید پھر سے کشمیر آنا تھی۔ وہ ناشتہ وغیرہ کرتا ہوا، فرصت سے اب کے میز پہ ہاتھ رکھ کر کرسی پہ بیٹھا تو ذہن کے پردے پہ ایک پرانا سا منظر لہرایا تھا۔

ڈیڑھ سال قبل۔۔۔

وا اپنے گھر پہ بیٹھا سامنے رکھے کینوس پہ رنگ بکھیر رہا تھا۔ رف سے حلیے میں بھی وہ ہمیشہ کی طرح ہی ہینڈ سم لگ رہا تھا۔ ہلکی ہلکی شیو بڑھی ہوئی تھی۔ سنہری آنکھوں میں ایک خوشی کی چمک تھی۔ ٹی شرٹ اور ٹراؤزر پہنے، وہ ایک ادا سے برش کینوس پر چلا رہا تھا۔

جبھی پاس میز پہ پڑا اس کا فون بج اٹھا تو اس نے برش پیلٹ کے برابر میں رکھا اور فون اٹھا کر کان سے لگایا۔ مصروف سے انداز میں اس نے "ہیلو" کہا تھا۔

السلام علیکم۔" اگلی جانب سے آئیمان کی تازہ دم سی آواز گونجی تھی۔ "

وعلیکم السلام۔۔۔ لڑکی، تم سوئی نہیں ابھی تک؟" وہ مسکرا کر مصنوعی سا ڈپٹ کر بولا تھا۔ "

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

نہیں مجھے نیند نہیں آرہی تھی سو سوچا کہ کیوں نا تمہارے ساتھ مل کر تھوڑی غیبتیں ہی کر لوں۔"، وہ مزے سے بولی تو وہ مسکرا کر دونوں ہاتھوں سے کانوں کو چھوتا ہوا فون میز پہ رکھ کر اسپیکر پہ ڈال گیا۔

"میں غیبتیں نہیں کر سکتا۔ یہ گناہ والے کام صرف تم پر ہی سوٹ کرتے ہیں بھئی۔ مجھ جیسے فرشتہ صفت انسان پہ نہیں۔"، وہ گویا توبہ توبہ کرتا ہوا کہہ رہا تھا۔ اگلی جانب اپنے کمرے میں بیٹھی آئیمان نے آنکھیں گھمائی تھیں۔

"ہاں بھئی، ہم تو ٹھہرے گناہ گار لوگ۔ ہمارا آپ جیسے نیک صفت لوگوں سے کیا مقابلہ؟"، وہ بھی مزے سے بولی تھی۔

"چلو۔ اب فون بند کرو۔ جب دیکھو، تنگ کرنے کے لیے فون کر لیتی ہو۔"، اب کے وہ اسے چڑانے کو بولا تو وہ حسب توقع چڑ گئی تھی۔

"ہاں ہاں جاؤ! نہیں کرتی تمہیں فون! اب فون کرو گے بھی تو نہیں اٹھاؤں گی میں۔ اور جب نہیں رہوں گی نا تو میری کال کا انتظار کرو گے تم، مگر کال نہیں آئے گی۔"، وہ خفگی سے کہتی، فون کاٹ گئی تھی۔ وہ مسکراتا ہوا سر جھٹک کر دوبارہ پینٹ کرنے لگا تھا۔ اسے عادت تھی آئیمان کی ایسی باتوں کی، سو کیا کہتا!

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ایک یاسیت بھری مسکراہٹ لیے وہ حال میں واپس آیا تھا۔ہلکا سا مسکرا کر دوبارہ سے ناشتہ کرنے لگا تھا۔

ہاں! یہ سچ تھا کہ کشمیر اسے آئیمان صادق کی یاد دلاتا تھا

-

کھڑکی سے نظر آتے آسمان پر سفید بادل چھائے تھے۔سفید برف جیسے ٹھنڈے بادل! تیز ٹھنڈی ہواؤں کا زور تھا۔ٹھنڈ بہت بڑھی ہوئی تھی۔ایسے میں بھوری لکڑی کے گھر کا منظر دیکھا جاتا تو سب وائنڈاپ کرتے نظر آتے۔ملاقات اختتام پذیر ہوئی تھی۔سب لوگ اپنے اپنے ٹھکانوں کو جا چکے تھے۔سب ادھر ادھر ہوگئے تو مصطفی بھی اپنے کمرے میں چلا آیا۔ دروازہ بند کر کے دھپ سے پلنگ پہ لیٹا اور ایک گہرا سانس لیتے ہوئے بازوؤں کا تکیہ بنا کر سر کے نیچے رکھ کر سیلنگ کو تکنے لگا۔

سنہری آنکھوں میں ایک نرم سا تاثر تھا۔ہلکی بڑھی ہوئی شیو میں وہ غضب ڈھاتا تھا۔سپید رنگت دمک رہی تھی۔ناک ٹھنڈ سے سرخ پڑ رہی تھی۔وہ خوش تھا! سنہری آنکھوں میں اس کی خوشی

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

صاف جھلک رہی تھی۔ چہرہ تروتازہ تھا۔ آج ان کی آخری ملاقات تھی۔ اب آپریشن شروع ہونے والا تھا۔ خوشی تو بنتی تھی!

اگلے ہفتے آپریشن جو تھا۔

اب کے وہ فارغ سا چھت کو دیکھتا، کچھ سوچ رہا تھا۔

فراغت بھی عذاب ہوا کرتی ہے۔ سارے تکلیف دہ لمحات آنکھوں کے سامنے گردش کرنے لگتے ہیں۔ زخم پھر سے ادھڑتے محسوس ہونے لگتے ہیں۔

فراغت سے نجات پانے کے لیے اس نے یونہی اپنا فون سائیڈ ٹیبل سے اٹھایا اور گیلری کھولی۔ آگے پیچھے، اوپر نیچے کرتے ہوئے ایک تصویر پہ اس کا ہاتھ گویا تھم سا گیا۔ انگلیاں بے ساختہ اس تصویر کو چھو کر اوپن کر چکی تھیں۔

وہ تصویر زمل جہانگیر کی تھی جو اس نے چپکے سے لی تھی۔ سیاہ پاؤں کو چھوتی لمبی میکسی کے ساتھ سیاہ دوپٹہ شانوں پہ پھیلائے، وہ بے حد حسین لگ رہی تھی۔ سیاہ لمبے بال کھول کر دائیں جانب پہ کاندھے سے آگے گرائے ہوئے تھے۔ ہلکا پھلکا سا میک اپ کیے، کانوں میں ڈائمنڈ ٹاپس پہنے، وہ سیاہ چمکتی آنکھوں سے کہیں دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

یہ اس دن کی تصویر تھی جب وہ سارے کزنز مل کر پہلی بار آؤٹنگ پہ گئے تھے۔ وہ اس تصویر میں مسکرا رہی تھی۔ چہرہ پہ الوہی سی چمک تھی۔ کتنا اچھا دن تھا ناوہ! سب کتنے خوش تھے! مگر پھر اس نے سب برباد کر دیا تھا!

ان سیاہ آنکھوں میں چمکتی خوشی اور اس خوبصورت چہرے کی مسکراہٹ، اس نے سب چھین لیا تھا۔ اس نے زمل کو موت کے منہ میں پہنچا دیا تھا۔ اس نے اس کو برباد کر دیا تھا۔ اس نے اسے تباہ کر دیا تھا۔

وہ مر رہی تھی اور تب وہ بے بس تھا! اس لمحہ اگر اس کا بس چلتا تو وہ سب ٹھیک کر دیتا۔۔۔ ہائے، مگر وہ بے بس تھا!

عنیزہ کی بے رخی، جاہد کی ناراضگی، مرحہ کا اکھڑا سا سلوک اور انداز، جہانگیر کی سخت نظریں، جعفر کی افسوس بھری نگاہیں، ہمایوں کی دہکتی نگاہیں، کلثوم دادی کی غصے سے جلتی سرخ انگارہ ہوتی آنکھیں، دادا کی دکھ بھری آوازیں اور آہ وزاری۔۔۔

مصطفی، میری بچی کو بچالو۔ مصطفی۔۔۔ میں تمہارے سامنے ہاتھ جوڑتا ہوں۔"، وہ روتے رہتے تھے اور منتیں کرتے رہتے تھے۔ ایک دو بار تو ہاتھ بھی جوڑ چکے تھے اس کے سامنے!

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

پر وہ کیا بتاتا انہیں کہ وہ آنکھیں جو اس وقت بند ہیں، انہیں وہ کبھی نم بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ وہ اس لڑکی کو ذرا سی بھی تکلیف نہیں دے سکتا تھا جو آج محض اس کی وجہ سے موت اور زندگی کی جنگ لڑ رہی تھی۔

وہ کیسے اس کو تکلیف دے دیتا؟ وہ تو اس کی پسندیدہ شخصیت تھی، جس کے لیے وہ خود کو بھی نظر انداز کر سکتا تھا۔ پر نہ جانے کیسے اس سے اتنی زیادتی ہو گئی تھی؟ ایک آنسو اس کی آنکھ سے نکلتا گال پہ لڑھکتا ہوا پلنگ میں جذب ہو گیا تھا۔

حلق میں گرھیں بندھ رہی تھیں۔ آنسو روکنے کے باعث حلق میں تکلیف ہونے لگی تھی۔ ضبط سے آنکھیں اور چہرہ سرخ پڑ رہی تھیں۔ بصارت دھندلا گئی تھی اور وہ تکلیف دہ مناظر پھر سے آنکھوں کے سامنے آ گئے تھے۔

www.novelsclubb.com

ایک سال قبل۔۔۔

زمل کو نروس بریک ڈاؤن ہوا تھا اور ڈاکٹرز نے شروع کے چوبیس گھنٹے کریٹیکل بتائے تھے۔

اگر اسے ان چوبیس گھنٹوں میں ہوش نہ آتا تو اس کی ڈیتھ بھی ہو سکتی تھی اور وہ کومہ میں بھی جا سکتی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

جب سے ڈاکٹر یہ بتا کر گیا تھا، تب سے اب تک چوبیس گھنٹے تقریبا ختم ہونے کو تھے۔ سب باری باری جا کر زمل کو ایک ایک بار دیکھ آئے تھے۔ ڈاکٹرز نے کہہ دیا تھا کہ کسی کی بھی قسم کی خبر کے لیے تیار رہیں۔

مصطفی کو بھی اسے دیکھنے جانا تھا مگر ہمت ہی نہ ہو سکی۔ وہ مسلسل نماز کے کمرے میں بیٹھا رو رو کر دعائیں کر رہا تھا۔

کل سے رو رو کر آنکھوں کا برا حال ہو گیا تھا۔ آنکھیں سوجی ہوئی سرخ اور متورم سی ہو رہی تھیں۔ کل سے وہ بہت سے لوگوں سے بہت سی باتیں سن چکا تھا۔ گھر کے ہر ایک فرد کو ان دونوں کے مابین چلے پچھلے چار سال کے معاملات کے بارے میں علم ہو گیا تھا۔

اس کی ہمت اب جواب دینے لگی تھی۔ ایک دو بار تو اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تو اس کا جی چاہا کہ خود کو جا کر ہسپتال کی عمارت سے نیچے پھینک دے۔ لیکن اس خیال کے اظہار پہ سکندر نے اسے ایک زوردار تھپڑ رسید کیا اور صاف لفظوں میں اسے باور کروا دیا کہ اس نے ایسی کوئی کوشش کی بھی تو وہ اس کے ہی پیچھے ہسپتال سے کود کر جان دے دیں گے۔ پھر آج قصر شاہ سے اس کے ساتھ ساتھ ان کا جنازہ بھی نکلے گا۔ اس اتنی واضح دھمکی کے بعد اس میں دوبارہ کچھ بھی کہنے کرنے کی ہمت نہ آئی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

وہ ابھی اس وقت بھی دکھتے گلے کے ساتھ رو رہا تھا جب اس کے کاندھے پہ ہاتھ رکھ کر کوئی اس کے برابر آ بیٹھا تھا۔ وہ ہمایوں تھا اور اپنی سبز متورم آنکھوں سے اس کی سنہری متورم آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

مصطفی، تم زمل سے ملنے نہیں گئے؟"، وہ بہت ہی نرمی سے پوچھ رہا تھا۔ مصطفی نے نم" آنکھوں کے ساتھ ہولے سے سر نفی میں ہلایا تھا۔ وہ اب ہمایوں سے نظریں ملانے کے بھی قابل نہیں رہا تھا۔ بلاوجہ کی شرمندگی تھی۔

اللہ تمہاری دعا سن لے گا، مصطفی۔ تمہاری اس حالت پہ تو مجھ جیسے ادنی، بے رحم انسان کا" بھی دل پگھل گیا جو تم سے نفرت کرتا ہے۔"، وہ کہتا جا رہا تھا اور مصطفی سوکھے لبوں اور دکھتے گلے کے ساتھ اسے سن رہا تھا۔

ہاں! وہ ہمایوں صدیق شاہ تھا۔ وہ اپنی نفرت کا اظہار بھی یوں کیا کرتا تھا جیسے اپنی محبت کا اظہار کر رہا ہو۔ "وہ اللہ تو ہے ہی رحیم اور کریم۔ وہ کیوں نہ تمہاری سنے گا؟ تم جاؤ اور جا کر زمل سے ملو، اسے دیکھو، اسے جگانے کی کوشش کرو۔ اللہ سے دعا کرو۔ چوبیس گھنٹے ختم ہونے والے ہیں۔ صرف چالیس منٹ رہ گئے ہیں۔ تم اللہ پر بھروسہ کرو اور جاؤ اس کے پاس۔"، ہمایوں نہایت

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

نرمی سے کہہ رہا تھا۔ مصطفیٰ اسے چند پل خاموش نظروں سے دیکھتا رہا، پھر چہرے پہ ہاتھ پھیرتا سر ہلاتا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اس کے قدموں کا رخ اب آئی سی یو کی جانب تھا۔

آئی سی یو کی جانب بڑھتے ہوئے اس کے قدموں میں لرزش سی تھی۔ اس میں نگاہیں اٹھا کر باقی سب کی نگاہوں کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں تھی۔ وہ بس چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا آئی سی یو میں داخل ہوا تھا جبکہ اپنی پشت پہ وہ عنیزہ، کلثوم اور جہانگیر کی نظروں کی تپش محسوس کر سکتا تھا۔ حلق میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔

زمل کے بیڈ تک پہنچ کر اس نے سارے پردے برابر کیے اور اس کے پائپوں اور مشینوں میں جکڑے وجود تک چلا آیا۔ اب وہاں نیم اندھیرا سا ہو رہا تھا۔ وہ آہستہ سے آ کر اس کے بیڈ کے قریب کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔ آنکھیں اب بھی متورم تھیں۔ گلٹی پھر سے ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔

"تقریباً چار سال پہلے ڈاکٹر صاحبہ کے کلینک پر تمہیں پہلی بار دیکھا تو تم مجھے بہت عجیب لگی تھیں۔"، دبیز پردوں میں گھرے مجسموں میں سے ایک کی گھمبیر سی، ٹوٹی کرچیوں سے بھری آواز وہاں گونجی تھی۔ مگر آج اس آواز میں وہ رعب، وہ توازن نہ تھا جو اس آواز کا خاصہ تھا۔ بیڈ پر دراز وجود میں ذرا بھی جنبش نہ ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ہسپتال کے اس کمرے کی دیواریں، پردے، مشینیں، سب دم سادھے اسے سن رہے تھے۔ بس نہیں سن رہی تھی تو وہ نہیں سن رہی تھی۔

تمہیں جاننے اور پہچاننے پر تم مجھے کافی دلچسپ لگی تھیں۔"، پھر سے وہی آواز گونجی تھی۔ڈرپ کا مائع قطرہ بہ قطرہ زمل کے بے حس و حرکت جسم میں سرایت کر رہا تھا۔

اچھی کب لگنے لگی، اندازہ ہی نہیں ہو سکا کبھی۔"، وہ دکھتے گلے کے ساتھ کہہ رہا تھا۔" آنکھیں اب خشک ہو چکی تھیں۔ حلق بھی شاید سوکھ گیا تھا۔

پھر مجھے تمہیں چھوڑنا پڑا، وہ بھی تمہاری ہی وجہ سے۔ ہمایوں کی وجہ سے۔"، اب کے اس" کی آنکھیں سپاٹ سا تاثر دے رہی تھیں۔ آس پاس جیسے ہر شے ساکت بت بنی اسے سن رہی تھی۔ دم سادھے!

www.novelsclubb.com

زمل جہانگیر کی پلکوں میں لرزش سی ہوئی تھی۔ پلکوں کے کناروں پر ہلکی نمی دکھی تھی۔ وہ اسے دیکھے بنا، چہرہ جھکائے کہتا جا رہا تھا۔ یوں جیسے وہ واقعی اسے سن رہی ہو۔

آئیمان سے منگنی، اس سے شادی پر میں دل سے مطمئن تھا، پر خوش نہیں۔ مصطفیٰ صالح کی" خوشی کا تعلق صرف اور صرف زمل جہانگیر سے ہے، یہ شاید میں بھول گیا تھا۔"، اس نے ایک

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

گہرا سانس خارج کیا تھا۔اس کے انداز میں تھکاوٹ تھی، گویا وہ خود کو دھوکا دیتے دیتے اب تھک گیا تھا۔

پھر آئیمان بھی چلی گئی۔خالہ بھی چلی گئیں۔سب ختم ہوگیا۔سب چھوڑ گئے مجھے۔)اس" کے لہجے میں ٹوٹے دل کی کرچیاں تھیں (پھر میں نے اپنی زندگی کا ایک مقصد بنالیا۔"،اس نے ایک لمباوقفہ لیا تھا۔آس پاس ہر شے منتظر سی اپنی سماعتیں اس پر ٹکائے ہوئے تھی۔خاموشی جان لیوا محسوس ہو رہی تھی۔

غزہ۔۔۔بدلہ۔۔۔جنگ۔۔۔جہاد۔۔۔کشمیر۔۔۔میری زندگی ان پانچ چیزوں کے گرد" گھومنے لگی۔باقی سب کہیں پیچھے رہ گیا۔تم میری پسند نہیں تھی، سب کچھ تھی،اسی لیے اپنے مقاصد کے پیچھے تمہاری زندگی برباد نہیں کر سکتا تھا میں۔اسی لیے سوچا تھا کہ خاموشی سے تمہاری زندگی سے خود کو دور لے جاؤں۔"، آنکھوں میں تکلیف سی ابھری تھی۔سرخی بڑھی تھی۔لب آپس میں سختی سے پیوست ہوئے تھے۔آنسو روکنے کی کوشش کی جا رہی تھی، مگر ایک آنسو پلکوں کی باڑ کو توڑتا اس کے گال پہ لڑھکتا چلا گیا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

میں اب خود کی ہی نظروں میں سب سے زیادہ گرا ہوا انسان ہوں۔ تمھاری اس حالت کی" وجہ صرف اور صرف میں ہوں۔ معاف کر دو مجھے۔"، وہ اب باقاعدہ رو رہا تھا۔ ہچکیوں کے !ساتھ !سسکیوں کے ساتھ

قسم کھاتا ہوں کہ تمہیں کچھ ہوا تو ابھی کے ابھی کسی ٹرک کے نیچے آکر اپنی جان دے دوں" گا۔"، وہ سر جھکائے، روتا جا رہا تھا جبکہ اس کے آخری الفاظ پہ بیڈ پہ لیٹے وجود میں جنبش ہوئی تھی۔ آنکھیں دھیرے سے کھلی تھیں۔ لب دبا کر اس نے بے اختیار ہی امڈ کر آتی مسکراہٹ کو دبایا تھا۔ اس کی آخری بات پر زمل جہانگیر کو ہنسی آئی تھی۔

البتہ سیاہ آنکھوں میں دکھ اور تکلیف پنہاں تھی۔ وہ اب سر جھکائے روتا جا رہا تھا۔ حلق میں درد ہو رہا تھا اور رونے کی وجہ سے آواز بھی بیٹھی ہوئی تھی۔ جسم کپکپاہٹ کا شکار تھا۔

میں نے تمہیں معاف کیا۔"، اگلے ہی پل ایک باریک سی لرزتی نسوانی آواز کمرے میں" گونجی تو اس نے ایک جھٹکے سے سر اٹھایا تھا۔ متورم سرخ آنکھوں سے اسے دیکھا تو وہ عجیب ہی معلوم ہو رہا تھا۔ بکھرے سیاہ بال، ملگجہ لباس، سرخ پڑتی ناک، کپکپاتے ہاتھ۔۔۔ اس کی ایسی حالت تو کبھی نہیں ہوئی تھی۔ وہ ایسا تو کبھی بھی نہیں تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اب تم جاؤ۔"، زمل نے زکام زدہ سی آواز میں کہا تو وہ جو ابھی کچھ کہنے ہی لگا تھا، ایک دم سے چپ ہو گیا۔ پھر دھیرے سے سر اثبات میں ہلاتا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا انداز بہت شکست خوردہ سا تھا۔ زمل کو اس پر ترس سا آیا تھا۔ وہ جانے کے لیے پلٹا ہی تھا کہ زمل کے اگلے الفاظ نے اس کے قدم پتھر کیے تھے۔

"بڑے ہی مطلبی ہو تم تو۔ عادت ڈال کر چھوڑ جاتے ہو۔ بیمار کو بستر پر مرنے کے لیے چھوڑ کر جا رہے ہو۔"، وہ بمشکل کہہ پا رہی تھی۔ کہنا ضروری جو تھا۔ اگر آج نہ کہتی تو شاید کبھی نہ کہہ پاتی۔

"تین گھنٹے ہو چکے مجھے ہوش میں آئے ہوئے۔"، اس نے مزید کہا تو مصطفیٰ نے آنکھیں پھیلائے چہرہ موڑ کر اسے دیکھا تھا۔ آنکھوں میں بے یقینی کے پہاڑ سمائے ہوئے تھے۔

"سید مصطفیٰ صالح! آج تمہارے پاس دو آپشنز ہیں۔ یا تو مجھے یہاں مرنے کے لیے چھوڑ جاؤ۔ یا پھر اپنے دل کی بات مان لو۔ مان لو کہ تم میرے بغیر نہیں رہ سکتے۔"، وہ آخر میں ہلکا سا مسکرائی تھی۔ کتنی پر یقین تھی وہ! جیسے یقین تھا کہ اس کی یہ بات تو غلط ہو ہی نہیں سکتی۔ آواز ہنوز زکام زدہ تھی۔

وہ بلا کی حیرت لیے اسے دیکھے گیا تو اس نے چہرہ کا رخ دوسری جانب موڑ لیا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

سمجھ گئی میں۔ چھوڑ دیا تم نے مجھے مرنے کے لیے۔" وہ خفگی سے کہہ رہی تھی اور اس کے اس نروٹھے انداز پہ مصطفی سر جھکا کر مسکرا دیا تھا۔

"ساری تو دل کی باتیں سن لیں تم نے میری۔اب بھی کیا اس بات کا کوئی جواز بنتا ہے؟" وہ وہیں کھڑا کھڑا کہہ رہا تھا۔زمل کو اس کی بات پر ہنسی تو آئی تھی پر اس نے روک لی۔چہرہ اب بھی دوسری جانب ہی موڑا ہوا تھا۔

"ہونہہ۔چلو جاؤ۔اب مجھے آرام کرنے دو۔۔۔اور ہاں! ابھی کسی کو بتانا نہیں کہ مجھے ہوش آ گیا ہے۔مجھے آرام کرنا ہے۔سب آ کر روتے رہیں گے تو آرام کیسے کروں گی میں؟" وہ زکام زدہ آواز میں کہہ رہی تھی۔چہرہ پر بھی تکان تھی۔وہ سر ہلاتا قدم باہر کی جانب بڑھا گیا تھا۔چند پل بند دروازہ کو دیکھتے رہنے کے بعد زمل نے بھی آنکھیں موند لی تھیں۔

دروازے سے باہر وہ جونہی نکلا، عنیزہ تیزی سے اس کی جانب بڑھی تھیں اور اس کا ہاتھ التجائی انداز میں تھاما تھا۔ان کی بھوری آنکھوں میں بے حد تکلیف تھی۔

"مصطفی؟" وہ ایک لفظ، وہ ایک نام، وہ ادا ہوا لفظ بہت سی امیدیں اور جذبات اپنے اندر لیے ہوئے تھا۔پیچھے کھڑے جہانگیر اور کلثوم بھی منتظر سے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔سماعت بھی

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اس کی ہی جانب لگی تھی۔ مصطفی کچھ ٹھہرا تھا، پھر قدم آگے بڑھا کر ان سب کو ایک نظر دیکھا تھا۔ پھر ہلکا سا مسکرا کر جوں ہی سر اثبات میں ہلایا تو سب کے جسموں میں جیسے جان سی دوڑ گئی۔ عنیزہ تیزی سے اندر کی جانب بڑھنے لگیں تو اس نے ان کی کلائی پکڑ کر یکدم ہی انہیں روکا تھا۔

ابھی اسے آرام کرنے دیں۔ اس نے مجھ سے کہا ہے کہ سب آ کر روتے رہیں گے تو وہ پر سکون اور آرام دہ نہیں رہ پائے گی۔"، وہ بہت نرمی سے ان سب سے بولا تو وہ سب ہی سمجھ کر سر ہلانے لگے تھے۔ وہ خفیف سا سر ہلاتا، ہلکا سا مسکرا کر آگے بڑھ گیا تھا۔

قدموں کا رخ اب نماز کے کمرے کی جانب تھا۔ جس خدا سے منتیں کی تھیں، دعائیں کی تھیں، رحم کی بھیک مانگی تھی، اس کے رحم کرنے پر اس کا شکریہ نہ ادا کیا جاتا تو یہ ناشکری ہوتی!

مصطفی کے لیے اس تکلیف کے بعد آسانی تھی۔ خوشی تھی! تحفہ تھا! شکر کا ایک آنسو ایک سال بعد آج پھر اس کی آنکھ سے ٹوٹ کر بستر میں جذب ہو گیا تھا۔ وہ آنکھیں موندے لیٹا رہا۔ سکون اس کے جسم میں سرایت کر رہا تھا۔

اور پھر کچھ لمحات ہوتے ہیں جب آپ کو اپنے رب پر بے تحاشا پیار آتا ہے۔ یہ بھی ایسا ہی ایک لمحہ تھا!

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

۔

رات کی تاریکی اسلام آباد میں ہر سو پھیلی ہوئی تھی۔آج صبح سے ہی ٹھنڈ قدرے کم تھی۔ایسے میں اگر قصر شاہ کے پورچ میں دیکھا جاتا تو کچھ لوگ وہاں کھڑے نظر آتے۔سکندر، کلثوم اور جہانگیر وہاں کھڑے اپنے مہمانوں کو الوداع کر رہے تھے۔جب کچھ قریب جایا جاتا تو آپ ان کے مہمانوں کو بھی صحیح سے دیکھ پاتے۔

ایک بڑی عمر کا صاف رنگت والا دراز قد آدمی اب سکندر شاہ سے مصافحہ کر رہا تھا۔وہ سفید بے داغ کف لگے شلوار قمیض پہنے، پٹھانی نقش و نقوش کا حامل شخص اپنی چھوٹی سیاہ آنکھوں سے مسکرا کر سکندر شاہ کو خدا حافظ کہہ رہا تھا۔وہ انتہائی گریس فل شخصیت کا مالک شخص ابراہیم لغاری تھا۔

پاکستان کا حالیہ وزیر اعظم، ابراہیم لغاری، جو کہ پچھلے ڈیڑھ سال سے بے بنیاد جیل میں سزا کاٹ رہا تھا۔اب کچھ ہی ہفتوں پہلے بے قصور ہونے پر اسے سزا سے آزادی ملی تھی اور الیکشن کے بعد وہ پھر سے وزیر اعظم منتخب ہو گیا تھا۔اس کے ساتھ پاکستانی قوم تھی جس نے پچھلے ایک

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

Governmental Boycott اور Non-cooperation سال سے

موومینٹز کر کے اسے باہر نکلوایا تھا۔ پاکستان کے عوام واقعی اس کی بہت بڑے مداح تھے۔

چلیں ابراہیم صاحب، پھر ملاقات ہو گی۔"، سکندر مسکراتے ہوئے کہہ رہے تھے۔"

ابراہیم نے سر کا خفیف سا اشارہ کر کے مسکراتے ہوئے جہانگیر سے مصافحہ کیا اور پھر سکندر کی

جانب مڑ کر انہیں مشکور نگاہوں سے دیکھا۔

ان شاءاللہ سکندر صاحب۔ آپ کی مدد کا بے حد شکریہ۔ اگر آپ ہمارے عوام کو ان"

موومنٹز کا آئیڈیا نہ دیتے تو شاید آج میں ابھی تک جیل میں ہوتا۔ آپ نے ہر موقع پر بہت ساتھ

دیا ہے۔ میں آپ کا بے حد مشکور ہوں۔"، ابراہیم لغاری نے اپنی بھاری متوازن سی آواز میں

کہا تو سکندر شاہ مسکرا کر رہ گئے۔ پھر ابراہیم صاحب اپنی اہلیہ کے ساتھ اپنی گاڑی میں سوار ہو کر

گھر کی جانب روانہ ہو گئے تو سکندر، کلثوم اور جہانگیر بھی گھر کی اندرونی جانب بڑھ گئے۔

مصطفی سے بات ہوئی؟"، اندر جاتے ہوئے کلثوم نے پوچھا تھا۔ آوازیں اب ہلکی ہوتی جا"

رہی تھیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"عنیزہ سے بات ہوئی تھی۔بہت جلد آپریشن شروع کریں گے وہ لوگ۔"،جواب جہانگیر کی طرف سے آیا تھا۔رات قطرہ قطرہ بہتی جا رہی تھی۔اوپر آسمان میں کھڑا چاند دھیرے دھیرے تاریکی کو گہرا ہوتے دیکھ رہا تھا۔

۔

اگلی صبح کا سورج طلوع ہوا تو پرندے اپنے آشیانوں سے باہر آئے اور رزق کی تلاش میں ادھر ادھر بھٹکنا شروع کیا۔آج موسم بہت زیادہ سرد نہیں تھا۔البتہ آسمان پر بادل آج بھی چھائے ہوئے تھے۔ایسے میں اس بھوری لکڑی والے گھر کی باڑ کا دروازہ عبور کر کے دائیں جانب جایا جاتا تو دو کرسیاں لگا کر ہمایوں صدیق اور عزین عباس بیٹھے نظر آئیں گے۔دونوں کرسیوں پر ایک دوسرے کے مقابل بیٹھے وہ جہانگیر کے بھیجے گئے ہتھیاروں کے بارے میں بات کر رہے تھے جو پچھلی رات ہی انہوں نے خفیہ طریقے سے ان تک بھجوائے تھے۔

"آپریشن شروع ہونے والا ہے۔بس اللہ سے دعا ہے کہ ہمیں ہمارے مقصد میں کامیابی حاصل ہو۔"،عزین ہلکی سی نرم گرم سی مسکراہٹ کے ساتھ ہمایوں کو دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"ویسے میں ایک بات سوچ رہا تھا، عزین۔"، اچانک ہی ہمایوں نے کہنی کرسی کے ہتھے سے ٹکا کر دو انگلیاں ٹھوڑی تلے رکھ کر دلچسپی سے اسے دیکھ کر کہا تو عزین مڑ کر پوری طرح اس کی جانب متوجہ ہوا۔ ہمایوں نے کہنا جاری رکھا تھا۔

"جب تم یہاں پر آئے تھے، تب تو تم مجھے کافی غیر سنجیدہ سے انسان لگتے تھے۔ اور تم تھے بھی ویسے ہی۔ لیکن اب تو تم بالکل بدل گئے ہو۔ سنجیدہ سے ہو گئے ہو۔"، اپنی سبز آنکھوں کو عزین کی سرمئی آنکھوں میں گاڑھے وہ کچھ دلچسپی سے اسے دیکھتا پوچھ رہا تھا۔

عزین اس کی بات پہ کھلے دل سے مسکرا کر کچھ سیدھا ہو بیٹھا تھا۔

"جب میں یہاں آیا تھا، تو غیر سنجیدہ تو نہیں، خیر۔ مگر مستیاں بہت کرتا تھا۔ پھر ایک دفعہ میں نے سوچا کہ ان مستیوں اور شرارتوں میں دماغ ضائع کرنے کے بجائے اگر یہی انرجی جنگ کے لیے لگاؤں تو بہت کچھ کر سکتا ہوں۔۔۔ اس کے علاوہ یہاں موجود لوگوں کا جذبہ اور جوش اور مقصد سے عقیدت دیکھ کر میرا دل بدل گیا۔ خود بہ خود ہی سنجیدہ ہو گیا میں۔"، وہ آنکھوں میں عقیدت لیے کہہ رہا تھا اور ہمایوں اسے چپ چاپ، ہلکی سی مسکان کے ساتھ سنتا جا رہا تھا۔

"خیر، چلو۔ اچھی بات ہے۔"، اس نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM
FB/INSTA:NOVELSCLUBB

پتا ہے، ہمایوں بھائی؟ جب زید بھائی کے کینسر کی خبر مجھے ملی تھی نا، میں پوری طرح تڑپ گیا" تھا۔ میری روح بے چین ہو گئی تھی۔ دل چاہ رہا تھا کہ اڑ کر پشاور پہنچ جاؤں مگر نہیں جا سکتا تھا۔"، وہ آہستہ آہستہ دور کہیں خلاء میں دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ آس پاس ہر شے جیسے پس منظر میں جانے لگی تھی۔ خاموشی اور سناٹا سا تھا جس نے اسے اپنے گھیرے میں لے رکھا تھا۔"بے بس تھا۔ مقصد کے آگے نہیں۔ ذمہ داری کے آگے۔ وہ ذمہ داری جو میری قوم اور میرے دین کے بھائیوں کی تھی۔ اس کے بعد بھائی کا انتقال ہو گیا۔ میں تب بھی نہیں جا سکا۔ میں اور ٹوٹ گیا تھا۔ دل کرچی کرچی ہو گیا تھا۔ پر پھر ذمہ داری اور مقصد کی تکمیل کے جوش نے دل کو جوڑ دیا۔"، وہ آہستہ آہستہ ہلکی سی آواز میں کسی عجیب احساس کے زیر اثر کہتا جا رہا تھا۔"اور پتا ہے کیا، بھائی؟ ٹوٹ کر بکھرنے کے بعد جڑنے والے دل بہت مضبوط ہوا کرتے ہیں۔"

"ٹوٹ کر بکھرنے والے دل جڑتے ہی کب ہیں، عزین؟"، ہمایوں کے دل سے نکلنے والے الفاظ لاشعوری طور پر اس کے لبوں سے بھی ادا ہو گئے تھے۔ وہ بول کر اچانک ہی چپ ہو گیا تھا۔

"جڑتے ہیں، بالکل جڑتے ہیں۔ انسانوں کے ہاتھوں توڑے ہوئے دلوں کو اللہ تعالیٰ جوڑتا ہے، بھائی۔ اور جس زخم پر مرحم ہمارا رب رکھے، وہ زخم کب ناسور بنتے ہیں؟ زمین والوں کے توڑے ہوئے دل آسمان والا جوڑتا ہے، اور ضرور جوڑتا ہے۔ بس صحیح وقت پر۔"، عزین عجیب

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

سے لہجے میں کہہ رہا تھا۔اس کی آنکھوں میں موجود کچھ دیر پہلے والی ویرانی کی جگہ اب ایک منفرد سے جذبہ نے لے لی تھی۔

"بڑی گہری باتیں کرتے ہو بھئی۔"،ہمایوں جھر جھری لے کر ہلکا سا مسکرایا تھا۔پھر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"میں ذرا جا کر مصطفی کو دادا کا پیغام دے دوں۔"،وہ مسکراتے ہوئے وہاں سے چلا گیا تھا۔

جبکہ عزین کرسی پہ بیٹھا،ہتھے پہ کہنی ٹکائے،اپنے چہرے کو بائیں ہاتھ کے پیالے میں ڈالے،کسی گہری سوچ میں کھویا ہوا معلوم ہوتا تھا۔وہ واقعی بہت گہرا ہو گیا تھا۔زندگی اچھے اچھوں کو تلخ گہرائیوں میں دھکیل کر اسے سنجیدہ بنا ڈالتی ہے۔ہائے! بڑی ظالم شے ہے یہ زندگی!

نومبر،2024۔۔۔20

رات گیارہ بجے۔۔۔

"شروع ہوئی وہ رات جس کا تھا بے صبری سے انتظار"

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ہر ظلم کا بدلہ، ہر قیدی کی آزادی

ہر خون کے قطرے کا بدلہ، ہر جان کی دیئت

ہر آہ، ہر آنسو، ہر سسکی کا بدلہ

ہر روتے ہوئے وجود کی ہچکی کا بدلہ"

رات اندھیرا اور تاریک تھی۔ ہر سو عجیب وحشت ناک سی خاموشی تھی۔ کہیں سے بھی جھینگر کی سرگوشی کے علاوہ کوئی اور آواز نہ آتی تھی۔ چاند آج پورا تھا اور ہر سو اپنی روشنی بکھیرنے کے باوجود کشمیر کی سرزمین کے اس حصّے کو پوری طرح روشن کرنے میں ناکام ہو رہا تھا۔

آج جنگ تھی۔ آج وہ رات تھی جس کا انتظار اس چنے ہوئے شخص نے پورا ایک سال کیا تھا۔

آئیان کا بدلہ، سویرا صادق کا بدلہ، اپنے ماں باپ کے خون کا بدلہ، کشمیر میں رہائش پذیر ہر اس معصوم کا بدلہ جس کا یا تو خود کا خون اس سرزمین میں جذب ہو گیا تھا، یا اس کے جان سے پیارے سائبانوں، ویروں، ماؤں، بہنوں یا بچوں کا خون یہ سرسبز و سرخ زمین اپنے اندر جذب کیے بیٹھی تھی۔ آج کی یہ سرد رات خون کی رات تھی۔ بدلہ کی رات تھی، آزادی کی رات تھی۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اس سنسان رات میں کشمیر کی ایک سنسان سڑک کے ایک کونے میں رکھے کچھ بڑے سائز کے کنٹینر کے اندر جھانکا جاتا تو اندر دو ٹارچ لائٹس جلی ہوئی نظر آتیں۔ اگر ان میں سے ایک ٹارچ لائٹ کی روشنی کے ہالے میں دیکھا جاتا تو سید مصطفی صالح کا دمکتا چہرہ نظر آتا۔ وہ ہاتھ میں پکڑے واکی ٹاکی پہ کسی سے محو گفتگو نظر آتا تھا۔

ٹھیک گیارہ بج کر پینتیس منٹ پہ سب کو یکجا ہو کر اپنے اپنے ہتھیار اٹھا کر حملہ کرنا ہے۔" ویسے تو میں آپ سب کے ساتھ کنیکٹڈ رہوں گا۔ لیکن اگر میں نہ بھی کہوں، تو بھی آپ سب نے حملہ کر دینا ہے۔ میرے آرڈر کا انتظار کوئی نہیں کرے گا۔"، وہ اپنی متوازن آواز میں کہہ رہا تھا۔ اور کہنے کے ساتھ ہی اس نے اپنا منہ واکی ٹاکی کے ذرا قریب کیا اور کہا۔ "عابر، آئی ریپیٹ اگین۔ جو جہاں ہے وہیں سے حملہ کر دے۔ کوئی بھارتی فوجی بچنا نہیں چاہئے۔ ہتھیاروں پر جب تک ضرورت ہو، سائلنسر لگائیں۔ جب حالات کنٹرول میں ہوں تو بھلے ہی سائلنسر ہٹا دیں۔"، یہ کہہ کر اس نے سامنے ٹارچ لائٹ کے دوسرے ہالے میں دیکھا اور دھیما سا مسکرایا۔ ہمایوں بھی ہلکا سا مسکرا کر دوسری جانب آنکھیں پھیر گیا۔ وہ اس سے زیادہ مصطفی کے چہرے کو دیکھتا تھا تو آنکھیں دکھنے لگتی تھیں۔ دل جلنے لگتا تھا۔ اور ہمایوں صدیق شاہ جلنے اور حسد کرنے والوں میں سے ہر گز نہیں تھا۔

www.novelsclubb.com

مصطفی نے کان میں لگے آلے کو دبایا اور گویا ہوا۔

"کمانڈرز اینڈ میجرز۔ آئی ریپیٹ اگین۔ سب اپنے موجودگی کنفرم کریں۔ "

ایکٹو سر۔"،ایک کے بعد ایک آوازیں کان میں گونجنے لگی تھیں۔ "

سب ،اپنی جان لگانی پڑے تو جان لگا دینا۔ جو بھی لٹانا پڑے، لٹا دینا۔ ہمارا مقصد مقدس "ہے۔ آزادی قربانی مانگتی ہے۔ اور ہم مجاہد ہیں۔ اسلام کے سپاہی۔ اسلام کو ڈیفینڈ کرنے والے۔ اور ہم آخری سانس تک اپنے مقصد سے وفا کریں گے۔ ان شاءاللہ۔"، وہ کہہ رہا تھا اور کشمیر کے کونے کونے میں پھیلے اس مقصد کے سپاہی اور اسلام کے مجاہد اسے دم سادھے سنتے "انشاءاللہ" دہرا رہے تھے۔ سب کا مسئلہ ایک تھا، خدا ایک تھا اور قرآن بھی ایک تھا۔

اور اب وہ سب جان بھی ایک تھے! دوسری جانب اپنے اپنے گھروں میں پر سکون نیند سونے والے کچھ مسلمان اور کچھ مومنین ایسے بھی تھے، جو اس "ایک" کے زمرے میں شاید نہیں آتے تھے۔ مگر مقصد اور جہاد کو اس سے فرق نہیں پڑتا تھا اور نہ ہی پڑ سکتا تھا۔

میں پھر دہرا رہا ہوں۔ کوئی نہیں بچنا چاہیئے۔ ہاں جو خود ہاتھ اوپر کر کے سرینڈر کر دے تو " آپ اسے باندھ کر کونے میں چھوڑ دیں گے اور یاد رکھئے، ان کی جان آپ کی ذمہ داری ہر گز

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

نہیں ہے۔ آپ کی ذمہ داری محض مسلمانوں کی جان ہے۔ کشمیریوں کی جان ہے۔"، وہ اپنے ازلی متوازن لہجے اور انداز میں کہہ رہا تھا۔ "کوئی مقصد سے ہٹے گا نہیں۔ ذہن صرف ایک چیز پہ فوکسڈ ہونا چاہیئے کہ "کشمیر کو آزاد کرنا ہے" اور اس کے لیے دل اور جان، جو لٹانا پڑے، لٹا دو۔"، یہ کہہ کر اس نے آلہ دوبارہ بند کیا اور ہاتھ میں بندھی گھڑی دیکھی۔ گھڑی گیارہ بج کر چھ منٹ بجا رہی تھی۔ کچھ دیر ایک گہری نامحسوس سی خاموشی چھائی رہی تھی۔ پھر اس خاموشی میں خلل ہمایوں کی گھمبیر سی آواز نے ڈالا تھا۔

"ٹھیک گیارہ بج کر اٹھائیس منٹ پر ہمیں وکرم سنگھ کا کام تمام کرنا ہے۔ حملے سے پہلے پہلے۔"، وہ مصطفی کو نہیں دیکھ رہا تھا۔ نظریں جھکائے اپنے پیروں کو دیکھتا جا رہا تھا۔

"ہوں، بہتر۔۔۔"، مصطفی نے اتفاق ہولے سے سر ہلایا۔ "ہمایوں، میں ذرا جہانگیر بابا کو بتا دوں۔"، کہتے ہوئے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ موبائل جیب سے نکال کر کنٹینر سے باہر نکل آیا۔ کنٹینر سے ٹیک لگائے وہ موبائل کان سے لگائے کھڑا تھا۔ چار پانچ گھنٹیوں کے بعد فون اٹھا لیا گیا تھا۔

"کب اسٹارٹ ہوگا؟"، سلام کے فوراً بعد جہانگیر نے سیدھا یہ سوال کیا تھا۔

"گیارہ بج کے پینتیس منٹ۔"، اس نے جواب دے کر گھڑی کو دیکھا تو گھڑی گیارہ بج کر دس منٹ بجا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

بابا، زمل سے بات کروادیں۔‘‘اس نے ہلکے سے کہا تو اگلی جانب جہانگیر کچھ پل خاموش رہنے کے بعد ’’رکو‘‘ کہتے زمل کے کمرے کی طرف بڑھے تھے۔ دروازہ کھٹکھٹانے کے بعد کھولا تو وہ بیڈ پہ دراز نظر آئی۔ اس کے برابر میں فجر لیٹی اس سے باتیں کر رہی تھی۔ جہانگیر کے ہاتھ میں فون دیکھ کر وہ فوراہی سمجھ گئی تھی کہ فون کس کا ہے۔ جہانگیر نے زمل کی جانب فون بڑھایا تو زمل نے نرم نگاہوں سے فون کو تکتے فون تھاما تھا۔ جہانگیر گئے تو فجر بھی ان کے پیچھے پیچھے ہی چلی گئی۔

اب زمل خاموشی سے سیدھی ہو کے بیٹھی اور بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر سیاہ دوپٹہ اٹھا کر شانوں پہ پھیلایا۔ بال ڈھیلے جوڑے میں بندھے تھے اور چہرہ پہلے کی نسبت تھوڑا ابھرا ابھرا معلوم ہوتا تھا۔

www.novelsclubb.com

السلام علیکم۔‘‘ اگلی جانب سے مصطفی کی دھیمی گھمبیر سی آواز ابھری تو اس کے لبوں پہ مسکراہٹ بکھر گئی۔

وعلیکم السلام۔‘‘اس نے ہلکے سے جواب دیا۔

کیسی ہو؟‘‘ مصطفی نے ذرا ٹھہر کر دوسرا سوال کیا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ٹھیک!"، جواب بھی اتنا ہی مختصر تھا۔ "

طبیعت کیسی ہے؟"، اگلا سوال بھی تیار تھا۔ "

طبیعت بھی ٹھیک ہے۔"، دوبدو جواب آیا تھا۔ "

ڈاکٹر کے پاس گئی تھیں؟"، وہ اب بھی اسی نرمی سے پوچھ رہا تھا۔ "

ہاں گئی تھی۔ ڈاکٹر نے کہا کہ سب ٹھیک ہے۔"، زمل نے جواب دیا۔ کچھ پل گہری خاموشی نے فون کے دونوں اطراف کو گھیرے رکھا تھا۔

زمل، میری ایک بات ماننا۔"، اس نے کچھ پل ٹھہر کر کہا تو زمل بھی تھوڑی سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ "

اگر میرا بیٹا ہوا تو اس کا نام عبداللہ رکھنا۔ اگر بیٹی ہوئی تو اس کا نام دادا سے کہنا، وہ رکھیں گے۔"، اس کی سنجیدہ سی آواز میں کہی اس بات پہ وہ ہولے سے مسکرائی تھی۔ پھر کچھ یاد آنے پر سر جھٹک کر ہنس دی تھی۔ "

www.novelsclubb.com
WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اتنی زیادہ سوچ ملتی کیسے ہے تمہاری اور دادا کی؟ سیم یہی بات انہوں نے بھی مجھ سے کہی "
تھی کہ بیٹی ہوئی تو فاطمہ نام رکھنا۔بیٹا ہوا تو مصطفیٰ سے کہنا، وہ نام رکھے گا۔"، وہ کہہ کر مسکرائی
تھی۔ مصطفیٰ بھی اگلی جانب دھیما سا مسکرایا تھا۔

پھر دوبارہ سے ایک بے نام سی خاموشی چھا گئی تھی۔ وہ دونوں چپ سادھے، ایک دوسرے کے
بولنے کے منتظر تھے۔

زمل، اپنا بہت خیال رکھنا۔"، جبھی اس نے کہا تو زمل کی سیاہ آنکھوں میں نمی چھلکی تھی۔ "

"جہاد میں دو چیزیں ہوتی ہیں، یا تو شہادت یا پھر غزہ۔ تم دونوں چیزوں کے لیے تیار رہنا۔"، وہ
کہتا ہوا زمل جہانگیر کا سانس روک گیا تھا۔

ایسے مت کہو، مصطفیٰ۔"، وہ تڑپ ہی تو اٹھی تھی۔ آنکھوں کی نمی بڑھ گئی تھی۔ دل کی "
دھڑکنیں تیز ہوئی تھیں۔

اگر میں واپس آیا تو تمہیں صحت مند دیکھنا چاہتا ہوں۔ اگر میرے واپس آنے پر تمہاری "
حالت بگڑی ہوئی ہوئی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔"، اس نے مضبوط لہجے میں ذرا سختی سے کہا
تو زمل کے دل کو تھوڑی ڈھارس اور تسلی سی ملی تھی۔ مگر آنکھیں نم ہو گئی تھیں۔ آنسو ٹپک
پڑنے کو بے تاب تھے۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

زمل، ایک بار پھر میں تم سے معافی چاہتا ہوں۔ آج تک میں نے تمہارا جتنا بھی دل دکھایا ہے اور جب بھی دکھایا ہے، میں اس کا مداوا تو نہیں کر سکتا، مگر معافی مانگ رہا ہوں۔ مجھے معاف کر دو زمل۔" اس کی یہ بات سن کر زمل کا ایک انسو یہاں ٹپکا تھا تو مصطفی کا دوسرا آنسو وہاں کشمیر میں کنٹینر سے ٹیک لگائے ٹپکا تھا۔

"اپنا خیال رکھنا۔" نم لہجے میں کہہ کر وہ فون رکھنے ہی والا تھا کہ وہ دوسری جانب سے جلدی سے بول اٹھی تھی۔

"رک جاؤ مصطفی۔ اتنی جلدی فون مت بند کرو۔" اس کے کہنے پر، اس کے لہجے کی تڑپ محسوس کر کے اس نے بے بسی سے گھڑی دیکھی تھی۔ گھڑی گیارہ بج کر پندرہ منٹ بجا رہی تھی۔ یعنی وہ ابھی کچھ دیر مزید بات کر سکتا تھا۔

"اچھا، ٹھیک ہے۔" اس نے آہستہ سے کہا تو تھا مگر زمل اپنے آنسوؤں پر قابو نہیں رکھ پائی تھی۔ وہ یکدم ہی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔ آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا بہہ گیا تھا اور ہچکیوں اور سسکیوں کی آوازیں کمرے میں گونج رہی تھیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اب اگر تم روتی رہی تو میں کیسے جاؤں گا؟ تم رونے کے بجائے ہمارے لیے دعا کرو۔ ہمیں ''
تمہارے آنسوؤں سے زیادہ تمہاری دعاؤں کی ضرورت ہے۔'' وہ اسے نہایت نرمی سے، آرام
آرام سے سمجھا رہا تھا اور وہ روتے ہوئے اسے سن رہی تھی۔ آنکھیں سرخ انگارہ ہو رہی تھیں۔

مجھے تمہارے ساتھ وہاں آنا تھا۔'' وہ رونے کے درمیان منمناتے ہوئے بولی تو وہ یکدم ہی ''
سر جھٹک کر ہنس دیا تھا۔

اچھا، اب تم رونا بند کرو اور میری حفاظت اور ہمارے مقصد کی تکمیل کے لیے دعا کرو۔ ''
نفل ادا کرو، دعا کرو اور پھر آرام سے سو جاؤ۔ اللہ نے چاہا تو کل صبح میں تمہیں فون کروں گا۔''

وہ نجانے کیسے، کس دل سے اسے اپنی واپسی کی تسلی دے رہا تھا جبکہ اس بات کا یقین تو اسے خود
بھی نہیں تھا کہ آیا وہ شہادت پائے گا یا زندہ بچ جائے گا۔

چلو، اب اپنا بہت زیادہ خیال رکھنا۔ اللہ حافظ!'' مصطفی نے ہلکے سے کہہ کر اس کے 'اللہ ''
حافظ' بولنے کا انتظار کیا مگر وہ نہ بولی تو ایک بار پھر زور دے کر بولا۔

''اللہ حافظ، زمل۔''

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اللہ کے امان میں دیا میں نے تمہیں۔" وہ کہہ کر روتے روتے فون بند کر گئی تھی۔ دوسری" طرف مصطفی ہلکا سا مسکرا کر فون جیب میں رکھتا اندر کنٹینر کی جانب بڑھا تھا اور ہمایوں کو ہاتھ سے اشارہ کیا تو ہمایوں سر ہلا کر اپنی پسٹل، رائفل اور بیگ اٹھا کر باہر نکل آیا۔

مصطفی نے اپنا بھورا بیگ اپنے کاندھوں پہ ٹکایا، پسٹل کو پنڈلی میں ڈالا، رائفل ہاتھ میں تھامی اور وہ اور ہمایوں چل پڑے۔ ان کے پیروں کا رخ اب وکرم سنگھ کے کیمپ کی جانب تھا جہاں وہ اسّی بھارتی فوجیوں کے ساتھ ڈیرہ جمائے بیٹھا تھا۔

۔

گھڑی اب گیارہ بج کر چھبیس منٹ دکھاتی تھی اور کیمپ فور کے ساتھ رکھے بڑے بڑے قد آدم پتھروں کے پیچھے وہ دونوں اور ان کے اٹھائیس ساتھی موجود تھے۔ گہری خاموشی چھائی تھی۔ یوں لگتا تھا گویا وہ اپنا سانس بھی روکے بیٹھے ہیں کہ کسی سانس اور آہ تک کی آواز سماعت سے نہ ٹکراتی تھی۔

ان کے پاس ابھی چار منٹ تھے جس کے اندر اندر انہیں وکرم سنگھ اور اس کا یہ مین کیمپ تباہ کرنا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

بڑھی ہوئی سردی کے سبب سب نے پنے اپنے کان ڈھانپ رکھے تھے۔سب نے ہی بلٹ پروف جیکٹ پہن رکھے تھے اور سب کے پاس بڑے بڑے بستے موجود تھے جن میں بم، گولیاں، گرینیڈز اور مزید مختلف چیزیں موجود تھیں۔

اتنے میں وکرم سنگھ اپنے ایک ساتھی کے ساتھ کیمپ کے باہر آتا دکھائی دیا تھا۔وہ لمبا چوڑا سکھ فوجی خاکی وردی اور خاکی پگڑی میں ملبوس تھا۔اس کی بڑی داڑھی اور بڑی بڑی مونچھیں اسے خطرناک سا لک دیتی تھیں۔وہ اپنے ساتھی فوجی سے کچھ کہتا ہوا عین ہمایوں کے پاس آ کھڑا ہوا تھا اس بات سے بالکل بے خبر کہ جس پتھر کے پاس وہ کھڑا ہے،اس کے عین پیچھے پاکستانی قوم کا ایک جوان کھڑا اس کے قتل کا منصوبہ بنا چکا ہے۔

وکرم سنگھ اپنی بھاری آواز اور پنجابی لہجہ میں ساتھی فوجی سے کچھ کہہ رہا تھا اور جو وہ کہہ رہا تھا، اس کو سن کر کچھ لمحوں کے لیے وہاں موجود تمام لوگوں کے پیروں سے زمین واقعی کھسک گئی تھی۔

"پاکستانی اور کشمیری لوگ آزادی کا سنگا تھن کر رہے ہیں اور مجھے اس بات کا پورا پورا وشواس ہے۔"،وہ کہہ رہا تھا۔"میں اوپر تک یہ بات پہنچانا چاہتا ہوں۔تم یہاں ٹھہر کر پہرا دو اور میں ابھی جا کے آپریٹر سے بات کروانے کا کہتا ہوں۔میں بتا رہا ہوں کہ وہ لوگ کچھ ہی دنوں میں کچھ

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

نا کچھ گڑ بڑ کریں گے۔ ضرور کریں گے۔"، وہ کہتا جا رہا تھا اور ان سب کا حلق خشک کرتا جا رہا تھا۔ بس ایک چیز تھی جو فائدہ مند تھی اور وہ یہ تھی کہ اس کے وہم و گمان میں بھی یہ نہیں تھا کہ وہ "گڑ بڑ" آج رات ہی ہونے والی تھی۔

ہمایوں نے مصطفی کو اشارہ کیا تو مصطفی نے باقی سب کی طرف دیکھ کر دو انگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے آخر میں کھڑے دو لوگوں کو آپریٹر کے کمرے میں جانے کا اشارہ کیا۔

یہ آپریٹر ختم ہو جاتا تو آگے فی الحال خبر نہ پہنچتی۔

وہ دونوں لوگ سر ہلا کر چھوٹے چھوٹے خاموش قدم اٹھاتے دائیں جانب قائم آپریٹر کے کیمپ کی طرف بڑھنے لگے۔ دوسری جانب ستائیس منٹ گھڑی پہ جونہی ہوئے، مصطفی نے اپنی پستول کا نشانہ وکرم سنگھ کے ماتھے کی جانب کیا جبکہ ہمایوں نے اپنی پستول کا نشانہ دوسرے ساتھی کی پیشانی کی جانب کیا۔ دونوں کی ہی پستولوں پر سائلنسر لگا تھا۔

سیکنڈز گزرتے جا رہے تھے اور وہ دونوں ہی اپنی اپنی گھڑیوں کی طرف دیکھ رہے تھے۔ جونہی گھڑی پہ اٹھائیس منٹ ہوئے، دونوں کا ہاتھ ٹریگر پہ دبا تھا اور دونوں کی پستولوں سے گولیاں تیزی سے نکل کر وکرم سنگھ اور ساتھی کے ماتھوں پہ ایک جھٹکے سے پیوست ہو گئی تھیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ایک جھٹکا لگا تھا اور وہ دونوں آدمی اپنے پورے قد کے ساتھ زمین بوس ہو گئے تھے۔ مصطفی کے جسم میں جیسے ایک اطمینان سا اترا تھا اور اس نے سکون سے آنکھیں بند کر کے ایک گہرا سانس فضا کے سپرد کیا تھا۔ آئیان صادق کا مردہ، بے رنگ سا چہرہ اس کی آنکھوں کے سامنے آیا تھا اور کرب مزید بڑھ گیا تھا۔ بدلہ کا وقت آن پہنچا تھا! اور غزہ کا بھی!

۔

دوسری جانب روہن پریم کے کیمپ پندرہ کے باہر کھڑے عابر اور جاہد وہاں مزید سو لوگوں کے ساتھ موجود تھے۔ گھڑی گیارہ بج کر تیس منٹ بجا رہی تھی۔ روہن پریم کی پیشانی عابر جہانگیر کی پستل کے نشانے پر تھی۔ صرف ٹریگر دبانے کی دیر تھی جب عابر نے اپنے کان میں لگے آلے کو دبایا تھا۔

عابر جہانگیر، وکرم سنگھ از ڈاؤن۔" مصطفی کی متوازن گھمبیر، اطمینانیت بھری آواز اس "کے کان میں گونجی تو اس کے لبوں پر بے اختیار ہی ایک مسکراہٹ در آئی تھی۔ اس نے نگاہیں اٹھا کر جاہد کو دیکھا تھا اور آنکھ کا اشارہ کیا تھا۔ جاہد نے بھی مسکرا کر سر ہلایا اور باقی سب کو اشارہ کیا تو سب نے کانوں میں لگے آلے کھول دیئے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اب کے عابر نے نہ آؤ دیکھا تھا نہ تاؤ، ٹریگر زور سے دبایا تو اگلے ہی لمحہ پستول سے ایک جھٹکے سے گولی نکل کر بجلی کی رفتار سے روہن پریم کے ماتھے میں پیوست ہو گئی تھی۔ اگلے ہی لمحہ جاہد کا ٹریگر دبا تھا اور اس کی گولی روہن پریم کے ساتھی کے ماتھے میں پیوست ہو گئی تھی۔ اسی پل کچھ اور لوگوں نے بھی ٹریگر دبائے تھے اور وہاں کھڑے چند مزید لوگوں نے بھی ایک آخری سانس لی تھی۔

فوجی فیملی سے تعلق کے باعث عابر اور جاہد کو بچپن سے ہی ہر طرح کی گن چلانے کا تجربہ تھا۔ اس کے علاوہ عابر تین سال فوج میں بھی سروکر چکا تھا۔ ان کے ساتھ ساتھ زمل نے بھی اب پستل وغیرہ چلانا سیکھ لی تھی۔ اگر وہ آسکتی تو ابھی وہ بھی اپنے لڑکی ہونے کا سوچے بغیر وہاں اس وقت موجود ہوتی اور شانہ بہ شانہ لڑ رہی ہوتی۔

www.novelsclubb.com

ان لوگوں نے آہستہ آہستہ سب کو مارنا شروع کیا۔ ابھی تک گیارہ بج کر پینتیس منٹ نہیں ہوئے تھے مگر چار کیمپز تباہ بھی کیے جا چکے تھے۔ اس وقت کشمیر کے تقریباً تمام کیمپز کے باہر مجاہدین موجود تھے۔ وہ لڑ رہے تھے۔ وہ لڑنے ہی تو آئے تھے!

۔

رات کے اس پہر وہ بڑا، عالیشان محل نما گھر اندھیر پڑا تھا جس کے ایک کمرے میں اس وقت ابراہیم لغاری اپنی اہلیہ زینب ابراہیم کے ساتھ سوئے ہوئے تھے۔ان کے برابر والے کمرے میں ان کا بڑا بیٹا، طلحہ ابراہیم تھا جبکہ اس کے برابر والے کمرے میں ان کی بڑی بیٹی زینت ابراہیم تھی۔گھر کے اوپر والے پورشن میں ان کے باقی کے دو بچے، روحہ ابراہیم اور زاویار ابراہیم اپنے اپنے کمروں میں سو رہے تھے۔

ابراہیم لغاری بائیں ہاتھ کی کروٹ سے سوئے ہوئے تھے۔کمرے میں گہری خاموشی کا راج تھا۔جبھی سائیڈ ٹیبل پر پڑا ان کا فون چنگھارا تھا۔وہ بدقت آنکھیں کھولتے ہوئے اٹھ بیٹھے اور سائیڈ ٹیبل سے اپنا فون اٹھانے لگے۔فون کی اسکرین پہ جگمگ کرتا سکندر شاہ کا نام ان کو اٹھ بیٹھنے پر مجبور کر گیا تھا۔وہ کال پک کر کے فون کان سے لگاتے ہوئے سلام کرنے لگے تھے۔

"ابراہیم صاحب، کیا آپ میرے بچوں کی مدد کریں گے؟"ان کا سلام سن کر کوئی جواب نہ دیا گیا تھا۔بس سکندر شاہ عجیب لہجہ میں پوچھ رہے تھے جس پر ابراہیم لغاری کا سر واقعی کچھ پل کے لیے چکرا گیا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

آپ کیا کہہ رہے ہیں، سکندر صاحب؟ سب خیر تو ہے نا؟"، وہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور کھڑکی کے ساتھ جا کر کھڑے ہو گئے۔ چہرہ پر اضطراب کے ساتھ ساتھ ناسمجھی بھی چھائی ہوئی تھی۔

"کشمیر کو میرے بچوں کے ساتھ ساتھ آپ کی بھی ضرورت ہے، ابراہیم صاحب۔"

سکندر شاہ نے کہا ہی تھا کہ ایک اور کال آنے لگی۔

آرمی چیف اویس مکرّم 'کا نام اسکرین پہ جگمگانے لگا تو ان کو کسی خطرے کا الارم بجتا محسوس ہوا۔ سکندر شاہ کو 'خدا حافظ' کہہ کر انہوں نے جلدی سے کان سے فون لگایا تو اویس مکرم کی بھاری مگر پریشان سی آواز کانوں سے ٹکرائی۔

"کشمیر ہیز ریوولٹڈ، سر۔"

"Kashmir has revolted, sir."

اویس کہہ رہے تھے۔ ان کے بات سن کر ابراہیم لغاری کچھ پل کے لیے واقعی کچھ بھی بولنے کے قابل نہ رہے تھے مگر ذہن نے یہ سب پراسیس کیا تو ان کے لب یکدم ہی سیدھ میں بند ہو گئے۔ ذہن میں سکندر شاہ کی کچھ دن پہلے کہی گئی چند باتیں گونجنے لگی تھیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"ابراہیم صاحب، آپ کشمیر کے آزاد ہونے کے حق میں ہیں؟"

"میرے خیال سے اب کشمیر کے لیے کچھ کرنا چاہیئے ہمیں۔"

"میرا پوتا کشمیر میں رہتا ہے۔"

ابراہیم صاحب نے آنکھیں موند کر کھڑکی کے بند شیشے پہ ہتھیلی جما کر ایک گہرا سانس لیا تھا۔

سر، کیا ہمیں کوئی ایکشن لینا ہے؟"، اویس مکرم کی آواز ایک بار پھر کانوں سے ٹکرائی تو"

ابراہیم لغاری کا ذہن فیصلہ لے چکا تھا۔

"Help them!"

ان کی مدد کرو۔"، انہوں نے محض یہ دو الفاظ زبان سے ادا کیے تھے کہ دوسری جانب"

پاکستانی آرمی کے بہت سے جنگی طیاروں، ہیلی کاپٹرز اور میزائلوں کو تیار کروا دیا گیا تھا۔

اصل جنگ شروع ہو چکی تھی۔ یہ برابری کی جنگ تھی کیونکہ پاکستان کا وزیرِاعظم امریکہ کی کٹھ پتلی نہ تھا۔ وہ اپنی مرضی کا مالک، اپنے ملک اور مسلمانوں کے لیے اچھا سوچنے والا تھا۔ آتے کے ساتھ آرمی چیف کو بدلنے کا فیصلہ اچھا ثابت ہو رہا تھا۔ فوج کے بغیر وہ کچھ نہ تھا اور فی الحال اس نے فوج کو ہی اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا!

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

۔

قصر شاہ کے سارے کمروں کی بتیاں جلی نظر آرہی تھیں۔وہ سب ہی اس وقت نمازیں پڑھنے اور دعائیں مانگنے میں مصروف تھے۔ایسے وقت میں اگر زمل کے کمرے میں جایا جاتا تو وہ بیڈ پہ بیٹھی تسبیح پڑھتی ہوئی نظر آتی۔اپنا کچھ دیر پہلے والا ہی سیاہ دوپٹہ چہرہ کے گرد باندھے وہ مسلسل لب ہلائے کچھ پڑھتی جارہی تھی۔دل کی دھڑکنیں بھی غیر متوازن تھیں۔آنکھیں ضبط سے سرخ پڑ رہی تھیں۔

آنکھیں موند کر اس نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگایا تو آٹھ مہینے پہلے کا منظر اس کی آنکھوں کے گرد گھوم گیا۔وہ فجر اور عابر کے نکاح کا دن تھا۔نکاح اٹینڈ کر کے وہ اور مصطفی دونوں ایئرپورٹ پہنچ گئے تھے۔ان دونوں کی آج فلائٹ تھی۔وہ دونوں سوات جارہے تھے۔

اس وقت وہ دونوں جہاز میں بیٹھے ایک دوسرے سے ہر تھوڑی دیر میں کچھ کہتے نظر آرہے تھے۔چہرہ کے گرد ہلکے سرمئی رنگ کا اسکارف لپیٹے،وہ سرمئی لانگ شرٹ اور پاجامے کے ساتھ بہت اچھی لگ رہی تھی۔لبوں پہ طمانیت بھری مسکراہٹ تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"زمل، تمہیں پتا ہے میرے بابا کیا کہا کرتے تھے؟"، جبھی مصطفی نے اس کو دیکھ کر نرمی سے پوچھا تو وہ مسکرا کر سر نفی میں ہلانے لگی۔ وہ مسکرا کر کچھ قریب ہو کر بیٹھا تھا۔ وہ سر موڑے دلچسپی سے اسے دیکھتی اس کے بات کرنے کی منتظر تھی۔

"وہ کہتے تھے کہ کشمیر ان کا پہلا عشق ہے۔ تم جانتی ہو؟ ان کو کشمیر سے بے حد محبت تھی۔ کشمیر کی خوبصورتی دیکھتے تو گھنٹوں اس کے سحر میں جکڑے ہوئے گزار دیا کرتے تھے۔"، وہ اسی نرم مسکراہٹ اور متوازن لہجے میں کہتا اسے بہت زیادہ اچھا لگا تھا۔ وہ بے اختیار ہی اپنی قسمت پہ رشک کر کے مسکرادی تھی۔ جہاز میں اور کون کون تھا، وہ سب تو جیسے پس منظر میں چلا گیا تھا۔ پیچھے باقی رہ گیا تھا تو صرف اور صرف مصطفی صالح اور اس کی باتیں!

"کیا ہوا؟"، اس کی گہری ہوتی مسکراہٹ نوٹ کر کے بے اختیار مصطفی نے آنکھیں سکیڑی تھیں۔

"رشک کر رہی ہوں۔"، زمل نے بھی مزے سے مزید گہری مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا تھا۔ مصطفی نے بے اختیار امڈ کر آتی مسکراہٹ روکی تھی۔ ابرو ہلکی سی اٹھا کر اسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا تھا۔

"کس پہ؟"

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تم پہ۔"، دوبدو جواب آیا تو وہ کچھ پل کے لیے واقعی ٹھہر سا گیا۔ بے اختیار ہی اسے آئیمان "صادق یاد آئی تھی۔ وہ بھی تو ایسی ہی باتیں کیا کرتی تھی۔ کچھ پل بعد بے اختیار ہی سر جھٹک کر وہ ہنس دیا تھا۔ سر نفی میں ہلاتا وہ اسے ہمیشہ کی طرح ہی بہت اچھا لگ رہا تھا۔ پھر ہنسی روک کر اس نے آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا۔ سنہری آنکھوں کو اس کے چہرے پہ جمائے وہ بہت دلچسپی سے اسے دیکھنے لگا تھا۔

"اب تمہیں کیا ہے؟"، اس کی نظروں سے تنگ آ کر زمل نے اس کو تنک کر دیکھا تھا۔ مصطفی پھر سے سر جھٹک کر ہنس دیا تھا۔

"سوچ رہا ہوں۔"، اس نے ٹھوڑی تلے انگلی رکھ کر بہت دلچسپی سے کہا تو زمل نے ایک ابرو اسی کے سے انداز میں اچکائی۔

"کیا سوچ رہے ہو؟"

"یہی کہ اگر ہماری بیٹی ہوئی تو وہ کیسی ہو گی؟"، اس نے مزے سے کہا تو زمل نے بے نیازی سے شانے اچکائے تھے۔ پھر ایک ادا سے ان دیکھی گرد شانوں پہ سے جھاڑ کر اسے دیکھا تھا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"ظاہر ہے، میری ہی طرح خوبصورت ہو گی نا۔"،اس نے کہا تو مصطفی جیسے افسوس سے سر نفی میں ہلانے لگا۔

"کتنا غرور ہے تم میں۔"،وہ بولا تو زمل کھلکھلا دی۔ پھر شانے اکڑا کر اسے دیکھا۔

"تو کیا نہیں ہونا چاہئے؟"،کیا مان تھا اس کے لہجے،اس کی آنکھوں میں۔ وہ مسکرا دیا تھا۔

"نہیں۔۔۔ہونا تو چاہئے۔۔۔ جچتا ہے تم پر یہ غرور۔"،اس نے نرمی سے اسے دیکھتے ہوئے جواب دیا تو زمل لب شرم کے سے انداز میں دباتی سر اور نگاہیں جھکا کر مسکرا دی۔

"اوہ گاڈ۔۔۔تم بھی نا۔۔۔"،وہ اب کے ذرا مزید شرمندگی سے بولی تو وہ سر جھٹک کر ہنستا، چہرہ موڑ گیا۔ زمل بھی ہنس دی تھی۔

"ویسے ایک بات تو بتاؤ۔"،اچانک ہی کچھ دلچسپی سے سیٹ کے ہتھے سے اپنی کہنی ٹکا کر اس نے دلچسپی سے اسے دیکھ کر پوچھا تو زمل بھی پوری طرح سے اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

"پوچھو۔"،اجازت دی گئی۔

"تم نے اسکارف کیوں لینا شروع کیا؟"،اس کی آنکھوں میں واضح تجسس تھا۔ زمل کے لب مسکراہٹ میں ڈھلتے چلے گئے تھے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

قرآن پڑھا تھا۔امپلیمنٹ کر رہی ہوں نا۔"،اس نے جواب دیا تو مصطفی سمجھ کر سر ہلانے لگا۔ مگر اس کی بات ابھی بھی ختم نہیں ہوئی تھی۔وہ اب بھی کہہ رہی تھی۔"قرآن پڑھ کر اس "یہ عمل ہی نہ کریں تو پڑھنے اور نہ پڑھنے والے میں فرق ہی کیا رہ گیا؟

مصطفی نے سمجھ کر سر ہلایا تھا۔پھر دھیرے سے مسکرا کر اسے دیکھا جس کا چہرہ حجاب کے ہالے میں خاصا پیارا الگ رہا تھا۔

اچھی لگ رہی ہو۔"،اس نے یونہی کہا تو وہ مزید مسکرا دی۔"

تم بھی۔"،کہا تو وہ بھی دھیرے سے مسکرا دیا۔"

زمل۔"،فجر کی آواز پہ وہ یکدم ہی خیالوں سے واپس آئی تھی۔ہلکے گلابی رنگ کا جوڑا پہنے، چہرے کے گرد نماز کے سے انداز میں ہم رنگ دوپٹہ باندھے وہ سپید پڑتے چہرے کے ساتھ حواس باختہ سی اس کے پلنگ کے پاس کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔اس کا چہرہ دیکھ کر زمل کو بے ساختہ ہی کسی انہونی کا احساس ہوا تھا۔وہ یکدم ہی سیدھی ہو بیٹھی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

جاہد کو گولی لگ گئی ہے۔"، ان اگلے الفاظ نے اس کے کانوں میں گویا صور پھونکا تھا۔ دل کی دھڑکن جیسے مس ہوئی تھی اور وہ پھٹی پھٹی نگاہوں کے ساتھ آنکھوں میں شاک لیے اسے دیکھ رہی تھی۔ بستر سے اٹھنے کی ہمت تک نہ ہوئی تھی۔

"یہ کیا۔۔۔ کیا۔۔۔ کہہ رہی ہو تم؟"، بمشکل اٹک اٹک کر اس نے بے یقینی سے کپکپاتی آواز میں کہا تو فجر یکدم ہی پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے اس کے پلنگ پہ بیٹھ کر اس کے گلے سے آ لگی۔ وہ منہ شاک سے کھولے، نم آنکھوں کے ساتھ سکتے میں گھری بیٹھی رہ گئی تھی۔

"عابر کا ابھی فون آیا ہے۔ جاہد کو گولی لگی ہے۔ وہ لوگ بہت پریشان ہیں۔"، فجر روتے ہوئے مزید کہہ رہی تھی۔ "چاچی کو ابھی نہیں بتانا۔ بابا نے منع کیا ہے۔ وہ راستے میں ہی تھے جب خبر پہنچی تھی ان تک۔ وہ بس وہاں پہنچنے ہی والے ہیں۔"

زمل کی آنکھوں کے سامنے جاہد جہانگیر کا ہنستا مسکراتا چہرہ لہرایا تو یکدم ہی آنسو لڑیوں کی سی صورت پلکوں کی باڑ کو توڑتے گالوں پر بہنے لگے تھے۔ وہ بے یقینی اور شاک کی کیفیت میں گھری سر نفی میں ہلاتی فجر کے گرد بازو باندھتی، یکدم ہی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔

ایسا کیسے ہو سکتا تھا؟ جاہد کو گولی کیسے لگ سکتی تھی؟ زمل کو تو ہمیشہ وہ مصیبت پروف لگا کرتا تھا۔ تو اس پر یہ مصیبت کیسے آ گئی تھی؟

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

۔

پندرہواں کیمپ تباہ ہو چکا تھا اور وہاں کے مجاہدین سولہویں کیمپ کی جانب روانہ ہو گئے تھے۔ جاہد اور عابر ساتھ ساتھ ہی تھے جب ان کی جیپ پر حملہ ہوا تھا۔ عابر جلدی سے گاڑی سے باہر نکلا تو اسے جیپ کے پیچھے سات آٹھ لمبے چوڑے بھارتی فوجی نظر آئے۔ وہ بندوق ان کی جیپ پہ تانے خون خوار نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"وہ یہاں آ گئے ہیں۔"، عابر کے یہ کہنے کی دیر تھی اور اگلے ہی پل اس کی جیپ میں بیٹھے چار مزید لوگوں کے ساتھ ساتھ جاہد جہانگیر بھی باہر نکل آیا تھا۔ دونوں اطراف سے فائرنگ شروع ہو چکی تھی۔ ان کی بندوقوں پر تو سائلنسر لگا تھا پر بھارتیوں کی بندوقوں پر سائلنسر نہیں لگا تھا۔ گولیوں کی آوازیں فضا میں گونج گئی تھیں۔

عابر سمیت باقی چار لوگوں نے بلٹ پروف جیکٹ پہن رکھے تھے مگر جاہد۔۔۔

اور یہ خیال ذہن میں لپکتے ہی عابر جہانگیر کا حلق تک سوکھ گیا تھا۔ جاہد نے تو ابھی اپنا جیکٹ درست طریقے سے پہننے کے لیے اتارا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اس نے گھبرا کر منہ جاہد کی طرف موڑا ہی تھا کہ عین اسی وقت اسے گولی چلنے کی تیز آواز سنائی دی تھی اور اس نے جاہد کے جسم کو بری طرح سے جھٹکا کھاتے دیکھا تھا۔اس کا سر چکرا کر رہ گیا تھا۔جاہد کا پورا جسم گھٹنوں کے بل گرتا زمین بوس ہو چکا تھا اور وہ پتھر کا بت بنا اسے ساکت نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

اور پھر اگلے ہی لمحہ وہ دیوانہ وار اس کی طرف لپکا تھا۔آنکھوں سے تواتر کے ساتھ آنسو بہنے لگے تھے۔مگر وہ ان آنسوؤں سے بے خبر تھا۔جاہد کا جسم بغیر کسی جنبش کے فرش پر پڑا تھا اور وہ بڑا بھائی پاگلوں کی طرح اس کا نام پکارتا ہوا چلا رہا تھا۔وہ اس کے چہرے کو تھپکتا کسی پاگل کا سا منظر پیش کر رہا تھا۔

وہاں کوئی جنبش نہیں تھی۔اس کا جسم سرد پڑتا جا رہا تھا۔دل پہ پتھر رکھ کر اس نے آہستہ سے ہاتھ اس کی نبض پر رکھا تو اگلے ہی پل وہ جاہد کو گود میں اٹھائے اندھا دھند جیپ کی طرف بھاگا تھا۔جاہد کی نبض چل رہی تھی۔اس کا سانس چل رہا تھا۔وہ مرا نہیں تھا۔جاہد کے پیٹ پہ گولی لگی تھی اور پیٹ سے بھل بھل خون بہہ رہا تھا۔

ان سات آٹھ بھارتیوں کو تو ویسے بھی وہ لوگ جہنم واصل کر چکے تھے۔باقی سب نے اسے اطمینان سے جانے کو کہا تو وہ بھیگی آنکھوں سے مشکور نگاہوں سے انہیں تکتا جاہد کو ہسپتال لیے

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

بھاگا۔ان کا مشن تو ویسے بھی پورا ہو چکا تھا۔دوسرے کیمپ تک تو ویسے بھی وہ لوگ مدد کرنے ہی جا رہے تھے۔

وہ جب ہسپتال پہنچا تو جلدی سے جیپ سے باہر نکل کر پیچھے والی سیٹ سے جاہد کو گود میں اٹھائے وہ اندھا دھند ہسپتال کی اور بھاگا تھا۔دل کی دھڑکنیں اتار چڑھاؤ کر رہی تھیں۔جاہد کو روم میں لے جایا گیا تو بے دم سا ہو کر وہاں نشست پہ بیٹھا سر دونوں ہاتھوں میں دیئے بری طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔کتنی ظالم تھی یہ زندگی۔۔۔موت سے بھی زیادہ! کیا کیا دکھاتی تھی جاہد ایک بار باہر آ کر اسے گلے سے لگا لیتا تو اس کے بے چین دل کو تسلی مل جاتی۔وہ ماں نہیں تھا،نہ ہی وہ باپ تھا۔وہ تو بھائی تھا! وہ خون تھا! اور اپنے خون کے لیے وہ کچھ بھی کرنے کو تیار تھا۔اسی وقت اتفاق سے اس کا چھوٹا سا بٹن والا موبائل بجنے لگا تو اس نے جیب سے نکال کر دیکھا۔

فجر کی کال تھی اور ایک وہی تو تھی جس کی اس وقت عابر جہانگیر کو سب سے زیادہ ضرورت تھی! اور کسی کو بتانے کا رسک تو وہ ویسے بھی نہیں لے سکتا تھا

ـ

www.novelsclubb.com
WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کیمپ چار کے بعد تیسرے اور دوسرے کیمپ کو بھی وہ لوگ تباہ کر چکے تھے جب پہلے کیمپ کی جانب بڑھتے ہوئے ان کے کان میں لگے آلہ میں جعفر صادق کی دلگرفتہ سی آواز گونجی تھی۔

جاہد جہانگیر از ڈاؤن۔"، سب نے جیسے اس خبر پر اپنے دل تھام لیے تھے۔"وہ عابر بھائی" کے ساتھ اس وقت ہسپتال میں ہے۔"، جعفر نے کہہ کر آلہ بند کر دیا تھا۔

مصطفی اور ہمایوں نے ایک دوسرے کی جانب نم نگاہوں سے دیکھا تھا اور پھر وہ سر جھکا کر آنسو پیتے ہوئے سیدھے ہوئے تھے۔ پھر جب سر اٹھایا تو قدم آگے بڑھنے لگے تھے۔

یہ وقت نہیں تھا سوگ منانے کا اور یہ بات وہ دونوں جانتے تھے۔ البتہ دونوں کے دل اندر سے دہل گئے تھے یہ بات سن کر اور دونوں ہی کے دل اندر سے اس وقت اللہ سے دعا گو تھے۔ جاہد ان سب کی زندگیوں کی رونق تھا!

ابھی وہ پہلے کیمپ سے کچھ دور ہی تھے کہ دور سے جنگی طیاروں کی تیز طرار سی آواز فضا میں گونجنے لگی۔ جس کا ڈر تھا وہی ہوا تھا۔ انڈین ایئر فورس آن پہنچی تھی! مصطفی نے شدید ضبط سے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔

www.novelsclubb.com

ابھی وہ آگے بڑھ ہی رہے تھے کہ انہیں پاکستانی بارڈر کی طرف سے بھی جنگی طیاروں کی آواز قریب آتی سنائی دی۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھ پاتے،دونوں جانب سے ان گنت جنگی طیارے فضا میں اڑتے دکھائی دیئے۔وہ حیران بھی تھے اور پریشان بھی جب ان کو دور سے ہی ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی۔

ایک ہیلی کاپٹر پاکستانی سائیڈ سے اڑتا ہوا انکی طرف ہی آرہا تھا۔اور وہاں موجود تمام لوگ اب کافی حیران ہو چکے تھے کیونکہ اس ہیلی کاپٹر کے اوپر انہیں پاکستان کا جھنڈا بنا نظر آچکا تھا۔

تبھی ایک جہاز تیزی سے اڑتا ہوا آکر پہلے کیمپ کو ان کی آنکھوں کے بالکل سامنے بمب پھینک کر تباہ کر چکا تھا۔دیکھتے ہی دیکھتے دو بھارتی طیارے ان کے سامنے تباہ ہوئے تھے اور ان میں سے دو زمین بوس ہوئے آگ کی لپیٹوں میں جھلس رہے تھے۔سب کی نظروں میں بے یقینی سی بے یقینی تھی جب مصطفی کے پاس رکھا چھوٹا بٹن والا موبائل بجنے لگا۔

جہانگیر بابا کالنگ۔۔۔"کے الفاظ اسکرین پر جگمگا رہے تھے۔اس نے کال پک کر کے فون" کان سے لگایا تو خوشی اور حیرت کا ایک جھٹکا تھا جو اسے لگا تھا۔

بریگیڈیئر جہانگیر سکندر اسپیکنگ فرام کشمیر۔"،جہانگیر سخت کڑک دار آواز میں کہہ رہے" تھے۔ان کے پیچھے ہیلی کاپٹر کے پروں کی تیز آواز آرہی تھی۔ مصطفی مسکرایا تھا۔خوشی سے۔

www.novelsclubb.com
WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تم کہاں ہو؟''،انہوں نے اس سے پوچھا تھا۔ان کے پیچھے سے کسی مرد کے بولنے کی بھاری آواز آرہی تھی۔ مصطفی یہ آواز بھی پہچان گیا تھا۔یہ میر کی آواز تھی۔

مصطفی نے گردن اوپر کر کے اپنے اوپر اڑتے ہیلی کاپٹر کو دیکھا اور مسکرایا۔

''آپ کے ہیلی کاپٹر کے بالکل نیچے۔''،یونہی مسکراتے ہوئے اس نے جواب دیا تو وہ اگلی جانب مسکرائے تھے۔

''چلو پھر تم نیچے ہی رہو۔میں چلتا ہوں۔خدا حافظ! کیپ گوئنگ!''،انہوں نے مسکرا کر کہتے فون بند کر دیا تھا۔ مصطفی نے فون جیب میں رکھ کر ایک نظر گھڑی پر گھمائی۔ایک بج رہا تھا۔ابھی اسے سب سے زیادہ ضروری کام کرنا تھا اور وہ تھا لوگوں کی حفاظت کی یقین دہانی۔

اب وہ سب لوگ باری باری ہر گھر میں جا کر لوگوں کی خیریت دریافت کر رہے تھے۔اس کے بعد وہ جیپ میں ہمایوں کے ساتھ سوار ہوا اور ہسپتال کی جانب روانہ ہوا۔اس کا بھائی ہسپتال میں تھا! وہ چین کیسے لے سکتا تھا؟

---

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

پچیس کیمپس سے زائد اب تک تباہ ہو چکے تھے۔اب وہ کیمپ اٹھارہ کے باہر کھڑے اسے تباہ کرنے کا ارادہ کیے ہوئے تھے۔ جعفر صادق، عزین اور بہت سارے اور لوگوں کے ساتھ یہاں فائرنگ کر رہا تھا جب اپنے اوپر سے گزرتے ہیلی کاپٹر کو دیکھ کر ٹھہر گیا۔وہ ہیلی کاپٹر آگے جاتا جا رہا تھا جب بلند گونجتی آواز میں اعلان ہوا تھا۔

"پاکستانی فوج پہنچ چکی ہے۔انڈیا کے تیس کیمپس تباہ کیے جا چکے ہیں۔"،یہ لہجہ پاکستانی لہجہ تھا اور یہ آواز تو سنی ہوئی تھی۔

"بریگیڈیئر جہانگیر سکندر اسپیکنگ فرام کشمیر۔"،وہ اس جملہ کو سن کر جیسے سکتے میں آگیا تھا۔یقین کرنا مشکل تھا۔وہ اپنی جگہ پر ٹھہرا یکدم ہی نرمی سے مسکرایا تھا۔سر اس کا اب بھی اوپر کی ہی جانب تھا جب اسے اچانک ہی زوردار سا جھٹکا لگا تھا اور اسے واضح طور پر کچھ اپنے بازو میں تیزی اور دھار سے پیوست ہوتا محسوس ہوا تھا۔

ساتھ ہی ایک زوردار کڑکتی گولی چلنے کی آواز فضا میں گونجی تھی۔اسی پل ایک اور آواز بھی گونجی تھی اور اسے اپنے پاؤں میں گولی پیوست ہوتی محسوس ہوئی تھی۔ساتھ ہی اپنا بازو اور ٹانگ اسے ناکارہ ہوتی محسوس ہوئی تھی۔درد کی ایک شدید لہر اس کے پورے جسم میں اٹھی تھی!ایسا درد اس نے پہلے کبھی محسوس نہیں کیا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اس نے بمشکل اگلے لمحہ چہرہ نیچے کیا تھا اور اپنے سامنے کھڑے بھارتی فوجی کو دیکھا تھا جو اس سے کچھ فاصلے پر کھڑا تھا۔ خاکی وردی کے اوپر جیکٹ پہنے، وہ دراز قد کا حامل بھارتی فوجی جس کے نیم پلیٹ پہ "راکیش کمار" لکھا تھا، جعفر کو خون آشام نگاہوں سے گھورتا ہوا اپنی بندوق اس پہ تانے ہوئے تھا۔

اس سے پہلے کہ جعفر کچھ کر پاتا، ایک اور گولی کی آواز گونجی تھی مگر جھٹکا اس کو اپنے جسم کے بجائے راکیش کمار کے جسم میں محسوس ہوا تھا۔ اگلے ہی لمحہ راکیش کمار اپنے پورے جسم اور قد کے ساتھ زمین بوس ہو چکا تھا۔ اس کی پیٹھ پہ نظر آتے گولی کے زخم سے سرخ مائع بھل بھل بہہ رہا تھا۔ جعفر ساکت نظروں کو راکیش پہ جمائے آہستہ سے گھٹنوں کے بل بیٹھتا چلا گیا تھا۔ راکیش کے پیچھے اسے عزین عباس بندوق تانے نظر آیا تھا۔

www.novelsclubb.com

عزین تیزی سے بھاگتے ہوئے اس تک آیا تھا۔ وہ اب گھٹنوں کے بل اس کے پاس بیٹھا اس کا بازو اور اس کی ٹانگ چیک کر رہا تھا۔

"جعفر، چلو جلدی اٹھو۔ سائیڈ پہ چلو۔"، وہ اسے سہارا دے کر اٹھا رہا تھا اور جعفر کسی مشین کی طرح اٹھ کر اس کے ساتھ جا رہا تھا۔ وہ اپنے ہوش میں ہو کر بھی اپنے ہوش کھو بیٹھا تھا! تبھی

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اسے گولی چلنے کی ایک اور زوردار آواز سنائی دی تھی اور اس نے عزین کے جسم کو جھٹکا کھاتے محسوس کیا تھا۔ اگلے ہی پل وہ سرمئی آنکھوں والا جوان مرد زمین بوس ہوا تھا۔

اس کے زمین پہ گرتے بکھرتے وجود کو دیکھ کر جعفر ایک دم ہی ہوش میں آیا تھا۔ وہ لڑکھڑاتا ہوا ایک دم ہی پیچھے مڑا تھا اور عزین کے سرہانے پڑی اس کی بندوق کو تیزی سے جھپٹا تھا۔ بندوق پیچھے کھڑے بھارتی فوجیوں پہ تانے، بغیر کسی موقع کا انتظار کیے، اس نے ٹریگر دبا دیا تھا۔ اس کے زخمی بازو کی تکلیف بڑھتی جا رہی تھی مگر وہ ٹریگر کو دبائے، گولیاں ان بھارتی فوجیوں کے سینوں میں اتارتا جا رہا تھا۔ ایک کے بعد ایک، وہ چاروں بھارتی فوجی جھٹکے کھاتے، زمین بوس ہوتے جا رہے تھے۔ وہ آنکھوں میں خون لیے انہیں گراتا جا رہا تھا۔ جوں ہی وہ فوجی اپنے اختتام کو پہنچے، اس نے زمین پہ اپنے بستے کے پاس بیٹھ کر ایک ہاتھ سے بستے کی زپ کھولی اور گرینیڈز نکالے۔

یہ لمحوں کا کھیل تھا۔ ایک افراتفری سی تھی جو وہاں مچی ہوئی تھی۔ اس نے دور کچھ ہی فاصلے پہ کھڑے کیمپ کو ایک نظر دیکھا تھا۔ اس نظر میں وہ نفرت تھی کہ الامان! اگلے ہی لمحہ اس نے بازو اور ہاتھ فضا میں بلند کر کے گرینیڈ کیمپ پر پھینک دیا تھا۔ اگلے ہی پل ایک زوردار دھماکہ ہوا تھا اور اس کیمپ کے چیتھڑے ہوا میں اڑے تھے۔

www.novelsclubb.com

جعفر نے مڑ کر عزین کو دیکھا تو اس کے گردے سے خون بہہ رہا تھا۔اس کی ایک ٹانگ بھی زخمی تھی۔ جعفر کے دل میں ایک شدید درد نے سر اٹھایا تھا۔وہ تڑپ کر عزین کی جانب بڑھا تھا۔اس نے شانے سے پکڑ کر اسے گھمایا تو عزین تکلیف سے آنکھیں بند کیے گہرے گہرے سانس لے رہا تھا۔ جعفر نے ٹھیک طرح اسے دیکھا تو اسے اور کہیں گولی نہیں لگی تھی۔

رحمان بھائی! زاہد بھائی!"، وہ اب دیوانہ وار چیخ کر مدد کے لیے پکار رہا تھا۔اس کے جسم سے "جیسے ساری جان سینچی جا چکی تھی۔اٹھ کر چلنے کی ہمت بالکل نہیں تھی۔ جسم جیسے بے جان سا ہو گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر میں بہت سے ساتھی جمع ہو گئے تھے اور ان کو جیپ میں بٹھا کر ہسپتال لے کر جا رہے تھے۔وہ راستے میں ہی تھے جب کان میں لگے آلے میں آواز گونجی تھی۔وہ مصطفیٰ کی آواز تھی۔

"All the camps are destroyed!"

"تمام کیمپس تباہ کیے جا چکے ہیں!"

وہ آواز اور وہ الفاظ۔۔۔نوید تھے یا کیا!

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ہر جانب ''الحمد اللہ ''، ''ماشاءاللہ ''اور خوشی کی آوازیں گونجی تھیں۔

وہ جیپ کی پچھلی سیٹ پر بیٹھا، آنکھیں موند کر سر سیٹ کی پشت سے ٹکا گیا تھا۔ گویا ایک سکون سا تھا جو رگوں میں اترتا محسوس ہوا تھا۔ یکدم ہی سویرا اور آئیمان کا چہرہ بصارت کے پردے پہ لہرایا تو اس نے آنکھیں موندے ہی ایک گہرا سانس خارج کیا تھا۔ ایک آنسو پلکوں کی باڑ کو توڑتا ہوا گال پہ لڑھکتا چلا گیا تھا۔

آج وہ انتقام لے چکا تھا! وہ غازی بن چکا تھا! اس نے غزہ میں اپنا حصّہ ڈال دیا تھا۔ وہ صرف خود کی ہی نہیں، اپنے والد صادق حسین، والدہ سویرا صادق، بہن آئیمان، خالہ اور خالو، سائرہ اور صالح اور اپنے خدا تعالی کے سامنے سر خرو ہوا تھا۔ اللہ تعالی نے اسے اس دنیا میں سر خرو کر دیا تھا۔

وہ آزمائش جو آج سے ٹھیک ایک سال پہلے اس کے لیے اس کے خدا نے چنی تھی، آج ایک سال بعد وہ اس آزمائش کو پار کر چکا تھا۔ اور پھر آزمائش کو پار کرنے کا سب سے بہترین طریقہ ہے خود کو اس آزمائش کے کڑے وقت میں بھی ثابت قدم رکھنا !

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اور جعفر صادق اپنے نام کی ہی طرح ثابت ہوا تھا۔ وہ امام حضرت جعفر صادق کے نقش قدم پہ چلا تھا۔ مگر اسلام کے لیے صرف شہید نہیں ہوا جاتا۔ غزہ بھی چنی جاتی ہے! اور پھر اگر شہادت بہترین موت ہے تو غزہ بہترین زندگی ہے!

شہادت۔بہترین موت!

غزہ۔بہترین زندگی!

۔

فجر کی اذانیں ہر سو گونج رہی تھیں۔ کشمیر کی سرزمین خاموش سی معلوم ہوتی تھی۔ ابھی تک سورج کی ایک کرن بھی سرزمین کشمیر پہ نہیں گری تھی۔ آسمان پر اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ ایسے میں ایک ہیلی کاپٹر بھارتی سائیڈ سے آتا ہوا نظر آیا تھا۔ مصطفیٰ، عابر، جعفر، جہانگیر، جاہد، عزین، ہمایوں، میر اور اور بھی بہت سے لوگ اس پل ہسپتال میں موجود تھے۔

جاہد کے پیٹ سے گولی نکال دی گئی تھی پر ہوش اسے ابھی تک نہیں آیا تھا۔ عزین عباس کا بھی گردہ ضائع ہوتے ہوتے بچا تھا۔ وہ اب خطرے سے باہر تھا۔ بہت سے مجاہدین نے پچھلی رات

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

شہادت کے رتبہ کو گلے لگایا تھا مگر جتنا نقصان ان کا ہوا تھا،اس سے کہیں زیادہ نقصان میں انڈین فوج میں رہی تھی۔وہاں موجود ایک ایک انڈین فوجی یا تو موت کے گھاٹ اتر چکا تھا یا زخمی ہوا سڑکوں پہ پڑا تھا۔لاوارث اور بے یار و مددگار!

ہیلی کاپٹر ہسپتال کے بالکل سامنے موجود بڑے سے میدان میں اترا تھا۔مصطفی،عابر،جہانگیر اور بہت سارے لوگ ہسپتال سے باہر نکل آئے تھے اور مزید بہت سے لوگ بھی ارد گرد جمع ہو گئے تھے۔

ہیلی کاپٹر رکا تو اس میں سے چار بھارتی جنرلز اور افسران باہر نکل کر آئے اور ایک سیدھ میں کھڑے ہو گئے۔ان کے کھڑے ہونے کے بعد ہیلی کاپٹر کے دروازے سے سب نے مکتی رام جی کو باہر آکر سیڑھیاں اترتے دیکھا تھا۔

سادہ سفید شلوار قمیض میں ملبوس وہ سفید بالوں والا ادھیڑ عمر شخص بھارت کا موجودہ صدر تھا۔وہ سلور فریم والے نظر کے چشمے کے پار سے اپنی سیاہ آنکھوں سے سب کو دیکھتا، عجیب کشمکش کا شکار لگتا تھا۔کچھ آگے بڑھ کر وہ سب کو ایک نظر دیکھ کر چہرہ موڑ کر اپنے چیف کو دیکھنے لگا تھا۔ چیف نے اسے جیسے بے بسی سے دیکھا تھا۔مکتی رام جی سر جھٹک کر طنزیہ سے انداز میں مسکرا کر اب سب کو دیکھنے لگا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

وہاں ہر جانب موجود لوگ اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ جا کر اس مکتی رام کو زندہ زمین میں گاڑھ دیں۔ مکتی رام بھی ان کی کیفیت اور غصّے سے بخوبی واقف تھا۔وہ سب کوئی کمزور اور معصوم سے کشمیری رہائشی نہیں تھے۔وہ تو مجاہدین تھے!

وہ اسلام کے سپاہی تھے، جو اس جیسے کفار کے خون کے پیاسے بیٹھے تھے!

اور مکتی رام جی بھی اس نفرت اور اشتعال سے بخوبی واقف تھا!

اب کے ہر جانب گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔نیم اندھیرے والے موسم میں وہ سب کھڑے دم سادھے گویا اپنی اور شاید مکتی رام کی بھی سانسیں گن رہے تھے۔ہر طرف ایک سکوت سا چھایا تھا۔گویا سرزمین کشمیر بھی منتظر تھی ان کے بولنے کی!

نمستے!"،اب کے مکتی رام بولا تو ہر سو چھائی خاموشی کی دیوار میں دراڑ سی پڑی تھی۔ "کسی نے بھی اسے جواب دینا ضروری نہیں سمجھا تھا۔نمستے وہ لوگ کہتے نہیں تھے اور اس شخص پر سلامتی بھیجنے سے بہتر تھا خود کو گہرے کنوائیں میں پھینک کر ختم کر دینا۔وہاں اب بھی خاموشی ہی تھی!

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

میں، مکتی رام، بھارت کی جانب سے اعلان کرتا ہوں کہ۔۔۔"اس نے نگاہیں چرا کر خود سے کچھ ہی فاصلے پہ قطار میں کھڑے اپنے آرمی چیف کو دیکھا تھا۔اس کی آنکھوں کی بے بسی صاف نظر آ رہی تھی۔آرمی چیف نے بھی ضبط سے لب آپس میں پیوست کیے تھے۔

"آج سے کشمیر آزاد ہے۔"یہ الفاظ نہیں تھے۔۔۔یہ نوید تھی! یہ تو وہ الفاظ تھے جنہیں سننے کے لیے وہاں موجود لوگوں نے اتنی تیاری کی تھی۔اتنا وقت انتظار کیا تھا۔اتنا سہا تھا۔خون بہایا تھا، اپنا بھی اور دوسروں کا بھی۔

ایک مکمل سکون کی سی کیفیت نے ان سب کو آن گھیرا تھا۔انہوں نے آنکھیں موند کر شکر کے کلمے ادا کیے تھے۔ان میں سے بہتوں نے تو جبینیں رب تعالی کے حضور زمین پہ ٹکا دی تھیں۔

اتنے برسوں کی تکلیف آج اختتام کو پہنچی تھی۔وہ آزاد تھے! کشمیر آزاد تھا! ان کی محنت رائیگاں نہیں گئی تھی۔محنت اور لہو رائیگاں جا بھی کیسے سکتا تھا؟ اللہ کے لیے لڑنے والے ہارا نہیں کرتے۔چاہے اس دنیا میں ہار بھی جائیں، پھر بھی آخرت کی کامیابی ان کا مقدر بنتی ہے۔وہ سب بھی جیت چکے تھے! کامیاب ہو چکے تھے!

کہیں دور سے سورج کی پہلی کرن نکلی تھی۔آسمان اب گہرا نیلا جامنی ساد کھ رہا تھا۔آج کے سورج کے ساتھ ان سب کی زندگی کا بھی ایک نیا سورج طلوع ہو رہا تھا۔ایک نیا آغاز ہو رہا تھا!

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

!ایک نئی صبح کا! ایک نئے ملک کا! ایک نئی ریاست کا! ایک نئی حکومت کا

۔

اسلام آباد میں چاروں اور سے فجر کی اذانیں گونجنے کی آوازیں آنے لگی تھیں۔ زمل اب بھی اپنے کمرے میں جاگی ہوئی تھی۔ وہ پوری رات ایک لمحہ کے لیے بھی نہیں سو پائی تھی۔ آدھی سے زیادہ رات توروتے ہوئے گزری تھی۔ جب سے جاہد کا سنا تھا، تب سے نیند تو اس کی آنکھوں سے کوسوں دور ہو گئی تھی۔ دوسری جانب مصطفی نے بھی اب تک فون کر کے کوئی خیر خبر نہیں دی تھی۔

اللہ نے چاہا تو کل صبح میں تمہیں فون کروں گا۔'' اس کے الفاظ اب تک جوں کے توں'' کانوں میں گونج رہے تھے۔ وہ اس وقت خاصی تھکی ہوئی لگ رہی تھی۔ ساری رات رونے کے باعث آنکھیں سرخ اور سوجی ہوئی ہو رہی تھیں۔ چہرہ بھی سرخ پڑ رہا تھا۔ شاید بخار تھا۔ محض اس کا یہ حلیہ اور چہرہ رت جگے کی گواہی دیتا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

وہ پلنگ پہ بیٹھی سرخ متورم آنکھیں لیے، ہاتھ میں گلابی موتیوں والی تسبیح تھامے، دانے گراتی، لب ہلاتی کچھ پڑھتی جا رہی تھی۔ سیاہ دوپٹہ اب بھی ویسے ہی چہرہ کے گرد باندھ رکھا تھا۔ اب کے کچھ بے چینی ہوئی تو اس نے دوپٹہ کھول کر سر پر اوڑھ کر شانوں پر پھیلا لیا۔

جبھی اچانک سے دھڑام کے ساتھ دروازہ کھلا تھا اور فجر کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ حیات بھی اس کے پیچھے ہی تھی۔ ان دونوں کی حالت بھی اس سے کچھ مختلف نہ لگتی تھی۔ حیات کی تو باقاعدہ رو رو کر آنکھیں کافی حد تک سوجی ہوئی تھیں۔ زمل کو ان کی حالت اور اضطراب دیکھ کر یکدم ہی کسی انہونی کا احساس ہوا تھا۔

آپی!"، حیات رو کر کہتی ہوئی آگے بڑھ کر اس کے گلے سے آلگی تھی۔ جبکہ زمل تو اس کو یوں روتا دیکھ کر گھبرا ہی گئی تھی۔ ذہن میں پہلا نام اسی کا آیا تھا جس کا ہمیشہ آیا کرتا تھا۔ دل عجیب پر لے پر دھڑکا تھا۔

کیا ہوا ہے حیات؟ ایسے کیوں رو رہی ہو؟ کچھ برا ہو گیا ہے کیا؟"، وہ تیزی سے کہتی اسے " دور کر کے عجیب لہجے اور جذبہ کے زیر اثر بولی تھی۔ آنسو گالوں پہ لڑھکنے لگے تھے۔ حیات کی آنکھیں واضح طور پر پھیلتی نظر آئی تھیں۔ ہاتھ بے ساختہ منہ پر آیا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کیا مطلب، آپی ؟ آپ کو نہیں پتا؟"، وہ روتے ہوئے خود پر قابو نہیں رکھ پائی تھی اور پھر " سے اس کے گلے سے آلگی تھی۔ زمل نے اس سے کچھ ہی فاصلے پر کھڑی فجر کو دیکھا تھا، جو متورم آنکھیں لیے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں پریشانی کے ساتھ ساتھ سوال بھی تھے۔

جعفر کو دو گولیاں لگی ہیں۔"، فجر کے کہنے پر زمل نے بے ساختہ ہی حیات کے شانے کو" مضبوطی سے تھاما تھا۔ منہ شاک کے مارے کھلا تھا اور آنسوؤں کی رفتار میں مزید تیزی آگئی تھی۔ اور اب بس بہت ہو گیا تھا۔ اس کا صبر اتنا ہی تھا۔ وہ حیات کو خود سے دور کرتی دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

اب وہ تینوں ہی روتی جا رہی تھیں۔ فجر نے زمل کی حالت کی پیش نظر اس کو خود سے لگا کر تھپک کر سنبھالنا چاہا تھا مگر وہ بکھری ٹوٹی سی لڑکی اس کے بازوؤں میں آکر مزید بکھر گئی تھی۔

جبھی دروازہ دوبارہ سے زور سے کھولا گیا تھا۔ تیز قدم اٹھاتیں عنیزہ جوں ہی کمرہ میں داخل ہوئیں، ان تینوں نے بے ساختہ ہی ان کی جانب دیکھا۔ عنیزہ ہاتھ میں لیپ ٹاپ تھامے ان کی جانب بڑھ رہی تھیں۔ لیپ ٹاپ پہ زور زور سے کسی نیوز چینل کے چلنے کی آوازیں آرہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ان کا خود کا حلیہ بھی بکھرا ہوا تھا مگر چہرے پہ خوشی کے آثار صاف واضح رقم تھے۔

"کشمیر آزاد ہوا آخر۔"، وہ آنکھوں میں الوہی چمک لیے شدت جذبات سے بھاری سانسوں کے ساتھ بولی تھیں۔ بھوری آنکھوں کی نمی بڑھ گئی تھی۔ وہ آگے بڑھیں اور لیپ ٹاپ بیڈ پر رکھ کر ان سب کی جانب موڑا تھا۔ وہ تینوں روتے ہوئے یکدم ہی ٹھہر کر لیپ ٹاپ پہ چلتی نیوز دیکھنے لگی تھیں جہاں نیوز کاسٹر حلق پھاڑ پھاڑ کر بارہاں ایک ہی بات دہرائے جا رہی تھی۔

"آج کی تازہ ترین خبر سے آپ سب کو آگاہ کرتے چلیں کا گزشتہ رات کشمیر میں بغاوتی تنظیم چلائی گئی جس کے نتیجے میں کشمیر میں موجود تمام بھارتی کیمپس کو تباہ کر دیا گیا۔ موقع پہ پہنچ کر پاک فوج نے بھی امداد دی۔ آج صبح بھارتی صدر مکتی رام جی نے کشمیر کو بالآخر آزاد قرار دے دیا ہے۔"، اور پھر کیا تھا؟ ان سب کی اٹکی ہوئی سانسیں جیسے یکدم ہی بحال ہوئی تھیں۔

"آپ کو آج کی سب سے بڑی خبر کے بارے میں بتاتے چلیں کہ اس تنظیم کے نتیجے میں بہت سے مجاہدین جام شہادت نوش کر چکے ہیں۔"، نیوز کاسٹر مزید بھی کہہ رہی تھی مگر اس کی یہ بات سن کر زمل کے کان سائیں سائیں کرنے لگے تھے۔ وجود سن پڑتا محسوس ہونے لگا تھا۔ دل کی دھڑکنیں سست پڑی تھیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

وہ ابھی بھاری ہوتے دل کے ساتھ کچھ کہنے ہی والی تھی کہ سائیڈ ٹیبل پر اس کا سن پڑا فون چنگھاڑا تھا۔اس نے دل تھام کر گردن کچھ اوپر اٹھا کر موبائل کی اسکرین کو دیکھا تو اس پہ لکھے الفاظ دیکھ کر اس کا سانس ایک لمحہ کے لیے تھما تھا۔فون کی تاریک اسکرین روشن ہوئی پڑی اسے دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔فون پہ ،،مصطفی کالنگ'' کے الفاظ جگمگاتے اسے جیسے ایک نئ زندگی بخش رہے تھے۔

!تو مصطفی صالح نے اپنا وعدہ نبھایا تھا

اس نے لپک کر فون اٹھا کر کال یس کر کے کان سے فون لگایا اور دم سادھ گئ۔سر پر رکھا دوپٹہ پھسل کر شانوں سے بھی گرتا ہوا محض ہاتھوں پر ٹکا رہ گیا تھا۔

السلام علیکم۔''،فون اٹھاتے ہی اگلی جانب سے اس متوازن،بھاری اور گھمبیر آواز نے گونج کر جیسے اس کی روح تک کو شانت کر دیا تھا۔ ''

زمل،میں نے اپنا وعدہ پورا کیا۔''،وہ اب کے اگلی جانب سے بولا تو بمشکل رکے ہوئے آنسو ایک بار پھر زار و قطار بہنے لگے تھے۔کتنا انتظار کیا تھا اس نے یہ آواز سننے کا!اف اللہ!دوسری جانب مصطفی اس کے اس بری طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے پر گھبرا ہی تو گیا تھا۔ ''

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

زمل۔۔۔میں نے تمہیں کہا تھا نا کہ میں فون کروں گا۔ تم رونا تو بند کرو۔ ورنہ میں فون بند کر رہا ہوں۔" وہ پریشانی اور کچھ سختی کے ملے جلے انداز میں بولا تھا۔ مگر زمل کے لیے تو اپنے آنسو روکنا گویا ناممکن سا ہو گیا تھا۔ وہ کسی بھی چیز، کسی بھی بات کی پرواہ کیے بغیر صرف روئے جا رہی تھی۔ کچھ دیر اسے چپ کرانے کی کوششیں کرنے کے باوجود بھی جب وہ چپ نہ ہوئی تو مصطفی چپ ہو کر اسے روتے ہوئے سننے لگا۔

عنیزہ کے ساتھ ساتھ فجر اور حیات بھی جب باہر چلی گئیں، تب بھی وہ یونہی روتی جا رہی تھی۔ مصطفی نے آج اسے رونے دیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ آج اس کے لیے رونا ضروری تھا۔ یہ آنسو تو خوشی کے آنسو تھے۔ کافی دیر تک روتے رہنے کے بعد جب اس کے دل کو کچھ تسلی ہوئی تو وہ چپ ہوئی اور اس سے دھیرے سے زکام زدہ سی آواز میں پوچھا۔

تم ٹھیک ہو نا؟"، آواز اور لہجہ میں تفکر تھا۔ مصطفی مسکرایا تھا۔"

بڑی مہربانی محترمہ جو آپ نے ہم سے ہماری خیریت دریافت کی۔ ہم تو پچھلے ایک گھنٹے سے" اس جملے کو سننے کے ہی منتظر تھے۔" مصطفی نے کچھ تپے ہوئے لہجے میں جواب دیا تو وہ اس کے انداز پہ سر جھٹک کر ہولے سے مسکرا دی۔ آنکھیں اب بھی متورم تھیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

طنز بھرپور کر رہے ہو تو یعنی تم ٹھیک ہو۔ بہتر۔"، وہ سمجھ کر سر ہلاتی بولی تھی۔ پھر کچھ یاد آنے پر جلدی سے بولی۔" جاہد اور جعفر کیسے ہیں اب ؟ میری جاہد سے بات کرواؤ جلدی۔"، وہ واقعی بہت زیادہ پریشان تھی۔ البتہ آنسو اب سوکھ چکے تھے۔ چہرہ پر مٹے مٹے سے آنسوؤں کے سوکھے نشان تھے۔ مصطفی نے اگلے ہی پل وائس کال کاٹ کر ویڈیو کال کی تو زمل کا چہرہ فون کی اسکرین پر دیکھ کر اس کا سر کچھ پل کے لیے حقیقتاً چکرا کر رہ گیا تھا۔

" کس کے مرنے کا اتنا سوگ منا رہی ہو ؟" وہ کھول کر اسے دیکھتا پوچھنے لگا تھا۔ اس کی سرخ آنکھیں، سوجے ہوئے پپوٹے اور چہرہ پہ رقم تھکاوٹ دیکھ کر اسے غصّہ تو بہت آیا تھا، مگر بمشکل خود کو قابو کر کے اس نے تنک کر پوچھا تھا۔

" زیادہ مت بولو۔ میری جاہد سے بات کرواؤ۔"، وہ بھی غصّے سے تپ کر بولی تو وہ بڑبڑاتا ہوا ایک کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو وہاں عابر، ہمایوں اور ایک اور نرس موجود تھی۔ نرس تو کچھ ہی سیکنڈز میں ڈرپ لگا کر باہر چلی گئی البتہ بستر پر نیم دراز جاہد ہلکی نقاہت زدہ آواز میں عابر اور ہمایوں سے کچھ کہہ رہا تھا۔

اسے دیکھ کر ہلکا سا مسکرایا تو وہ بھی مسکرا دیا۔ پھر فون تھامے اس کی جانب ہی چلا آیا۔

www.novelsclubb.com

لو اپنی بہن سے بات کرو۔ رو رو کر براحشر کر لیا ہے اس نے۔"، مصطفیٰ اس کے ہاتھ میں موبائل تھماتا عابر کے ساتھ ہی جا کر صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔

جاہد کی شکل دیکھتے ہی زمل کا رونا ایک بار پھر شروع ہو چکا تھا۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔ جاہد نے کچھ نقاہت سے اسے دیکھ کر مسکرا کر سلام کیا تو اس نے ہنوز اسی طرح روتے ہوئے سلام کا جواب دیا۔ کچھ دیر تک وہ اس کے چپ ہو جانے کا انتظار کرتا رہا مگر جب وہ پھر بھی چپ نہیں ہوئی تو وہ بھی ایک دم کھول کر تپتے ہوئے انداز میں بول اٹھا، "میرے مرنے کا سوگ میرے مرنے سے پہلے ہی منا رہی ہو کیا؟"

"بکواس بند کرو اپنی۔"، زمل نے تڑپ کر رونے کے درمیان کہا تو وہ اس کے اس جارحانہ انداز پر مسکرا کر رہ گیا۔ وہ روتی ہوئی سرخ سرخ سی ہوئی، کسی گڑیا کی مانند لگ رہی تھی۔ جاہد کی پسندیدہ گڑیا کی مانند!

"اچھا بس نا۔ دیکھو میری طرف۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔ تم روؤ مت۔"، جاہد نے اسے چپ کرانے کی ایک اور کوشش کی تھی۔ شاید ایک ناکام کوشش!

زمل نے سوں سوں کرتے ہوئے نگاہیں اٹھا کر جاہد کے ہلکے سے مسکراتے ہوئے چہرے کو دیکھا تھا۔ وہ اس حالت میں شدید تکلیف کے باعث بھی کافی مطمئن اور پرسکون سا لگ رہا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

میں بہت ڈر گئی تھی، جاہد۔ میں تمہیں کھونا نہیں چاہتی تھی۔ تم مجھے بہت عزیز ہو۔ بہت زیادہ!"، وہ شدت جذبات سے اچانک ہی کہہ اٹھی تھی۔ جاہد جو کہ اسے نرم نگاہوں سے دیکھتا دھیرے سے مسکرا رہا تھا، یکدم ہی اس کی بھوری آنکھوں میں مزید نرمی گھل گئی۔ وہ اب کے کھل کر مسکرایا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ دیکھو اب تو رونا بند کرو۔ اب تو میں بالکل ٹھیک ہوں نا۔ اتنی جلدی تھوڑی مرتا میں۔ ابھی تو مجھے تمہارے بچوں کو تمہارے بچپن کے قصّے بھی سنانے ہیں۔"، جاہد اسے نرمی سے دیکھتے ہوئے ذرا شرارتی انداز میں مزے سے بولا تو وہ روتے روتے یکدم ہی ہنس پڑی۔ نم نگاہوں کے پار وہ اسے بہت محبت سے دیکھ رہا تھا۔

"ہاں ہاں، بالکل!"، زمل متورم سرخ آنکھوں میں مسکراہٹ لیے جواب میں بولی تو وہ سر جھٹک کر ہلکا سا ہنس دیا۔

"اچھا اب تم رونا تو بند کرو۔ تمہاری طبیعت خراب ہو جائے گی۔"، اب کے جاہد نے کچھ سنجیدگی سے اسے کہا تو وہ سمجھ کر سر ہلاتی ہاتھ کی پشت سے آنسو پونچھنے لگی۔ جاہد اسے ہنوز اسی نرمی سے دیکھے گیا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تم اپنا بہت خیال رکھنا، جاہد۔اور جعفر کا بھی خیال رکھنا۔"،اب کے زمل نے خود کو کافی حد تک کمپوز کر کے کہا تھا۔"اب مجھے جعفر سے بھی بات کرنی ہے۔

مصطفی صوفے سے اٹھ کر فوراً سے آیا تھا اور جاہد کے ہاتھ سے موبائل لے کر برابر والے کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا۔جعفر وہاں داخل تھا۔

۔

آپ تو جلدی آنے والے تھے؟"،خاموش پڑے کمرے میں جعفر کی نقاہت زدہ سی آواز گونجی تھی۔سفید رنگ میں رنگی دیواروں والے کمرے کی ایک جانب دیوار کے ساتھ ایک پلنگ لگا تھا۔جبکہ پلنگ کے بائیں طرف ایک شیشے کی کھڑکی تھی جس کے پار سے کشمیر کے اونچے پہاڑ نظر آ رہے تھے۔

نظر کمرے کے اندر گھمائی جاتی تو پلنگ سے کچھ ہی فاصلے پر ایک کرسی پہ میر ولی شاہ بیٹھا نظر آتا۔بھورے رنگ کا سوئیٹر اور سیاہ پینٹ پہنے، بالوں کو ماتھے پہ بکھیرے،وہ پر کشش نقوش والا جوان آنکھوں میں افسوس لیے، سر جھکا کر نظریں ہلکی سی اٹھا کر جعفر کو دیکھتا ہوا کافی پچھتاوے میں گھرا لگتا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ہسپتال کے بے رنگ سپید لباس میں ملبوس جعفر، پیٹ پہ ڈرپ والا ہاتھ رکھے، گولی لگے پلستر والے ہاتھ کو آگے رکھے، نقاہت سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"آپ نے بہت اچھا کام کیا، میر بھائی۔"، جعفر اسی نقاہت سے بولا تو میر نے ہنوز اسی پوزیشن میں بیٹھے، اسے دیکھ کر افسوس زدہ سی مسکراہٹ سے اسے دیکھا تھا۔

"پھر بھی۔۔۔ میں بہت دیر سے پہنچا۔۔۔ مجھے تم لوگوں کی اس تنظیم کے بارے میں علم ہی نہیں تھا، ورنہ میں بہت پہلے آ چکا ہوتا۔ وہ تو مجھے جہانگیر بھائی نے کچھ دن پہلے ہی بتایا تو میں دبئی سے فوراً پہلی فرصت میں ہی یہاں چلا آیا۔ مرحہ تو آ بھی نہیں سکی۔ ازلان چھوٹا ہے نا ابھی۔"، میر نے تفصیلی جواب دے کر چہرہ اٹھایا تھا۔ اس کی آنکھیں ہلکی نم معلوم ہوتی تھیں۔ چہرہ پر افسردگی چھائی تھی۔

"کیا ہوا ہے آپ کو؟"، جعفر نے اس کی خاموشی اور سنجیدگی شاید نوٹ کر لی تھی، جبھی اچانک ہی پوچھ بیٹھا۔

خاموشی میں گھرے اس کمرے میں ایک گہرا سکوت سا چھا گیا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"پرانی باتوں کو بھلایا نہیں جا سکتا کیا، جعفر؟"، اچانک ہی وہ ٹوٹ کر چہرہ جھکا کر دونوں ہاتھوں میں چھپا گیا تھا۔ جعفر اس کے اس طرح کے ری ایکشن پر یکدم ہی بوکھلا کر سیدھا ہوا تھا اور بمشکل لب دبا کر درد برداشت کر کے سیدھا ہو بیٹھا تھا۔

"میر بھائی، کیا ہوا ہے آپ کو؟"، وہ پریشان ہو گیا تھا۔ وہ بڑے بڑے دشمنوں کے خلاف جانے والا لڑکا چھوٹی چھوٹی باتوں پر یونہی پریشان ہو جایا کرتا تھا۔ وہ بہت نرم دل رکھتا تھا۔

"میں اندر ہی اندر گھلتا جا رہا ہوں، جعفر۔ کسی سے یہ بات شیئر کرنے کی ہمت ہی نہیں ہوتی۔ مگر اب میں تھک گیا ہوں۔ میں اپنی برائی کا اور مقابلہ کرتے کرتے تھک گیا ہوں۔"، وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیا تھا۔ ہتھیلیوں میں چھپا چہرہ آنسوؤں سے بھیگتا جا رہا تھا۔ جعفر پریشانی ار تفکر سے اسے دیکھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کیوں ایسے کہہ رہے ہیں آپ؟"، اسے اب تک اس ری ایکشن کی وجہ ہی سمجھ نہیں آئی تھی۔ وہ چہرے پر تفکر لیے اسے دیکھ رہا تھا۔

"میں نے اپنی وفادار بیوی کی تذلیل کی، اسے دھتکارا، اسے اذیت سے دوچار کیا۔ اسے پل پل تکلیف دی۔۔۔ میں نے اس کا دل ختم کر دیا۔۔۔ میں اپنے فرعونی جنون میں غرق تھا،

WWW.NOVELSCLUBB.COM

FB/INSTA:NOVELSCLUBB

جعفر۔۔۔میں اپنے ہواس میں نہیں تھا۔"، وہ اب کے بولا تو حلق میں درد سا ہونے لگا تھا۔ سر خود بخود شرمندگی سے جھکتا جارہا تھا۔ندامت سی ندامت تھی۔اذیت سی اذیت تھی۔

"میں نے مرحہ کو اتنا تنگ کردیا کہ وہ مجھے چھوڑ کر چلی گئی۔مجھے بھی کوئی فرق نہ پڑا اس کے جانے سے۔میں تو پہلے ہی عیاشیوں میں ڈوبا ہوا تھا۔پیسہ، نشہ، عورتیں۔۔۔سب تھا میرے پاس۔۔۔مگر سکون، وہ مجھے اس کے جانے کے بعد آج تک نصیب نہ ہوا۔"، وہ بولتا جارہا تھا اور جعفر خاموش سامع بنا اسے سن رہا تھا۔میر کی شرمندگی اس کے لہجے،انداز،آواز۔۔۔ہر شے سے عیاں ہورہی تھی۔

"ایک لڑکی تھی،زوبیہ۔اس سے میں نے شادی کا ارادہ تک کرلیا تھا۔دو مہینے میں ہماری شادی تھی۔میں نے ہنی مون تک پلان کرلیا تھا۔۔۔مگر پھر۔۔۔

"مسٹر میر۔۔۔آپ کا اکاؤنٹ بالکل خالی ہے۔"،اس نے ایک بار اپنے بینک اکاؤنٹ میں ایرر آنے کے باعث بینک فون کیا تھا اور آپریٹر کی بات سن کر اسے بہت زوروں کا جھٹکا لگا تھا۔اس کا سر چکرا کر رہ گیا تھا۔اس کے اکاؤنٹ میں پورے ساڑھے آٹھ کروڑ روپے تھے۔اور اب وہاں کچھ بھی نہ تھا۔۔۔اکاؤنٹ بالکل خالی تھا۔

یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں؟ ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟''، وہ بہت زیادہ پریشان ہو گیا تھا۔ وہ تو یکدم ہی آسمان سے گر کے زمین پہ آ گیا تھا۔ ایسا نہیں تھا کہ پیسہ نہیں تھا اس کے پاس۔ پیسہ تو اب بھی بہت تھا۔ مگر اصل جھٹکا اور اصل خالی پن اس دھوکے کی وجہ سے تھا جو اسے زوبیہ غفار نے دیا تھا۔

زوبیہ غفار اس کا بینک اکاؤنٹ لے اڑی تھی۔ اس کا اب کوئی اتا پتا نہ تھا۔ وہ بالکل خالی ہوا، اس پوری رات سڑکوں پہ گھومتا رہا تھا۔ رہ رہ کر رونا آ رہا تھا۔ وہ بہت بری طرح لٹ گیا تھا۔ آج تک اتنا بڑا دھوکا تو اس کے ساتھ کسی نے نہیں کیا تھا۔

وہ ٹوٹ گیا تھا۔ بہت بری طرح بکھر کر ریزہ ریزہ ہو گیا تھا۔ دبئی میں اپنی جاب سے ایک سال) کی لیو لے کر وہ پاکستان واپس آ گیا تھا۔ مرحہ سکندر کی قدر اب ہوئی تھی اس کو۔

تو اب آپ کو کس بات کا دکھ ہے؟''، اس کی ساری بات سن کر جعفر نے نہایت تسلی سے پوچھا تو میر نے چہرہ اٹھا کر متورم سرخ آنکھوں سے اسے دیکھا تھا۔

میں اپنا ماضی مٹا دینا چاہتا ہوں۔ کاش میں نے کبھی یہ سب کیا ہی نہ ہوتا۔ کاش میں مرحہ سے ویسے ہی وفادار رہا ہوتا جیسے وہ مجھ سے تھی۔ میں گھٹ رہا ہوں، جعفر۔''، وہ بہتے آنسوؤں اور دکھتے گلے کے ساتھ بولا تو جعفر نے ایک گہرا سانس لے کر اسے نرمی سے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

”آپ جانتے ہیں، بھائی؟ انسان کو اپنا ماضی اپنے حال کے ساتھ ہی قبول کرنا ہوتا ہے۔ حال کو قبول کر کے ماضی کو چھوڑا نہیں جا سکتا۔ سکون بھی اسی قبولیت کا ایک نام ہے۔ جب انسان ماضی کو قبول کر لیتا ہے، تو وہ اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کو بھی قبول کر لیتا ہے۔ اس پر نادم ہو جاتا ہے۔ اور جو انسان اپنے عیوب کو قبول کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو، پھر اپنی غلطیاں سدھارتا بھی ہو، وہ سب سے زیادہ سکون میں رہتا ہے۔“ جعفر صادق نرمی سے کہتا جا رہا تھا اور میر نم آنکھوں کے ساتھ چپ چاپ، دم سادھے اسے سن رہا تھا۔

”آپ نے مرحہ پھپھو سے معافی مانگی؟“ اچانک ہی جعفر نے پوچھا تو میر نے بے ساختہ ہی سر نفی میں ہلا دیا۔ اس نے معافی مانگی تھی، مگر شاید وہ خود بھی جانتا تھا کہ وہ معافی اس کی غلطیوں کے آگے بہت چھوٹی پڑ گئی تھی۔ جعفر سر ہلا کر مسکرا دیا تھا۔

”اوکے۔۔۔ آپ ایسا کریں کہ ایک بار پھر جا کر ان سے دل سے معافی مانگیں۔ سوچ لیں کہ یہ آپ کی بے سکونی سے نجات ہو گی، سمجھے؟“ اسی نرم لہجے میں کہتا وہ اس وقت کوئی انیس سالہ لڑکا نہیں، بلکہ بڑا بزرگ لگ رہا تھا جس نے زندگی کی اونچ نیچ دیکھ اور پرکھ رکھی ہو۔

”تھینک یو، جعفر۔ تم بہت اچھے ہو۔“ میر کہہ کر آگے بڑھا تھا اور اس کا بازو ہلکا سا تھپکتا ہوا ابھی اٹھ کر کھڑا ہوا ہی تھا کہ دروازہ کھلا تھا اور مصطفی ہاتھ میں موبائل تھامے اندر داخل ہوا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

میر اسے دیکھ کر سر کے خفیف سے اشارے سے سلام کرتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر جا چکا تھا۔ مصطفیٰ نرمی سے اسے دیکھتا اس کے قریب ہی چلا آیا تھا۔اس کو موبائل دے کر وہ وہیں کچھ فاصلے پر کھڑا ہو گیا تھا۔

السلام علیکم آپی۔"، اسکرین پہ زمل کے چہرے کو دیکھ کر وہ اپنے ازلی نرم لہجے میں ہولے سے مسکرا کر بولا تو زمل نے بے اختیار لب دبا کر اپنی سسکی روکی۔آنکھیں پھر سے چھلکنے لگی تھیں۔اس کو دیکھ کر مصطفیٰ نے فوراً ہی جعفر کے ہاتھ سے جھپٹنے کے سے انداز میں موبائل لیا تھا اور کڑی تیوریوں سے اسے دیکھا تھا جو رونے کی ہی تیاری کر رہی تھی۔

خبردار! اب اگر تم روئی تو میں فون کاٹ دوں گا۔۔۔اور پھر دو دن تک فون بھی نہیں کروں گا۔"، وہ غصّے سے کہنے لگا تو وہ سرعت سے سر ہلاتی اچھے بچوں کی طرح آنکھیں رگڑنے لگی۔

جعفر، تم کیسے ہو؟"، اب کے وہ پریشانی سے اسے دیکھتی پوچھ رہی تھی۔ جعفر نرمی سے اسے بتانے لگا کہ وہ بالکل ٹھیک ہے اور اسے فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔کوئی مسئلے کی بات نہیں ہے۔کیسی تھی نا یہ زمل جہانگیر! یوں تو بڑی بڑی باتیں سہہ جایا کرتی تھی۔اور پھر

www.novelsclubb.com

کبھی کبھی یونہی دوسروں کے لیے آنسو بہانا شروع کر دیا کرتی تھی۔ مصطفی سر جھٹک کر دھیرے سے مسکرا دیا تھا۔

دو ہفتوں بعد۔۔۔

پچھلے دو ہفتے وہ سب کشمیر میں ہی رہے تھے۔ نئی قومیت تھی۔ نئی حکومت تھی۔ بہت سے معاملات تھے جو سلجھانے باقی تھے۔ان سب کے زخموں کی حالتیں بھی اب پہلے سے کافی بہتر تھیں۔ قصر شاہ میں ان کے آنے کی تیاریاں بہت زور و شور سے جاری تھیں۔

زمل کمرے میں سنگھار میز کے سامنے کھڑی اپنا حجاب باندھ رہی تھی۔اس کا چہرہ جامنی حجاب کے ہالے میں دمک رہا تھا۔ حجاب باندھ کر ایک مسکراتی نظر خود کو دیکھنے کے بعد اس نے پیچھے مڑ کر بیڈ پہ ملتے اس ننھے وجود کو دیکھا جو چار دن پہلے ہی اس دنیا میں آیا تھا۔ چار دن پہلے عبداللہ پیدا ہوا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

وہ سفید مخملی چادر کے اندر لپٹا ننھا سا ہلتا جلتا وجود اپنے اندر مصطفی صالح اور زمل مصطفی کی جان لیے ہوئے تھا۔اس کی پیدائش کے وقت مصطفی یہاں موجود نہیں تھا۔اس نے آنے کی پوری کوشش کی تھی مگر بہت سے مسائل تھے جن کے باعث وہ آنے سے قاصر رہا تھا۔وہ بیڈ پہ لیٹا عبداللہ بالکل مصطفی ہی کی کاپی تھا۔ہلکی بھوری سنہری سی آنکھیں اور سیاہ بال۔۔۔مصطفی ہی کی جیسی سپید رنگت۔۔۔وہ مصطفی صالح ہی کا بیٹا تھا۔۔۔بالکل اس کے جیسا ہی!

زمل نے اسے بانہوں میں بھر کر نرمی سے چہرہ جھکا کر اس کا گال چوما تھا، پھر اسے گود میں اٹھائے ہی باہر چلی آئی تھی۔کچن میں فجر اور عنیزہ ملازمین کے ساتھ کھانے کے انتظامات دیکھنے میں مصروف تھیں۔

"ارے تم کیوں آگئیں؟"،اسے کچن کے دروازے سے اندر آتے دیکھ کر عنیزہ فوراً سے قریب آتے ہوئے ڈپٹنے لگی تھیں۔"جاؤ جا کر کمرے میں آرام کرو۔اور دیکھو تو۔۔۔اسے بھی لے آئی ہو۔"،کہتے ہوئے انہوں نے ذرا سا چہرہ جھکا کر نرمی سے انگلی سے عبداللہ کے گال کو چھوا۔وہ کسی روئی کے گالے سے بھی زیادہ نرم و نازک سا تھا۔

ان کے کہنے پر وہ واپس کمرے میں ہی چلی آئی تھی۔انتظار مشکل ہوتا ہے۔۔۔بہت زیادہ!اور آج زمل مصطفی کو اس بات کا اندازہ بخوبی ہو گیا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

۔

وہ سب گھر میں داخل ہوئے تو ان کے استقبال کے لیے گھر کے تمام افراد ہی داخلی دروازے پہ موجود تھے۔سب لوگ ہی فوراً ان سب کی جانب لپکے تھے۔جبکہ اتنے بڑے ہجوم میں بھی زمل کو نہ پاکر مصطفیٰ دھیرے سے عنیزہ سے معذرت کرتا اپنے کمرے کی اور بھاگا تھا۔اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں تھی۔

چہرے سے مسکراہٹ جدا ہی نہیں ہو رہی تھی۔وہ بھاگا بھاگا کمرے کی جانب جا رہا تھا۔کمرے تک پہنچ کر دروازے کا ہینڈل گھما کر وہ اندر داخل ہوا تو ایک دلفریب سی مسکراہٹ نے اس کے لبوں کا احاطہ کر لیا۔سامنے زمل بیڈ پہ بیٹھی جھک کر عبداللہ کے ساتھ کھیل رہی تھی۔

کچھ پل وہ بہت ہی بے یقینی آنکھوں میں سموئے ساکت سا دونوں کو دیکھتا رہا۔یقین آ ہی نہیں رہا تھا کہ اس کی بھی کبھی ایسی ہیپی فیملی ہو سکتی ہے۔وہ آنکھوں میں خوشی کی نمی لیے دروازے کی چوکھٹ تھامے کھڑا رہا تھا۔کسی احساس کے تحت زمل نے ہنوز جھکے جھکے ہی چہرہ موڑ کر اسے دیکھا تو آنکھوں میں یکدم ہی بہت سے آنسو امڈ آئے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

مصطفی اسے دیکھتا، چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا،ان کی جانب آیا۔۔۔بیڈ تک پہنچ کر اس کے سامنے ہی آرام سے بیٹھا اور ان دونوں کو دیکھے گیا۔اس کی نظریں کبھی زمل کی جانب اٹھتیں تو کبھی عبداللہ کی جانب۔وہ اپنے احساسات کو قابو نہیں کر پا رہا تھا۔کچھ آگے کو ہو کر اس نے جھک کر نرمی سے عبداللہ کا گال پہلی بار چوما۔وہ احساس بہت قیمتی تھا۔وہ لمحہ بہت قیمتی تھا۔ سرشاری سی سرشاری تھی۔زندگی اب مکمل سی محسوس ہو رہی تھی۔

کچھ دیر بعد ہی دروازہ کھٹکھٹا کر جاہد اور عابر اندر داخل ہوئے تھے۔عابر تیزی سے، جبکہ جاہد چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا ان کی طرف بڑھا تھا۔عابر سے مل کر اس نے جونہی جاہد کو دیکھا تو آنکھوں میں نمی سی چھلکی تھی۔وہ آنکھوں میں نمی لیے اس کی جانب بڑھی تھی اور زور سے اس کے گلے سے آلگی تھی۔

www.novelsclubb.com

اب کے جاہد مسکرا کر اس کا سر تھپتھپا رہا تھا اور وہ روتی جا رہی تھی۔سسکیوں اور ہچکیوں سے۔ زمل کو ہمیشہ لگا کرتا تھا کہ وہ اس دنیا میں سب سے زیادہ عابر سے پیار کرتی ہے۔عابر میں اس کی جان قید ہے۔

مگران گزرے دنوں اور اس رات کے بعد زمل کو اندازہ ہو گیا تھا کہ زمل مصطفیٰ کی زندگی میں جاہد جہانگیر کی بہت اہمیت تھی۔ اس کے بغیر تو زمل کا سانس اٹکنے لگتا تھا۔ بلکہ اس رات کے بعد تو عابر جہانگیر کو بھی اندازہ ہو گیا تھا کہ عابر کو جاہد اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے۔

زمل اس کے گلے لگی رو رہی تھی اور وہ نہایت نرمی سے اس کا سر تھپتھپا رہا تھا۔ اس لڑکی میں اس کی جان بستی تھی اور اس بات کا اعتراف تو وہ کافی پہلے ہی کر چکا تھا۔ خود سے دور کرتے ہوئے اس نے نرمی سے ذرا جھک کر زمل کے آنسو پونچھتے ہوئے اس کا ماتھا چوما تھا اور پھر اس کے بال سہلائے۔

"رونا بند کرو اب، جلدی سے۔ اب ہم یہاں آگئے ہیں نا۔"، جاہد نرمی سے کہتا ساتھ ساتھ اس کے آنسو بھی پونچھتا جا رہا تھا۔ پھر اسے شانوں سے تھامے وہ پلنگ کی جانب بڑھا تھا جہاں عابر عبداللہ کو پیار کرنے میں مصروف تھا۔ جاہد دھیرے سے پلنگ پر عبداللہ کے ساتھ ہی بیٹھا تھا اور جھک کر اس کا گال چوما۔ عابر بھی کھڑے ہو کر زمل تک آیا تھا اور اسے شانے سے لگا کر مسکرا کر عبداللہ کو دیکھنے لگا تھا۔

"بہت پیارا ہے ماشاءاللہ سے تمہارا بیٹا۔"، عابر نے پیار سے کہا تھا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اپنے بابا پہ گیا ہے نا۔"،اس کی بات سن کر جاہد کے مقابل بیٹھے مصطفی نے چہک کر کہا تو "جاہد نے ناک بھوں چڑھا کر چہرہ اٹھا کر اسے غصّے سے دیکھا تھا۔

بابا کون سے بہت پیارے ہیں؟ میرا بھانجا تو اپنے ماموں پہ گیا ہے۔"، جاہد نے کچھ تپے "ہوئے انداز میں کہا تو عابر نے بے اختیار ہی آگے بڑھ کر اس کا شانہ تھپکا۔

تو آخر تم نے مان ہی لیا کہ یہ مجھ پر گیا ہے۔۔۔بہت شکریہ میرے بھائی۔"، عابر نے سمجھتے "ہوئے سر ہلا کر فخر سے کہا تو جاہد نے بے ساختہ اس کا ہاتھ شانے پر سے جھٹکا۔ آیا بڑا، حسن کا دیو۔ !یہ اتنا پیارا بچہ اس جیسا ہو ہی نہ جائے کہیں

نو آرگیومنٹس، پلیز۔ میرا بے بی ڈسٹرب ہو رہا ہے۔ اور ویسے بھی، یہ آپ میں سے کسی پر "نہیں گیا۔۔۔ یہ تو میرے شوہر پر گیا ہے۔"، جبھی ان کی بات چیت کے درمیان مداخلت کرتے ہوئے زمل نے مزے سے کہا تو مصطفی نے اسے جیسے فخر سے دیکھا تھا کہ لو، دیکھو۔ یہ ہے میری !بیوی

جبکہ عابر اور جاہد کا تو منہ کھلا کا کھلا ہی رہ گیا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

”ساجن جی کی ہوتے ہی تم تو ہمیں بھول ہی گئیں۔“ شاک کے مارے عابر نے کہا تو جاہد نے بھی تائیدی انداز میں سر ہلایا۔

”تو تم بھی اپنی ساجنیہ کے ہو جانا نا۔“ زمل نے شانے جھٹک کر کہا تو عابر کا تو اور ہی منہ کھل گیا۔

”ویٹ آمنٹ۔ تم اپنے ساجن کی۔۔۔ یہ اپنی ساجنیہ کا۔۔۔ میں کہاں جاؤں گا؟“ جاہد نے تڑپ کر کہا تو مصطفی نے بھی ہمدردی سے اس کا شانہ تھپتھپایا۔

”تمہارے لیے بھی کوئی ساجنیہ ڈھونڈیں ہم؟“ زمل نے مزے سے کہا تو جاہد کے اداس چہرے پہ خوشی کے آثار نمودار ہوئے۔ باچھیں فورا کھل گئیں۔

”ہاں ہاں کیوں نہیں! ویسے بھی اٹھارہ سال کا تو ہو چکا ہوں میں۔۔۔اور انیس سال کا ہو جاؤں گا ابھی۔اس سال یونیورسٹی بھی جاؤں گا۔“ جاہد نے فوراً ہی ہامی بھری تھی جیسے وہ تو بیچارہ ترسا ہوا تیار ہی بیٹھا ہو۔

”بلکہ میں تو کہتی ہوں کہ ساجنیہ ڈھونڈنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ساجنیہ گھر میں ہی موجود ہے۔“ فجر کے ساتھ ہی کمرے میں داخل ہوتی حیات نے مزے سے کہا تو سب نے اس

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کی جانب حیرت سے دیکھا۔ جبکہ صرف جاہد تھا جس نے کافی معنی خیزی سے اسے دیکھ کر آنکھیں مٹکائی تھیں۔ حیات اسے مکمل اگنور کرتی آگے بڑھ آئی تھی۔

"ساجنیہ گھر میں ہے؟ وہ کون ہے؟"، سب نے ایک آواز ہو کر حیرت سے پوچھا تھا۔

"جاہد کا پرفیکٹ کپل تو صرف اور صرف بشیرہ جی کے ساتھ ہی ہو سکتا ہے۔"، یہ کہنے کی دیر تھی اور سب کا بلند قہقہہ کمرے میں گونجا تھا۔ بشیرہ ان کے گھر میں کام کرنے والی ایک آنٹی تھیں۔ جاہد کی ان سے شروع سے ہی بہت لگتی رہتی تھی۔ اس نے حیات کو دیکھ کر خفگی سے اسے گھورا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"یہاں کوئی میرا اپنا نہیں ہے۔ یہ دنیا بہت پرائی ہے۔"، وہ روہانسا ہو کر کہنے لگا تو ایک اور بلند قہقہہ ابھرا۔ وہ خفگی سے سر جھٹکتا دیوار کے ساتھ جا کر ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا تھا۔ خفا خفا سی آنکھیں اب ان سب کی مستیاں دیکھ رہی تھیں۔ ماتھے کی شکنیں ڈھیلی پڑ کر غائب ہوتی گئی تھیں۔ وہ ہولے سے مسکرا دیا تھا۔

کتنا مکمل لگتا تھا نا یہ گھر! یہ خاندان! یہ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ! مسکراہٹ اس کے لبوں پر سے جدا ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کچھ ہی دیر بعد حیات اس کے ساتھ آ کے کھڑی ہوئی اور چہرہ موڑ کر یونہی اس کو دیکھا تو بے ساختہ ہی جاہد اور اپنی پہلی ملاقات یاد آئی تھی۔ کتنا چھوٹا تھا نا وہ تب۔۔۔اور اب وہ عابر سے صرف ایک دو انچ ہی چھوٹا تھا۔اب کا جاہد تب کے جاہد سے بہت مختلف تھا، ظاہری طور پر بھی اور جسمانی طور پر بھی، مگر فطری طور پر وہ اب بھی ویسا ہی تھا۔سب کو ہنسانے والا، مذاق کرنے والا، رونق جمانے والا۔۔۔

حیات کی نظریں تھیں یا کیا، جاہد نے بے اختیار ہی چہرہ موڑ کر اسے دیکھا تو اسے خود کو ہی دیکھتا پایا۔ہاتھ فضا میں اٹھا کر اس کی نظروں کے سامنے چٹکی بجائی تو وہ سر جھٹک کر سامنے موڑے باقی سب کو دیکھنے لگی۔

کیا میں اتنا ہینڈ سم ہو گیا ہوں؟"، جاہد نے مسکرا کر آنکھوں میں شریر سا تاثر لیے پوچھا تھا۔" ابرو بھی اٹھا رکھی تھی۔حیات نے آہستہ سے سر اس کی جانب موڑا اور آنکھیں اس کے چہرے پہ جمائیں۔

پتا ہے؟ میں بہت روئی تھی جب تمہیں اور جعفر کو گولی لگی تھی۔"، اس نے دھیرے سے" اسے دیکھتے ہوئے کہا تو وہ ہولے سے مسکرا دیا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تو تم میرے لیے روئی تھی، ہاں؟"، اس نے مزے سے ابرو اچکا کر پوچھا تو وہ ہنوز اسی طرح اسے دیکھتے ہوئے سر اثبات میں ہلانے لگی۔

مگر تم نے مجھے بتانے میں دیر کر دی۔۔۔اب تو میری ساجنیہ گھر آنے والی ہے۔ تم پہلے بتا دیتیں تو عابر بھائی اور فجر آپی کے ولیمے کے ساتھ ساتھ تمہاری اور اپنی منگنی بھی کروا دیتا۔"، وہ شوخ لہجہ میں کہہ رہا تھا۔حیات نے انہیں نظروں سے اسے دیکھا، اور پھر چہرہ موڑ لیا۔جاہد کو اس کی آنکھوں میں ہلکی سی نمی نظر آئی تھی۔بے اختیار ہی اس کی آنکھوں میں تفکر ابھرا تھا۔

اچھا تم روؤ تو مت۔۔۔میں جانتا ہوں کہ تم مجھے بہت پسند کرتی ہو۔"، حیات نے منہ موڑ کر اسے دیکھا تو وہ پھر بھی کہنا جاری رکھے گیا۔"میں نے بابا سے بات کی ہے کہ عابر بھائی کے ولیمے پہ ہم دونوں کی منگنی بھی کر دیں۔"، اس نے بہت آرام اور مزے سے حیات کے سر پہ بم پھوڑا تھا۔وہ شاک میں گھری بے یقین نظروں سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

تم نے بابا سے یہ کہا ہے؟"، وہ بہت حیرانی سے پوچھ رہی تھی۔"

ہاں تو اور کیا؟"، جاہد نے مزے سے ایک شان سے کہتے ہوئے شانوں پہ سے ان دیکھی گرد جھاڑی تھی۔

www.novelsclubb.com

حد ہوتی ہے ویسے۔" وہ خفگی سے کہتی سر موڑ گئی تھی۔"

"لو۔اس میں حد کی کیا بات ہے؟ کچھ ایسا ویسا تھوڑی کہا ہے میں نے۔ تم مجھ سے دو مہینے بڑی ہو تو کیا ہوا؟ مجھے اس بات سے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔" وہ مزے سے مسکرا کر کہنے لگا۔بے نیازی ہی بے نیازی تھی!

"بہت بڑا احسان ہے آپ کا مجھ پہ۔۔۔ بڑی مہربانی۔" وہ طنزیہ انداز میں کہہ رہی تھی مگر وہ جاہد ہی کہاں جس پہ کوئی اثر ہو جائے؟

"اٹینشن ایوری ون۔" جبھی یکدم ہی جاہد سیدھا ہوتے ہوئے باآواز بلند بولا تو وہ جو سب باتیں کر رہے تھے، ٹھہر کر اسے دیکھنے لگے۔

"میرے داداسائیں سکندر شاہ کا فیصلہ ہے کہ میرے بھائی عابر کا اس اتوار کو ولیمہ ہے۔" وہ بہت پر اعتماد انداز میں بول رہا تھا۔کیا انداز بے نیازی تھا۔

عابر اور فجر سب سے مبارکبادیں وصول کرنے لگے تو اس نے تڑپ کر سب کو دیکھا۔مطلب بات بھی پوری نہیں سنی گئی؟ حد ہے نظر انداز کرنے کی بھی!

ایک زوردار تالی مار کر اس نے سب کو اپنی جانب متوجہ کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اصل بات تو سن لیں۔"، وہ خفگی سے بولا ہی تھا کہ اسی پل جعفر بھی کمرے میں داخل ہوا تھا۔

"رک جاؤ، بھائی۔ میرے سامنے بولنا۔ مجھے سب کاری ایکشن دیکھنا ہے۔"، جعفر ایکسائٹمنٹ سے کہتا ہوا جاہد کے ساتھ ہی جا کر کھڑا ہو گیا تھا۔

ولیمے کی تقریب کے ساتھ ہی جاہد جہانگیر اور حیات حفیظ شاہ کی منگنی کی رسم بھی کر دی جائے گی۔"، وہ بولا تو اس نے سب کے چہروں کو واضح طور پر تاثرات بدلتے دیکھا۔ پہلے نا سمجھی، پھر بے یقینی اور پھر آخر کار جوش۔ یقین آ جانے پر سب سے پہلے مصطفیٰ ہی جوش سے اٹھ کر اس کی طرف آ کر اس کے گلے لگا تھا اور اسے مبارکباد دی تھی۔

فجر اور زمل بھی اب حیات کو گلے لگائے پیار کر رہی تھیں۔ خوشی تھی! سکون تھا! پیار تھا! وہ سب ایک دوسرے کے ساتھ تھے۔۔۔ اور کیا چاہیئے تھا؟

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اتوار کا دن تھا۔ بلکہ رات تھی۔ آج عابر اور فجر کا ولیمہ تھا۔ سردی تو ویسی ہی بڑھی ہوئی تھی پر شادی کے فنکشن پر معمول کی طرح، کون سی سردی؟ کیسی سردی؟

سلور کلر کے لہنگے کے ساتھ سلور ہی دوپٹہ سر اور کاندھوں پہ سیٹ کیے، فجر بہت حسین لگ رہی تھی۔ ولیمے کے فنکشن کے حساب سے کیے گئے میک اپ اور ہلکی جیولری پہنے وہ شان سے سر اٹھا کر اسٹیج پہ عابر کے برابر بیٹھی اسے ہلکا سا جھک کر کچھ کہہ رہی تھی۔ اور وہ مسکرا کر اس کی بات کا جواب دے رہا تھا۔ عابر بھی سرمئی ڈنر سوٹ میں ملبوس، بالوں کو پیچھے کو سیٹ کیے، بہت جاذب نظر آ رہا تھا۔

ابھی کچھ دیر پہلے ہی جاہد اور حیات کی منگنی کی رسم ہوئی تھی جس پہ وہ سب ہی بہت خوش تھے۔ اس وقت وہ دونوں جعفر کے ساتھ میز کے گرد بیٹھے ایک دوسرے سے بحث کرنے میں مصروف تھے۔

ہاں تو تم کیوں گئے تھے؟ خود گئے تھے جہاد کرنے۔۔۔ پھر اپنی ہی غلطی کی وجہ سے گولی لگی تھی۔۔۔ تو مجھے کیوں باتیں سنا رہے ہو؟"، سرمئی رنگ کا کام والا جوڑا پہنے، بالوں کو پشت پہ کھلا چھوڑے، وہ ہلکے پھلکے میک اپ کے ساتھ بہت پیاری لگ رہی تھی۔ البتہ فی الوقت منہ پھلا رکھا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ہائے میرے اللہ، جھوٹی۔ ”، وہ تڑپ کر بول پڑا تھا۔ سیاہ ڈنر سوٹ پہنے، بالوں کو سلیقے سے “ جمائے، وہ بہت ہی حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا۔ ”خود کہہ رہی تھی مجھے کہ گھر کے سارے مرد جا رہے ہیں، میں ڈرتا ہوں جو نہیں جا رہا۔۔۔“ وہ باقاعدہ کانوں کو چھوتے ہوئے بول پڑا تھا۔

!توبہ ہے بھئی۔ بھری پڑی ہے دنیا جھوٹے لوگوں سے

ہاں اور پھر جاہد کی غیرت جاگی۔ ”، جعفر نے مزے سے اس کی ساری بات کے جواب میں “ بولا تو حیات کھلکھلا کر ہنس پڑی، پھر ٹھوڑی تلے ہتھیلی رکھ کر مزے سے جاہد کو دیکھا۔ ”اور پھر انا جاگی۔۔۔ اور جاہد صاحب بغیر جیکٹ کے میدان میں اتر گئے، کیوں؟“، جعفر نے کہنے کے بعد مسکرا کر تائید کے لیے جاہد کو دیکھا تھا۔

میرا کوئی نہیں ہے اس دنیا میں۔ صرف اللہ ہے میرا۔ میں اپنے اللہ سے تم دونوں کی شکایت “ کروں گا کہ تم مجھے بہت تنگ کرتے ہو۔ ”، وہ غصّے اور نروٹھے پن سے کہتا پیر پٹخ کر اٹھا اور دھپ دھپ کرتا ابھی چند ہی قدم آگے بڑھا تھا کہ وہ پیچھے سے بول پڑے تھے۔

”ارے اینتابھ بچن کے دوسرے بھائی، بیٹھ جا۔ “

”اوہ سستی فلاپ فلم۔۔۔ اتنے سینٹی نہ ہو۔ “

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اور یہ اعیتا بھی بچن کا دوسرا بھائی اسی نروٹھے انداز سے مڑ کر واپس آکر اپنی جگہ پہ دھپ سے بیٹھ کر "ہونہہ" کر کے رخ موڑ گیا تھا۔ حیات اور جعفر کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

ان سے کچھ ہی فاصلے پر زمل اور مصطفی کھڑے لوگوں سے مبارکبادیں وصول کر رہے تھے۔ مصطفی تو بیٹے کی پیدائش کے ساتھ ساتھ جہاد کی کامیابی پر بھی مبارکباد لے رہا تھا۔ چھوٹے سے عبداللہ کو گود میں اٹھائے، وہ زمل کے ہمراہ بہت خوش اور مطمئن لگ رہا تھا۔

جامنی رنگ کی ساڑھی کے اوپر ہم رنگ اسکارف پہنے، وہ ہلکے پھلکے میک اپ کے ساتھ بہت حسین لگ رہی تھی۔۔۔بقول مصطفی، ہمیشہ کی طرح!

وہ بھی سفید ڈنر سوٹ پہنے، سیاہ بالوں کو سلیقے سے جمائے ہمیشہ کی ہی طرح ہینڈسم اور پرکشش لگ رہا تھا۔ نگاہیں اس کی جانب اٹھیں تو پھر جھکنا بھول ہی جائیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

مقصد کے ساتھ ساتھ زندگی بھی مکمل ہوگئی تھی۔ محبت بھی حاصل ہوگئی تھی۔اللہ کے حضور سرشاری بھی حاصل ہوگئی تھی۔ کشمیر کو آزادی بھی حاصل ہوگئی تھی۔۔۔وہ کیسے خوش نہ ہوتا؟

ایک مہینے بعد وہ ہمیشہ کے لیے کشمیر شفٹ ہو رہا تھا۔وہ جس کے لیے اتنی محنت کی تھی،اس میں رہنے کا حق تو بنتا تھا نا پھر ؟ کشمیر میں بھی باقاعدہ طور پر جمہوری الیکشن شروع ہوگئے تھے۔ جعفر بھی ان کے ساتھ ہی جا رہا تھا۔زندگی مکمل سی لگنے لگی تھی۔

ہمایوں واپس کینیڈا جا رہا تھا۔اس کا ارادہ اب اپنے والد کے بزنس کو آگے بڑھانے کا تھا۔عزین، جس نے آج تک کوئی ڈھنگ کا کام نہ کیا تھا، آج اپنی ماں اور مرحوم باپ اور بھائی کے ساتھ ساتھ رب کے حضور بھی سرشار ہوگیا تھا۔ کبھی کبھی ہمیں جن سے امید نہیں ہوتی، وہ ہی لوگ بہت کچھ کر جاتے ہیں۔عزین عباس بھی انہی میں سے ایک تھا۔سب کی کہانی کا کوئی نا کوئی پہلو برا تھا تو اس مجاز نے اسے بھی اچھا بنا دیا تھا۔سب کی زندگی بہتر ہوگئی تھی۔۔۔یا پھر بہتر ہو رہی تھی!

ختم شد!

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"قسوۃ" کے متعلق کچھ اہم چیزیں تھیں جو میں بتانا چاہتی تھی۔ بہت سے لوگ کہانی پڑھ کر یہ ضرور سوچیں گے کہ کشمیر کو آزاد ہوتے ہوئے دکھانا ایک ناممکن سی چیز ہے۔ ان لوگوں کے لیے میں یہ کہنا چاہوں گی کہ دنیا میں کچھ بھی ناممکن نہیں ہوتا۔ جس طرح ایک بار پہلے ہمارے مجاہدین نے آزاد کشمیر کو آزاد کروایا تھا، بالکل اسی طرح ایک بار پھر اسے آزاد کروانا بھی ممکن ہے۔۔۔ اور بالکل ممکن ہے!

اس کے علاوہ دوسری بات یہ ہے کہ یہ کہانی صرف کشمیر کی نہیں ہے۔ اس کہانی کو لکھنا میں نے تب شروع کیا تھا جب فلسطین میں مظالم بڑھتے چلے جارہے تھے۔ میرے لیے یہ بات ناقابل قبول تھی کہ کیسے ہم اتنی بڑی قوم ہو کر بھی کچھ نہیں کر سکتے۔ ان دنوں میں یہ ساری اسٹریٹجیز سوچتی تھی۔۔۔ اور یہ بھی سوچتی تھی کہ اگر ان سب باتوں پر عمل کر لیا جائے تو شاید کچھ ہو جائے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ایک تیسری اور آخری بات یہ کہ ''قسوۃ'' صرف کشمیر کے مظالم کی ہی نہیں، بلکہ ہر طرح کے ظلموں کی کہانی ہے۔ ہمارے ارد گرد ہوتے ظلم جنہیں ہم کوئی ظلم نہیں سمجھتے۔۔۔ کسی کی تحقیر کرنا، ہم سفر کو اذیت پہنچانا، پل پل تڑپانا، کسی سے اس کی اولاد کو چھیننا، اپنی اولاد کو خود سے دور کرنا، قطع تعلقی کرنا، دوسروں کی زندگی کے فیصلے خود کرنا، اور ان سب سے بالاتر، اپنے ایمان کو ضائع کرنا بھی ''قسوۃ'' میں ہی شامل کیا جاتا ہے۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842